باسمہٖ تعالیٰ

نیند اور خواب

SLEEP AND DREAM

کے احکام وآداب

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیند اور خواب

SLEEP AND DREAM

کے احکام وآداب

سونے، جاگنے اور خواب کے مسنون ومدلّل احکام وآداب

نینداور موت میں مشابہت، اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک ہونا، نیند کا عبات وضرورت ہونا، رات ودن کی عظمت واہمیت، سونے، جاگنے کے لئے رات ودن کی فطری تقسیم، رات کی اہمیت، سونے، لیٹنے اور رات کے احکام وآداب، رات کی عبادت کی فضیلت واہمیت، سوکر اُٹھنے کے احکام وآداب، نماز کے وقت سونا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا، صبح وشام کے مسنون اذکار ودعائیں، نیند سے وضو ٹوٹنے اور نیند میں احتلام کے احکام۔

خواب کے احکام وآداب، خواب کی اقسام وانواع، انبیائے کرام اور صالح مومن کے خواب کی حیثیت، خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال، جھوٹا خواب بیان کرنے اور خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم، استخارہ میں خواب نظر آنے کی حیثیت، نبی ﷺ کے پاکیزہ خواب، دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات، صحابۂ کرام کے مبارک خواب۔

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: نیند اور خواب کے احکام وآداب

مُصنِّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ ستمبر 2013ء

صفحات: ۶۷۲

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270
ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔فون: 042-37353255
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929
ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020
مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559
مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔فون: 0321-5180613
ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513
مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856
کتب خانہ شمسیہ، نزد اپری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929
مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130
تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634
مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701
مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919
اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451
مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536
الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248

فہرست

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

عاقل انسان کی ایک حالت وہ ہوتی، جس میں اسے اچھا اور بُرا کام کرنے کی تمیز اور اختیار ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے عاقل، بالغ انسان اس حالت میں عام شرعی احکام کا مکلّف اور پابند ہوتا ہے، اس حالت کو بیداری اور جاگنے کی حالت کہا جاتا ہے۔

اور دوسری حالت وہ ہوتی ہے، جس میں اسے اچھا اور برا کام کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے وہ اس حالت میں عموماً شرعی احکام کا مکلّف اور پابند نہیں ہوتا، اس حالت کو نینداور خواب کی حالت کہا جاتا ہے، اور کوئی بھی انسان بلکہ جانور ایسا نہیں کہ جسے اپنی زندگی میں نیند اور بیداری کی دونوں حالتوں سے گزرنا نہ پڑتا ہو، اگرچہ نینداور بیداری کی حالت کی نوعیت اور اس کا طریقۂ کار ہر مخلوق کا دوسرے سے کچھ مختلف ضرور ہوسکتا ہے، تاہم اس بات پر عقلاء، حکماء اور اطباء کا اتفاق ہے کہ جس طرح انسان اور جانور کو جاگنے اور بیداری کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح نیند کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اور قدرت کی طرف سے بھی دن اور رات کی حالتیں ان دونوں تقاضوں کو پورا کرنے کی مناسبت سے پیدا کی گئی ہیں، چنانچہ دن کی حالت عادتاً اور فطرتاً بیداری کی حالت سے مناسبت رکھتی ہے، اور رات کی حالت نیند کی حالت سے مناسبت رکھتی ہے۔

طبی اعتبار سے جاگنے کی حالت، حرکت کی حالت کہلاتی ہے، اور نیند کی حالت، سکون کی حالت کہلاتی ہے، اور حرکت اور سکون کی دونوں حالتیں ایک دوسرے کے برعکس حالتیں ہیں، اسی طرح نینداور بیداری کی حالتیں بھی ایک دوسرے کے برعکس حالتیں ہیں۔

سائنسی اعتبار سے انسانی صحت وتن درستی بلکہ زندگی وحیات قائم وباقی رکھنے کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں، ان میں نیندو بیداری یعنی سونا اور جاگنا چوٹی کی چیزوں میں سے ہے۔

انسانی جسم کے لئے جسم کو حرکت وسکون دینا ضروری ہے اور جاگنے و بیداری کی حالت میں جسم کو حرکت ہوتی رہتی ہے، اور نیند وسونے کے وقت سکون حاصل ہوتا ہے، حرکت سے حرارت

(وگرمی) پیدا ہوتی ہےاورسکون سے برودت (وسردی) اس لئے جب انسان سوتا ہےتو جسم میں تری اور سردی کے اثرات بڑھ جاتے ہیں،بیرونی اعضاء ٹھنڈے ہوجاتے ہیں،اوراسی وجہ سے نیند میں کپڑا وغیرہ اوڑھنے کی ضرورت ایسے شخص کو بھی محسوس ہوتی ہے جسے جاگتے ہوئے محسوس نہیں ہوتی،اور جاگنے کی حالت میں گرمی اور خشکی کے اثرات بڑھتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ اگر نیند یا بیداری میں بے قاعدگی پیدا ہوجائے تو جسم میں سردی وتری،یا گرمی وخشکی کے امراض پیدا ہوجائیں گے۔

کیونکہ قدرت کے قانون کے مطابق جب تک تمام کام وافعال پورے ہوتے رہتے ہیں،تن درستی اور صحت بحال رہتی ہے،لیکن اس کے خلاف اگر کسی کام وفعل میں بھی کمی،زیادتی ہوجائے تو اس کو مرض وبیماری کہا جاتا ہے،جاگنے کی حالت میں کام کاج کرنے کی وجہ سے جسمانی یا دماغی طاقتیں اور صلاحیتیں استعمال ہوتی رہتی ہیں،جس کے نتیجہ میں جسم کا کچھ نہ کچھ حصہ تحلیل ہوتا اور گھٹتا رہتا ہے اور تھکن پیدا ہوتی رہتی ہے،انسانی جسم کی یہ ضرورت اور کمی غذا کے علاوہ نیند کی مناسب اور طبعی مقدار سے پوری ہوتی ہے،اسی لئے اگر کسی انسان کو اچھی سے اچھی غذا کھلائی پلائی جائے، لیکن دو چار دن نیند سے محروم رکھا جائے تو ایسا شخص جسمانی ودماغی کام کرنے کے قابل نہیں رہتا اور تھک کر چور ہوجاتا ہے،اوراسی لئے بہت سے ٹریفک کے حادثات نیند کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔

مناسب مقدار میں سونے اور نیند کرنے سے انسان کے جسم کو پوری طرح راحت وآرام حاصل ہوتا ہے،تھکا ہوا جسم سو کر بیدار ہونے کے بعد چست وچوبند ہوجاتا ہے اور نئے سرے سے کام کرنے کے قابل ہوجاتا ہے،جس طرح مشینری گرم ہونے پر وقفہ کے بعد دوبارہ کام کرنے کے قابل ہوجاتی ہے۔

پھر انسانی زندگی کا اگر آدھا نہیں تو اس سے کچھ کم وبیش حصہ نیند کی حالت میں گزرتا ہے،بچپن اور جوانی میں عادتاً نیند کی مقدار بڑھاپے کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہوتی ہے،البتہ مختلف احوال اور کیفیات میں،نیند کی مقدار میں کمی،بیشی اور اتار چڑھاؤ لگا رہتا ہے،اور جب تک انسان کی نیند اور بیداری کی مقدار،اس کی اپنی شان کے مطابق اعتدال پر رہتی ہے،تو یہ صحت کی علامت سمجھی جاتی

ہے،اور جب اعتدال سے خارج ہو جاتی ہے،مثلاً نیند میں غیر معمولی کمی واقع ہو جاتی ہے، یا غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے،تو یہ بیماری کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

دینِ اسلام چونکہ فطری، حقیقی اور معتدل مذہب ہے، جس میں فطری اُمور اور حقائق ملحوظ رکھے گئے ہیں،اس لئے اس کی تعلیمات وہدایات بھی فطرت وحقیقت کے مطابق اور اعتدال پر مبنی ہیں،اور کیونکہ انسان کوایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جوکہ عبادت ہے،اس لئے دین اسلام کی طرف سے انسانیت کوایسی قیمتی وجامع تعلیمات وہدایات فراہم کی گئی ہیں کہ جن کی رُو سے اس کی نیند کی حالت بھی عبادت میں شمار ہو جاتی ہے، اوراس حالت میں پیش آنے والے احوال اور واقعات انسان کی رہنمائی وہدایت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

نینداورخواب کی حالت کوسب سے بڑی خصوصیت یہ حاصل ہے کہ اس کوموت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے،احادیث میں نیند کوموت کی بہن اورایک طرح کی موت قرار دیا گیا ہے۔

اس لئے اتنی اہم چیز کےاحکام وآداب سے، ہرانسان اور بطورِخاص ایک مسلمان کوواقفیت بہت ضروری ہے، تاکہ اپنی زندگی کے نیند میں مشغول ایک بڑے حصہ کوبھی عبادت کے زمرہ میں شامل کر سکے، اوراس سے پوری اور صحیح طرح مستفید ہو سکے، اوراس کے متعلق پائی جانے والی بے اعتدالیوں سے نجات حاصل کر کے، صحت وتن درستی کی نعمت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اسی غرض سے بندہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں ’’نینداورخواب کےاحکام وآداب‘‘ سے متعلق یہ مدلل ومفصل کتاب مرتب کی ہے، جس کے پہلے حصہ میں سونے، جاگنے اور رات ودن سے متعلق احکام وآداب اوردوسرے حصہ میں خواب سے متعلق احکام وآداب کوجمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کواپنی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے، اورسب مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کواپنے رات دن کے اوقات اپنی رضامندی والے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

فقط

محمد رضوان۔مورخہ۲/ ذوالقعدہ/۱۴۳۴ھ۔09 /ستمبر/2013ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(پہلا باب)

سونے، جاگنے اور رات ودن کے احکام وآداب

سونا اور جاگنا، یا نیند و بیداری انسان کی ضرورت بھی ہے اور عبادت بھی، جس کے لئے شریعت کی طرف سے مختلف احکام مقرر کئے گئے ہیں، اور ایسی تعلیمات وہدایات فراہم کی گئی ہیں کہ جن کو ملحوظ رکھنے سے ایک مؤمن کا سونا، جاگنا، نینداور بیداری، سب ہی چیزیں عبادت بن جاتی ہیں، اور اسی کے ساتھ صحت وتن درستی بھی قائم رہتی ہے، چین وسکون کے ساتھ زندگی گزرتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں دنیا وآخرت کا نظام عمدہ طریقہ پر چلتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نیند وبیداری یا سونے وجاگنے کے لئے رات ودن کا فطری نظام قائم فرمایا ہے، جس کو فطرت کے مطابق استعمال کرنے سے، انسان دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی حاصل کرتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں طرح طرح کے نقصانات اُٹھاتا اور بے چینی وبے سکونی کا سامنا کرتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ انسان اور خاص کر ایک مؤمن بندہ، اللہ تعالیٰ کے قائم کئے ہوئے فطری نظام کو سمجھے، اور شریعت کی طرف سے نیند وبیداری اور سونے، جاگنے سے متعلق احکامات وہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزار کر دنیا وآخرت میں سرخرو ہو۔

اسی ضرورت ومقصد کے لئے سونے، جاگنے اور رات ودن سے متعلق احکام وآداب کا مفصل ومدلل انداز میں ذکر کیا جاتا ہے، اور ان میں سے ہر ایک موضوع کو اہمیت کے پیشِ نظر الگ الگ فصلوں کے تحت ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ عوام کے ساتھ علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو بھی سمجھنے میں دقت وتکلیف کا سامنا نہ ہو، اور قرآن وسنت کے پاکیزہ الفاظ اور ان کے معانی سے مستفید ہونے کی نعمت بھی میسر ہو۔

(فصل نمبر۱)

نینداور موت میں مشابہت

قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ نینداور موت میں بڑاقریبی تعلق اور مشابہت ہے۔

قرآن مجیداور صحیح احادیث میں نیند کوموت یاوفات سے تعبیر کیا گیا ہے، اوران دونوں کو بہت قریب کر کے پیش کیا گیا ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

نیند میں جانوں کی وفات

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کاارشاد ہے کہ:

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (سورۃ الزمر، رقم الآیۃ ۴۲)

ترجمہ:اللہ ہی جانوں کوان کی موت کے وقت وفات دیتا ہےاوران جانوں کوبھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی ، پھران جانوں کوروک لیتا ہے، جن پرموت کاحکم فرماچکا ہےاور باقی جانوں کوایک مقررہ مدت تک بھیج دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقینی نشانیاں ہیں جوغور کرتے ہیں (سورہ زمر)

قرآن مجید ہی میں ایک اورمقام پراللہ تعالٰی کاارشاد ہے کہ:

وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(سورۃ الانعام، رقم الآیۃ ۶۰)

ترجمہ:اوروہی (اللہ) ہے جورات میں تمہیں وفات دیدیتا ہے،اور جو کچھ تم دن

میں کماتے ہو وہ جانتا ہے، پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے، تا کہ (تمہاری زندگی کی) مقررہ میعاد پوری کر دی جائے، پھر تمہارا لوٹنا اسی کی طرف ہے، پھر وہ (بروزِ قیامت) تمہیں ان (تمام اعمال) سے خبر دار کر دے گا، جو تم کرتے رہے

(سورہ انعام)

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نینداور رات کے وقت جانوں کو وفات دینے کا حکم لگایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نیند کے وقت بھی جانوں پر ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ [1]

---

[1] (الله يتوفى الأنفس حين موتها و) يتوفى (التي لم تمت في منامها) أي يتوفاها وقت النوم (فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى) أي وقت موتها والمرسلة نفس التمييز تبقى بدونها نفس الحياة بخلاف العكس (إن في ذلك) المذكور (لآيات) دلالات (لقوم يتفكرون) فيعلمون أن القادر على ذلك قادر على البعث وقريش لم يتفكروا في ذلك (تفسير الجلالين، سورة الزمر، تحت رقم الآية ۴۲)

(وهو الذي يتوفاكم بالليل) يقبض أرواحكم عند النوم (ويعلم ما جرحتم) كسبتم (بالنهار ثم يبعثكم فيه) أي النهار برد أرواحكم (ليقضى أجل مسمى) هو أجل الحياة (ثم إليه مرجعكم) بالبعث (ثم ينبئكم بما كنتم تعملون) فيجازيكم به (تفسير الجلالين، سورة الانعام، تحت رقم الآية ٦٠)

والتحقيق أن الآية تتناول النوعين ؛ فإن الله ذكر توفيتين :توفي الموت وتوفي النوم وذكر إمساك المتوفاة وإرسال الأخرى .ومعلوم أنه يمسك كل ميتة سواء ماتت في النوم أو قبل ذلك ؛ ويرسل من لم تمت .وقوله :(يتوفى الأنفس حين موتها) يتناول ما ماتت في اليقظة وما ماتت في النوم ؛ فلما ذكر التوفيتين ذكر أنه يمسكها في أحد التوفيتين ويرسلها في الأخرى ؛ وهذا ظاهر اللفظ ومدلوله بلا تكلف .وما ذكر من التقاء أرواح النيام والموتى لا ينافي ما في الآية ؛ وليس في لفظها دلالة عليه ؛ لكن قوله :(فيمسك التي قضى عليها الموت) يقتضي أنه يمسكها لا يرسلها كما يرسل النائمة ؛ سواء توفاها في اليقظة أو في النوم (مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية، ج۵، ص ۴۵۴)

الله يتوفى الأنفس أي يقبضها عن الأبدان بأن يقطع تعلقها تعلق التصرف فيها عنها حين موتها أي في وقت موتها والتي لم تمت أي ويتوفى الأنفس التي لم تمت في منامها متعلق -بيتوفي -أي يتوفاها في وقت نومها على أن مناما اسم زمان، وجوز فيه كونه مصدرا ميميا بأن يقطع سبحانه تعلقها بالأبدان تعلق التصرف فيها عنها أيضا فتوفي الأنفس حين الموت وتوفيها في وقت النوم بمعنى قبضها عن الأبدان وقطع تعلقها بها تعلق التصرف إلا أن توفيها حين الموت قطع لتعلقها بها تعلق التصرف ظاهرا أو باطنا وتوفيها في وقت النوم قطع لذلك ظاهرا فقط،(روح المعاني، ج۱۲، ص ۲۶۲، سورة الزمر، تحت رقم الآية ۴۲)

نیند موت کی بہن ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۸۸۱۶،و رقم الحديث ۹۱۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند موت کی بہن ہے، اور اہلِ جنت سوئیں گے نہیں (طبرانی)

مطلب واضح ہے کہ جس طرح بہن بھائی کی اصل اور جڑ ایک ہوتی ہے، اور کسی ایک باپ یا ماں سے دونوں کا تعلق ہوتا ہے، اسی طرح نیند اور موت بھی ایک اصل سے تعلق رکھتے ہیں، اور جنت میں موت کا وجود نہیں، اس لئے اہلِ جنت کو سونے اور نیند کرنے کی ضرورت نہیں، اور جنت میں اللہ تعالیٰ نے عیش وراحت اور چین وسکون کے لئے نیند سے اعلیٰ نعمتیں تیار کررکھی ہیں، اس لئے جنت میں نیند کی ضرورت بھی نہیں۔

نیند میں روحوں کا قبض کرلیا جانا، جاگنے پر لوٹا دیا جانا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِيْنَ شَاءَ، فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَتَوَضَّئُوْا إِلٰى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ، فَقَامَ فَصَلّٰى (بخارى، رقم الحديث ۷۴۷۱)

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، والبزار، ورجال البزار رجال الصحيح(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۸۷۴۰،باب أهل الجنة لا ينامون)

وقال الالباني: وبالجملة، فالحديث صحيح من بعض طرقه عن جابر، والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج۳ص۷۴،تحت رقم الحديث ۱۰۸۷)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام ایک مرتبہ سفر میں فجر کی) نماز کے وقت جب سوتے رہ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیدار ہونے کے بعد) فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے واپس لوٹا دیتا ہے، پھر انہوں نے قضائے حاجت کی، اور وضو کیا، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو چکا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھائی (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کے وقت اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لیا جانا بتلایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَّطْنَا، قَالَ لَا، قَبَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا تھا، اور اُن کو ہماری طرف لوٹا دیا، اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسند احمد)

اور حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِيْ

---

[1] رقم الحديث ۱۶۸۲۴، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۴۲۶۲، مسندالشاميين للطبراني، رقم الحديث ۱۰۷۴)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني في الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۹۴، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا (موطا مالک، باب النوم عن الصلاة)

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روحوں کو اس وقت کے علاوہ (کسی اور وقت) لوٹاتا (موطامالک)

اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَةٌ فِيْ أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریت (وامانت) ہیں، اللہ جب چاہے اُن کو قبض کرلیتا ہے، اور جب چاہے واپس کردیتا ہے (بزار) [۱]

اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرِهِ الَّذِيْ نَامُوْا فِيْهِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ

---

[۱] وحدثناه عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبي عن عتبة أبي عمرو، عن الشعبي، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فقال: من يكلأنا الليلة؟ فقلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها الناس إن هذه الأرواح عارية في أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا حوائجكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم وصلى ركعتي الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسند البزار، رقم الحديث ۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عَن الشَّعبِيّ، عَن أَنَس إلَّا عتبة، ولاَ حدث به إلَّا مُحَمد بن الحسن الأسدي.

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو روى عن الشعبي وروى عنه محمد بن الحسن الأسدي، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۶، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۸۹۵) ؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (نیند کی وجہ سے) فوت ہو گئے تھے، تو اللہ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ جائے تو اسے چاہیے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول جائے، تو اسے چاہیے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابویعلیٰ)

مذکورہ احادیث وروایات میں سونے کے وقت، اللہ کی طرف سے روحوں کو قبض کر لینے کی وضاحت ہے، جن سے معلوم ہوا کہ نیند میں ایک طرح سے موت واقع ہو جاتی ہے، اور بیدار ہونے یا جاگنے پر اللہ، روحوں کو جسموں میں دوبارہ واپس لوٹاتا ہے۔

اور سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی کئی مسنون دعاؤں سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ نیند میں ایک طرح کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور جاگنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک طرح کی حیات وزندگی عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر آتے تھے، تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا.

یعنی اے اللہ! میں آپ کے نام سے مرتا ہوں، اور زندہ ہوتا ہوں۔

اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

؎ في حاشية مسند ابي يعلىٰ: إسناده صحيح.

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبراني في الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۳، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

یعنی ہرقسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے،جس نے ہمیں، ہمارے مرجانے کے بعدزندہ کردیا،اوراسی کی طرف لوٹ کرجاناہے(بخاری) ۱؎

سونے سے پہلےاور جاگنے کے بعدکی اس دعاء میں واضح طور پر نیندکوموت کااور جاگنےکوزندہ ہونے کانام دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیدار ہونے پر یہ دعاء پڑھنی چاہئے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ فِيْ جَسَدِيْ، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَأَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهٖ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں،جس نے میرے جسم کو عافیت عطاء فرمائی،اورمجھ پرمیری روح کولوٹادیا،اور مجھے اپناذکر کرنے کی توفیق بخشی(ترمذی) ۲؎

سوکراُٹھنے کی اس مسنون دعاء میں بھی جاگنےاور بیدار ہونے پراللہ کی طرف سے روح کولوٹا دینے کی وضاحت موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ جب انسان سوجاتا ہے،توایک طرح کی موت واقع ہوجاتی ہے، اور جب

۱؎ عن حذيفة رضى الله عنه، قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول :اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ قال :الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۱۴)

۲؎ عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إذا قام أحدكم عن فراشه ثم رجع إليه فلينفضه بصنفة إزاره ثلاث مرات، فإنه لا يدرى ما خلفه عليه بعد، فإذا اضطجع فليقل :باسمك ربى وضعت جنبى، وبك أرفعه، فإن أمسكت نفسى فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين، فإذا استيقظ فليقل: الحمد لله الذى عافانى فى جسدى، ورد على روحى وأذن لى بذكره (ترمذى، رقم الحديث ۳۴۰۱)

قال الترمذى: وفى الباب عن جابر، وعائشة:وحديث أبى هريرة حديث حسن، وروى بعضهم هذا الحديث وقال :فلينفضه بداخلة إزاره.

وقال الحافظ العسقلانى: هذا حديث حسن من هذا الوجه بهذا السياق، وأصل شطره الأول صحيح (نتائج الافكار، ج ۱، ص ۱۱۳)

انسان سو کر بیدار ہوتا ہے تو وہ گویا کہ ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے، اس لئے اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر لازم ہے، اور موت کی بہن ہونے کی وجہ سے، نیند کو حقیقی موت اور اس کے بعد بروزِ قیامت دوبارہ زندہ ہونے کے یاد کرنے کا ذریعہ بنانا چاہئے، اسی لئے سو کر اُٹھنے کی بعض دعاؤں کے آخر میں قیامت اور حشر کا ذکر کیا گیا ہے۔

نیند میں مُردوں کی روحوں سے ملاقات

نیند چونکہ موت کی بہن ہے، اور نیند کو موت کے ساتھ قریبی تعلق اور مشابہت حاصل ہے، اسی لئے سوتے ہوئے خواب میں انسان کی روح کی مُردوں کی روح سے ملاقات ممکن ہے۔

چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا قَالَ : تَلْتَقِيْ أَرْوَاحُ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فِي الْمَنَامِ، فَيَتَسَاءَ لُوْنَ بَيْنَهُمْ، فَيُمْسِكُ اللّٰهُ أَرْوَاحَ الْمَوْتٰى وَيُرْسِلُ أَرْوَاحَ الْأَحْيَاءِ إِلٰى أَجْسَادِهَا (المعجم الأوسط للطبراني) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول (سورہ زمر میں مذکور) "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" کے بارے میں فرمایا کہ نیند میں زندوں اور مُردوں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں، اور وہ آپس میں سوال کرتی ہیں،

---

[1] رقم الحديث ۱۲۲ ۱، واللفظ لهٔ، العظمة لابى الشيخ الاصبهانى، رقم الحديث ۴۳۱.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۳۱۲، كتاب التفسير،سورة الزمر)

قال الحوينى: قال الطبرانىُّ ":لم يروه عن مطرِّف، إلَّا موسى " قُلْتُ :رضى الله عنک!فلم يتفرَّد به موسى، بل تابعه أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضى صاحبُ أبى حنيفة، ثنا مطرف بسنده سواء .أخرجه أبو الشيخ فى "كتاب العظمة قال :حدثنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهرانى ثنا أبو يوسف القاضى. وأخرج الضياء فى "المختارة "من طريق إبراهيم بن عبد الله الهروى، ثنا أبو يوسف .قال الضياء ":لو وقع للطبرانى رحمه الله رواية أبى يوسف عن مطرف لم يقل ما قال (تَنْبِيهُ الهَاجِدُ، لابياسحاق الحوينى، ج۲ص۱۲۸، تحت رقم الحديث ۱۸۰)

پھراللہ، مُردوں کی روحوں کوتو روک لیتا ہے، اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف واپس بھیج دیتا ہے(طبرانی)

اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

فِيْ قَوْلِهٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى : (اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا) قَالَ : يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَ أَرْوَاحِ الْأَحْيَاءِ، وَبَيْنَ أَرْوَاحِ الْأَمْوَاتِ فَيَتَعَارَفَانِ بَيْنَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتَعَارَفَا، فَيُمْسِکُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ، وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى (العظمة للاصبهانى) [1]

ترجمہ:اللہ تعالٰی کےقول "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ اللہ عزوجل زندوں کی روحوں اور مُردوں کی روحوں کو جمع فرمادیتے ہیں، پھر وہ جو کچھ اللہ چاہتا ہے، آپس میں تعارف حاصل کرتی ہیں، پھر اللہ جن روحوں پر موت کا فیصلہ کرتا ہے، اُن کو روک لیتا ہے، اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ وقت تک (دنیا میں) بھیج دیتا ہے(اصبہانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَتَلْتَقِيَانِ عَلٰى مَسِيْرَةِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا رَأٰى وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ (مسند أحمد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمنین کی روحیں آپس میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کے فاصلہ پر بھی (نینداورخواب میں) ملاقات کرلیتی ہیں، حالانکہ اُن میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا ہوانہیں ہوتا(مسنداحمد)

---

[1] لابی الشیخ الاصبهانی، رقم الحدیث ۴۲۹.

[2] رقم الحدیث ۷۰۴۸، ورقم الحدیث ۶۶۳۶.

فی حاشیة مسند احمد تحت رقم الحدیث ۷۰۴۸: حدیث حسن.

وفی حاشیة مسند احمد تحت رقم الحدیث ۶۶۳۶ : حدیث حسن، ابن لهیعة قد توبع، ودراج : هو ابن سمعان أبو السمح.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّيْ أَسْجُدُ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّ الرُّوْحَ لَيَلْقَى الرُّوْحَ (السنن الكبرى للنسائى)[1]

ترجمہ: میں نے نیند میں دیکھا، گویا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کررہا ہوں، توانہوں نے اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیندوخواب میں) روح کی روح سے ملاقات ہوگئی (سنن کبریٰ نسائی)

معلوم ہوا کہ خواب میں سونے والے کی روح کی مُردوں کی روح سے ملاقات ہوسکتی ہے، کیونکہ نینداورموت کا باہمی قریبی تعلق ہے۔

قبر میں میٹھی نینداورراحت یاتکلیف

نیندکو چونکہ موت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، اس لئے نیک صالح مؤمن کے قبر میں پہنچنے کے بعد بھی اس کو میٹھی نیند سونے کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُبِرَ أَحَدُكُمْ أَوِ الْإِنْسَانُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ: النَّكِيْرُ

---

[1] رقم الحديث ۷۵۸۴.

قال الالبانى: والسياق لأحمد، وزيادة عفان للنسائى، والرواية الأخرى للطبرانى، وإسنادهم صحيح، رجاله كلهم ثقات .وقال الهيثمى فى "مجمع الزوائد : "رواه أحمد بأسانيد أحدها هذا، وهو متصل، ..ورواه الطبرانى ورجا لهما ثقات ." ولالتقاء الأرواح شاهد من حديث ابن عمرو مرفوعاً؛ مخرج فى الكتاب الآخر لزيادة فيه برقم ۱۹۴۷). (تنبيه) : قوله :(لتلقى) هكذا وقعت هذه الكلمة عند النسائى، وكذا فى "المصنف "، ووقعت فى ابن سعد وأحمد :(لايلقى) بالنفى! وأظنه محرفاً لمنافاته للسياق وللشاهد المذكور . ولما ذكره الهيثمى معزواً لأحمد؛ ذكره على الصواب، وكذلك هو فى "كنز العمال) بـرواية ابن أبى شيبة وأبى نعيم .والله أعلم. وقد جاء الحديث عن خزيمة بلفظ " :صدّق رؤياک "، وهو مخرج فى "المشكاة). (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۲۶۲)

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ؟ فَهُوَ قَائِلٌ مَا كَانَ يَقُوْلُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ : هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ : إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ إِنَّكَ لَتَقُوْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ : نَمْ فَيَنَامُ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهٖ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ.

وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: لَا أَدْرِيْ كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَكُنْتُ أَقُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ : إِنْ كُنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهَا أَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص یا انسان کو قبر (وبرزخ) میں پہنچا دیا جاتا ہے،تو اس کے پاس دوسیاہ، نیلے رنگ کے فرشتے آتے ہیں، جن میں سے ایک کو منکَر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ تم اس آدمی یعنی محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پس وہ قبر والا جواب میں وہی کچھ کہتا ہے جو وہ (دنیا میں) کہا کرتا تھا، پس اگر وہ مومن ہوتا ہے،تو جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر وہ فرشتے اس قبر والے سے کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر اس کے لئے ستّر ستّر ہاتھ تک قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، اور اس کے لئے نور وروشنی کردی جاتی ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تم

---

[1] رقم الحديث ٣١١٧.
في حاشية ابنِ حبان: إسناده قوی.

سوجاؤ، پھر وہ نئے دولہا (ودلہن) کی نیند سوجاتا ہے کہ جس کواس کے سب سے زیادہ گھر کے محبت کرنے والے لوگ ہی بیدار کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کواللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔

اوراگر وہ قبر والا منافق ہوتا ہے،تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) معلوم نہیں، میں لوگوں کوان کے متعلق کچھ کہتا ہوا سنا کرتا تھا، پس میں بھی ان کے بارے میں وہی کچھ کہا کرتا تھا،تو وہ فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ تو یہی کہا کرتا تھا، پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر لپٹ جا،تو وہ زمین اس پر لپٹ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اللہ اس کے اس لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن کو قبر میں (یعنی دنیا سے فوت ہونے کے بعد قیامت سے پہلے کے عرصہ میں) میٹھی نیند سلایا جاتا ہے۔

مُردہ سے قبر وبرزخ میں اس طرح کے سوال جواب کا ذکر اور احادیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهٗ، وَإِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ، فَيَقُوْلَانِ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُوْلُ : أَشْهَدُ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، فَيُقَالُ لَهٗ : اُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا -قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا: أَنَّهٗ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسٍ- قَالَ: وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ

لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ : لاَ أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، فَيُقَالُ : لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ (بخاری، رقم الحديث ۱۳۷۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کو قبر (و برزخ) میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی جانے لگتے ہیں، اور بے شک یہ (قبر کا مُردہ) ان (جانے والوں) کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اسے بٹھاتے ہیں، پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ تو اس آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس مومن تو یہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے جہنم کے ٹھکانے کو دیکھ لے، اللہ نے تیرے لئے اس جہنم کے ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے سے تبدیل فرمادیا ہے، پھر وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لیتا ہے، حضرت قتادہ (راوی) کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اس کی قبر میں کشادگی کردی جاتی ہے، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آگے حضرت قتادہ (راوی) نے فرمایا کہ جہاں تک منافق اور کافر کا تعلق ہے، تو اس کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں وہی کچھ کہا کرتا تھا، جو عام لوگ کہتے تھے، پھر اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ نہ تو تُو نے (خود حق کو) سمجھا، اور نہ (حق سمجھنے والوں کی) اتباع کی، اور اس کو لوہے کے گرزوں سے شدید ضرب لگائی جاتی ہے، پھر وہ ایسی چیخ مارتا ہے، جس کو اس کے قریب والے انسان اور جنات کے علاوہ (دوسرے جانور وغیرہ) سنتے ہیں (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ : فَبِي تُفْتَنُونَ، وَعَنِّي تُسْأَلُونَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، أُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهِ غَيْرَ فَزِعٍ، وَلَا مَشْعُوفٍ ،ثُمَّ يُقَالُ لَهُ : فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: فِي الْإِسْلَامِ؟ فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ : مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ : اُنْظُرْ إِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَيُقَالُ : عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ، أُجْلِسَ فِيْ قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوْفًا، فَيُقَالُ لَهُ فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ : لَا أَدْرِيْ، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا، فَتُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ اُنْظُرْ إِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَيُقَالُ لَهُ : هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ، وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُعَذَّبُ (مسند احمد،رقم الحديث ۲۵۰۸۹)[۱]

ترجمہ: جہاں تک قبر کے فتنہ کا تعلق ہے،تو (قبر میں) میرے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا، پس اگر قبر والا

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

نیک صالح آدمی ہوگا،تو اسے قبر میں اس طرح بٹھادیا جائے گا کہ اس پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں ہوگی، پھر اس کو کہا جائے گا کہ تم نے کس چیز میں وقت گزارا؟ تو وہ جواب میں کہے گا کہ اسلام میں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ وہ کون آدمی تھا جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ وہ جواب میں کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہمارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے (جن میں قبر کے حالات بھی تھے) جن کی ہم نے تصدیق کی، پھر اس کو جہنم کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا، کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ آپ اس چیز کو دیکھ لو، جس سے اللہ عزوجل نے آپ کو بچالیا، پھر اس کو جنت کی طرف ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو وہ دیکھے گا، پھر اسے کہا جائے گا کہ یہ اس جنت میں آپ کا ٹھکانہ ہے، اور کہا جائے گا کہ تم (ایمان و) یقین کی حالت میں زندہ تھے، اور اسی پر تم مرے، اور اسی پر تمہیں ان شاءاللہ اٹھایا جائے گا۔

اور اگر وہ قبر والا برا آدمی ہوگا، تو اس کو اس کی قبر میں گھبراہٹ اور خوف کی حالت میں بٹھایا جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو کس دین پر تھا؟ تو وہ کہے گا کہ مجھے معلوم نہیں، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، پس میں بھی وہی کہتا تھا، جو وہ لوگ کہتے تھے، پھر اس کے لئے جنت کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی رونق اور نعمتوں کو یہ دیکھے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اس چیز کو دیکھ لے، جس کو اللہ عزوجل نے تجھ سے ہٹادیا، پھر اس کے لئے جہنم کی طرف راستہ کھولا جائے گا، جس کی طرف وہ دیکھے گا کہ اس کا بعض حصہ بعض میں لپٹے مار رہا ہوگا، اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ

تیرا اس جہنم میں ٹھکانہ ہے، تو شک کی حالت میں زندہ تھا، اور اسی پر تو مرا، اور اسی پر ان شاء اللہ تجھے اٹھایا جائے گا، پھر اس کو عذاب دیا جائے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ إِنَّهٗ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلَاةُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكَاةُ : مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَتَقُوْلُ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ.

فَيُقَالُ لَهٗ : اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ وَقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُدْنِيَتْ لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ: أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ أَخْبِرْنِيْ عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهٗ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ : هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ

فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا لَوْ عَصَيْتَهُ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَيُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ ،وَيُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهُ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ وَهِيَ طَيْرٌ يُعَلَّقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى : (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ .

قَالَ : وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ فَيُقَالُ لَهُ : اِجْلِسْ فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوْبًا فَيُقَالُ لَهُ : أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ مَاذَا تَقُوْلُ فِيهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُوْلُ : أَيُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ : اَلَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ فَلَا يَهْتَدِيْ لِاِسْمِهٖ حَتّٰى يُقَالَ لَهُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: مَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ: ذٰلِكَ مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِيهِ لَوْ أَطَعْتَهُ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ فَتِلْكَ الْمَعِيْشَةُ الضَّنْكَةُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ : (فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى) (صحيح ابن حبان،رقم الحديث ٣١١٣) [1]

---

[1] فی حاشية ابنِ حبان:إسناده حسن.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو وہ لوگوں کے لوٹتے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (صالح) ہوتا ہے، تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکاۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل اس کے پیروں کی طرف آجاتا ہے، پھر جب اس کے سر کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی دائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر جب اس کی بائیں طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو زکاۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر جب اس کے پیروں کی طرف سے کوئی چیز آتی ہے، تو صدقہ اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی راستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کے مثل (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کرلے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس کے بارے میں ہم تجھ سے سوال کررہے ہیں، تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں

کہتا ہے کہ یہ محمد ہیں، جن کے بارے میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں،اوراللہ کے پاس سے حق لے کرآئے (جس میں قبر کی اس حالت کا بھی ذکر تھا) پھراس کوکہا جاتا ہے کہ تُو اسی عقیدہ پرزندہ تھا،اوراسی پرتُو فوت ہوا، اوراسی پر تجھے ان شاءاللہ اٹھائے جائے گا، پھراس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھراس کوکہا جاتا ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانہ ہے،اوراس میں وہ چیزیں ہیں،جس کواللہ نے تیرے لئے تیار کررکھا ہے، پھراس کے رشک اور خوشی میں اضافہ ہوجاتا ہے، پھراس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھراس کوکہا جاتا ہے کہ اگرتو اس کی نافرمانی کرتا،تو یہ تیرااس جہنم میں ٹھکانہ تھا،اوراس میں جو کچھ اللہ نے تیارکررکھا تھا، پھراس کے رشک اورخوشی میں اوراضافہ ہوجاتا ہے، پھراس کی قبر میں ستّر ہاتھ تک کشادگی کردی جاتی ہے،اوراس قبر میں اس کے لئے روشنی کردی جاتی ہے،اوراس کے جسم کواس چیز کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے،جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھراس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کردیا جاتا ہے،اوروہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا (سورہ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہےاورآخرت (وقبر) میں بھی (رکھے گا)

اورکافر کے جب سرکی طرف سے کوئی چیزآتی ہے،تو کوئی چیزرکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں طرف سے آتی ہے،تو وہاں بھی کوئی چیزرکاوٹ نہیں بنتی، پھراس کی بائیں طرف سے آتی ہے،تو وہاں بھی کوئی چیزرکاوٹ نہیں بنتی، پھراس کے پیروں کی طرف سے آتی ہے،تو وہاں بھی کوئی چیزرکاوٹ نہیں بنتی، پھراس سے کہا جاتا

ہے کہ تو بیٹھ جا، پھر وہ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس آدمی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تُو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تُو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا آدمی؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو اس کو نام بھی معلوم نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمد، تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتا ہوا سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اس کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں یہ ٹھکانہ تھا، اور جو کچھ اللہ نے تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھی حالت میں جمع کریں گے (ابنِ حبان)

خلاصہ یہ ہے کہ نینداور موت کو ایک دوسرے سے قریبی تعلق اور مشابہت حاصل ہے، اور ان دونوں میں باہم کئی چیزوں میں ایک دوسرے سے مماثلت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ موت کے بعد انسان کو مخصوص برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ظاہر میں فوت شدہ

شخص بے حس وحرکت محسوس ہوتا ہے،اسی طرح نیند میں بھی انسان کومخصوص زندگی حاصل ہوتی ہے،لیکن ظاہر میں بے حس وحرکت معلوم ہوتا ہے،اورفوت ہونے کے بعد انسان پر اچھےاور برے حالات طاری ہوتے ہیں،اوراس کوخوشی اورغم والے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے،مثلاً نیک صالح مومن کومختلف قسم کی نعمتیں وراحتیں حاصل ہوتی ہیں،اوراس کو وسیع اور منور مقامات حاصل ہوتے ہیں، اور اس کے برعکس کافر اور فاسق کو مختلف تکلیفیں اور اذّیتیں اٹھانا پڑتی ہیں،تندوتاریک مقام کا سامنا کرنا پڑتا ہے،لیکن ظاہر میں وہ فوت شدہ شخص بے حس وحرکت ہوتا ہے۔

اسی طرح نینداور خواب میں بھی انسان اچھےاور بُرے،خوشی اورغم والے حالات سے گزرتا ہے،اوران کا مشاہدہ کرتا ہے،لیکن ظاہر میں وہ خواب اور نیندوالا شخص بے حس وحرکت محسوس ہوتا ہے،اور نیک بندہ کوقبر میں میٹھی نیند سلایا جاتا ہے،وغیرہ وغیرہ۔

اور تکلیف وراحت کا احساس سونے والے کے جسم کوبھی روح کے واسطہ سے ہوتا ہے،چنانچہ جب کوئی خوفناک اورغمناک والمناک خواب دیکھتا ہے،تو گھبرا جاتا ہے، سانس پھول جاتا ہے،اسی طرح قبروبرزخ میں بھی تکلیف وراحت کا احساس روح کے واسطہ سے جسم کو (جہاں اور جس کیفیت کے ساتھ بھی وہ ہو)محسوس ہوتا ہے،اس فرق کے ساتھ کہ مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات واقعی اور حقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں، جبکہ خواب کے تمام حالات اور واقعات اس نوعیت کے نہیں ہوتے، بلکہ اس میں بعض حالات اور واقعات خیالاتی اورنفسیاتی یا شیطانی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں۔

پس جس طرح نیندوخواب کی حالت میں روح کے واسطہ سے جسم کی تکلیف وراحت برحق ہے،اوراس کو ہرکس وناکس یہاں تک کہ غیرمسلم بھی مانتا ہے،اسی طرح قبروبرزخ میں روح کے واسطہ سے جسم کی تکلیف وراحت برحق ہے،اس کوبھی ماننا چاہئے،کیونکہ اس کی نبی برحق نے خبر دی ہے،اور یہ ایمان کی ضروری باتوں میں سے ہے،مگرافسوس کہ بعض لوگ قبر کے حالات پرطرح طرح کے اعتراضات کر کے شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(فصل نمبر۲)

اللہ تعالیٰ کا نیند سے پاک و بے نیاز ہونا

ایک تو نیند موت کی بہن ہے،اور اللہ تعالیٰ کی ذات موت سے پاک ہے،اور اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے،اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

دوسرے نیند میں غفلت پائی جاتی ہے اور نیند سے شعور اور حواس معطل ہو جاتے ہیں، جو کہ ایک طرح کا نقص ہے،اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔

تیسرے سونا اور نیند کرنا مخلوق اور بطورِ خاص انسان کی ضرورت ہے،اور انسان اس کا محتاج ہے،اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کو جائز بلکہ عبادت قرار دیا ہے،لیکن اللہ تعالیٰ ہر قسم کی احتیاج وضرورت سے بے نیاز ہے۔

ان جیسی وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ نیند بلکہ اونگھ سے بھی پاک و بے نیاز ہے۔ [1]

---

[1] اللہ لا إلہ إلا ہو مبتدأ وخبر والمعنى انه تعالى ہو المستحق للعبادة لا غير الحي ہو الذى يصح ان يعلم ويسمع ويبصر ويقدر ويريد وكل ما يصح له فهو واجب له ما زال ولا يزال ثابت له ازلا وابدا لامتناعه عن القوة والإمكان فالحيوة صفة لله تعالى سبد الجميع صفات الكمال القيوم 5 قرا عمرو ابن مسعود القيام وقرا علقمة القيم -قال البغوى كلها لغات بمعنى واحد قال ابن مجاهد القيوم القائم على كل شيء قال الكلبى القائم على كل نفس بما كسبت وقيل هو القائم بالأمور وقال ابو عبيدة الذى لا يزول وقال البيضاوى الدائم القيام بتدبير الخلق وحفظه فيقول من قام بالأمر إذا حفظه وقال السيوطى الدائم البقاء قلت مرجع الأقوال انه دائم الوجود القائم بنفسه وقيم الأشياء كلها لا يتصور قيام شيء وبقاؤه إلا به فمقتضى هذا الاسم ان ما سواه يحتاج اليه فى بقائه كما يحتاج اليه فى وجوده كالظل بالنسبة الى الأصل بل أشد منه احتياجا ولله المثل الأعلى لا تأخذه سنة ولا نوم السنة فتور يتقدم النوم فى الوجود ولذا قدم ذكره مع ان قياس المبالغة يقتضى العكس -والنوم حالة تعرض الحيوان من استرخاء أعضاء الدماغ من رطوبات الابخرة المتصاعدة بحيث يعطل الحواس الظاهرة عن الاحساس رأسا -وهذه الجملة صفة سلبية ينفى التشبيه فهى تأكيد لكونه حيا قيوما فانه من اخذه نعاس او نوم كان ما دون الحيوة فان النوم أخ الموت قاصرا فى حفظ الأشياء وقيوميتها (تفسير المظهرى،سورة البقرة، تحت آية الكرسى)

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (سورة البقرة. رقم الآية ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ حیّ (یعنی زندہ) اور قیّوم ہے، جس کو نہ تو اونگھ آتی اور نہ ہی نیند آتی (سورہ بقرہ)

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ (سورة الرحمٰن، رقم الآية ۲۶، و۲۷)

ترجمہ: ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے، اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی جو صاحبِ عظمت وجلال اور صاحبِ انعام واکرام ہے (سورہ رحمٰن)

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّنَامَ، يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ، وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ، وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ (مسلم، رقم الحديث ۱۷۹"۲۹۵")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اندر چار کلمات راسخ ومضبوط فرمائے؛ فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل سوتا نہیں، اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے؛ وہ میزانِ عمل کو (بندوں کے ہمہ وقتی اعمال کے مطابق) نیچے اور اوپر کرتا ہے، اور اللہ کی طرف دن کا عمل رات میں اور رات کا عمل دن میں چڑھتا ہے (مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ ہر وقت حیّ اور نیند سے پاک اور نظامِ عالم کو قائم کئے ہوئے ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے موقوفاً مروی ہے کہ:

أَنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، قَالُوْا : يَا مُوْسٰى هَلْ يَنَامُ رَبُّكَ؟ قَالَ: اِتَّقُوا اللّٰهَ فَنَادَاهُ رَبُّهُ : يَا مُوْسٰى سَأَلُوْكَ هَلْ يَنَامُ رَبُّكَ، فَخُذْ زُجَاجَتَيْنِ بِيَدَيْكَ، فَقُمِ اللَّيْلَ فَفَعَلَ مُوْسٰى فَلَمَّا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ ثُلُثٌ، نَعَسَ فَوَقَعَ لِرُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ انْتَعَشَ، فَضَبَطَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ، نَعَسَ فَسَقَطَتِ الزُّجَاجَتَانِ فَانْكَسَرَتَا فَقَالَ : يَا مُوْسٰى: لَوْ كُنْتُ أَنَامُ. لَسَقَطَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ فَهَلَكْنَ كَمَا هَلَكَتِ الزُّجَاجَتَانِ بِيَدَيْكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ

(تفسیر ابن ابی حاتم، رقم الحدیث ۲۵۸۰)

ترجمہ: بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! کیا آپ کا رب سوتا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، تو اللہ نے حضرت موسیٰ کو پکارا کہ اے موسیٰ! انہوں نے آپ سے سوال کیا ہے کہ کیا آپ کا رب سوتا ہے؟ تو آپ (ان کو سمجھانے کے لئے) اپنے ہاتھوں میں دو کانچ کے برتن لو، پھر رات کو کھڑے رہو، تو موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، پھر جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا، تو انہیں اونگھ آئی، تو وہ اپنے گھٹنوں پر گر گئے، پھر وہ اُٹھے، تو ان دونوں (کانچ کے برتنوں) کو پکڑ لیا، یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ گیا، حضرت موسیٰ کو (دوبارہ) اونگھ آ گئی، پس دونوں کانچ کے برتن (ہاتھ سے چھوٹ کر) گر گئے، اور دونوں ٹوٹ گئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ (ان کو بتاؤ کہ) اگر میں سویا کرتا تو آسمان اور زمین گر جاتے، اور ہلاک (وتباہ) ہو جاتے، جیسے دونوں کانچ کے برتن آپ کے ہاتھوں سے گر گئے تھے۔

پھر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی (جس میں اللہ کے

سونے اور اونگھنے کی نفی کی گئی ہے)(ابنِ ابی حاتم)

اس طرح کی روایت کچھ تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [1]

البتہ بعض روایات میں بنی اسرائیل کے بجائے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کے نیند سے متعلق خطرہ پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ [2]

---

[1] عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنهما " :أن بني إسرائيل، قالوا :يا موسى هل يصلي ربك؟، قال :اتقوا الله، قالوا :فهل ينام ربك؟ قال :اتقوا الله، قالوا: فهل يصبغ ربك؟ قال :اتقوا الله ، فناداه ربه عز وجل :يا موسى، سألوك :هل يصلي ربك؟ فقال :نعم، أنا أصلي وملائكتي على أنبيائي ورسلي، فأنزل الله عز وجل على نبيه صلى الله عليه وسلم (إن الله وملائكته يصلون على النبي) إلى آخرها، وسألوك : هل ينام ربك؟ فخذ زجاجتين بيديك فقم الليل، ففعل موسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم فلما ذهب من الليل ثلث نعس، فوقع لركبتيه، ثم انتعش فضبطهما، حتى إذا كان آخر الليل نعس، فسقطت الزجاجتان فانكسرتا، فقال :يا موسى، لو كنت أنام لسقطت السماوات على الأرضين فهلكت كما هلكت الزجاجتان بيديك، فأنزل الله عز وجل على نبيه صلى الله عليه وسلم آية الكرسي، وسألوك :هل يصبغ ربك؟ فقل :نعم، أنا أصبغ الألوان :الأحمر والأبيض والأسود، والألوان كلها في صبغي، فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه وسلم (صبغة الله ومن أحسن من الله صبغة (العظمة لابی الشيخ الاصبهانی، ج۲، ص ۴۵۲،ذكر شأن ربنا تبارك وتعالى وأمره وقضائه)

وقد روى عبد الله بن أحمد بن حنبل في كتاب السنة عن سعيد بن جبير قال إن بني إسرائيل قالوا لموسى هل ينام ربنا وهذا هو الصحيح فإن القوم كانوا جهالا بالله تعالى انتهى كلامه (تخريج احاديث الكشاف للزمخشری، ج ۱، ص ۱۵۹)

قلت: وهذا هو الأشبه بهذه القصة أن تكون من سؤال بني إسرائيل لموسى، لا من سؤال موسى لربه تبارك وتعالى، ومثل هذا ليس غريبا من قوم قالوا لموسى : "أرنا الله جهرة !"على أن في سنده جعفر بن أبي المغيرة، وثقه أحمد وابن حبان، لكن قال ابن منده : ليس بالقوي في سعيد بن جبير، والله أعلم (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۰۳۴)

[2] عن أبي هريرة قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحكي عن موسى عليه السلام على المنبر قال " :وقع في نفسه :هل ينام الله عز وجل؟ فأرسل الله إليه ملكا فأرقه ثلاثا، ثم أعطاه قارورتين في كل يد قارورة، وأمره أن يحتفظ بهما، قال :يكاد ينام وتكاد يداه تلتقيان، ثم يستيقظ فيحبس إحداهما على الأخرى حتى نام نومة فاصطفقت يداه فانكسرت القارورتان قال :ضرب الله له مثلا أن الله عز وجل لو كان ينام لم تستمسك السماء والأرض (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ۶۶۶۹)

في حاشية مسند ابی یعلی: رجاله ثقات.

جس پر بعض اہلِ علم نے کلام کیا ہے، اور اس کو اس لئے منکر قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی بات کھٹکنا ان کی شان کے خلاف ہے۔ [1]

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا سوال کیا تھا، جس کے جواب کے لئے دل میں کھٹک پیدا ہوئی تھی، کہ ان کو اس نامعقول وناز یبا سوال کا کونسا مؤثر ومعقول جواب دیا جائے، پھر اللہ نے بنی اسرائیل کو سمجھانے کے لئے مؤثر طریقہ بتلایا، جیسا کہ ابنِ ابی حاتم کی مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے، تو پھر اعتراض کی کوئی بات نہیں رہتی۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نینداور اس کے اثرات، اونگھ وغیرہ سے پاک وبے نیاز ہے، اور نظامِ عالم کو قائم کئے ہوئے ہے، جس میں ہمہ وقتی کے امور شامل ہیں، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمہ وقت ہر چیز سے واقف وباخبر اور سمیع وبصیر ہے، اور کسی وقت بھی کوئی چیز اس سے مخفی وپوشیدہ نہیں، اور اسی وجہ سے وہ ہمہ وقت اپنے بندوں کے اعمال کی طرف متوجہ ہے، اسی کو کسی نے اس شعر میں بیان کیا ہے کہ: ؎

ہر گھڑی دینے کو وہ تیار ہے   جو نہ مانگے اس سے وہ بیزار ہے

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

---

[1] والظاهر أن هذا الحديث ليس بمرفوع بل من الإسرائيليات المنكرة، فإن موسى عليه الصلاة والسلام أجل من أن يجوز على الله سبحانه وتعالى النوم، وقد أخبر الله عز وجل فى كتابه العزيز بأنه الحى القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما فى السماوات وما فى الأرض (تفسير ابن كثير، ج٦، ص۴۹۵، سورة الفاطر، تحت رقم الآية ۴۰ و ۴۱)

(فصل نمبر۳)

معتدل نیند کا عبادت اور ضرورت ہونا

اگر کوئی شرعی حدود اور اعتدال میں رہتے ہوئے سوئے تو باوجودیکہ سونے کی حالت میں انسان کو شعور نہیں ہوتا، مگر اس کو سونے اور نیند کرنے میں بھی اجروثواب حاصل ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے قرآن وسنت میں سونے کو بھی سنت، عبادت اور اجروثواب کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

سونے جاگنے کے لئے رات اور دن کی تقسیم، رحمت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنۡ رَّحۡمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ (سورة القصص آیت نمبر ۷۳ پاره نمبر ۲۰)

ترجمہ: اور (اللہ نے) اپنی رحمت سے بنادیئے تمہارے لئے رات اور دن کہ اُس (رات اور دن) میں سکون حاصل کرو، اور تلاش کرو، اللہ کا فضل (یعنی روزی) اور تاکہ تم شکر کرو (سورہ قصص)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رات کو آرام کا وقت بنانا اور دن کو کام کاج کا وقت بنانا اللہ تعالیٰ کی رحمت ونعمت ہے، جس پر شکر کا حکم ہے۔

طبی اعتبار سے بھی یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ نینداور آرام انسانی جسم کی بنیادی ضرورت ہے، جس کے بغیر انسان کا اپنی ضروریات پوری کرنا بلکہ زندہ رہنا مشکل ہے۔

نیند، جسم وجان اورآنکھوں کا حق

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّکَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ قُلْتُ : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَيْکَ حَقًّا (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے ہیں، اور رات بھر قیام (وعبادت) کرتے ہیں؛ میں نے عرض کیا کہ بے شک، اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے، روزہ بھی رکھئے، اور روزہ نہ بھی رکھئے؛ اور رات کو قیام (وعبادت) بھی کیجئے، اور نیند بھی کیجئے، کیونکہ آپ کے جسم کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کی آنکھوں کا بھی (نیند کی شکل میں) آپ پر حق ہے، اور آپ کی بیوی کا بھی (صحبت ورہائش کے اعتبار سے) آپ پر حق ہے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّکَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ؟ قُلْتُ : إِنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِکَ، قَالَ : فَإِنَّکَ، إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ، هَجَمَتْ عَيْنَاکَ، وَنَفِهَتْ نَفْسُکَ، لِعَيْنِکَ حَقٌّ، وَلِنَفْسِکَ حَقٌّ، وَلِأَهْلِکَ حَقٌّ، قُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفْطِرْ (مسلم، رقم الحدیث ۱۸۸"۱۱۵۹")

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ دن

بھر روزہ رکھتے ہیں، اور رات بھر قیام کرتے ہیں؛ میں نے عرض کیا کہ بے شک میں ایسا کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی آنکھیں دھنس جائیں گی، اور آپ کی جان تھک کر چور ہو جائے گی، آپ کی آنکھوں کا بھی حق ہے، اور آپ کی جان کا بھی حق ہے، اور آپ کے گھر والوں کا بھی حق ہے، آپ (نفل) عبادت بھی کیا کیجئے، اور سویا بھی کیجئے، اور (نفل) روزہ بھی رکھا کیجئے، اور روزہ نہ بھی رکھا کیجئے (مسلم)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ، قَالَ: فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات (یعنی بھائی چارے) کا رشتہ قائم فرمایا، تو حضرت سلمان نے ابودرداء کی زیارت کی، تو اُمِ درداء (یعنی حضرت ابودرداء کی اہلیہ) کو میلی کچیلی

---

[1] رقم الحديث ۲۱۳۹، واللفظ لهٗ، ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۲۰.
في حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

حالت میں پایا؛ تو حضرت سلمان نے اُن کی اس حالت کا معلوم کیا، انہوں نے جواب میں کہا کہ آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں؛ پھر ابودرداء تشریف لائے؛ اور ابودرداء نے سلمان کے لئے کھانا تیار کیا، ابودرداء کہا کہ آپ کھائیے، میں تو روزہ سے ہوں؛ حضرت سلمان نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک آپ نہیں کھائیں گے، تو حضرت ابوالدرداء نے کھانا کھالیا، پھر جب رات ہوئی، تو ابوالدرداء جا کر عبادت کے لئے کھڑے ہوگئے، حضرت سلمان نے کہا کہ آپ سوجایئے، تو (ان کے کہنے پر حضرت ابودرداء) سوگئے، پھر اٹھ کر کھڑے ہوگئے، حضرت سلمان نے کہا کہ آپ سوجایئے، پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا، تو حضرت سلمان نے کہا کہ اب کھڑے ہوجائیں، پھر ان دونوں حضرات نے (رات کے آخری حصہ میں کھڑے ہوکر) نماز پڑھی، ابوالدرداء سے حضرت سلمان نے کہا کہ بے شک آپ کے رب کا آپ پر حق ہے، اور آپ کے نفس کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کے گھر والوں کا بھی آپ پر حق ہے، تو آپ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیجئے، یہ سن کر ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور ان سے حضرت سلمان کی اس بات کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سونا اور نیند کرنا جسم اور آنکھوں کا حق ہے، جن کا حق انہیں دینا چاہئے، ورنہ حق تلفی اور صحت وتن درستی میں بگاڑ لازم آتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلٰی بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ

لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ : أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ : أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ : أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ.

فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّيْ أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّيْ وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری، رقم الحدیث ۵۰۶۳)

ترجمہ: تین گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کی طرف آئے، جوکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے، جب لوگوں سے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی خبر ملی (کہ وہ رات کو سوتے بھی ہیں، اور عبادت بھی کرتے ہیں) تو گویا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو کم سمجھا، تو انہوں نے کہا کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ، آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، اور روزہ نہیں چھوڑوں گا، اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا، کبھی بھی نکاح (وصحبت) نہیں کروں گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لائے، اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی ویسی بات کی ہے؟ یادرکھو، اللہ کی قسم! میں تمہارے مقابلہ میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، اور تم سے زیادہ اللہ سے تقوے کا تعلق رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، اور روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، اور نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں، اور بیویوں سے نکاح (وصحبت) بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے اعراض

کرے، تو وہ مجھ میں سے نہیں (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند کرنا اور سونا بھی عبادت اور تقوے میں داخل ہے، جس کو ترک کرنا سنت کے خلاف ہے۔

نیند کی سنت سے اعراض پر تنبیہ

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَاةً لِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: إِنَّهَا تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لٰكِنِّيْ أَنَا أَنَامُ وَأُصَلِّيْ، وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، فَمَنِ اقْتَدٰى بِيْ فَهُوَ مِنِّيْ، وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ، إِنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ شِرَّةً ثُمَّ فَتْرَةً، فَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلٰى بِدْعَةٍ فَقَدْ ضَلَّ، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلٰى سُنَّةٍ فَقَدِ اهْتَدٰى (مسند احمد) [1]

ترجمہ: لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا، جو کہ رات بھر قیام (وعبادت) کرتا تھا، اور دن بھر روزہ رکھتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو سوتا بھی ہوں، اور نماز بھی پڑھتا ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں، اور روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں، پس جو شخص میری اقتداء (واتباع اور پیروی) کرے، تو وہ مجھ میں سے ہے، اور جو میری سنت سے اعراض کرے (اور منہ موڑے) وہ مجھ میں سے (یعنی میرے طریقہ پر) نہیں ہے، بے شک ہر عمل کے لئے رغبت اور جوش ہوتا ہے، پھر وہ ٹھنڈا پڑ جاتا اور سکون ہو جاتا ہے، پس

---

[1] رقم الحدیث ۲۳۴۷۴.
فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح .

جس کا سکون بدعت کی طرف ہوگا، تو وہ گمراہ ہو جائے گا، اور جس کا سکون سنت کی طرف ہوگا، وہ ہدایت پالے گا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ سنت والے عمل میں اگرچہ جوش نظر نہ آئے، تب بھی وہ ہدایت والا کام ہوتا ہے، جیسا کہ عبادت کے ساتھ ساتھ آرام اور نیند کرنا اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، اور جو کام سنت کے مقابلہ میں بدعت ہو، تو وہ ضلالت وگمراہی والا کام ہوتا ہے، اگرچہ اس میں کتنا ہی جوش اور جذبہ کیوں نہ نظر آئے، جیسا کہ نیند وغیرہ ترک کر کے جسم اور جان اور بیوی وغیرہ کے حقوق ضائع کرنا اور رات بھر عبادت میں مشغول رہنا۔

قیامُ اللیل کی کثرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، مشکل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَامْرَأَةٌ تُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَحَسَّ الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَهَا : اِضْطَجِعِيْ إِنْ شِئْتِ قَالَتْ : إِنِّيْ أَجِدُ نَشَاطًا، قَالَ: إِنَّكِ لَسْتِ مَثَلِيْ، إِنَّمَا جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ (تعظيم قدر الصلاة للمروزى، رقم الحديث ۳۲۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (عبادت وتہجد کے لئے) کھڑے ہوئے، اور ایک عورت بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو نماز پڑھتے ہوئے) محسوس کیا، تو اس عورت کی طرف متوجہ

---

[1] قال الالبانی: أخرجه ابن نصر فی "الصلاة : حدثنا يحيى بن عثمان حدثنا هقل عن الأوزاعى عن إسحاق بن عبد الله بن أبى طلحة عن أنس " :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام من الليل، وامرأة تصلى بصلاته، فلما أحس، التفت إليها، فقال لها :اضطجعى إن شئت، قالت :إنى أجد نشاطا، قال :"فذكره .ومن هذا الوجه أخرجه العقيلى فى ترجمة يحيى بن عثمان هذا وهو الحربى وقال : "لا يتابع عليه ." قلت :قد وثقه أبو زرعة، وقال ابن معين :ليس به بأس .فالإسناد جيد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۱۰۷)

ہوکرفرمایا کہ اگرآپ چاہیں تو لیٹ جائیں، اس عورت نے عرض کیا کہ مجھے تازگی حاصل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طرح نہیں ہو، بس میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کردی گئی ہے (مروزی)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند کے مقابلہ میں آنکھوں کی ٹھنڈک وضرورت نماز سے پوری ہوتی تھی، جبکہ دوسروں کی یہ حالت نہیں، اس لئے انہیں نیند کے مقابلہ میں غیر معمولی مقدار میں بیدار رہ کرنماز پڑھنے سے آنکھوں کو تکلیف محسوس ہوگی، اور پھر فرائض اورواجبات تک میں کوتاہی واقع ہونے کی نوبت آئے گی۔

اسی طرح بعض احادیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح روزے رکھنے سے بھی منع فرمایا کہ جن کے درمیان افطار نہ کیا جائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس طرح روزے رکھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم میری طرح نہیں ہو، بے شک مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے (بخاری) [1]

سونے میں بھی جاگنے کی طرح کا ثواب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۴۱)

ترجمہ: میں رات کے اوّل حصہ میں سوتا ہوں، پھر میں بیدار ہوجاتا (اور جاگ جاتا) ہوں، اور میں اپنی نیند کا حصہ (وتقاضا) پورا کرلیتا ہوں، پھر میں (بیدار ہو

---

[1] عائشة رضی الله عنها، قالت: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الوصال رحمة لهم، فقالوا: إنک تواصل، قال: إنی لست کهیئتکم إنی یطعمنی ربی ویسقین (بخاری، رقم الحدیث ۱۹۶۴)

کر) جواللہ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے (قرآن مجید کی نماز یا غیر نماز میں) قرائت کرتا ہوں، اور میں اپنی نیند کے بارے میں بھی اسی طرح کا ثواب سمجھتا ہوں، جس طرح کا اپنے بیدار ہونے پر ثواب سمجھتا ہوں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر نیند اعتدال کے ساتھ ہو، اور جاگ کر حقوق اللہ وحقوق العباد ادا کئے جائیں، تو سونے میں بھی جاگنے کی طرح کا ثواب ہے، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ سونے سے جسم کو راحت ملتی ہے، جس کے نتیجہ میں پھر جاگ کر جسم کام کاج کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

سونے والا مرفوعُ القلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيْرِ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ، وَعَنِ النَّائِمِ (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نابالغ) بچے سے اور مجنون سے اور سونے والے سے قلم (یعنی نامۂ اعمال میں گناہ لکھے جانے) کو اٹھالیا گیا ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی اس قسم کی احادیث مروی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٠٤٢، كتاب الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤد، باب فى المجنونِ يسرق أو يصيب حدّا، مستدرک حاکم، رقم الحديث ٨١٧٠ مسند احمد، رقم الحديث ٩٥٦.

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[2] عن ابن عباس، قال: مر على على بن أبى طالب رضى الله عنه بمعنى عثمان، قال: أو ما تذكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاثة، عن المجنون المغلوب على عقله حتى يفيق، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبى حتى يحتلم، قال: صدقت، قال: فخلى عنها (سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ٤٤٠١، واللفظ لهٗ، مستدرک حاكم، رقم الحديث ٩٤٩)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سونے والے کو کیونکہ شعور نہیں ہوتا، اس لئے سونے کی حالت میں انسان اکثر شرعی احکام کا مکلّف نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اگر کوئی سویا ہوا شخص سونے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور اسی طرح جو شخص سونے کی حالت میں خواب میں زنا کرے یا چوری کرے، یا اور کوئی گناہ کرے، تو وہ اس طرح کا خواب دیکھنے کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوتا۔ [۱]

اور نیند کے دوران انسان کی زبان سے متعلق تصرفات لغو شمار ہوتے ہیں، اگرچہ اس کی آواز بھی کیوں نہ سنائی دے۔

چنانچہ اگر کوئی نیند میں یعنی سوتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دے، جس کی آواز بھی سُنائی دے، تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط الشّيخين، ولم يخرجاه .
وقال الذهبي في التلخيص:على شرطهما.

عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال " :رفع القلم عن ثلاثة :عن الصبي حتى يحتلم، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن المعتوه حتى يعقل (مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۷۰۳، واللفظ لهٗ،سنن النسائي، رقم الحديث ۳۴۳۲)

في حاشية مسند احمد:إسناده جيد.

[۱] (رفع القلم عن ثلاثة) كناية عن عدم التكليف إذ التكليف يلزم منه الكتابة فعبر بالكتابة عنه وعبر بلفظ الرافع إشعارا بأن التكليف لازم لبني آدم إلا لثلاثة وأن صفة الرفع لا تنفك عن غيرهم (عن النائم حتى يستيقظ) من نومه (وعن المبتلى) بداء الجنون (حتى يبرأ) منه بالإفاقة وفي رواية بدل هذا وعن المجنون حتى يعقل (وعن الصبي) يعني الطفل وإن ميز (حتى يكبر) وفي رواية حتى يشب وفي رواية حتى يبلغ وفي رواية أخرى حتى يحتلم .قال ابن حبان :المراد برفع القلم ترك كتابة الشر عليهم دون الخير قال الزين العراقي :وهو ظاهر في الصبي دون المجنون والنائم لأنهما في حيز من ليس قابلا لصحة العبادة منهم لزوال الشعور فالمرفوع عن الصبي قلم المؤاخذة لا قلم الثواب لقوله عليه الصلاة والسلام للمرأة لما سألته :ألهذا حج قال :نعم .واختلف في تصرف الصبي فصححه أبو حنيفة ومالك بإذن وليه وأبطله الشافعي فالشافعي راعى التكليف وهما راعيا التمييز

(حم د ن هـ ك عن عائشة) وقال الحاكم :على شرطهما .قال ابن حجر :ورواه أبو داود والنسائي وأحمد والدارقطني والحاكم وابن حبان وابن خزيمة من طرق عن علي وفيه قصة جرت له مع عمر وعلقها البخاري (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۴۴۶۲)

اسی طرح اگر نیند میں کلمۂ کفر زبان سے کہے، تو اس سے کفر لازم نہیں آتا۔
اور اسی طرح اگر کوئی نیند میں قسم کھائے، تو اس قسم کا اعتبار نہیں ہوتا۔
اور اسی طرح اگر نیند میں کوئی خرید وفروخت کرے، تو اس کا بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ [1]
البتہ کچھ اعمال ایسے ہیں، جو نیند میں بھی شرعی اعتبار سے معتبر ہوجاتے ہیں، مثلاً عرفات میں وقوف کرنا حج کا سب سے بڑا فریضہ ہے، لیکن اگر کوئی نیند کی حالت میں وقوفِ عرفہ کرلے، تو اس کا یہ فریضہ ادا ومعتبر ہوجاتا ہے۔ [2]
اسی طرح اور بھی چند اعمال ایسے ہیں، جو نیند میں معتبر یا مؤثر ہوجاتے ہیں۔
مثلاً اگر کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے، اور نماز کا وقت گزر جائے، تو اس کی نماز قضاء ہوجاتی ہے، اور اس کو بیدار ہونے کے بعد اس نماز کا پڑھنا لازم ہوجاتا ہے۔

---

[1] أثر النوم فی تصرفات الإنسان القولية وما يحتاج إلى نية من العبادات:
النوم عارض طبعي يطرأ على الإنسان بالضرورة فيعطل العقل عن الإدراک، ويعجز عن الفهم فی حال النوم .فإن استيقظ منه أمكنه الفهم فيقضي ما فاته فی أثناء النوم من الصلوات.
والمبادرة بالقضاء واجبة عند المالكية سواء تعدى أو لم يتعد بالنوم، وندبا عند الشافعية إن لم يتعد به، ووجوبا إن تعدى به.(ر :قضاء الفوائت ف ١٩).
أما أثناء النوم فجميع عبارات النائم فی التصرفات القولية لغو، فلا ينعقد إحرامه بحج أو عمرة أو صلاة، ولا نطقه بنية الصوم، ولا يصح نذره ولا تنعقد يمينه، ولا يقع طلاقه، ولا يقبل إقراره بحق لله أو لآدمی، ولا يصح إيجابه بعقد ولا قبوله.
وكذا كل تصرف يشترط فيه أهلية الأداء والتكليف لأنه يشترط فی التكليف بالنظر إلى المكلف: فهمه لما كلف به، أی تصور ذلک الأمر والفهم من خطاب الله جل جلاله بقدر يتوقف عليه الامتثال؛ لأن التكليف استدعاء حصول الفعل على قصد الامتثال، وهو محال عادة وشرعا ممن لا شعور له بالأمر كالنائم ونحوه، فلا يناسب توجيه الخطاب إليه.
ولحديث :رفع القلم عن ثلاثة :الصبی حتى يبلغ، وعن المجنون حتى يفيق، وعن النائم حتى يستيقظ .ومعنى رفع القلم عن الثلاثة :عدم اعتبار عباراتهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٢، ص٢٠، مادة "نوم")

[2] واستثنى الفقهاء من ذلک :ما لا يحتاج إلى نية من العبادات كالوقوف بعرفة، فإن أحضر الموقف وهو نائم فلم يستيقظ ولو لحظة حتى غادرها يجزء وقوفه؛ لأن الوقوف بعرفة لا يحتاج إلى نية، وهو أهل للعبادة عموما فيصح الوقوف مع النوم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٢، ص٢١، مادة "نوم")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگرکوئی نیندکی حالت میں حقیقتاً دوسرے کوقتل کردے، یااس کاکوئی عضوتلف کردے،توشرعی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد ذكر ابن نجيم الحنفي مسائل قال :إن النائم فيها كالمستيقظ، وعزاها إلى فتاوى الولوالجي أوصلها إلى خمس وعشرين مسألة:

الأولى :إذا نام الصائم على قفاه وفوه مفتوح، فقطر قطرة من ماء المطر فى فيه :فسد صومه، وكذا إن قطر غيره قطرة من الماء فى فيه وبلغ ذلك جوفه.

الثانية :إذا جامع المرأة زوجها وهى نائمة فسد صومها.

الثالثة :لو كانت محرمة فجامعها زوجها وهى نائمة فعليها الكفارة.

الرابعة :المحرم إذا نام فجاء رجل فحلق رأسه وجب عليه الجزاء .

الخامسة :المحرم إذا نام وانقلب على صيد فقتله وجب عليه الجزاء .

السادسة :إذا نام المحرم على بعير فدخل فى عرفات فقد أدرك الحج.

السابعة :الصيد المرمى إليه بسهم إذا وقع عند نائم فمات من تلك الرمية يكون حراما، كما إذا وقع عند يقظان وهو قادر على ذكاته.

الثامنة :إذا انقلب نائم على متاع وكسره وجب عليه الضمان.

التاسعة :إذا نام الأب تحت جدار فوقع الابن عليه من سطح وهو نائم فمات الابن يحرم الأب من الميراث .قال ابن نجيم :على قول البعض، وهو صحيح.

العاشرة :من رفع النائم ووضعه تحت جدار، فسقط عليه الجدار ومات، لا يلزم ضمان على الواضع تحت الجدار.

الحادية عشرة :رجل خلا بامرأة وثمة أجنبى نائم لا تصح الخلوة.

الثانية عشرة :رجل نام فى بيت فجاء ت امرأته وهو نائم ومكثت عنده ساعة صحت الخلوة.

الثالثة عشرة :لو كانت المرأة نائمة فى بيت ودخل عليها زوجها ومكث عندها ساعة صحت الخلوة.

الرابعة عشرة :امرأة نامت فجاء رضيع فارتضع من ثديها تثبت حرمة الرضاع.

الخامسة عشرة :المتيمم إذا مرت دابته على ماء يمكن استعماله وهو عليها نائم انتقض تيممه.

السادسة عشرة :المصلى إذا نام وتكلم فى حالة النوم تفسد صلاته.

السابعة عشرة :المصلى إذا نام وقرأ فى قيامه تعتبر هذه القراء ة فى رواية (عند الحنفية).

الثامنة عشرة :إذا تلا آية سجدة فى نومه فسمعها رجل تلزمه السجدة كما لو سمع من اليقظان.

التاسعة عشرة :إذا استيقظ هذا النائم فأخبره رجل أنه قرأ آية سجدة فى نومه، كان شمس الأئمة يفتى بأنه لا تجب عليه سجدة التلاوة، وتجب فى أقوال، فعلى هذا لو قرأ رجل عند نائم فانتبه فأخبره فهو على هذا :أى لا تجب عليه سجدة التلاوة.

العشرون: إذا حلف رجل أن لا يكلم فلانا فجاء الحالف إلى المحلوف عليه وهو نائم، وقال له :قم، فلم يستيقظ النائم .قال بعضهم :لا يحنث، والأصح أنه يحنث .الحادية والعشرون :رجل طلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اعتبار سے اس قتل یا عضو کوتلف کرنے کے نتیجہ میں وہی تاوان لازم آتا ہے، جو کسی کو خطاء سے قتل کرنے یا عضوتلف کرنے والے پر لازم آتا ہے۔

مثلاً کوئی سویا ہوا شخص کسی بچہ کے اوپر سوتے ہوئے کروٹ وغیرہ لینے سے لیٹ جائے، جس سے اس بچہ کی موت واقع ہوجائے، تو اس پر دیت اور کفارہ لازم آتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

امرأته طلاقا رجعيا، فجاء الرجل ومسها بشهوة وهي نائمة صار مراجعا.

الثانية والعشرون: لو كان الزوج نائما فجاء ت المرأة وقبلته بشهوة، يصير مراجعا عند أبي يوسف خلافا لمحمد -رحمهما الله-.

الثالثة والعشرون :الرجل إذا نام وجاء ت امرأة وأدخلت فرجها في فرجه وعلم الرجل بفعلها تثبت حرمة المصاهرة.

الرابعة والعشرون :إذا جاء ت امرأة إلى نائم وقبلته بشهوة واتفقا على أن ذلك كان بشهوة تثبت حرمة المصاهرة.

الخامسة والعشرون :المصلي إذا نام في صلاته واحتلم يجب عليه الغسل ولا يمكنه البناء .

وكذلك :إذا بقي نائما يوما وليلة، أو يومين وليلتين صارت الصلاة دينا في ذمته.

وذكر السيوطي مسائل ينفرد بها النوم عن الجنون والإغماء وهي:الأولى :يجب على النائم قضاء الصلاة إذا استغرق النوم وقتها .الثانية :يصح على المذهب صوم النائم الذي استغرق نومه النهار كله إذا كان قد نوى من الليل .وفي وجه أنه يضر كالإغماء .

الثالثة :إذا نام المعتكف حسب زمن النوم من الاعتكاف قطعا لأنه كالمستيقظ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲، ص، مادة "نوم")

[1] چنانچہ حنفیہ کے نزدیک اس شخص کے عاقلہ پر دیت واجب ہے، اور کفارہ میں ایک مؤمن غلام کا آزاد کرنا ہے، اور اگر اس کی قدرت نہ ہو، تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے، اور اگر جانی اس مقتول کا وارث ہے، تو وہ جانی اس بچہ کی میراث سے محروم ہوگا، اور جو مقتول کو دیت حاصل ہوگی، وہ اس کی میراث میں داخل ہوگی۔

أثر النوم في الجناية على النفس : اعتبر الفقهاء جناية النائم على نفس أو عضو خطأ أو جاريا مجرى الخطأ، فتجري في فعله في كلا التعبيرين أحكام الخطأ، فإذا انقلب نائم على إنسان بجنبه فقتله فهو خطأ أو كالخطأ في الحكم؛ لأن النائم لا قصد له، فلا يوصف فعله بعمد ولا خطأ عند بعضهم، إلا أنه في حكم الخطأ لحصول الموت بفعله كالخاطء، فتجب على عاقلته دية الخطأ وعليه الكفارة.

قال ابن عابدين :فحكمه حكم المخطء ولكنه دون الخطأ حقيقة؛ لأن النائم ليس من أهل القصد أصلا. وإنما تجب الكفارة على النائم لترك التحرز عند النوم في موضع يتوهم أن يكون قاتلا . والكفارة في القتل الخطأ إنما وجبت لترك التحرز أيضا .وحرمان الميراث :لمباشرة القتل وتوهم أنه لم يكن نائما وإنما كان متناوما لقصد استعجال الإرث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲، ص ۲۰، الىٰ ۲۴، مادة "نوم")

اسی طرح اگر کوئی نیند کی حالت میں دوسرے کا مال تلف کردے، مثلاً سوتے ہوئے کسی کے سامان پر چڑھ جائے، جس سے وہ ضائع ہوجائے، تو اس پر اس کا تاوان لازم آتا ہے۔ [1]

فتنوں کے وقت، سونے والا جاگنے والوں سے بہتر

سونا کیونکہ عبادت ہے، اور سوتے وقت انسان کو شعور اور ہوش نہیں ہوتا، اس لیے سونے کی حالت میں انسان کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، اسی وجہ سے احادیث میں فتنوں کے دور میں سونے والے کو جاگنے والے سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : تَكُوْنُ فِتْنَةٌ، اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمُضْطَجِعِ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَاعِدِ، وَالْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِيُ خَيْرٌ مِّنَ الرَّاكِبِ، وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ مِّنَ الْمُجْرِيِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ فتنے رونما ہوں گے، جس میں سویا ہوا شخص لیٹے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور لیٹا ہوا شخص بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا شخص سوار شخص سے بہتر ہوگا، اور سوار شخص (تیز یا لمبا) سفر کرنے والے شخص سے بہتر ہوگا (حاکم)

---

[1] أثر النوم في إتلاف المال:

النائم في إتلاف مال الغير كالمستيقظ تماما فيضمن .فإن ضمان المال لا يشترط فيه التكليف، بل يشترط أن يكون الجاني من أهل الوجوب، فالمكلف وغير المكلف فيها سواء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲، ص ۲۴، مادة "نوم")

[2] رقم الحديث ۸۳۱۴، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۰۷۲۷.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: صحيح.

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَكُوْنُ فِتْنَةٌ، اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ، وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيِ، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ (مسلم، رقم الحديث ۲۸۸۶"۱۲")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے قریب) عظیم فتنہ ہوگا، جس میں سونے والا بہتر ہوگا، جاگنے والے سے، اور جاگنے والا بہتر ہوگا، کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑے ہونا والا بہتر ہوگا چلنے اورسوار ہونے والے سے، پس جو شخص (اس وقت) کوئی ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے، تو اسے چاہئے کہ وہ (فتنے سے پناہ) حاصل کرے (مسلم)

سونے والے کو کیونکہ شعور نہیں ہوتا، اس لئے فتنوں کے دور میں اس کو جاگنے والے سے بہتر قرار دیا گیا، اور لیٹے ہوئے بیدار شخص کو کھڑے ہونے والے سے بہتر قرار دیا گیا، کیونکہ کھڑے ہوئے شخص کا لیٹے ہوئے شخص کے مقابلہ میں فتنہ میں مبتلا ہونا زیادہ آسان ہوتا ہے، اور کھڑے ہونے والے شخص کو چلنے اور سوار ہونے والے کے مقابلہ میں بہتر قرار دیا گیا، کیونکہ چلنے اور سوار ہونے والے شخص کو کھڑے ہونے والے شخص کے مقابلہ میں فتنہ میں مبتلا ہونا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس طرح جاگ کر نیک عمل کرنا سنت سے ثابت اور عبادت

---

[1] تكون فتنة أى :عظيمة النائم فيها خير من اليقظان بسكون القاف أى :المنتبه لعدم شعور النائم عنها، وفى معناه الغافل ولو كان يقظان، فالمراد باليقظان هو العالم بالفتنة، سواء كان مضطجعا أو قاعدا أو قائما واليقظان أى :مضطجعا أو جالسا خير من القائم أى :لتطلعه وإشرافه، أو لأن فيه نوع حركة والقائم فيها أى:لتوقفه فى مكانه خير من الساعى أى :مشيا أو ركوبا إليها من وجد ملجأ أو معاذا فليستعذ به، وفى الجامع :روى الحاكم عن خالد بن عرفطة :ستكون أحداث وفتنة وفرقة واختلاف، فإن استطعت أن تكون المقتول لا القاتل فافعل(مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۳۸۴، كتاب الفتن)

ہے، اسی طرح سونا بھی سنت سے ثابت اور عبادت ہے، جس سے روگردانی کرنا درست نہیں، اور سونے والا جاگنے والے کے مقابلہ میں کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اتنی نیند کرنا جس سے بندہ اپنے واجبات کو ادا کر سکے، واجب ہے۔

اور رات کے علاوہ دوپہر کے وقت میں نیند یا آرام کرنا جس کو قیلولہ کہا جاتا ہے، یہ مستحب ہے۔ [1]

اور عصر کے بعد نیند کرنا عام حالات میں مکروہ ہے، اور اگر نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو، اور نیند کی وجہ سے نماز قضاء ہو جاتی ہو، تو پھر ایسے وقت نیند کرنا گناہ ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔ [2]

---

[1] الحكم التكليفي: النوم من الأمور الفطرية الضرورية للأحياء كالأكل والشرب وقضاء الحاجة، فلم يرد أمر من حيث هو نوم، اكتفاء بدواعي الفطرة، فهو للإباحة إذا، والإباحة وإن كانت شرعية عند جمهور العلماء فليست بتكليف عند بعضهم؛ لأن التكليف إنما يكون بطلب ما فيه كلفة ومشقة.

ولا طلب في المباح ولا كلفة لكونه مخيرا بين الفعل والترك.

وقد تعترى النوم الأحكام التكليفية لأسباب خارجية تتصل به :فيكون واجبا أو مستحبا، أو حراما، أو مكروها.

النوم الواجب:

النوم الواجب :هو ما يستطيع المرء به أداء واجب ديني أو دنيوى، فما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب.

النوم المستحب:

النوم المستحب :هو نوم من نعس في صلاته أو قراء ته للقرآن ونحوهما، فيستحب أن ينام حتى يدرى ما يقول أو يفعل .ومن النوم المستحب القيلولة في وسط النهار.

[2] النوم الحرام:

النوم الحرام هو النوم بعد دخول وقت الصلاة وهو يعلم أنه يستغرق في النوم الوقت كله، أو ينام مع ضيق الوقت.

النوم المكروه:

يكون النوم مكروها في مواطن منها :النوم بعد صلاة العصر، والنوم أمام المصلين، والصف الأول، أو المحراب، والنوم على سطح ليس له جدار يمنعه من السقوط، لنهيه عليه الصلاة والسلام عن ذلك ولخشية أن يتدحرج فيسقط عنه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیند کی طبی مناسب مقدار

طبی تحقیق کے مطابق نیند کے لئے مناسب وقت اور مناسب کیفیت کے ساتھ ساتھ مناسب مقدار کا لحاظ نہایت ضروری ہے، اگر نیند مناسب مقدار میں حاصل نہ کی جائے تو سستی وکاہلی کے علاوہ سر کا درد، ضعفِ دماغ، ضعفِ نظر کی شکایت ہوجاتی ہے اور یہاں تک کہ دیوانگی کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ [1]

عمر کی مختلف حالتوں میں مناسب نیند کی مقدار بھی طبی اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، چنانچہ بچوں کو جنسی نشوونما کے لئے زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے، چھوٹے دودھ پیتے بچوں کے لئے دن ورات میں تقریباً سولہ گھنٹے سونا مناسب مقدار کہلاتا ہے، عمر بڑھنے کے ساتھ نیند کی مقدار کم ہوجاتی ہے، حتیٰ کہ چار سال سے آٹھ سال تک کے بچوں کے لئے تقریباً بارہ گھنٹے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن النوم المكروه :نوم الرجل منبطحا على وجهه فإنها ضجعة يبغضها الله تعالى، والنوم وفي يده ريح لحم ونحوه، والنوم بعرفات وقت الوقوف لأنه وقت تضرع، والنوم بعد صلاة الفجر لأنه وقت قسمة الأرزاق، ونومه تحت السماء متجردا من ثيابه مع ستر العورة، ونومه بين مستيقظين لأنه خلاف المروءة، ونومه وحده في بيت خال لحديث ابن عمر -رضي الله عنهما :-نهى عن الوحدة :أن يبيت الرجل وحده أو يسافر وحده ، ومنه النوم قبل صلاة العشاء بعد دخول وقتها إن ظن تيقظه في الوقت، نص عليه الشافعية فقالوا :يكره النوم قبل صلاة العشاء بعد دخول وقتها " لأنه صلى الله عليه وسلم كان يكره ذلك "؛ لخوف استمرار النوم حتى خروج الوقت .ومحل ذلك إذا ظن تيقظه في الوقت وإلا حرم النوم .أما النوم قبل دخول الوقت فالظاهر عدم الكراهة؛ لأنه لم يخاطب بها.

ويرى المالكية أنه يجوز له النوم ولا إثم عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٤٢، ص ١٦، الىٰ ص ١٨ ، مادة "نوم")

[1] وللنوم فائدتان جليلتان ،احداهما: سكون الجوارح وراحتهامما يعرض لها من التعب فيريح الحواس من نصب اليقظة ويزيل الاعياء والكلال ،والثانية :هضم الغذاء ،ونضج الاخلاط،لان الحرارة الغريزية فى وقت النوم ،تفور الى باطن البدن ،فتعين على ذالك ،ولهذا يبرد ظاهره ،ويحتاج النائم الى فضل دثار(الطب النبوى لابن القيم ص ٢٤٦ ،مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

روزانہ سونے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے، اور آٹھ سال سے بیس اکیس سال کی عمر تک روزانہ، نو دس گھنٹے سونا کافی ہوتا ہے، اور جوانی کی عمر میں پچاس سال کی عمر تک روزانہ کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سونے کی ضرورت ہوتی ہے، عام حالات میں چھ گھنٹے سے کم سونے کی عادت بنانے سے تندرستی میں خلل پڑنا شروع ہوجاتا ہے، پچاس سال کے بعد انسان میں کمزوری آجاتی ہے اس لئے اُسے زیادہ آرام کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس عمر کے بعد آٹھ، دس گھنٹے روزانہ سونے کی کوشش کرنی چاہئے، عموماً خواتین کو مرد حضرات کے مقابلہ میں زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے (دیہاتی معالج بتغیر، حصہ اول، صفحہ ۱۰۷، و ۱۰۸)

نیند میں غیر معمولی کمی یا اضافہ کا ہوجانا

اسی وجہ سے اگر کسی کی طبعی اور مناسب نیند کی مقدار میں غیر معمولی خلل واقع ہوجائے، مثلاً نیند اچاٹ ہوجائے یا نیند میں غیر معمولی زیادتی ہوجائے، تو یہ بیماری کہلاتی ہے۔

جب نیند طبعی مقدار سے کم ہوجائے تو یہ بھی بیماری کہلاتی ہے، اس بیماری کو طب کی زبان میں ''سہر'' یا ''ان سومنیا'' (Insomnia) کہا جاتا ہے۔

سہر یا ان سومنیا کی عام طور پر تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) نیند شروع میں نہ آئے (۲) نیند آئے، لیکن تھوڑی دیر بعد ختم ہوجائے

(۳) نیند بالکل ہی نہ آئے (طب صابر ۱۵، ۱۶، ترتیب حکیم مبشر علی حسن صاحب)

اس مرض کی جو نشانیاں اور علامات عام طور پر بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

اس بیماری کے دوران ناک کے نتھنے خشک ہوجاتے ہیں، پیاس کا غلبہ ہوتا ہے، حلق خشک ہوجاتا ہے، سر کے اندر گرمی معلوم ہوتی ہے، دل کی حرکت بڑھ جاتی ہے، اور طبیعت بے چین و مضطرب ہوجاتی ہے، بے خوابی اور نیند نہ آنے کی شکایت اگر زیادہ عرصے تک جاری رہے تو یہ مرض خطرناک شکل اختیار کرلیتا ہے، چنانچہ اس کے نتیجہ میں پاگل پن، مالیخولیا،

اختلاجِ قلب(دل کی دھڑکن تیزاور بے قابو ہونا)خشک کھانسی اور دوسری مہلک بیماریاں پیداہونے کا اندیشہ ہوتا ہے،لہٰذا ایسے مرض میں مبتلا انسان کوجلدازجلدکسی ماہر ومستند معالج (حکیم)سےعلاج کرانا چاہئے اورغفلت نہیں کرنی چاہئے۔

اس بیماری کی وجوہات عام طور پر جو بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

گرم غذاؤں کا کثرت سے استعمال کرنا،رنج وغم کی کثرت،دھوپ اورآگ کے پاس دیر تک کام کرنا،خون کا جسم سے زیادہ مقدار میں نکلنا،کسی بڑے کام کی فکرسوار ہونا،شراب نوشی،بھنگ اوردیگر منشیات کا استعمال،سگریٹ وتمباکواور چائے کا کثرت سے استعمال کرنااورمباشرت کی کثرت وغیرہ جیسی چیزوں سے دماغ میں گرمی اور خشکی کے بڑھنے سے یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے۔

جب نیندطبعی مقدار سے زیادہ ہوجائے تو یہ بھی بیماری کہلاتی ہے،اس بیماری کوطب کی زبان میں’’سبات‘‘یا’’سمنولینس‘‘(Somnolense)کہا جاتا ہے،سبات کے معنیٰ سونے کے ہیں،سبات دراصل سخت اور گہری نیند کا نام ہے،جس کی مدت درازاورلمبی ہوتی ہے،یعنی اس نیند کا زمانہ نیند کی طبعی اورمناسب مقدار سے زیادہ ہوتا ہے،اس مرض میں مبتلا انسان خواہ کتنا ہی سوئے،لیکن غنودگی برقرار رہتی ہے،اور کسی طرح بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔

اس مرض کی جونشانیاں اورعلامات عام طور پر بیان کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں:

ایسے مریض کے سر کا اگلا حصہ عام طور پر بوجھل رہتا ہے،چہرہ پر بھراہٹ سی معلوم ہوتی ہے،پلکوں پر بوجھ رہتا ہے،ناک اور منہ سے بار بار رطوبت نکلتی ہے،سرچھونے سے ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے،مریض بہت گہری نیند سوتا ہے اورخراٹوں کی آواز بلند ہوتی ہے،طبیعت ہر وقت سُست اورسونے کی طرف مائل رہتی ہے،اور کسی کام کاج کرنے کودل نہیں چاہتا۔

اس بیماری کی وجوہات عام طور پر جو بیان کی جاتی ہیں،وہ یہ ہیں:

سر کے حصہ کو زیادہ سردی لگنے، برف اور ٹھنڈی چیزوں کے کثرت سے استعمال کرنے،

مستقل نزلہ وزکام کے رہنے سے دماغ میں بلغمی رطوبات جمع ہونے سے یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے، بعض اوقات مباشرت کی کثرت سے، زیادہ محنت کرنے سے، ضعف اور تکان کی وجہ سے یا کسی بیماری میں زیادہ وقت تک مبتلا رہ کر کمزور ہوجانے، زیادہ دست آنے یا جسم کے کسی حصہ سے زیادہ مقدار میں خون نکل کر کمزوری بڑھ جانے کی وجہ سے بھی یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے ایسے مریض کو ورزش کرنے اور گرم جگہ رہنے سے فائدہ ہوتا ہے، لیکن مستقل علاج کسی ماہر ومستند معالج (وحکیم) سے ہی کرانا چاہیئے (ماخوذ از حاذق ص ۲۸، ۳۲ مصنفہ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان مرحوم بتغیر)

خلاصہ یہ کہ معتدل نیند، جس طرح شرعی اعتبار سے عبادت ہے، اسی طرح انسان کی ضرورت وحاجت بھی ہے، اور ساتھ ساتھ قدرت کی طرف سے عظیم نعمت بھی ہے، جس کو اعتدال میں رہ کر اختیار کرنا چاہیئے، اور اس کے اعتدال سے باہر ہوجانے پر اس کی اصلاح ودرستگی کی فکر کرنی چاہیئے، اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے، جس کے لئے شریعت کی طرف سے عمدہ ہدایات وآداب کی تعلیم دی گئی ہے، جن کا ذکر آگے اپنے مقام پر آتا ہے۔

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ

(فصل نمبر۴)

رات ودن (Day and Night) کی عظمت واہمیت

زمانہ رات اور دن کے مجموعہ سے مرکب وعبارت ہے،اس لئے رات اور دن کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف موقعوں پر رات اور دن اور ان دونوں کے مخصوص اور بالخصوص تبدیلی والے اوقات کو اپنی قدرت وعظمت کی نشانیوں کے طور پر ذکر فرمایا ہے،اور قرآن مجید میں ان کی قسم کھائی ہے،اوراحادیث میں بھی رات اور دن کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے،جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

رات ودن،سورج اور چاند،اللہ کی مخلوق

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ (سورة الانبياء، رقم الآية ۳۳)

ترجمہ:اور وہی (اللہ) ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا، ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہا ہے (سورہ انبیاء)

اس سے معلوم ہوا کہ رات، دن اور سورج، چاند اللہ کی مخلوق ہیں، اور یہ سب اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں، اور گھومنے کے بجائے تیرنے کے الفاظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ کسی مادی چیز پر ٹِک کرنہیں گھوم رہے، بلکہ بحکمِ الٰہی بغیر کسی مادی چیز کے سہارے کے گھوم رہے ہیں۔

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (سورة الأنعام، رقم الآية ۹۶)

ترجمہ: وہی (اللہ) صبح کا نکالنے والا ہے، اور اس نے آرام کے لیے رات بنائی ہے اور سورج اور چاند کا حساب مقرر کیا ہے یہ غالب جاننے والے کا اندازہ ہے (سورہ انعام)

صبح کا نکالنا، رات کو آرام کے لئے بنانا، سورج اور چاند کو ایک انتہائی مستحکم حساب کے ساتھ چلانا یہ سب کچھ قادرِ مطلق اور عالمِ مطلق ذات کا کارنامہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ جَنَّةً عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ فَأَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ اللَّيْلَ الَّذِي قَدْ أَلْبَسَ كُلَّ شَيْءٍ فَأَيْنَ جَعَلَ النَّهَارَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: كَذٰلِكَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس نے کہا کہ اے محمد! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو جنت کہاں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بارے میں تمہارا خیال کیا ہے کہ رات نے ہر چیز کو ڈھانک دیا ہے، تو دن کو کہاں پہنچا دیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ جو چاہے کرتا ہے (حاکم، ابن حبان)

---

[1] رقم الحديث ۱۰۳، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۰۳ .
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولا أعلم له علة ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: على شرطهما ولا أعلم له علة.
وفي حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

رات اور دن، حقائق پر مبنی چیزوں میں سے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ہی دن کی روشنی اور سورج کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتا ہے، جس کا مدار انتہائی وسیع ہے، تو جس طرح اتنے بڑے سورج اور دن کی روشنی کو اللہ نظروں سے اوجھل کر دیتا ہے، اسی طرح جنت کو بھی انسانی نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے، مگر وہ کہیں نہ کہیں موجود ہے، جس طرح سورج اور دن کہیں نہ کہیں ہر وقت موجود ہوتا ہے، اس حدیث سے ایک اضافی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جنت پیدا ہو چکی ہے۔

رات ودن، سورج اور چاند، اللہ کی قدرت کا نمونہ

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورۃ حم السجدۃ، رقم الآیۃ ۳۷)

ترجمہ: اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں (سورہ حم سجدہ)

دن کا نکلنا، رات کا وجود، سورج اور چاند اور ان کا ایک حساب کے ساتھ چلنا، اور ان سب چیزوں کا ایک مضبوط نظام، سب اللہ کی قدرت کا پتہ دینے والی نشانیاں ہیں۔

قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۃ لقمان، رقم الآیۃ ۲۹)

ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک مقررہ

وقت تک چل رہا ہے، اور بے شک اللہ تمہارے کام سے خبردار ہے (سورہ لقمان)

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ (سورة الفاطر، رقم الآية ۱۳)

ترجمہ: وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے (سورہ فاطر)

نیز ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ. یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَهُوَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (سورة الحديد، رقم الآيات ۵، و۶)

ترجمہ: اسی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب امور، وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور وہی ہے جاننے والا سینوں کے رازوں کو (سورہ حدید)

دن اور رات کا مجموعی عرصہ برابر ہے، لیکن کبھی رات چھوٹی ہوتی ہے، اور کبھی دن چھوٹا ہوتا ہے، یعنی کبھی رات والا حصہ دن میں اور کبھی دن والا حصہ رات میں داخل ہو جاتا ہے، اور یہ سب اللہ کے حکم سے ہے کہ اس نے سورج اور چاند کو مخصوص مدار میں چلنے پر لگا رکھا ہے، جس کی وہ پوری اتباع کرتے ہیں، اور اللہ کے حکم کے مسخر و تابع ہیں اور یہ سب کچھ ایک مقررہ وقت تک کے لئے ہے، جس کو قیامت کہا جاتا ہے، لہٰذا یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے انتہائی قادر اور علیم ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔

قرآن مجید میں رات اور دن کی قسم کا ذکر

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رات اور دن، صبح اور شام کی قسم اُٹھائی ہے، جس سے ان اوقات کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ. وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ (سورة مدثر، رقم الآيات ۳۳، و ۳۴)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے، اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہوجائے (سورہ مدثر)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (سورة التكوير، رقم الآيات ١٧، و ١٨)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب اس کی تاریکی جانے لگے، اور صبح کی قسم جب اس کی روشنی آنے لگے (سورہ تکویر)

ایک تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ، وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ (سورة الانشقاق، رقم الآيات ١٦، ١٧)

ترجمہ: پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں، شفق کی، اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں (سورہ انشقاق)

شفق سورج کی اس روشنی کا نام ہے، جو سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے کے بعد ہوتی ہے۔

ایک چوتھے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ. وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ. وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (سورة الفجر، رقم الآيات ۱ الیٰ ۴)

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی، اور (ذی الحجہ کی) دس راتوں کی، اور جفت کی اور طاق کی، اور رات کی جب وہ چلتی ہے (سورہ فجر)

ایک پانچویں مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا. وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا. وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا. وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا (سورۃ الشمس، رقم الآیات ۱ الیٰ ۴)

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی، اور چاند کی جب وہ آئے سورج کے پیچھے، اور دن کی جب وہ سورج کو روشن کردے، اور رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے (سورہ شمس)

ایک چھٹے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى (سورۃ اللیل، رقم الآیات ۱، و۲)

ترجمہ: قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور دن کی جب وہ روشن ہو جائے (سورہ لیل)

اور ایک ساتویں مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى (سورۃ الضحیٰ، رقم الآیات ۱، و۲)

ترجمہ: قسم ہے دن کی روشنی کی، اور رات کی جب وہ چھا جائے (سورہ ضحیٰ)

ان تمام آیات سے رات اور اس کے اندھیروں، دن اور اس کی روشنیوں کی عظمت واہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

زمانہ اور رات ودن کا پلٹنا اللہ کے حکم سے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِضِيَاءٍ، اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ .

قُلْ اَرَءَ يْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۷۱،۷۲)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ دیکھو اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک رات ہی کردے، تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟

آپ فرمادیجئے کہ دیکھو اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی کردے، تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لائے؟ جس میں تم سکون حاصل کر سکو، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (سورہ قصص)

مطلب یہ ہے کہ دن کی روشنی کا وجود اور اس کے مقابلہ میں رات کے اندھیرے کا وجود، یہ اللہ کے حکم سے ہے، جس نے انسانی ضروریات کے لئے دن کی شکل میں روشنی کا، اور رات کی شکل میں اندھیرے کا انتظام فرمایا، اور دونوں قسم کی نعمتوں سے نوازا، اگر اللہ چاہے تو قیامت تک ایک ہی حالت کو برقرار رکھے، پھر اللہ کے سوا کوئی طاقت ایسی نہیں ہوگی، جو اس نظام کو واپس لوٹادے، جس سے اللہ کی عظیم قدرت کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيْ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بنی آدم مجھے ایذاء دیتا ہے (یعنی میری شان کے خلاف بات کہتا ہے اور وہ اس طرح) کہ

---

[1] رقم الحديث ۴۸۲۶، كتاب تفسير القرآن، باب وما يهلكنا إلا الدهر، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۲۴۶ "۲".

وہ زمانہ پر سبّ وشتم کرتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضۂ قدرت میں تمام کام واختیارات ہیں، میں ہی رات ودن کو پلٹتا (اورکم زیادہ کرتا) ہوں (بخاری، مسلم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَقُوْلُ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ .فَلا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ .فَإِنِّيْ أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا (مسلم) [1]

ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابنِ آدم مجھے ایذا پہنچاتا (یعنی میری شان میں نازیبا کلمات کہتا) ہے، اور یہ کہتا ہے کہ ہائے زمانے کی ہلاکت، تو تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے کہ ہائے زمانے کی ہلاکت، کیونکہ زمانہ میں ہوں، میں ہی زمانے کے دن رات کو بدلتا ہوں، پس جب میں چاہوں گا، دن رات کو قبض کرلوں گا (مسلم)

اورایک روایت میں دن رات کو پلٹنے کے بجائے دن اوررات کو بھیجنے کے الفاظ ہیں۔

دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ [2]

مطلب یہ ہے کہ زمانہ، رات اوردن کے مجموعہ کا نام ہے، اور یہ اللہ کے حکم سے وجود میں آتا ہے۔

لہٰذا اس کوبُرا کہنے کی نسبت، اللہ کی طرف لوٹتی ہے۔

---

[1] رقم الحديث ٢٢٤٦ "٣"، كتاب الالفاظ من الادب، باب النهى عن سب الدهر.

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا يقل ابن آدم :واخيبة الدهر، إني أنا الدهر، أرسل الليل والنهار، فإذا شئت قبضتهما (مسند احمد، رقم الحديث ٨٢٣٢، عن ابى هريرة)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

رات اور دن کے فرشتوں کا الگ الگ نزول

اللہ تعالیٰ نے جس طرح رات اور دن کے نظام کو مستحکم طریقہ پر تقسیم فرمایا ہے، اسی طرح بندوں کے رات اور دن کے اچھے اور بُرے اعمال کی نگرانی اور اُن کے جائزہ کے لئے رات دن کے اعتبار سے الگ الگ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : يَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَإِذَا عَرَجَتْ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ : مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ ، أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَجِئْنَاكَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، فَإِذَا عَرَجَتْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ : مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ قَالُوا: جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ، أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَجِئْنَاكَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ (مسنداحمد،رقم الحديث ۸۵۳۸) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے وقت اکھٹے ہوتے ہیں، جب دن کے فرشتے آسمانوں پر (بندوں کے دن کے نامۂ اعمال لے کر) چڑھ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو، تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جس وقت ہم ان کے پاس گئے تھے، وہ اس وقت بھی (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے، اس وقت بھی (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے، پھر جب رات کے فرشتے آسمانوں پر چڑھتے ہیں تو اللہ عزوجل ان

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم .

سے بھی فرماتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جب ہم ان کے پاس گئے وہ اس وقت بھی (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس سے آئے وہ اس وقت بھی (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ بندوں کے دن اور رات کے اعمال کا حساب وکتاب لکھنے کے لئے الگ الگ فرشتوں کی ذمہ داریاں مقرر ہیں، جس سے دن اور رات کی عظمت واہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ رات اور دن کا آنا جانا، پلٹنا، ایک دوسرے میں داخل ہونا، اندھیرے اور روشنی کا ہونا، سورج اور چاند کا ایک مستحکم نظام کے تحت چلنا، یہ سب چیزیں اللہ کی قدرتِ کاملہ کا پتہ دیتی ہیں۔

اسی کو کسی نے اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں بیان کیا ہے کہ: ؎

اے خدائے پاک اے ربِ جہاں		شب سے تو ہی صبح کرتا ہے عیاں
بخشتا ہے صبح کو تو ہی ظہور		شب کی تاریکی کو کردیتا ہے دُور
شب کو تو ہی اے خدائے بے چگوں		ہے بناتا وقت آرام و سکوں

(فصل نمبر۵)

سونے، جاگنے کے لئے رات ودن کی فطری تقسیم

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر رات کو آرام کرنے اور سونے کے لئے اور دن کو کام کاج اور معاش کا انتظام کرنے کے لئے بنایا ہے، اس لئے فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ رات کو جلدی سوکر سکون وآرام حاصل کیا جائے، اور صبح سویرے جلدی اٹھ کر نماز وغیرہ سے فراغت پاکر کام کاج اور ضروریات میں مشغولی اختیار کی جائے۔

قرآن وسنت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هُوَالَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا. اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ (سورة يونس، رقم الآية ٦٧)

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے بنایا تمہارے لئے رات کو تاکہ اُس میں تم سکون حاصل کرو، اور (بنایا) دِن دِکھلانے کے لئے؛ بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سُنتے ہیں (سورہ یونس)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون اور نیند حاصل کرنے اور دن کو دیکھنے اور کام کاج کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اور سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورة بنی اسرآئيل، رقم الآية ١٢)

ترجمہ: اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا، پھر ہم نے

رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرسکو (سورہ بنی اسرائیل)

اس آیت سے دن کے وقت کے دو مقاصد وفوائد معلوم ہوئے، ایک اُس کی روشنی میں دیکھنے کا کام لینا، اور دوسرے روزی اور معاش کا انتظام کرنا۔

اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِیُ جَعَلَ لَكُمُ الَّیُلَ لِبَاسًا وَّالنَّوُمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوُرًا

(سورة الفرقان، رقم الآیة ۴۷)

ترجمہ: اور وہی (اللہ) ہے جس نے بنادیا تمہارے لئے رات کو اوڑھنا (یعنی اندھیرے والی) اور نیند کو آرام اور دن کو بنادیا اٹھنے کے لئے (سورہ فرقان)

اس آیت سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ رات اندھیرے کا وقت ہے، جو نیند وسکون کے لئے فطری طور پر ضروری ہے، اور اس کے برخلاف دن کا وقت اُٹھنے وجاگنے کے لئے ہے نہ کہ سوتے رہنے کے لئے۔

اور سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلَمُ يَرَوُا اَنَّا جَعَلُنَا الَّیُلَ لِيَسُكُنُوُا فِيُهِ وَالنَّهَارَ مُبُصِرًا. اِنَّ فِیُ ذٰلِکَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوُمٍ يُّؤُمِنُوُنَ (سورة النمل، رقم الآية ۸۶)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنایا رات کو تاکہ اس میں سکون حاصل کریں، اور بنایا دن دیکھنے کے واسطے، بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں (سورہ نمل)

اس کی تشریح پہلی آیت کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

اور سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنُ رَّحُمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیُلَ وَالنَّهَارَ لِتَسُكُنُوُا فِيُهِ وَلِتَبُتَغُوُا مِنُ فَضُلِهٖ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۷۳)

ترجمہ:اور(اللہ نے)اپنی رحمت سے بنادیئے تمہارے لئے رات اوردن کہ اُس (رات اوردن)میں (بالترتیب)سکون حاصل کرو، اورتلاش کرواللہ کے فضل (یعنی روزی)کو،اورتاکہ تم شکر کرو(سورہ قصص)

مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اورمہربانی ہے کہ رات کے ماحول اورمزاج کو تاریک اورخنکی والا بنایا تاکہ اس میں راحت وسکون اورنیندحاصل کرسکیں،اوردن کاماحول روشن وحرکت والا بنایا تاکہ اس میں معاش کا بندوبست کیاجائے،اوراس پر اللہ تعالیٰ کاشکر کیاجائے۔

اورسورہ روم میں اللہ تعالیٰ کاارشادہے کہ:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهٖ. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (سورة الروم رقم الآية ۲۳)

ترجمہ:اوراُس(اللہ)کی نشانیوں میں سے تمہارارات کوسونااوردن میں اُس کے فضل (یعنی روزی)کوتلاش کرناہے،اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جوسنتے ہیں(سورہ روم)

اس کامطلب واضح ہےاورپہلی آیات کے ضمن میں وضاحت گزرچکی ہے۔

اورسورہ مومن میں اللہ تعالیٰ کاارشادہے کہ:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا. اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (سورة المؤمن، رقم الآية ۶۱)

ترجمہ: اللہ ہی نے بنایاتمہارے لئے رات کوتاکہ اُس میں سکون حاصل کرو، اوربنایادن کودیکھنے کے لئے، بے شک اللہ لوگوں پرفضل والا ہےاورلیکن اکثر

لوگ شکرنہیں کرتے (سورہ مؤمن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رات اوردن کے مقاصدوفوائدکوبیان کرتے ہوئے ان کولوگوں پراپنافضل وکرم قراردیاہے،اورپھراکثرلوگوں کی ناشکری کی شکایت فرمائی ہے۔

اورہمارامروّجہ ماحول (جس میں رات کا حصہ فضولیات ومنکرات کی نذراوردن کا حصہ نیندکی نذرکیاجاتاہے) ناشکری کی ایک شکل ہے۔

اورسورہ نبأ میں اللہ تعالیٰ کاارشادہے کہ:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (سورة النبأ، رقم الآية ١١)

ترجمہ:اوربنایاہم نے دن کومعاش (یعنی کمائی کرنے) کے لئے (سورہ نباء)

جب اللہ تعالیٰ نے دن کومعاش اورکمائی کا وقت بنایاہے تواس وقت میں معاش اورکمائی کا بندوبست کرنے میں خیروبرکت ہوگی،اوراس کی خلاف ورزی میں خیروبرکت نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دن اوررات کی جوتقسیم فرمائی،وہ فطرت کے مطابق ہے،اوراس فطری تقسیم کے مطابق ہی دن اوررات کواستعمال کرنا چاہئے،اوراس پراللہ کاشکراداکرنا چاہئے،اوراس کی خلاف ورزی سے بچناچاہئے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ رات کوعشاء کی نمازسے پہلے تمام ضروریات اورتقاضوں سے فارغ ہونے کااہتمام کیاجائے،اورعشاء کی نمازکے بعدجلدی سونے کی کوشش کی جائے،اورپھرصبح کوجلدبیدارہوکراپنے کام کاج کئے جائیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

(فصل نمبر۶)

رات(Night)کی عظمت واہمیت

اسلام میں رات کے وقت کی بڑی فضیلت واہمیت ہے، دن رات میں پانچ وقت کی جو نمازیں فرض کی گئی ہیں،ان میں سے مغرب اورعشاء کی نمازیں رات کی نمازیں ہیں،اورفجر کی نماز بھی رات سے متصل نماز ہے، نیز وِتر کی نماز بھی رات کی نماز ہے،اس کےعلاوہ رات کاوقت بڑی فضیلت اور قبولیت والا وقت ہے،جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی اہم واقعات وجود میں لائے گئے ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے،جن سے رات کی عظمت واہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول رات میں

قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر یک وقت،لیلۃُ القدر میں نازل کیا گیا،جیسا کہ سورہ قدر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّـآ اَنْـزَلْـنٰــهُ فِـىْ لَيْـلَةِ الْقَدْرِ.وَمَآ اَدْرٰا کَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ.لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْـرٌ مِّـنْ اَلْفِ شَهْـرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ(سورۃ القدر، پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس(قرآن)کو لیلۃُ القدر میں نازل کیا ہے اورآپ کومعلوم ہے کہ لیلۃُ القدر کیا ہے؟ لیلۃُ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے،اس رات میں فرشتے اورروح اپنے رب کے حکم سے ہرامر کو لے کرنازل ہوتے (اور اترتے)ہیں،سراپا سلام ہے وہ(لیلۃُ القدراوراس کی سلامتی)طلوعِ فجر تک رہتی ہے(سورہ قدر)

اور لیلۃ القدر، رات میں ہوتی ہے، جس سے رات کی عظمت واہمیت معلوم ہوتی ہے۔

قیامت سے قبل ایک رات میں قرآن کا اٹھالیا جانا

جس طرح لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید بیک وقت ایک رات میں نازل ہوا، اسی طرح قیامت سے پہلے قرآن مجید کو ایک رات ہی میں اٹھا بھی لیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ حَتّٰى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِّنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْعَجُوْزُ يَقُوْلُوْنَ أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَنَحْنُ نَقُوْلُهَا فَقَالَ لَهُ صِلَةُ مَا تُغْنِيْ عَنْهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا صِلَةُ تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا (ابن ماجه)[1]

ترجمہ: (قیامت کے قریب) اسلام بوسیدہ ہو جائے گا، جس طرح کپڑے کے نقش ونگار (استعمال اور لمبا عرصہ گزرنے کی وجہ سے) بوسیدہ وماند ہو جاتے ہیں،

---

[1] رقم الحديث ۴۰۳۹؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۴۶۰.

قوله : (يدرس الإسلام) من درس الرسم دروسا إذا غفا وهلک ومن درس الثوب درسا إذا صار عتيقا بالياء ويؤيد الثاني قوله :(وشي الثوب) وهو بفتح فسكون نقشه (وليسرى) من السراية، أى: الدرس، أو الدروس يسرى ليلة (على كتاب الله) وفى الزوائد إسناده صحيح رجاله ثقات ورواه الحاكم وقال صحيح على شرط مسلم (حاشية السندى، على ابن ماجه، ، كتاب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم)

یہاں تک کہ یہ بھی شعور نہیں رہے گا کہ روزہ کیا ہے؟ نماز و حج کیا ہے؟ اور صدقہ کیا ہے؟ اور یہ بوسیدگی ایک رات میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں بھی سرایت کر جائے گی، پس زمین پر قرآن مجید کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی (الفاظ ونقوش اُڑ جائیں گے، اوراق اور صفحات خالی رہ جائیں گے) اور لوگوں میں سے کچھ بوڑھے اور بوڑھیاں ایسے باقی رہ جائیں گے جو یہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں (باپ دادوں) کو یہ کلمہ ''لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھتے ہوئے پایا تھا، تو ہم بھی یہ پڑھتے ہیں (اس کے علاوہ دین وایمان کی چیزوں سے ناواقف ہوں گے) اس پر (یہ حدیث روایت کرنے والے راوی حضرت صِلہ) نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ پھر یہ کلمہ ''لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ان کو کیا کام دے سکے گا، جبکہ وہ نماز، روزہ، حج وصدقہ کسی چیز کا علم ہی نہ رکھتے ہوں گے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات سُن کر اعراض کیا (اور کوئی جواب نہ دیا) وہ (حضرت صلہ) تین مرتبہ برابر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنا یہ سوال دہراتے رہے، اور حضرت حذیفہ اعراض فرماتے رہے؛ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ اے صلہ! فقط یہ کلمہ ہی ان کو (دائمی وابدی جہنم کی) آگ سے نجات دلا دے گا، اور تین مرتبہ اپنا یہ جواب حضرت حذیفہ نے دھرایا (ابنِ ماجہ، حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے ایک رات ہی میں قرآن مجید کو اُٹھا لیا جائے گا۔

حضرت شداد بن معقل اسدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

أَوَّلُ مَا تَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمُ الْأَمَانَةُ، وَآخِرُ مَا تَفْقِدُوْنَ مِنْهُ الصَّلَاةُ، وَسَيُصَلِّيْ قَوْمٌ وَلاَ دِيْنَ لَهُمْ، وَإِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ الَّذِيْ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

كَأَنَّهُ قَدْ نُزِعَ مِنكُمْ، قَالَ: قُلْتُ: كَيفَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ، وَقَدْ أَثْبَتَهُ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِنَا، قَالَ: يُسْرىٰ عَلَيْهِ فِيْ لَيْلَةٍ فَتُرْفَعُ الْمَصَاحِفُ وَيُنْزَعُ مَا فِي الْقُلُوْبِ، ثُمَّ تَلَا (وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: اپنے دین میں سے وہ پہلی چیز جوتم کھوبیٹھوگے،امانت ودیانت کی صفت ہے،اوروہ آخری چیز جوتم کھوؤ گے،نماز ہے،اورعنقریب (ایساوقت آئے گا) کہ ایک قوم (مسلمان ہونے کی دعویدار) نمازتو پڑھے گی،لیکن اس کے اندر دین نہ ہوگا،اور بلاشبہ یہ قرآن جوتمہارے درمیان موجود ہے، یہ گویا کہ تم سے اُچک لیاجائے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے (حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے) معلوم کیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ اے عبداللہ! حالانکہ اللہ نے اپنے اس کلام کو ہمارے دلوں میں جمادیا ہے،تو (حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ نے) جواب دیا کہ (یوں ہوگا کہ) آدمی پرکوئی رات گزرے گی،توصحیفوں (یعنی قرآن کے نسخوں) سے قرآن اُٹھا لیاجائے گا (حروف وکلمات وآیات اُڑجائیں گے، خالی اوراق وصفحات رہ جائیں گے) اورسینوں سے بھی اُٹھالیاجائے گا (قرآن کی آیات واحکام جوآدمی کویاد تھے،اس رات میں اس کے سینے سے فراموش کردیے جائیں گے) پھر (حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ نے) یہ آیت (دلیل وثبوت کے طورپر) پڑھی ''وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ، آخرتک''یعنی

---

[1] رقم الحديث ٣٨٧٤٠،كتاب الفتن، باب ما ذكر في فتنة الدجال؛ مستدرك حاكم، رقم الحديث ٨٥٣٨،المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٨٦٩٨.

قال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح غير شداد بن معقل وهو ثقة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١١٤٠،باب سورة الاسراء)

(اے نبی!) اگر ہم چاہیں تو وہ چیز جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے، ضرور واپس لے لیں (ابنِ ابی شیبہ، حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَلَيُنْتَزَعَنَّ الْقُرْآنُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ، قَالُوْا : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَلَسْنَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَقَدْ أَثْبَتْنَاهُ فِيْ مَصَاحِفِنَا؟ قَالَ : يُسْرٰى عَلَى الْقُرْآنِ لَيْلاً فَيُذْهَبُ بِهٖ مِنْ أَجْوَافِ الرِّجَالِ فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ شَيْءٌ

(المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: اور تمہارے درمیان سے قرآن اٹھالیا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہم قرآن کو پڑھتے نہیں، اور ہم نے قرآن کو اپنے صحیفوں (اور نسخوں) میں محفوظ نہیں رکھا ہوا، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن پر ایک رات ایسی گزرے گی، جس میں لوگوں کے درمیان میں سے قرآن کو اٹھالیا جائے گا، پھر زمین پر اس کا کوئی بھی حصہ باقی نہیں رہے گا (طبرانی، عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے قرآن مجید کو روئے زمین سے اُٹھالئے جانے کا عمل رات میں ہوگا۔

معراج کے لئے رات کا انتخاب

معراج کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اہم معجزہ ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور جہنم اور آسمانوں سمیت عرش کی سیر کرائی گئی، یہ اہم واقعہ بھی رات کے وقت میں

---

[1] رقم الحديث ٨٦١٨؛ مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٥٩٨١.
قال الهيثمي: رواه الطبراني ، ورجاله رجال الصحيح غير شداد بن معقل وهو ثقة . (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٢٤٦٥)

واقع ہوا تھا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیَاتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

(سورة بنی اسرائیل، رقم الآیة ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ (اللہ) جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تا کہ دکھائیں اس کو اپنی نشانیاں، وہی ہے سننے والا دیکھنے والا (سورہ بنی اسرائیل)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا معجزہ رات کے وقت میں عطاء کیا گیا تھا۔

رات کے آخری حصہ کی ساعت سب سے افضل

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات اور دن کی تمام گھڑیوں میں رات کا آخری حصہ سب سے افضل ہے۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ مَا تَعْلَمُ وَأَجْهَلُ ، هَلْ مِنَ السَّاعَاتِ سَاعَةٌ أَفْضَلُ مِّنَ الْأُخْرٰی ؟ قَالَ : جَوْفُ اللَّیْلِ الْآخِرِ (الدعاء للطبرانی) [۱]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دے دیجئے، جسے آپ جانتے ہیں، اور میں نہیں جانتا، کیا ساعتوں (اور گھڑیوں) میں

---

[۱] رقم الحدیث ۱۳۱ ،باب أی اللیل أجوب دعوة،واللفظ لهٗ، مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۰۱۸.

قال الالبانی: و علی کل حال فهذه الفقرة ثابتة بمجموع الطریقین و الله أعلم (السلسلة الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۱۵۵)

سے کوئی ساعت (اور گھڑی) دوسری سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصے کی ساعت (دوسری ساعتوں سے افضل ہے) (طبرانی)

اس حدیث سے رات کی اور اس کے بھی آخری حصہ کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

ہر رات میں قبولیت کی گھڑی

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر رات میں قبولیت کی گھڑی آتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

إِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ خَیْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِیَّاهُ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ (مسلم) ۱

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس گھڑی میں جو بھی مسلمان آدمی اللہ سے دنیاوآخرت کی کسی خیر کی دعا کر رہا ہو، تو اس کو وہ اللہ ضرور عطا فرماتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے (مسلم)

اس طرح کی احادیث سے رات کی اہمیت وعظمت معلوم ہوتی ہے۔

اللہ کا ہر رات میں آسمانِ دنیا پر نزول

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے مخصوص حصہ میں آسمانِ دنیا پر نزولِ رحمت فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

---

۱ رقم الحدیث ۷۵۷، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب فی اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء.

كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ، فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ

(بخاری)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزولِ (رحمت) فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، تو میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے، تو میں اس کی مغفرت کروں (بخاری، مسلم وغیرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری تہائی حصہ، اللہ عزوجل کی خاص رحمت کے نزول کا وقت ہے، جس سے رات کی اور بطورِ خاص رات کے آخری تہائی حصہ کی فضیلت واہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

رات کے اندھیرے میں نماز کے لئے مسجد جانے کی فضیلت

یوں تو دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور مرد حضرات کو باجماعت مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا حکم ہے، اور پانچ نمازوں میں سے عشاء اور فجر کا وقت عموماً اندھیرے کا وقت ہوتا ہے، اور اندھیرے کے وقت میں گھر سے باہر نکلنا طبیعت کو ناگوار گزرا کرتا ہے، اس لئے اندھیرے وقت میں نماز پڑھنے کے لئے مساجد میں جانے کی خاص فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت بریدہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴۵، كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الصلاة من آخر الليل، ورقم الحديث ۶۳۲۱، ورقم الحديث ۷۴۹۴، مسلم رقم الحديث ۷۵۸، ج ۱ ص ۵۲۱، باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل، والإجابة فيه، ابوداوٗد، رقم الحديث ۱۳۱۵، ترمذى، رقم الحديث ۳۴۹۸، مؤطا امام مالك، باب ماجاء فى الدعاء، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۱۰۲۴۰، سنن دارمى رقم الحديث ۱۵۲۰، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۹۲۰.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساجد کی طرف اندھیرے میں چلنے والوں کے لئے قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری ہے(ابوداؤد،ابنِ ماجہ)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيُضِيْءُ لِلَّذِيْنَ يَتَخَلَّلُوْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ بِنُوْرٍ سَاطِعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۴۳) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ، ان لوگوں کے لئے جو اندھیرے میں مساجد کی طرف مشقت کے ساتھ چلتے تھے، قیامت کے دن بلند نور روشن فرمائے گا(طبرانی)

اورحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ مَشٰى فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ إِلَى الْمَسْجِدِ لَقِيَ اللّٰهَ بِنُوْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند الشاميين للطبرانی) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص اندھیری رات میں مسجد کی طرف چلا، تو وہ اللہ سے قیامت کے دن نور کے ساتھ ملاقات کرے گا(طبرانی، ابنِ حبان)

---

[1] رقم الحديث ۵۶۱،سنن ابنِ ماجه ، رقم الحديث ۷۸۱.

[2] قال المنذری:رواه الطبرانی فی الأوسط بإسناد حسن(الترغيب والترهيب، ج۱،ص۱۳۳)

[3] رقم الحديث ۳۴۸۸، واللفظ له، صحيح ابنِ حبان،رقم الحديث ۲۰۴۶.

قال المنذری:رواه الطبرانی فی الكبير بإسناد حسن وابن حبان فی صحيحه،ولفظه قال من مشى فی ظلمة الليل إلى المساجد آتاه الله نورا يوم القيامة(الترغيب والترهيب، ج۱،ص۱۳۴)

وفی حاشية ابنِ حبان:صحيح بشواهده.

اگر چہ خود مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانے کے ہی عظیم الشان فضائل ہیں،لیکن رات کے اندھیرے میں کیونکہ مسجد کی طرف جانے میں کچھ وحشت اور دشواری پیش آتی ہے،اس لئے اس دشواری پر اضافی عظیم الشان فضیلت مرتب کی گئی ہے،جس کا مذکورہ احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ [1]

رات سے،قمری مہینہ کا آغاز

قمری مہینہ کا آغاز بھی رات ہی سے ہوتا ہے،اوراسی وجہ سے چاند نظر آنے کا اعتبار بھی رات کے وقت یعنی سورج غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا صُبْحَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا فَرَأٰى هِلَالَ شَوَّالٍ نَهَارًا فَلَمْ يُفْطِرْ حَتّٰى أَمْسٰى(سنن الدارقطنی) [2]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان کے) تیسویں دن کا روزہ رکھ کر

---

[1] (بشر) خطاب عام لم يرد به معين (المشائين) بالهمز والمد أى من تكرر منه المشى إلى إقامة الجماعة (فى الظلم) بضم الظاء وفتح اللام جمع ظلمة بسكونها ظلمة الليل (إلى المساجد) القريبة أو البعيدة (بالنور التام) أى من جميع جوانبهم فإنهم يختلفون فى النور بقدر عملهم (يوم القيامة) أى على الصراط والمراد المنابر التى من نور لما قاسوا مشقة ملازمة المشى فى ظلمة الليل إلى الطاعة جوزوا بنور يضىء لهم يوم القيامة وهو النور المضمون لكل مشاء إلى الجماعة فى الظلم وإن كان منهم من يمشى فى ضوء مصباحه لأنه ماش فى ظلمة الليل متكلف زيادة مؤونة الزيت أو الشمع فله ثواب ذلك مع نور مشيه كالحاج إذا زادت مؤونته لبعد المشقة فله ثوابها مع ثواب الحج وقيل إنما قيد النور بالتمام لأن أصل النور يعطى لكل من تلفظ بالشهادتين من مؤمن أو منافق لظاهر حرمة الكلمة ثم يقطع نور المنافقين فيقولون (ربنا أتمم لنا نورنا) وقال الطيبى :تقييده بيوم القيامة تلميح إلى قصة المؤمنين وقولهم فيه (ربنا أتمم لنا نورنا) ففيه إيذان أن من انتهز هذه الفرصة وهى المشى إليها فى الظلم فى الدنيا كان مع النبيين والصديقين فى الأخرى (وحسن أولئك رفيقا(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۳۱۴۴)

[2] رقم الحديث ۲۲۱۹،كتاب الصيام، باب الشهادة على رؤية الهلال، مؤسسة الرسالة، بيروت.

صبح کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں شوال کا چاند دیکھا، تو شام ہونے تک روزہ افطار نہیں کیا (کیونکہ دن میں چاند دیکھنا معتبر نہیں) (دارقطنی)

اس سے معلوم ہوا کہ دن کے وقت چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ دن کے وقت ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے شرعاً رات پہلے آتی ہے، اور دن بعد میں آتا ہے، مثلاً مہینہ کا آغاز رات پر ہوجاتا ہے، اور چاند نظر آنے یا مہینہ کے تیس گزرنے پر جو رات ہوتی ہے، وہ اگلے مہینہ کی رات کہلاتی ہے، اور مثلاً شبِ جمعہ یعنی جمعہ کی شب وہ کہلاتی ہے، جس کی صبح ہونے پر جمعہ کے دن کا آغاز ہوتا ہے۔

رات میں مُردہ، دن میں گدھا ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ جِيْفَةٍ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيَا جَاهِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ ایسے شخص کو مبغوض (اور انتہائی ناپسند) فرماتا ہے، جو کہ بداخلاق، تندخو، متکبر ہو، بازار میں شور ڈالنے والا ہو، رات میں مُردہ ہو، دن میں گدھا ہو، دنیا کے معاملے کو جاننے والا، اور آخرت کے معاملہ سے جاہل (وناواقف) ہو (ابن حبان)

رات میں مردہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ رات کو مُردوں کی طرح پڑا سوتا رہے، نہ تو ذکر وتلاوت اور نماز وغیرہ کے لئے حرکت کرے، اور نہ ہی رات کے مسنون اعمال اور آداب کو

---

[1] رقم الحديث ٧٢، كتاب العلم، ذكر الزجر عن العلم بأمر الدنيا مع الانهماك فيها والجهل بأمر الآخرة ومجانبة أسبابها.
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

اختیار کرے، اور خاص کر جبکہ عشاء یا صبح کی نماز بھی اسی حال میں ترک کردے۔

اور دن میں گدھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کام کاج میں مشغول ہو، اور دنیا کے معاملات (مثلاً تجارت، زراعت یا کسی اور پیشے وشعبے) سے تو بخوبی واقف ہو، لیکن آخرت کے معاملات سے غافل ہو، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی حالت ہے کہ دنیا کے معاملات سے تو واقف بلکہ اس کے ماہر ہوتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، سیاست، تجارت، معاشیات وغیرہ کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں، مگر دین کی بنیادی چیزوں اور فرائض تک سے بھی واقف نہیں ہوتے۔

اس حدیث سے رات کے وقت عبادت اور ذکر وتلاوت یا مسنون اعمال اختیار کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی، کہ ان کی وجہ سے رات کو مُردہ ہونے کی وعید سے حفاظت رہتی ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ رات کا وقت بڑا مبارک وقت ہے، لہٰذا اس وقت کی قدر کرنی چاہئے، اور مسنون اعمال اختیار کرکے اس کی برکات سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور رات کی بے قدری کرنے سے بچنا چاہئے، جس کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رات سے متعلق شریعت کی طرف سے جو ہدایات دی گئی ہیں، ان پر عمل کیا جائے، اور آگے اسی قسم کی ہدایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

---

[1] (جیفة باللیل) أی نائم طول اللیل کأنه جسد میت لا روح فیه لا یتهجد ولا یذکر الله فیه (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۲۲۵۳)

(فصل نمبر ۷)

سونے، لیٹنے اور رات کے احکام وآداب

جاگنا اور سونا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اور اسلام میں جاگ کر عمل کرنے کی طرح سونے کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کی جامع اور کامل صفات اور خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں سونے اور جاگنے کا نظام بھی دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی مفید ہے، اور فطری اعتبار سے رات کا وقت سونے اور لیٹنے کا وقت ہے، اس لئے سونے کے احکام وآداب کے ضمن میں رات کے کئی احکام وآداب کا بھی تعلق ہے۔

اب قرآن وسنت کی روشنی میں اس طرح کے احکام اور آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رات کے شروع یا شام ہونے پر مسنون دعاء پڑھنا

شرعی اعتبار سے رات کا آغاز شام کو سورج غروب ہونے پر ہو جاتا ہے، اور سورج غروب ہونے کا وقت شام کا وقت بھی کہلاتا ہے، اس وقت میں دن ختم ہو کر رات کا آغاز ہوتا ہے، اور قدرت کی طرف سے اس وقت میں ایک خاص تبدیلی آتی ہے، لہٰذا اس وقت میں اللہ کو یاد کرنا اور اللہ سے دعاء کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اسی وجہ سے احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اوقات میں بابرکت دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے، جن کی برکت سے شرور اور فتنوں سے بھی حفاظت رہتی ہے، اس قسم کی دعاؤں اور اذکار کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، ان میں سے حسبِ موقع کسی بھی دعاء کو کیا جا سکتا ہے۔

رات بھر ہر قسم کے ضرر سے بچنے کی مسنون دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے شام ہونے پر تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیے، تو اُس رات میں اُسے کوئی زہریلی چیز (مثلاً بچھو، سانپ، زہریلا مچھر وغیرہ) تکلیف نہ دے گی۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

ترجمہ: میں اللہ کے کلماتِ تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ حاصل کرتا ہوں

(مسنداحمد، ترمذی) [1]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے رات بچھو نے کاٹ لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ شام ہونے کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتے تو آپ کو بچھو نقصان نہ دیتا۔

وہ کلمات یہ ہیں کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

---

[1] عن أبى هريرة، قال :قال النبى صلى الله عليه وسلم " :من قال إذا أمسى ثلاث مرات :أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق، لم تضره حمة تلك الليلة (مسند احمد، رقم الحديث ۷۸۹۸؛ ترمذى، ابواب الدعوات)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات.

الحمة (نيش عقرب) ثم المراد أعم من لدغ العقرب أو الحية (العرف الشذى شرح سنن الترمذى، كتاب الطب، باب ما جاء فى الرقية من العين)

قال أبو داود الحمة من الحيات وما يلسع) قال فى تاج العروس لسعت الحية والعقرب تلسع لسعا كما فى الصحاح أى لدغت وقال الليث اللسع للعقرب تلسع بالحمة ويقال إن الحية أيضا تلسع وزعم أعرابى أن من الحيات ما يلسع بلسانه كلسع العقرب بالحمة وليست له أسنان أو اللسع لذوات الإبر من العقارب والزنابير وأما الحيات فإنها تنهش وتعض وتجذب وقال الليث ويقال اللسع لكل ما ضرب بمؤخرة واللدغ بالفم انتهى مختصرا (عون المعبود، ج۱۰، ص۲۷۲، كتاب الطب، باب فى الرقى)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ حاصل کرتا ہوں

(مسلم، ابوداؤد، ابنِ ماجہ) [1]

رات بھر جادوگر، حاسد اور شیطان سے حفاظت کی دعاء

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شام ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھے، تو وہ ہر جادوگر، کاہن (نجومی) شیطان اور حاسد سے محفوظ رہے گا، وہ دعاء یہ ہے کہ:

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْکُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِکُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ.

ترجمہ: ہم نے شام کی، اور ملک نے شام کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اُس اللہ کے ذریعہ سے پناہ طلب کرتا ہوں، جو آسمان کو روکے ہوئے ہے، زمین پر گرنے سے، اس کے حکم کے بغیر، ہر مخلوق کے شر سے، خواہ وہ چھوٹی (وحقیر اور کمتر) ہو، یا بے عیب ہو (طبرانی) [2]

---

[1] عن أبي هريرة، أنه قال :جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال :يا رسول الله ما لقيت من عقرب لدغتني البارحة، قال " :أما لو قلت، حين أمسيت :أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق، لم تضرک (مسلم، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغيره، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤ، باب کيف الرقى؛ ابنِ ماجه، باب رقية الحية والعقرب، مسند احمد، رقم الحديث ٨٨٨٠)

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

والحُمة، قال السندی: بضم مهملة وتخفيف ميم، وتشدَّد :السمُ، ويُطلق على إبرة العقرب للمجاورة، لأن السمَّ منها يخرج.

[2] عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، رضی الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من قال إذا أمسى :أمسينا وأمسى الملک لله، والحمد لله، أعوذ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ شام ہونے کے وقت مذکورہ دعاء کو پڑھنے سے رات بھر، اور صبح کو اس دعاء کے پڑھنے سے دن بھر ہر جادوگر، کاہن، شیطان اور حاسد سے حفاظت رہتی ہے۔ [1]

بُری رات سے حفاظت کی مسنون دعاء

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیُ أَعُوُذُ بِکَ مِنُ يَوُمِ السُّوُءِ، وَمِنُ لَيُلَةِ السُّوُءِ، وَمِنُ سَاعَةِ السُّوُءِ، وَمِنُ صَاحِبِ السُّوُءِ، وَمِنُ جَارِ السُّوُءِ فِیُ دَارِ الُمُقَامَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے پناہ حاصل کرتا ہوں بُرے دن سے، اور بُری رات سے، اور بُری گھڑی سے، اور بُرے ساتھی سے، اور رہائش گاہ کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالله الذی يمسک السماء أن تقع علی الأرض إلا بإذنه من شر ما خلق وذرأ وبرأ، من قالهن عصم من کل ساحر وکاهن وشيطان وحاسد (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۳۴۴، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۲۹۱، مساوئ الاخلاق للخرائطی، رقم الحديث ۷۲۷)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، ورجاله ثقات، وفی بعضهم خلاف. (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۱۸، باب ما يقول إذا أصبح وإذا أمسی)

[1] أخبرنی إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس بن عبد الأعلی، حدثنا ابن وهب، أخبرنی عمر بن محمد العمری، عن مرزوق بن أبی بکر، عن رجل، من أهل مكة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لعبد الله بن عمرو:

إنک إن قلت ثلاثا حين تمسی :أمسينا وأمسی الملک لله، والحمد لله، كله لله، أعوذ بالله الذی يمسک السماء أن تقع علی الأرض إلا بإذنه من شر ما خلق وذرأ، ومن شر الشيطان وشركه، حفظت من كل شيطان وكاهن وساحر حتی تصبح، وإن قلتها - يعنی حين تصبح -حفظت كذلک حتی تمسی (عمل اليوم والليلة لابن السنی، رقم الحديث ٦٧)

بُرے پڑوسی سے (طبرانی) [۱]

بُری رات اور بُرے دن سے مراد، اس رات یا دن میں کسی آفت یا مصیبت وحادثہ اور ناخوشگوار واقعہ وغیرہ کا ہونا ہے۔ [۲]

غروب کے بعد بچوں کو باہر نہ نکالنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، أَوْ أَمْسَيْتُمْ، فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ (بخاری) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات ہوجائے، یا شام ہوجائے (یعنی سورج غروب ہوجائے) تو اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے سے) روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین (باہر نکل کر) پھیل جاتے ہیں، اور جب

---

[۱] عن عقبة بن عامر قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :اللهم إنى أعوذ بک من يوم السوء ، ومن ليلة السوء ، ومن ساعة السوء ، ومن صاحب السوء ، ومن جار السوء فى دار المقامة (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۱۰)
قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۹۶۱،باب الاستعاذة من يوم السوء ونحوه)

[۲] (اللهم إنى أعوذ بک من يوم السوء) أى القبح والفحش أو يوم المصيبة أو نزول البلاء أو يوم الغفلة بعد المعرفة (ومن ليلة السوء ومن ساعة السوء ومن صاحب السوء) مفرد الصحابة بفتح الصاد ولم يجمع فاعل على فعالة إلا هذا (ومن جار السوء فى دار المقامة) زاد فى رواية فإن جار البادية يتحول والمقامة بالضم الإقامة كما فى الصحاح قال :وقد تكون بمعنى القيام لأنک إذا جعلته من قام يقوم فمفتوح أو من أقام يقيم فمضموم وقوله تعالى (لا مقام لكم) أى لا موضع لكم وقرىء (لا مقام لكم) بالضم أى لا إقامة لكم انتهى وفى المصباح أقام بالموضع إقامة اتخذه موطنا (طب عن عقبة بن عامر) قال الهيثمی رجاله ثقات وأعاده فى موضع آخر وقال رجاله رجال الصحيح غير بشر بن ثابت وهو ثقة (فيض القدير، تحت رقم الحديث ۱۵۲۰)

[۳] رقم الحديث ۳۳۰۴، مسلم، رقم الحديث ۲۰۱۲"۹۷".

رات کا کچھ حصہ گزر جائے، تو ان کو (ضرورت کے لئے باہر) جانے دو (بخاری،مسلم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ، فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا، وَخَطْفَةً (مسند احمد، رقم الحديث ١٥١٦٧) [۱]

ترجمہ: اور شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے سے) روکو، کیونکہ (اس وقت) جنات (باہرنکل کر) پھیل جاتے، اور اُچک لینے کا عمل کرتے ہیں (مسنداحمد)

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيهَا الشَّيَاطِينُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١١٠٩٤) [۲]

ترجمہ: جب سورج غروب ہوجائے، تو اپنے بچوں کو (گھروں سے باہر جانے سے) روکو، کیونکہ یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں شیاطین (باہرنکل کر) پھیل جاتے ہیں (مسنداحمد)

سورج غروب ہونے کے وقت شیاطین، جنات باہرنکل کرسخت اُودھم مچانا شروع کرتے ہیں اس لیےاس وقت میں چھوٹے بچوں کوگھروں سے باہر نکالنے سے منع کیا گیا۔

اور جب غروب کو کچھ وقت گزر جائے، اورعشاء کا وقت قریب آ جائے، تو پھر ضرورت کی

---

[۱] فی حاشية مسند احمد:
حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

[۲] قال الهيثمي:
رواه الطبراني، وفيه ليث بن أبي سليم وهو مدلس، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٢٥٢، باب أوكوا الأسقية وأجيفوا الأبواب)

وقال الالبانی:
لكن الحديث صحيح (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٣٦٦)

صورت میں باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ [۱]

مغرب کی نماز جلد اور عشاء کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھنا

شرعی اعتبار سے سورج غروب ہونے پر رات شروع ہوجاتی ہے، اس لئے مغرب کی نماز کا وقت شرعاً رات شروع ہونے کے آغاز پر ہوتا ہے، اور مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے، اس لئے یہ دونوں نمازیں رات کی نمازیں کہلاتی ہیں۔

اور مغرب کی نماز کو دن ختم ہونے یا بالفاظِ دیگر سورج غروب ہونے کے بعد جلدی پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، جبکہ عشاء کی نماز کو تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] (احبسوا) بكسر الهمزة والموحدة التحتية .قال الراغب :الحبس المنع وفى الصحاح ضد التخلية (صبيانكم) جمع صبى قال فى الصحاح وهو الغلام والجارية صبية والجمع صبايا انتهى والمراد هنا الصغير ذكرا كان أو أنثى كما يشير إليه التعليل الآتى أى امنعوهم من الخروج من البيوت وفى رواية اكفتوا صبيانكم أى ضموهم (حتى تذهب) أى إلى أن تنقضى (فوعة) بضم الفاء وسكون الواو (العشاء) أى شدة سوادها وظلمتها وفى رواية بدل فوعة فحمة وهى السواد الشديد والمراد هنا أول ساعة من الليل كما يدل له قوله (فإنها ساعة تخترق) بمعجمات وراء :تنتشر (فيها الشياطين) أى مردة الجن فإن أول الليل محل تصرفهم وحركتهم فى أول انتشارهم أشد اضطرابا .وقال ابن الجوزى :إنما خيف على الصبيان منهم تلك الساعة لأن النجاسة التى تلوذ بها الشياطين موجودة فيهم غالبا والذكر الذى يحترس به منهم مفقود من الصبيان غالبا والسواد أجمع للقسوة الشيطانية من غيره والجن تكره النور وتتشاءم به وإن كانت خلقت من نار وهى ضياء لكن الله تعالى أظلم قلوبها وخلق الآدمى من طين ونور قلبه فهو محب للنور بالطبع وكل جنس يميل إلى ما يروحه من جنسه فيضيع فإن قلت فإذا كان الاختراق بمعنى الانتشار فلم عبر به دونه قلت إشارة إلى أنه انتشار لابتغاء الفساد فإن الخرق فى الأصل كما قال الراغب قطع الشىء على سبيل الفساد بغير تفكر وتدبر ثم استعمل فى قطع المسافة توصلا إلى حيلة أو إفساده ومن ثم شبه به الريح فى تعسف مرورها فقيل ريح خرقاء وفوعة الشىء بالضم حدته وشدته قال الزمخشرى :وجدت فوعة الطيب وفوحته وفورته وخمرته وذلك حدة ريحه وشدتها إذا اختمر وأتيته فوعة النهار وفوعة الضحى وهو ارتفاعه وكان ذلك فى فوعة الشباب (فيض القدير للمناوى، رقم الحديث ۲۲۸)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: صَلُّوْا صَلاةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوْطِ الشَّمْسِ بَادِرُوْا بِهَا طُلُوْعَ النَّجْمِ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ تم مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی پڑھو، مغرب کی نماز میں جلدی کرو، تارے نظر آنے سے پہلے پہلے (طبرانی، مسند احمد)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ أُمَّتِيْ بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری اُمت اس وقت تک خیر یا فطرت پر قائم رہے گی، جب تک کہ مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے گی کہ ستارے چمک جائیں (حاکم، ابوداؤد، مسند احمد)

اسی قسم کی حدیث حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۳۹۵۲، مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۲۱.
قال الهيثمي: رواه أحمد عن يزيد بن أبي حبيب عن رجل عن أبي أيوب ، وبقية رجاله ثقات . ورواه الطبراني عن يزيد بن أبي حبيب عن أسلم أبي عمران عن أبي أيوب ورجاله موثقون(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۰، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱، باب وقت المغرب)
وفي حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

[2] رقم الحديث ۶۸۵، ج ۱ ص ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب في مواقيت الصلاة؛ ابو داوٗد، رقم الحديث ۴۱۸، باب في وقت المغرب؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۵۳۴.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه وله شاهد صحيح الإسناد.
وقال الذهبي: على شرط مسلم وله شاهد صحيح.
وفي حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[3] عن العباس بن عبد المطلب، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: لا يزال أمر أمتي على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب حتى يشتبك النجوم (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۶۸۶؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۶۸۹)

مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد جلد از جلد پڑھنا افضل ہے، اس سے پہلے پہلے کہ ستارے نظر آنا شروع ہوجائیں، اور مغرب کی نماز میں بلاعذر اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے چمک جائیں، یعنی چھوٹے بڑے ستارے خوب روشن ہوجائیں، مکروہ ہے۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ (ابن حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا، تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کردیتا (ابن حبان)

اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ إِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ

(مسلم، رقم الحديث ۲۳۷ "۶۴۷")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر فرمایا کرتے

---

[1] ملحوظ رہے کہ معتدل علاقوں میں ستارے چمکنے یعنی خوب روشن ہونے کی کیفیت غروب کے کافی دیر بعد اور عشاء کا وقت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے پیدا ہوتی ہے، جس کا فلکی اعتبار سے اندازہ یہ ہوا کہ سورج غروب ہونے سے لے کر عشاء کا وقت شروع ہونے تک جو وقت ہوتا ہے، اس کا دو تہائی وقت گزرنے کے بعد یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(بادروا) أى أسرعوا (بصلاة المغرب) أى بفعلها (قبل طلوع النجم) أى ظهور النجوم للناظرين فإن المبادرة بها مندوبة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۳۱۱۵)

وقوله :إلى أن تشتبک النجوم ، فكلمة "أن "مصدرية والتقدير إلى أن اشتباک النجوم يقال اشتبک النجوم إذا ظهرت جميعها واختلط بعضها ببعض لكثرة ما ظهر منها، وجه التمسک أن التأخير لما كان سببا لزوال الخير كان التعجيل سببا لاستجلائه وكلمة ما فى المتن توقيت الفعل بمعنى المصدر إلى زمان تعجيلهم للمغرب (البناية شرح الهداية، ج۲، ص۴۵، باب تعجيل المغرب)

واشتباكها كثرتها (تبيين الحقائق ج ۱ ص ۸۴، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

[2] رقم الحديث ۱۵۳۸، ذِكْرُ الْوَقْتِ الَّذِى كَانَ يَسْتَحِبُّ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْخِيرَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَيْهِ.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

تھے (مسلم)

حنفیہ سمیت جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عشاء کی نماز تہائی رات کے اندر اندر پڑھنا افضل ہے، اور نصف رات تک جائز ہے، اور نصف رات سے لے کر طلوعِ فجر تک مکروہ ہے، تاہم طلوعِ فجر سے پہلے پہلے ادا ہو جاتی ہے، قضا نہیں کہلاتی۔

اور شرعاً رات کا آغاز سورج غروب ہونے پر ہوجاتا ہے، اور اس کا اختتام طلوعِ فجر پر ہوتا ہے، اس لئے نصف رات کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر طلوعِ فجر تک کا درمیانی وقت کہلائے گا، اور اول تہائی رات کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ سورج کے غروب ہونے سے لے کر طلوعِ فجر تک کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، اس کا پہلا تہائی حصہ ہی رات کا تہائی وقت کہلائے گا۔ [1]

ملحوظ رہے کہ فلکی اعتبار سے مغرب کا ادا وقت ختم اور عشاء کا ادا وقت شروع اس وقت ہوتا ہے، جبکہ سورج مغربی اُفق سے اٹھارہ درجہ نیچے چلا جاتا ہے، اور جب سورج مشرقی اُفق سے اٹھارہ درجہ نیچے رہ جاتا ہے، تو فجر کا وقت شروع ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت طلوعِ فجر ہوتا ہے

(تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق'' ملاحظہ فرمائیں)

---

[1] تأخير صلاة العشاء :

ذهب جمهور الفقهاء -الحنفية، والحنابلة، وهو قول عند الشافعية -إلى أن تأخير العشاء مستحب إلى ثلث الليل ، قال الزيلعي :قد ورد في تأخير العشاء أخبار كثيرة صحاح .وهو مذهب أكثر أهل العلم من الصحابة والتابعين ، ومن الأحاديث التي يستدلون بها على استحباب تأخير العشاء قوله صلى الله عليه وسلم :لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم أن يؤخروا العشاء إلى ثلث الليل أو نصفه.

وقيد بعض الحنفية استحباب تأخير العشاء بالشتاء ، أما الصيف فيندب تعجيلها عندهم.

وذهب المالكية إلى أن الأفضل للفذ والجماعة التي لا تنتظر غيرها تقديم الصلوات، ولو عشاء في أول وقتها المختار بعد تحقق دخوله ، ولا ينبغي تأخير العشاء إلى ثلث الليل إلا لمن يريد تأخيرها لشغل مهم، كعمله في حرفته، أو لأجل عذر، كمرض ونحوه .لكن يستحب أن يؤخرها أهل المساجد قليلا لاجتماع الناس ، وأفضلية تقديم الصلوات لأول وقتها ولو عشاء هو -أيضا -قول آخر للشافعية .قال النووي :والأصح من القولين عند أصحابنا أن تقديمها أفضل، ثم قال :وتفضيل التأخير أقوى دليلا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧، ص٢١٦، وص٢١٧، مادة ''الصلاة الوسطى'')

مغرب کے بعد مشی یا چہل قدمی (Walking) کرنا

مغرب کی نماز کے بعد صحابۂ کرام سے مشی اور تیراندازی کرنا ثابت ہے، جس سے مغرب کے بعد چہل قدمی کا مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَرْمِيُ فَيَرٰى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ (سنن ابی داوٗد) [1]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر ہم تیراندازی کرتے تھے، پھر ہم میں سے کوئی شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیا کرتا تھا (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْطَلِقُوْنَ يَتَرَامَوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِمْ مَوَاقِعُ سِهَامِهِمْ، حَتّٰى يَأْتُوْنَ دِيَارَهُمْ فِيْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ (مسند احمد ،رقم الحديث ۱۶۴۱۶) [2]

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر نماز کے بعد جا کر تیراندازی کرتے تھے، اوران پران کے تیروں کے گرنے کی جگہ مخفی نہیں ہوتی تھی (بلکہ نظر آرہی ہوتی تھی) یہاں تک کہ وہ مدینہ کے آخری حصہ

---

[1] رقم الحديث ۴۱۶، باب وقت المغرب، مسند ابی يعلىٰ، رقم الحديث ۳۳۰۸.
قال الالبانی:قلت :هذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال البخاری؛ غير حماد بن سلمة؛ فمن رجال مسلم وحده(صحيح ابی داوٗد، تحت رقم الحديث ۴۴۳، باب وقت المغرب)
و فی حاشية مسند ابی يعلىٰ : إسناده صحيح

[2] قال الهيثمی: رواه أحمد وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ا ص ۳۱۰، تحت رقم الحديث ۱۷۲۸، باب وقت المغرب)
وفی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

میں اپنے گھروں کو آجاتے تھے (مسند احمد)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ إِلٰى أَهَالِيْهِمْ إِلٰى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَرْمُوْنَ وَيُبْصِرُوْنَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ (سنن نسائی، رقم الحدیث ۵۲۰)

ترجمہ: وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر وہ مدینہ کے آخری کنارے پر اپنے گھروں کو لوٹتے تھے، تیراندازی کرتے تھے، اور اپنے تیروں کے گرنے والی جگہوں کو دیکھ لیتے تھے (نسائی)

مغرب کے بعد تیراندازی کرنے کی حدیث حضرت جابر اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [1]

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى السُّوْقِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۵۳، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۲۵۹) [2]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے، پھر ہم بازار کی

---

[1] عن ابن کعب بن مالک، عن أبیه قال: کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم المغرب، ثم یرمی أحدنا سهمه فیری موقعه (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۵۷۰)

عن جابر قال: کنا نصلی المغرب مع النبی صلی الله علیه وسلم ثم نخرج نتناضل، حتی ندخل بیوت بنی سلمة ننظر إلی مواقع النبل من الإسفار (معرفة السنن والآثار، للبیهقی، رقم الحدیث ۲۳۵۲)

[2] فی حاشیة مسنداحمد: حدیث صحیح، وهذا اسناد حسن.

وقال الهیثمی: رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر، وفیه صالح مولی التوأمة، وقد اختلط فی آخر عمره، قال ابن معین: سمع منه ابن أبی ذئب قبل الاختلاط. وهذا من روایة ابن أبی ذئب عنه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۲۸، باب وقت المغرب)

طرف چلے جاتے تھے (مسند احمد، طبرانی)

بعض اور روایات میں بھی مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد، تیروں کی جگہوں کے دیکھنے کا ذکر ہے۔ ل

جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سورج غروب ہونے کے بعد فوراً مغرب کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اور مغرب کی نماز پڑھ کر تیر اندازی کرنے کے نتیجے میں، تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ ۲

ل رافع بن خديج، قال :سمعت رافع بن خديج، يقول :كنا نصلى المغرب مع النبى صلى الله عليه وسلم، فينصرف أحدنا وإنه ليبصر مواقع نبله (بخارى، رقم الحديث ۵۵۹، مسلم رقم الحديث۲۱۷"۶۳۷")

عن أبى طريف الهذلى قال :حاصرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حصن الطائف فكان يصلى بنا صلاة المغرب وأحدنا يرى مواقع نبله (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۲۱۰۳، اخبار مكة للفاكهى، رقم الحديث ۱۹۶۲)

قال الهيثمى: وعن أبى طريف قال :كنت مع النبى -صلى الله عليه وسلم -حيث حاصر الطائف، فكان يصلى العصر حينا لو أن رجلا رمى لرأى مواقع نبله.

رواه الطبرانى فى الكبير فقال :يصلى العصر.

وصوابه :المغرب .كما رواه أحمد فقال :كان يصلى بنا صلاة المغرب، وسيأتى -إن شاء الله - وفيه الوليد بن عبد الله بن سميرة هكذا قال الطبرانى .وعند أحمد :الوليد بن عبد الله بن أبى شميلة، ولم أجد من ترجمه .قلت :الوليد بن عبد الله بن أبى سمير، ويقال :ابن سميرة، ذكره ابن حبان فى الثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۱۶، باب وقت صلاة العصر)

وعن أبى طريف قال :كنت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم -حين حاصر الطائف، فكان يصلى بنا صلاة النصر، حتى لو أن رجلا رمى لرأى مواقع نبله.

رواه أحمد، وفيه الوليد بن عبد الله بن شميلة، ولم أجد من ذكره، ورجال المسند فى هذا الموضع ليس هو عندى الآن، ورواه الطبرانى فى الكبير، فجعل مكان النصر العصر وهو وهم -والله أعلم - قلت :الوليد هذا هو الوليد بن عبد الله بن سميرة كما رواه الطبرانى، وكذا ذكره ابن حبان فى الثقات، وذكر روايته عن أبى ظريف وأنه اختلف فى اسم جده .والله أعلم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲ ،باب وقت المغرب)

۲ قوله كنا نصلى المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فينصرف أحدنا وإنه ليبصر مواقع نبله معناه أنه يبكر بها فى أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ننصرف ويرمى أحدنا النبل عن قوسه ويبصر موقعه لبقاء الضوء (شرح النووى على مسلم، ج۵، ص۱۳۶، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیراندازی کو احادیث میں عمدہ خصلت قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ لَغْوٌ وَلَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَةَ خِصَالٍ: مَشْيٌ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَأْدِيْبُهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ، وَتَعْلِيْمُ السَّبَّاحَةِ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق اللہ کے ذکر اور یاد سے نہ ہو تو وہ لغو اور لہو ہے، سوائے چار خصلتوں کے۔ ایک تو تیراندازی کے درمیان چلنا، دوسرے اپنے گھوڑے کو تربیت دینا، تیسرے اپنے گھر والوں (یعنی زوجہ) کے ساتھ ملاعبت وکھیل کرنا، اور چوتھے تیراکی کی تعلیم (یعنی تیرنا سیکھنا) (سنن کبریٰ نسائی، طبرانی)

جن چیزوں کو لغو ولہو سے خارج کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض چیزیں تو جہاد کی تیاری میں داخل ہیں (جیسا کہ تیراندازی اور گھوڑے کی تربیت) اور بعض چیزیں گناہ سے بچنے کا ذریعہ اور حقوق کی ادائیگی اور عبادت ہیں (جیسا کہ بیوی کے ساتھ ملاعبت وکھیل اور چھیڑ چھاڑ) اور بعض ضرورت وحادثہ کے وقت کارآمد اور صحت کے لئے مفید ہیں (جیسا کہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومعنى الحديث أنه :يبكر بالمغرب فى أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ينصرف أحدنا ويرمى النبل عن قوسه، ويبصر موقعه لبقاء الضوء (عمدة القارى، ج۵، ص۵۵، باب وقت المغرب)

والمعنى :أنا نبكر بها فى أول وقتها بمجرد غروب الشمس حتى ننصرف، ويرمى أحدنا النبل عن قوسه ويبصر موقعه لبقاء الضوء (شرح ابى داود للعينى، ج۲، ص۲۸۲، باب :في وقت المغرب)

[1] رقم الحديث ۸۸۹۱، كتاب عشرة النساء، باب ملاعبة الرجل زوجته، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۷۸۵.

رواه الطبرانى فى الكبير بإسناد جيد. الغرض بفتح الغين المعجمة والراء بعدهما ضاد معجمة هو ما يقصده الرماة بالإصابة(الترغيب و الترهيب، ج۲، ص۱۸۰، كتاب الجهاد الترغيب فى الرباط فى سبيل الله عز وجل)

تیراکی)

اس لئے ان چیزوں کے علاوہ اگر کوئی اور چیز انہی مقاصد کے لئے اختیار کی جائے، اور گناہ پر مشتمل نہ ہو، اس کا بھی یہی حکم ہوگا، مثلاً ورزش، مشی، چہل قدمی اور ہواخوری وغیرہ، جو عبادت میں خشوع وبشاشت اور تازگی پیدا کرنے کے لئے ہو۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مغرب کی نماز کے بعد، تیراندازی اور چہل قدمی کرنے سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز کے بعد کا وقت چہل قدمی وغیرہ کے لئے مفید وموزون ہے، بالخصوص جبکہ خالی پیٹ ہو، اور کھانا اس کے بعد کھایا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول بھی صبح اور شام کھانا کھانے کا تھا، اور رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں شام کا کھانا مغرب کے بعد کھانے اور عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کا معمول تھا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد کے وقت کو صبح سورج نکلنے سے پہلے کے وقت کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، کیونکہ مغرب کے بعد بھی شفق یعنی سورج کی روشنی ہوتی ہے، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح فجر کی نماز کے بعد بھی مشی وچہل قدمی ثابت ہے، جیسا کہ آگے سوکر اٹھنے کے احکام وآداب کے بیان میں آتا ہے۔

اس لئے ہمارے خیال میں شام یا رات کو چہل قدمی وغیرہ کرنے کا عمدہ وقت مغرب کی نماز کے بعد اور رات کا کھانا کھانے سے پہلے ہے، پھر اگر رات کا کھانا عشاء کی نماز سے پہلے کھالیا جائے، اور پھر عشاء کی نماز پڑھ لی جائے، تو عشاء کے بعد دوبارہ چہل قدمی وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

لیکن جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی دیر سے کھانا کھانے اور کھانا کھاتے ہی فوراً سوجانے کی عادت بن گئی ہے، اس حالت میں پھر اطباء کھانے کے بعد ہی چہل قدمی وغیرہ تجویز کرتے ہیں، لیکن جلد کھانا کھا کر عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد چہل قدمی کی ضرورت

نہیں رہتی، کیونکہ اس صورت میں کھانا کھانے کے بعد نماز وغیرہ کی شکل میں جسم کو حرکت حاصل ہوجاتی ہے۔

عشائیہ یارات کا کھانا(Dinner)

احادیث میں عشائیہ یعنی رات کے کھانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر وبیشتر صبح اور رات کو دو وقت ہی کھانے کا معمول تھا، عربی میں صبح کے کھانے کو غداء اور رات کے کھانے کو عَشاء کہا جاتا تھا۔

اور احادیث میں رات کا کھانا عموماً مغرب کے قریب یا عشاء سے پہلے کھانے کا ذکر ملتا ہے۔

البتہ ضرورت ومجبوری کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن سے ایک حدیث میں سے روایت ہے کہ:

وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ (مسلم) [1]

ترجمہ: اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا، پھر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی (مسلم)

اس سے رات کا کھانا عشاء کی نماز سے پہلے کھانا معلوم ہوا۔ [2]

اور اگر کبھی ایسا ہو کہ مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھوک لگی ہوئی ہو، اور کھانا تیار وموجود ہو

---

[1] رقم الحديث ١٧٦ ا "٢٠٥٧"، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره.

[2] فى باب السمر فى العلم فى خبر أضياف أبى بكر وأن أبا بكر تعشى عند النبى (صلى الله عليه وسلم) ثم لبث حتى وقع فى باب السمر مع الأهل والضيفان فى كتاب الصلاة حيث صليت العشاء ثم رجع فلبث حتى تعشى النبى (صلى الله عليه وسلم) فجاء كذا ذكره البخارى هنا وذكر مسلم حتى نعس النبى (صلى الله عليه وسلم) وهو الصواب وقد ذكر تعشيه قبل رجوعه يعنى إلى منزل النبى (صلى الله عليه وسلم) كما جاء فى الحديث الآخر وأنه قد ذكر تعشيه معه قبل هذا وقبل صلاة العشاء (مشارق الانوار على صحاح الآثار، ج٢، ص ١٩، فصل الاختلاف والوهم)

(جیسا کہ عموماً روزہ کی حالت میں بھی ہوتا ہے) تو پھر کھانا پہلے کھانے اور مغرب کی نماز بعد میں پڑھنے کا حکم ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُ وْا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے آجائے، تو تم اس سے ابتداء کرو، مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے، اور تم کھانے سے پہلے نماز نہ پڑھو (بخاری)

اس سے بھوک لگنے پر رات کے کھانے کا مغرب کی نماز سے پہلے، اور غروب ہونے کے بعد کھانا معلوم ہوا، اور بھی اسی طرح کی روایات ہیں۔ [2]

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِيْ فَقَالَ: اُدْخُلْ، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۳۷۹، باب فی ليلة القدر)

ترجمہ: میں نکل کر گیا، تو میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز میں شامل ہوگیا، پھر میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑا ہوگیا، تو آپ میرے قریب سے گزرے، پھر آپ نے فرمایا کہ تشریف لے آیئے، تو میں

---

[1] رقم الحديث ۶۷۲، ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۶۶، ذِكْرُ الْعُذْرِ الثَّانِي وَهُوَ حُضُورُ الطَّعَامِ عِنْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] عن ابن لأبی المليح ، عن أبيه ، قال :كنا مع أبی بكر وقد خرج لصلاة المغرب وأذن المؤذن فتلقى بقصعة فيها ثريد ولحم ، فقال :اجلسوا فكلوا فإنما صنع الطعام ليؤكل ، فأكل ، ثم دعا بماء فغسل أطراف أصابعه ومضمض وصلى (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۸۰۰۴)

آپ کے پاس حاضر ہوگیا، پھر آپ کا رات کا کھانا لایا گیا (ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی رات کے کھانے کا مغرب کے بعد کھانا معلوم ہوا۔

حضرت عمر بن علی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُوْ بِعَشَائِهٖ فَيَتَعَشّٰى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَصْنَعُ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر میں ہوتے، تو سورج غروب ہونے کے بعد سفر جاری رکھتے، یہاں تک کہ اندھیرا ہونے کے قریب ہوجاتا، پھر سواری سے اترتے، اور مغرب کی نماز پڑھتے، پھر اپنا شام کا کھانا طلب فرماتے، اور کھانا تناول فرماتے، پھر اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے، اور پھر سفر پر روانہ ہوجاتے، اور فرماتے تھے کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے (ابوداؤد، ابویعلیٰ)

اس روایت سے خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں رات کے کھانے کا مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان کھانا معلوم ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً، فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشّٰى شَرِبَ عَلٰى عَشَائِهٖ (ابوداؤد) [2]

---

[1] رقم الحديث ١٢٣٦، كتاب صلاة السفر، باب باب متى يتم المسافر، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۴۶۴.

فى حاشية مسند ابى يعلىٰ: إسناده حسن.

[2] رقم الحديث ٣٧١٢، باب فى صفة النبيذ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صبح کو نبیذ بنا دیتی تھیں، اور جب رات ہوتی تھی، پھر آپ رات کا کھانا کھاتے تھے، تو رات کے کھانے کے ساتھ اس کو نوش فرماتے تھے (ابوداؤد)

نبیذ سے مراد ایسا مشروب ہے، جو پانی میں کشمش، منقیٰ، کھجور، چھوارا یا دوسرا کوئی میوہ اور پھل وغیرہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے ناشتہ کے بیان میں آتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رات کے کھانے کے ساتھ مفید ومقوی مشروب کا استعمال بھی سنت سے ثابت ہے۔

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ رات کا کھانا مغرب وعشاء کے لگ بھگ کھانا چاہئے، اور اس میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

احادیث میں رات کے کھانے کے لئے عَشاء کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے مراد مغرب وعشاء کے وقت کا کھانا ہے۔ [1]

البتہ عذر ومجبوری کے احکام الگ ہوا کرتے ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کھانے پینے میں تکلفات نہیں تھے، اسی وجہ سے بعض اوقات رات کے وقت کھانا تناول نہیں فرماتے تھے، اور بعض اوقات فاقہ کشی کی بھی نوبت آتی تھی۔

---

[1] ع ش ا :(العشى) و (العشية) من صلاة المغرب إلى العتمة .و (العشاء) مكسور ممدود مثل العشى .و (العشاء ان) المغرب والعتمة .وزعم قوم أن العشاء من زوال الشمس إلى طلوع الفجر . قلت :قال الأزهرى :(العشى) ما بين زوال الشمس وغروبها .وصلاتا العشى هما الظهر والعصر فإذا غابت الشمس فهو (العشاء) . و (العشاء) مفتوح ممدود الطعام بعينه وهو ضد الغداء (مختارالصحاح، مادة ع ش ا، ج ا ، ص ۲۱۰)

(س) ومنه الحديث (إذا حضر العشاء والعشاء فابدأوا بالعشاء) العشاء بالفتح :الطعام الذى يؤكل عند العشاء .وأراد بالعشاء صلاة المغرب .وإنما قدم العشاء لئلا يشتغل به قلبه فى الصلاة . وإنما قيل :إنها المغرب لأنها وقت الإفطار ولضيق وقتها

- وفى حديث الجمع بعرفة (صلى الصلاتين كل صلاة وحدها والعشاء بينهما) أى أنه تعشى بين الصلاتين (النهاية فى غريب الحديث والاثر، ج۳، ص ۲۴۲)

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا، وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً، قَالَ : وَكَانَ عَامَّةُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ

(مسنداحمد، رقم الحديث ۲۳۰۳) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتیں لگاتار بھوک کی حالت میں گزارتے تھے، اور آپ کے گھر والوں کے پاس رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا، اور آپ کا عام کھانا جو کی روٹی تھا (مسنداحمد)

طبی لحاظ سے رات کا کھانا سونے سے کم از کم دو گھنٹے پہلے کھا لینا مناسب ہے، اگر رات کو دودھ پینے کی عادت ہو تو سونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پیا جائے اور رات کا کھانا کھاتے وقت دودھ پینے کی گنجائش کا خیال رکھا جائے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ جانے یا سو جانے کے عادی ہو گئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے (بہشتی زیور حصہ نہم صفحہ ۷، دیہاتی معالج حصہ اول ص ۴۲، کتاب الصحت صفحہ ۱۲۶ بتغیر)

طبی اعتبار سے رات کے کھانے کے بعد فوراً سونے کے بجائے کچھ چہل قدمی کر لینا صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے، اور کھانے کے بعد نماز پڑھ لینے سے بھی یہ مقصد عمدہ طریقہ پر پورا ہو جاتا ہے (کتاب الصحت للقرشی صفحہ ۱۲۶، باضافہ) [۲]

علاوہ ازیں طبی لحاظ سے بہترین نیند وہ ہے جو گہری ہو اور اس وقت کی جائے جبکہ غذا پیٹ

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[۲] وذكر أبو نعيم عنه أنه كان ينهى عن النوم على الأكل ويذكر أنه يقسي القلب ولهذا في وصايا الأطباء لمن أراد حفظ الصحة أن يمشي بعد العشاء خطوات ولو مائة خطوة ولا ينام عقبه فإنه مضر جدا وقال مسلموهم أو يصلي عقيبه ليستقر الغذاء بقعر المعدة فيسهل هضمه ويجود بذلك (زاد المعاد، ج۴، ص ۲۰۲، عدم النوم على الاكل)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے اوپر والے حصہ سے نیچے اتر چکی ہو، اور یہ کھانے کے لگ بھگ دوتین گھنٹے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں، اور عام حالات میں عشاء کی نماز کے بعد جلد سونے کو پسند کیا گیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور یہ مقصد مغرب کے بعد کھانا کھا کر فارغ ہوجانے سے عمدہ طریقہ پر حاصل ہوجاتا ہے۔

عشاء پڑھ کر جلد سونا اور اٹھ کر فجر کی نماز پڑھنا

سونے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ رات کوعشاء کی نماز سے پہلے نہ سویا جائے، اور عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سویا جائے، اور کم ازکم فجر کی نماز کے وقت بیدار ہوکر فجر کی نماز پڑھی جائے۔

اور مَرد حضرات کو چاہئے کہ وہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کریں۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا (بخارى، رقم الحديث ۵۳۵، ترمذى، رقم الحديث ۱۶۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے اس لئے منع کیا گیا کہ عشاء کی نماز فرض ہے، اور پہلے سوجانے کی صورت میں اسی حال میں سوتے رہ جانے کی وجہ سے قضا یا جماعت فوت ہوجانے کا ڈر ہے، اور عشاء کے بعد گفتگو کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ یہ سونے کا وقت ہے، اور اس وقت میں گفتگو میں مشغول رہنے سے رات کو سونے میں تاخیر کا امکان ہے، اور

---

[1] قال الترمذى: وفى الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبى برزة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء ، ورخص فى ذلك بعضهم، وقال عبد الله بن المبارك :أكثر الأحاديث على الكراهية، ورخص بعضهم فى النوم قبل صلاة العشاء فى رمضان (حواله بالا)

پھراس کے نتیجہ میں فجر کی نماز قضاء ہوجانے کا ڈر ہے،جبکہ فجر کی نماز کی بڑی فضیلت واہمیت ہے بہرحال رات کوعشاء کی نماز پڑھے بغیر سونے سے پرہیز کرنا چاہیئے، کہ کہیں سوجانے کے بعد جماعت فوت یا نماز قضاء نہ ہوجائے۔

البتہ اگر کسی ضرورت میں عشاء کی نماز سے پہلے سوئے،اورعشاء کی نماز کے قضاء وجماعت کے فوت ہونے کا بھی اندیشہ نہ ہو، مثلاً وقت پر جگانے کا انتظام کرلیا جائے، تو پھر حرج نہیں۔ [1]

---

[1] عن عبد الله بن عبد الله الرازی ، عن جدته وكانت سرية لعلى ، أن عليا ربما غفا قبل العشاء (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ۷۲۶۸، من رخص فی النوم قبلها)

عن أبی حصين ، أن خبابا نام ، عن العشاء (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۶۸)

عن أبی حصين ، أن أبا وائل وأصحاب عبد الله كانوا ينامون قبل العشاء (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۰)

عن إبراهيم، قال : كان الأسود لا يفطر فی رمضان حتى يصلی ، فكان ينام ما بين المغرب والعشاء (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۱)

عن أيوب ، عن نافع ، قال : قلت له : أكان ابن عمر ينام عنها ، يعنی العشاء ، قال : قد كان ينام ويوكل من يوقظه (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۲)

عن هشام ، عن أبيه ، أنه كان ينام قبلها (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۳)

عن مجاهد ، عن علی الأزدی ، قال : كان يختم القرآن فی رمضان كل ليلة وكان ينام ما بين المغرب والعشاء (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۴)

عن شعبة ، عن الحكم ، قال : كانوا ينامون نومة قبل الصلاة (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۵)

عن سفيان ، عن وقاء ، أن سعيد بن جبير كان ينام قبل أن يصلی العشاء ، ثم يقوم فی رمضان (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۶)

عن هشام ، عن محمد ، أنه كان ينام قبل العشاء (ايضاً، رقم الحديث ۷۲۷۷)

كراهة النوم قبل صلاة العشاء والحديث بعدها :ذهب الفقهاء إلى أنه يكره النوم قبل صلاة العشاء والحديث بعدها لما رواه أبو برزة -رضی الله عنه -قال :كان النبی صلى الله عليه وسلم يكره النوم قبلها، والحديث بعدها قال النفراوی :الحديث بعدها أشد كراهة من النوم قبلها.

والدليل على كراهة النوم قبلها :هو خشية فوت وقتها، أو فوت الجماعة فيها.

لكن الحنفية قالوا :إذا وكل لنفسه من يوقظه فی وقتها فمباح له النوم، كما نقله الزيلعی عن الطحاوی.

وكره المالكية النوم قبل صلاة العشاء ولو وكل من يوقظه؛ لاحتمال نوم الوكيل أو نسيانه فيفوت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحْدَهُ، فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۶۰"۶۵۶")

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، اور تنہا بیٹھ گئے، پس میں اُن کے ساتھ بیٹھ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے آدھی رات عبادت کرلی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی (اور عبادت کی) (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ عشاء اور فجر کی نماز بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے پر رات بھر عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد رات کو گُناہ سے بچ کر آرام کرنا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنا حکمی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقت الاختيار .أما كراهة الحديث بعد صلاة العشاء :
فلأنه ربما يؤدى إلى سهر يفوت به الصبح، أو لئلا يقع في كلامه لغو، فلا ينبغي ختم اليقظة به، أو لأنه يفوت به قيام الليل لمن له به عادة؛ ولتقع الصلاة التي هي أفضل الأعمال خاتمة عمله والنوم أخو الموت، وربما مات في نومه.
وهذا إذا كان الحديث لغير حاجة، أما إذا كان لحاجة مهمة فلا بأس .وكذا قراء ة القرآن، وحديث الرسول صلى الله عليه وسلم ومذاكرة الفقه وحكايات الصالحين، والحديث مع الضيف، أو القادم من السفر ونحوها فلا كراهة في شيء من ذلك؛ لأنه خير ناجز فلا يترك لمفسدة متوهمة، كما قال النووي وعن عمر -رضي الله عنه -قال :كان النبي صلى الله عليه وسلم يسمر مع أبي بكر في أمر من أمور المسلمين وأنا معهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص۳۱۸)

عبادت ہےاور جاگ کرعبادت کرنا حقیقی عبادت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ، فَيُقِيْمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِّنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نماز منافقین پر فجر اورعشاء سے زیادہ بھاری (اور گراں) نہیں ہے، اور اگر لوگ ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے (اجروثواب) کو جان لیں، تو ان دونوں نمازوں کے لئے ضرور حاضر ہوں، اگر چہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے، میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ مؤذن کو اقامت کا حکم کروں، پھر ایک آدمی کو لوگوں کی امامت کا حکم کروں، پھر میں آگ کے شعلے لے کر ان لوگوں کو جلادوں، جو ابھی تک (یعنی نماز کھڑی ہونے کے باوجود) نماز کے لئے نہیں نکلے (بخاری،مسلم)

اس حدیث سے فجر اور عصر کی نماز کی اہمیت اور ان میں کوتاہی کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی معلوم ہوئی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَالَ أَشَهِدَ فُلَانٌ الصَّلَاةَ قَالُوْا لَا قَالَ فَفُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا (نسائی، رقم الحديث ۸۴۳)

---

[1] رقم الحديث ۶۵۷، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۶۵۱.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص نماز میں حاضر تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، پھر فرمایا کہ کیا فلاں شخص حاضر تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں (یعنی فجر اور عصر) منافقین پر تمام نمازوں سے زیادہ بھاری (اور گراں) ہیں، اور اگر لوگ ان دونوں کے اندر موجود اجر وثواب کو جان لیں، تو ان نمازوں کے لئے ضرور آئیں، اگرچہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز میں کوتاہی اور اس میں گرانی منافقوں کا طرزِ عمل ہے، جس سے بچنا چاہیے، اور اگر غیر معمولی سردی، بارش، آندھی طوفان وغیرہ ہو تو مرد حضرات کو مسجد کی باجماعت نماز چھوڑ کر گھروں میں نماز پڑھنے میں بھی حرج نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِىُ مُنَادِيَهُ فِى اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ، أَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيْحِ صَلُّوْا فِىْ رِحَالِكُمْ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۹۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والا بارش کی رات میں یا سردی کی رات میں، جبکہ آندھی ہو، یہ اعلان کیا کرتا تھا کہ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو (ابنِ ماجہ)

اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔ [1]

---

[1] عن بن عمر أنه وجد ذات ليلة بردا شديدا فأذن من معه فصلوا فى رحالهم وقال إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان مثل هذا أمر الناس أن يصلوا فى رحالهم(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۷۶)

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

عن بن عمر أنه أذن بضجنان فى ليلة باردة وقال لأصحابه صلوا فى رحالكم فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر المؤذن يؤذن فى الليلة المطيرة أو الباردة ويأمر أصحابه أن صلوا فى رحالكم (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۸۰)

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہیئے۔

پھر اگر وہ شخص (نماز کے وقت) بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ (اُٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ صبح کرتا ہے، ورنہ خَبِيْثُ النفس اور کاہل ہوکر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

سوکراٹھنے پر اللہ کا ذکر کرنے میں سوکراٹھنے کی مسنون دعائیں واذکار بھی داخل ہیں۔

اور سوکراٹھنے کے بعد وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی یہ فضیلت ہے کہ اس عمل سے تروتازگی اور نفس میں پاکیزگی وبالیدگی پیدا ہوتی ہے، اور اگر کوئی شخص سوکراٹھنے کے بعد یہ عمل نہیں کرتا، تو اس کے نفس میں خباثت اور کسل وسستی پیدا ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴۲، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۷۷۶.

[2] فيه فوائد منها الحث على ذكر الله تعالى عند الاستيقاظ وجاء ت فيه أذكار مخصوصة مشهورة في الصحيح وقد جمعتها وما يتعلق بها في باب من كتاب الأذكار ولا يتعين لهذه الفضيلة ذكر لكن الأذكار المأثورة فيه أفضل ومنها التحريض على الوضوء حينئذ وعلى الصلاة وإن قلت (شرح النووی، كتاب صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الوقت وان قلت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهٖ (بخاری، رقم الحدیث ۱۰۷٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہتا ہے، نماز کے لئے نہیں اٹھتا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے (بخاری)

لہٰذا رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلد از جلد سونے کی کوشش کرنی چاہیے، اور صبح اٹھ کر فجر کی نماز اپنے وقت پر پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے دن کام کے لئے اور رات آرام کے لئے بنائی ہے، اسی لئے رات کے وقت سونا فطرت کے عین مطابق ہے، بلکہ رات کا عشاء کے بعد والے حصہ میں سونا بعض اطباء کی تحقیق کے مطابق رات کے آخری حصہ میں سونے سے بھی زیادہ مفید ہے۔

آج کل شہروں میں عام طور پر رات کو دیر تک جاگتے رہنے کی وجہ سے دن میں پڑے رہنے کی عادت ہوگئی ہے، جو لوگ رات کو رنگ رلیوں میں گزارتے اور دن کو بستر پر پڑے سوتے خراٹے لیتے رہتے ہیں ان کی تن درستی خراب ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ ویسے بھی دن کو سونے کی عادت ڈالنا اچھا نہیں ہے۔

البتہ اگر دماغی یا جسمانی محنت کرنے والے افراد گرمیوں میں دوپہر کے وقت کچھ دیر سوئیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے، ان کو دوپہر کو سونے سے تھکن دور ہو جاتی ہے، اور نئے سرے سے کام کرنے کی طاقت لوٹ آتی ہے، اور اگر عام لوگ بھی دوپہر کو کچھ تھوڑا بہت لیٹ کر آرام کر لیں اگرچہ سوئیں نہیں اور تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور بابرکت عمل ہے۔

لیکن بلاضرورت صبح کو دیر تک سوتے رہنے کی عادت نقصان سے خالی نہیں۔ [1]

عشاء کے بعد فضولیات سے بچنا

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَکْرَہُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِیْثَ بَعْدَھَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء سے پہلے سونے کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے مکروہ یا قضاء ہونے، یا مستحب وقت چلے جانے یا پھر جماعت سے نماز چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے، اور رات کو کسی وقت اٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں نیند کے متاثر ہونے کا بھی خدشہ ہے۔

اور عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو یا دنیاوی کاموں میں مشغولی سے ایک نقصان تو یہ ہے کہ صبح کے مبارک وقت بلکہ فجر کی بروقت نماز سے محرومی ہو جاتی ہے، اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ دن بھر کے بیداری کے اعمال کا اختتام دنیاوی کاموں پر ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ یہ اختتام عبادت و نماز پر ہو۔

اور یہ خرابی تو اس صورت میں ہے جبکہ فضولیات میں مشغولی اختیار کی جائے، اور اگر منکرات

---

[1] ونوم النهار ردیء یورث الامراض الرطوبية والنوازل ،ویفسد اللون ،ویورث الطحال،ویرخي العصب ، ویکسل ویعف الشهوة ،الافی الصیف وقت الهاجرة واردؤه :نوم اول النهار ،واردأمنه :النوم آخره بعد العصر ،ورای عبد اللّٰہبن عباس ابناله نائما نومة الصبحة ،فقال له :"قم اتنام ،فی الساعة التی تقسم فیها الارزاق؟"(الطب النبوی لابن القیم ص۲۴۷)

[2] قال الترمذی: وفی الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حدیث أبی برزة حدیث حسن صحیح وقد کره أکثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء ، ورخص فی ذلک بعضهم، وقال عبد الله بن المبارک :أکثر الأحادیث علی الکراهية، ورخص بعضهم فی النوم قبل صلاة العشاء فی رمضان (حواله بالا)

اور گناہوں میں مشغولی اختیار کی جائے(جیسا کہ آج کل ذرائع ابلاغ کے غیر شرعی پروگراموں میں مشغول ہوکررات کا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے) تواس کا ناجائز، گناہ اور سخت نقصان دہ ہونا واضح ہے۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ اللَّيْلِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا يَأْتِي اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو رات کو سکون کے

---

[1] والمستحب تأخيرها إلى ثلث الليل أو نصفه على ما ورد فى بعض الأحاديث وكان أى النبى يكره النوم قبلها لخوف الفوت والحديث بعدها أى التحدث بكلام الدنيا ليكون ختم عمله على عبادة وآخره ذكر الله فإن النوم أخو الموت وفى شرح السنة أكثرهم على كراهة النوم قبل العشاء ورخص بعضهم وكان ابن عمر يرقد قبلها وبعضهم رخص فى رمضان قال النووى إذا غلبه النوم لم يكره له إذا لم يخف فوات الوقت وأما الحديث فقد كرهه جماعة منهم سعيد بن المسيب قال لأن أنام عن العشاء أحب إلى من اللغو بعدها ورخص بعضهم التحدث فى العلم وفيما لا بد منه من الحوائج ومع الأهل والضيف (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة،باب تعجيل الصلوات)

قوله والحديث بعدها أى المحادثه وسيأتى بعد أبواب أن هذه الكراهة مخصوصة بما إذا لم يكن فى أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لئلا يكون سببا فى ترك قيام الليل أو للاستغراق فى الحديث ثم يستغرق فى النوم فيخرج وقت الصبح(فتح البارىلابنِ حجر، قوله باب ما يكره من النوم قبل العشاء)

قوله وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها لأن النوم قبلها قد يؤدى إلى اخراجها عن وقتها مطلقا أو عن الوقت المختار والسمر بعدها قد يؤدى إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار أو عن قيام الليل وكان عمر بن الخطاب يضرب الناس على ذلك ويقول أسمرا أول الليل ونوما آخره وإذا تقرر أن علة النهى ذلك فقد يفرق فارق بين الليالى الطوال والقصار ويمكن أن تحمل الكراهة علىالاطلاق حسما للمادة لأن الشىء إذا شرع لكونه مظنة قد يستمر فيصير مئنة والله أعلم (فتح البارى لابنِ حجر،قوله باب ما يكره من السمر بعد العشاء)

وقوله " :وكان يكره النوم قبلها ، والحديث بعدها ."أما كراهة النوم قبلها ؛ فلما يخاف من غلبة النوم ، فيفوت وقتها ، أو فضل وقتها المستحسن ، وقال بهذا جماعة ؛ منهم :ابن عمر(المفهم لما اشكل فيه كتاب مسلم)

[2] رقم الحديث ۷۷۶۴.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

وقال الذهبى: على شرط مسلم.

وقت گفتگو کرنے سے بچاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ رات کے وقت اللہ کی کون سی مخلوق آتی ہے (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ رات کا وقت انسانوں کے لئے نینداور آرام کا وقت ہے، اوراس وقت میں دوسری مخلوقات (شیاطین وغیرہ کی شکل میں) باہر نکل آتی ہیں، اوراس وقت میں بلاضرورت انسانوں کے جاگتے رہنے کی صورت میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَدَبَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ یَعْنِیْ زَجَرَنَا (سنن ابنِ ماجۃ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کے بعد گفتگو کرنے پر تنبیہ فرمائی (ابنِ ماجہ)

زمانۂ جاہلیت میں (جبکہ موجودہ مصنوعی روشنیوں کا سلسلہ نہیں تھا) لوگ رات کے وقت چاند کی روشنی میں فضول گفتگواور قصے کہانیوں میں مشغول ہوا کرتے تھے، اوراس کو ''سمر'' کہا جاتا تھا، بعد میں یہ لفظ رات کی عام گفتگو کے معنیٰ میں استعمال ہونے لگا۔

اوراسی حیثیت سے احادیث میں عشاء کے بعد فضول گفتگو سے منع کیا گیا، جس کی وجوہات

---

[1] (إیاک والسمر) بفتح السین والمیم (بعد ھدأۃ) بفتح الھاء وسکون الدال (الرجل) بکسر الراء وسکون الجیم وفی روایۃ بعد ھدأۃ اللیل ومرادہ النھی عن التحدث بعد سکون الناس وأخذھم مضاجعھم ثم علل ذلک بقولہ (فإنکم لا تدرون ما یأتی اللہ تعالی فی خلقہ) أی ما یفعلہ فیھم (ک) فی الأدب (عن جابر) (وقال علی شرط مسلم وأقروہ) (التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی، ج ۱، ص ۴۰۲)

[2] رقم الحدیث ۶۹۵، کتاب الصلاۃ،باب النھی عن النوم قبل صلاۃ العشاء وعن الحدیث بعدھا.

قال الالبانی: أخرجہ ابن ماجۃ و ابن حبان و البیھقی و الطیالسی و أحمد. قلت :و رجالہ ثقات رجال البخاری إلا أن عطاء بن السائب کان قد اختلط .و للحدیث شاھد یرویہ معاویۃ بن صالح عن أبی عبد اللہ الأنصاری عن عائشۃ مرفوعابلفظ " :لا سمر إلا لثلاثۃ ، مصل أو مسافر أو عروس (السلسلۃ الصحیحۃ ، تحت رقم الحدیث ۲۴۳۵)

پہلے ذکر کی جاچکی ہیں۔ [۱]

مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشاء کے بعد فضول گفتگو پر تنبیہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ عمل گناہ یا کم از کم ناپسندیدہ ہے۔ [۲]

اور حضرت سلمان بنِ ربیعہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ لِیُ عُمَرُ : یَا سَلُمَانُ، إِنِّیُ أَذُمُّ لَکَ الُحَدِیُثَ بَعُدَ صَلاۃِ الُعَتَمَۃِ

(مصنف ابنِ ابی شیبہ) [۳]

ترجمہ: مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سلمان میں آپ کے لئے عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو برا سمجھتا ہوں (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت خرشہ بن حر فزاری فرماتے ہیں کہ:

رَأَیُتُ عُمَرَ بُنَ الُخَطَّابِ یَضُرِبُ النَّاسَ عَلَی الُحَدِیُثِ بَعُدَ الُعِشَاءِ، وَیَقُوُلُ: أَسَمَرٌ أَوَّلَ اللَّیُلِ وَنَوُمٌ آخِرَہُ؟ (مصنف ابنِ ابی شیبہ) [۴]

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ لوگوں کو عشاء

---

[۱] ومنه حديث (السَّمَر بعد العشاء) الرواية بفتح الميم من المُسامرة وهو الحديثُ بالليل ورواه بعضُهم بسكون الميم .وجعله المصدر .وأصلُ السَّمَرِ لَوُن ضَوُءِ القمر لأنهم كانوا يتحدّثون فيه .وقد تكرر فى الحديث(النهاية فى غريب الاثر،باب السين مع الميم، مادةسمر)

(لا سمر) بفتح الميم من المسامرة الحديث بالليل ، وقيل بسكونها مصدر وأصل السمر ضوء القمر لأنهم كانوا يتحدثون فيه (إلا لمصل أو مسافر)(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۹۸۸۹)

[۲] وفى حديث عمر رضى اللّه عنه (أنه جَدب السَّمَر بَعُد العِشاء) أى ذَمَّه وعابه .وكل عائب جادِبٌ (النهاية فى غريب الاثر، باب الجيم مع الدال، مادة جدب)

ومعنى (جدبه) عابه وذمه :-قاله أبو عبيد وغيره(فتح البارى لابنِ رجب، كتاب الصلاة)

(الجدب :المحل) نقيض الخصب :)والعيب) فهو مشترک أو مجاز كما أومأ إليه الراغب، قاله شيخنا، وجدب الشيء (يجدبه) كينصره (ويجدبه) كيضربه :عابه وذمه، الوجهان عن الفراء ، واقتصر ابن سيده على الثانى، وفى الحديث (جدب لنا عمر السمر بعد عتمة) أى عابه وذمه، وكل عائب فهو جادب (تاج العروس، مادة ج د ب)

[۳] رقم الحديث ۶۷۴۲، كتاب الصلاة، باب مَنُ كَرِهَ السَّمَرَ بَعُدَ الُعَتَمَةِ.

[۴] رقم الحديث ۶۷۴۴،كتاب الصلاة، باب مَنُ كَرِهَ السَّمَرَ بَعُدَ الُعَتَمَةِ.

کے بعد گفتگو کرنے پر مارتے تھے، اور فرماتے تھے کہ کیا رات کے اول حصے میں گفتگو اور آخری حصے میں نیند؟ (ابنِ ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ جب رات کے اول حصہ میں گفتگو اور فضولیات میں مشغولی ہوگی، تو اس کا لازمی نتیجہ رات کا آخری مبارک حصہ نیند کی مشغولی اور عبادت سے محرومی بلکہ بعض اوقات فجر کی نماز کے ضائع ہونے کی شکل میں نکلے گا۔

اور حضرت ابووائل اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى حُذَيْفَةَ، فَدَقَّ الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ حُذَيْفَةُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ فَقَالَ: جِئْتُ لِلْحَدِيْثِ، فَسَفَقَ حُذَيْفَةُ الْبَابَ دُوْنَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ جَدَبَ لَنَا السَّمَرَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (مصنف ابنِ ابی شیبہ) [1]

ترجمہ: ایک آدمی (عشاء کے بعد) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ آپ کس لئے آئے ہیں، تو اس نے کہا کہ میں گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باہر چھوڑ کر دروازہ بند کردیا، پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے پر تنبیہ فرمارکھی ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت قاسم بن ایوب کہتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَكُوْنُ مَعَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَأُصَلِّيْ بَعْدَ الْعِشَاءِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَأُكَلِّمُهُ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ حَتّٰى يَنَامَ (مصنف ابنِ ابی شیبہ) [2]

ترجمہ: میں (جلیل القدر تابعی) حضرت سعید بن جبیر کے ساتھ ہوتا تھا، پس میں عشاء کے بعد چار رکعت پڑھتا تھا، پھر ان سے کلام کرتا تھا، تو وہ مجھ سے کلام نہیں

---

[1] رقم الحدیث ۶۷۴۹، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ كَرِهَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.
[2] رقم الحدیث ۶۷۴۷، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ كَرِهَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.

کرتے تھے، یہاں تک کہ سو جاتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْكَلَامَ بَعْدَ الْعِشَاءِ (مصنف ابنِ ابی شیبہ) [1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی (جلیل القدر تابعی) عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو مکروہ سمجھا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد بلاضرورت گفتگو اور فضولیات میں مشغولی شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں، اور خیر القرون کے دور میں عشاء کے بعد گفتگو اور فضولیات میں مشغولی کا رواج نہیں تھا، بلکہ جلد سونے کا معمول تھا۔

منکرَات میں رات گزارنے سے بچنا

شرعی اعتبار سے رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سونے اور فضولیات سے بچ کر صبح سویرے جلد اُٹھ کر اپنے وقت پر فجر کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی، اور تاکید کی گئی ہے۔

اور جب فضولیات سے بھی بچنے کی ترغیب وتاکید بیان کی گئی ہے، تو رات میں منکرَات اور گناہوں میں مشغول ہونے کی کیونکر اجازت ہوسکتی ہے؟

جیسا کہ آج کل بعض لوگوں میں رات کو ایسے پروگراموں میں شرکت اور میڈیا پر ایسے پروگرام دیکھنے کا رواج چل نکلا ہے۔

اور ویسے تو دن کے وقت میں بھی منکرَات اور گناہوں کو اختیار کرنا جائز نہیں، لیکن رات کے وقت بعض وجوہات سے گناہ اور منکرَات کی شدت زیادہ ہے، نیز رات کا وقت گنہگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہونے کا بھی وقت ہے، جس سے ڈرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۶۷۴۸، کتاب الصلاۃ، باب مَنْ كَرِهَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعَتَمَةِ.

وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُوْنَ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوْا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ (سورة الأعراف، رقم الآيات ۴،۵)

ترجمہ: اورکتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو سوتے ہوئے، اور جب ہمارا عذاب ان پر آ گیا تو ان کی زبان پر اِس کے سوا کوئی صدا نہ تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے (سورہ اعراف)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَائِمُوْنَ. أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ أَفَأَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ (سورة الأعراف، رقم الآيات ۹٦ الیٰ ۹۹)

ترجمہ: اوراگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اورتقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر دروازے کھول دیتے طرح طرح کی برکتوں کے آسمان وزمین سے، اور لیکن انہوں نے تو تکذیب کی، تو ہم نے ان کو پکڑ لیا، ان کے کرتُوتوں کی وجہ سے، تو کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہوگئے کہ آئے ان کے پاس ہماری پکڑ رات کو جب کہ یہ سوئے پڑے ہوں، یا کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہوگئے کہ آئے کہ ان کے پاس ہماری پکڑ دن چڑھے، اس حال میں کہ وہ لہوولعب میں لگے ہوں، کیا پس اللہ کے داؤ سے بے خوف ہوگئے، پس اللہ کے داؤ سے بے خوف صرف نقصان اُٹھانے والے لوگ ہی ہوا کرتے ہیں (سورہ اعراف)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعامر یا ابومالک

اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ:

لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ -يَعْنِي الْفَقِيْرَ- لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ : اِرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری) [۱]

ترجمہ: ''یقیناً میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور آلاتِ موسیقی کو (خوشنما تعبیروں سے) حلال کرلیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے قریب اقامت کریں گے، وہاں ان کے مویشی چر کر آیا کریں گے، ان کے پاس کوئی حاجت مند اپنی ضرورت لے کر آئے گا، وہ (ازراہِ حقارت) کہیں گے کہ کل آنا، پس اللہ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو اُن پر گرا دے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں میں خوشنما تاویلیں کریں گے) قیامت تک کے لیے بندر اور خنزیر بنادے گا'' (بخاری)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَبِيْتَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عَلٰى أَشَرٍ وَبَطَرٍ وَّلَعِبٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْمَحَارِمَ، وَاِتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ

---

[۱] رقم الحديث ۵۵۹۰، كتاب الأشربة، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه.
يستحلون الحر مخفف الراء فرج المرأة (مقدمة فتح البارى شرح صحيح البخارى لابن حجر)
وهو الفرج، والمعنىٰ يستحلون الزنا (فتح البارى لابن حجر، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه)
وفى معرفة الصحابة لابى نعيم ''يستحلون الخمر باسم يسمونها بغير اسمه'' (رقم الحديث ۶۹۸۵)

الْحَرِيْرَ (مسند أحمد) ۱

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، میری امت میں سے کچھ لوگ تکبر اور اتراہٹ اور لہو ولعب کے ساتھ رات گزاریں گے، پس صبح ہونے تک وہ بندر وخنزیر بنادیئے جائیں گے، حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتوں اور چیزوں) کو اختیار کرنے کی وجہ سے، اور شراب کے پینے کی وجہ سے، اور سود کے کھانے کی وجہ سے، اور ریشم کے پہننے کی وجہ سے (ان پر یہ عذاب نازل ہوگا) (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يُمْسَخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ ، قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَيَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيَصُوْمُوْنَ؟ قَالَ :نَعَمْ ، قِيْلَ :فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :يَتَّخِذُوْنَ الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالدُّفُوْفَ، وَيَشْرَبُوْنَ الْأَشْرِبَةَ، فَبَاتُوْا عَلٰى شُرْبِهِمْ وَلَهْوِهِمْ، فَأَصْبَحُوْا قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ (حلية الأولياء) ۲

ترجمہ: آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر کی شکل سے مسخ کردیا جائے گا، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ لوگ اللہ کی توحید اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گے، اور روزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔

---

۱ رقم الحديث ۲۲۷۹۰، مؤسسة الرسالة، بيروت.
قال الالباني: للحديث شواهد يتقوى بها إن شاء الله تعالى، وقد مضى ذكر بعضها برقم ۹۰ و ۹۱، فهو بها حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۶۰۴)

۲ لأبي نُعيم الأصبهاني، ج۳ص ۱۱۹، ۱۲۰، دارالكتاب العربي، بيروت، واللفظ لهٗ؛ ذم الملاهي، رقم الحديث ۸.
قال ابونعيم: كذا رواه حسان عن أبي هريرة مرسلاً .ورواه غيره عن الحسن، عن أبي هريرة متصلاً

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اُن کے کیا اعمال ہوں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اختیار کریں گے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے، اور ڈھول، اور دَف رکھیں گے، اور شرابیں پییں گے، تو وہ شراب پی کر اور لہوولعب کی حالت میں رات گزاریں گے، پھر اس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ کر دیا گیا ہوگا (ابونعیم اصبہانی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَبِيتُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْنَ قَدْ مُسِخُوْا خَنَازِيْرَ، وَلَيُخْسَفَنَّ بِقَبَائِلَ فِيْهَا وَفِيْ دُوْرٍ فِيْهَا، حَتّٰى يُصْبِحُوْا فَيَقُوْلُوْا خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِيْ فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ بَنِيْ فُلَانٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ حَصْبَاءُ حِجَارَةٌ كَمَا أُرْسِلَتْ عَلٰى قَوْمِ لُوْطٍ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نُسِفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيْرَ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَقَطِيْعَتِهِمُ الرَّحِمَ قَالَ وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى فَنَسِيْتُهَا (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میری امت میں سے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو (گانے بجانے کے مشغلہ) پر رات گزاریں گے، پھر صبح ہونے پر مسخ کر کے خنزیر بنا دیے جائیں گے، اور کچھ قبیلوں اور گھرانوں کو ان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے

---

[1] رقم الحديث ۸۵۷۲ كتاب الفتن والملاحم، دار الكتب العلمية -بيروت؛ مسند ابوداؤد الطيالسى، رقم الحديث ۱۲۲۰.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم لجعفر، فاما فرقد فانهما لم يخرجاه.

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

گا، جب لوگ صبح کریں گے، تو کہیں گے کہ رات کو فلاں قبیلہ کو، فلاں گھرانے کو، زمین میں دھنسادیا گیا، اوران پر کنکریاں اور پتھر پھینکے جائیں گے، جیسا کہ قومِ لوط پر پھینکے گئے، اوران پر تیز وتند طوفان بھیجا جائے گا، جوان کوتہس نہس کردے گا، جس طرح پہلے لوگوں کوتہس نہس کیا گیا تھا، ان کے شراب پینے کی وجہ سےاور سود کھانے کی وجہ سے اور ریشم پہننے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اختیار کرنے کی وجہ سے، اوران کے قطع رحمی کرنے کی وجہ سے، اوراس کے علاوہ بھی ایک خصلت ذکرکی، جو مجھے یادنہیں رہی (حاکم)

مذکورہ قرآنی آیات اوراحادیث سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت بطورِ خاص گناہوں میں مشغول ہونے سے بچنا چاہئے، ورنہ سخت وبال کا اندیشہ ہے۔

بہرحال شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ رات کوعشاء کے بعد کا وقت فضولیات کی نذر نہ کیا جائے، اورخاص طور پر گناہوں اور منکرات سے پرہیز کیا جائے، اور عشاء کے بعد جلدی سوکر رات کے آخری حصے کو عبادت کے لئے فارغ کیا جائے، یاکم ازکم صبح فجر کے وقت بیدار ہوکر نماز وعبادت میں مشغول ہوا جائے۔

افسوس کہ آج کل شریعت کی اس تعلیم پر عموماً اہتمام نہیں رہا، خاص کرشہری زندگی میں بجلی کی مصنوعی روشنیوں میں گھوم پھر کر اور فضول کلام وکام بلکہ کئی منکرات میں مبتلا ومشغول ہوکر رات کا قیمتی وقت برباد کردیا جاتا ہے، جوکہ زمانۂ جاہلیت کا طریقہ ہے، اوراس سے شریعت نے منع کیا اور ڈرایا ہے۔

عشاء کے بعد ضروریات میں مشغول ہونا

البتہ یہاں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی ضرورت اور مجبوری کے تحت، بقدرِ ضرورت عشاء کے بعد گفتگو اور کام کاج اور بطورِ خاص دینی کام میں مشغولی اختیار کرنے کی اجازت اور

احادیث وروایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا سَمَرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ -يَعْنِيْ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ - إِلَّا لِأَحَدِ رَجُلَيْنِ: مُصَلٍّ، أَوْ مُسَافِرٍ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد گفتگو (کرنے کی اجازت) نہیں ہے، مگر دو آدمیوں کے لئے، ایک نماز پڑھنے والے کے لئے، اور دوسرے مسافر کے لئے (مسند احمد، طبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایک تیسرے شخص کا بھی ذکر ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ : اَلسَّمَرُ لِثَلَاثَةٍ: لِعَرُوْسٍ أَوْ مُسَافِرٍ أَوْ مُتَهَجِّدٍ بِاللَّيْلِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رات کو گفتگو تین قسم کے لوگوں کو جائز ہے، ایک باہم نئے دولہا ودلہن کو، دوسرے مسافر کو، تیسرے رات کو نماز پڑھنے والے کو (ابو یعلیٰ)

دولہا اور دولہن کو باہمی گفتگو کرنے کی ضرورت تو واضح ہے۔

---

[1] رقم الحدیث ۳۶۰۳، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۳۶۸، المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۵۷۲۱.

قال الهيثمي:رواه أحمد وأبو يعلى والطبراني في الكبير والاوسط فأما أحمد وأبو يعلى فقالا عن خيثمة عن رجل عن ابن مسعود وقال الطبراني عن خيثمة عن زياد بن حدير ، ورجال الجميع ثقات، وعندأحمد في رواية عن خيثمة عن عبدالله باسقاط الرجل (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۴، تحت رقم الحديث ۱۷۶۲ ، باب في النوم قبلها والحديث بعدها)

وفی حاشیة مسند احمد: حديث حسن.

[2] رقم الحدیث ۴۸۷۹.

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۱۴، تحت رقم الحديث ۱۷۶۱ ، باب في النوم قبلها والحديث بعدها)

اور مسافر کو سفر کی حالت میں اپنا سفر جاری رکھنے اور اپنے سامان وغیرہ کی حفاظت کے لئے جاگنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اور جو نماز پڑھنے والا ہو، اس کو گفتگو کرنے کے بعد نماز پڑھنے سے اس کے بیداری کے اعمال کا اختتام نماز وعبادت پر ہو جاتا ہے۔

اس لئے ان لوگوں کو رات میں گفتگو کی اجازت دی گئی۔

اور جو اسی قسم کی دوسری ضروریات ہیں، وہ بھی مذکورہ حکم میں داخل ہیں، بالخصوص جبکہ کوئی اہم مشورہ ہو، یا دینی گفتگو ہو۔ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا لَيْلَةً، حَتّٰى ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ، أَوْ بَلَغَ ذٰلِكَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۹۴۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات لشکر کو تیار کیا، یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی، یا آدھی رات کا وقت ہو گیا (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو اگر لشکر تیار کرنے یا اسی طرح کی کسی دوسری ضرورت میں مشغولی اختیار کی جائے، تو حرج نہیں۔

---

[1] وقد روى ,عن عائشة رضى الله عنها أيضا من طريق ليس مثله يثبت ,أنها قالت :لا سمر إلا لمصل ,أو مسافر ، فذلك عندنا ,إن ثبت عنها غير مخالف لما روينا ,وذلك أن المسافر يحتاج إلى ما يدفع النوم عنه ليسير ,فأبيح بذلك السمر ,وإن كان ليس بقربة ,ما لم تكن معصية ,لاحتياجه إلى ذلك .فهذا معنى قولها لا سمر إلا لمسافر .وأما قولها أو مصل فمعناه، عندنا، على المصلى بعدما يسمر ,فيكون نومه إذا نام بعد ذلك على الصلاة ,لا على السمر (شرح معانى الآثار، كتاب الكراهة، باب الحديث بعد العشاء الآخرة)

وقد اختلف أهل العلم من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، والتابعين، ومن بعدهم فى السمر بعد صلاة العشاء الآخرة، فكره قوم منهم السمر بعد صلاة العشاء ، ورخص بعضهم إذا كان فى معنى العلم، وما لا بد منه من الحوائج، وأكثر الحديث على الرخصة قد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :لا سمر إلا لمصل أو مسافر (ترمذى، تحت رقم الحديث ۱۶۹)

[2] فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى على شرط مسلم.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا آخَرَ مِنَ الْأَنْصَارِ تَحَدَّثَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصَاهُ فَأَضَاءَ تْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْئِهَا حَتّٰى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ أَضَاءَ تْ بِالْآخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْئِهَا حَتّٰى بَلَغَ أَهْلَهُ

(صحيح ابن حبان،رقم الحديث ۲۰۳۰) [1]

ترجمہ: حضرت اسید بن حضیر اور ایک انصاری صحابی نے ایک شدید اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (کسی ضرورت میں) گفتگو کی، یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گھر واپس لوٹنے کے لئے نکلے، اوران میں سے ہرایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، پھران میں سے ایک کی لاٹھی (بطور کرامت کے) روشن ہوگئی، جس کی روشنی میں یہ دونوں چلتے رہے، یہاں تک کہ جب ان کا راستہ الگ الگ ہوا، تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی، پس ان میں سے ہرایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کراپنے گھر پہنچ گیا (ابنِ حبان)

لاٹھی کا روشن ہونا کرامت کے طور پر تھا، اوراس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت عشاء کے بعد دیر تک گفتگو کرنے میں حرج نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَامَّةَ لَيْلِهٖ عَنْ بَنِيْ

---

[1] فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

إِسْرَائِيلَ لَا يَقُومُ إِلَّا لِعُظْمِ صَلَاةٍ يَعْنِي الْمَكْتُوبَةَ الْفَرِيضَةَ

(مسندأحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رات کے وقت اکثر بنی اسرائیل کے (سبق آموز) واقعات سناتے رہتے تھے،اور بعض اوقات درمیان میں صرف فرض نماز کے لئے اٹھتے تھے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ رات میں عبرت آمیز قصے اور واقعات سُننا سنانا جائز ہے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے نماز وغیرہ قضا نہ ہو۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی تبلیغ کے لئے بھی رات کے وقت تشریف لے گئے تھے،جس سے رات کو دینی تعلیم وتعلُّم اور تبلیغ میں مشغول ہونے کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ . فَقُلْنَا : اُسْتُطِيْرَ أَوِ اغْتِيلَ . قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ. قَالَ: فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ . فَقَالَ : أَتَانِي دَاعِيُ الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ فَقَالَ : لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ أَيْدِيْكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُوْنُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ (مسلم، رقم الحديث ۴۵۰ "۱۵۰")

---

[1] رقم الحديث ۱۹۹۹۰.

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح لكن من حديث عبد الله بن عمرو كما سلف بيانه عند الحديث ۱۹۹۲۱، وهذا إسناد ضعيف.

ترجمہ: ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو ہم نے آپ کو پہاڑی وادیوں اور کھائیوں میں تلاش کیا ہم نے کہا کہ آپ کو (شاید) جن لے گئے یا کسی نے دھوکہ سے شہید کر دیا، بہر حال ہم نے وہ رات بے چینی والی قوم کی طرح گزاری، جب ہم نے صبح کی تو آپ (غارِ) حرا کی طرف سے تشریف لائے، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا اور آپ کو تلاش کیا اور آپ کو نہ ڈھونڈ سکے ہم نے رات اس طرح گزاری جیسے کوئی قوم سخت بے چینی میں رات گزارتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جنات کی طرف سے بلانے والا آیا، تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی، فرمایا کہ پھر وہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیں اپنے جنات کے نشانات اور آگ کے نشانات دکھائے، جنات نے آپ سے اپنے کھانے کی چیزوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی جس کو اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو، وہ تمہارے ہاتھوں میں آتے ہی گوشت سے بھر جائے گی اور ہر مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) فرمایا کہ تم ہڈی اور مینگنی سے استنجا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں (یعنی جنوں اور ان کے جانوروں) کا کھانا ہیں (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا فَسَكَتُوْا، فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا أَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِّنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ (فَبِأَيِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ) قَالُوْا: لَا بِشَيْءٍ مِّنْ

نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۹۱) [1]

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس آئے اور سورہ رحمٰن شروع سے آخر تک تلاوت فرمائی، صحابہ کرام خاموش رہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ سورت لیلۃ الجن (یعنی جن کی رات میں جب میں ان کے پاس گیا تھا) جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو ان لوگوں نے تم سے بہتر جواب دیا تھا، چنانچہ جب میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پڑھتا تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو تبلیغ اور تعلیم وتعلم میں مصروفیت اور علمی مشغولی جائز ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمُرُ مَعَ أَبِىْ بَكْرٍ فِى الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَنَا مَعَهُمَا (ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں عشاء کے بعد گفتگو فرمالیا کرتے تھے، اور میں ان دونوں حضرات کے ساتھ موجود ہوا کرتا تھا (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ضرورت کے لئے رات کو مشورہ میں مشغولی جائز ہے۔

---

[1] قال الترمذی: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد. وقال الالبانی: لكن الحديث بمجموع الطريقين لا ينزل عن رتبة الحسن .والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۱۵۰)

[2] قال الترمذی: وفی الباب عن عبد الله بن عمرو، وأوس بن حذيفة، وعمران بن حصين، حديث عمر حديث حسن وقد روى هذا الحديث الحسن بن عبيد الله، عن إبراهيم، عن علقمة، عن رجل من جعفی يقال له :قيس أو ابن قيس، عن عمر، عن النبی صلى الله عليه وسلم هذا الحديث فی قصة طويلة (ترمذی، حواله بالا)

اور حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ أَبَا مُوسٰى أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ أَتَحَدَّثُ إِلَيْكَ، قَالَ: هٰذِهِ السَّاعَةُ؟ قَالَ: إِنَّهُ فِقْهٌ، فَجَلَسَ عُمَرُ، فَتَحَدَّثَا لَيْلاً طَوِيلًا (مصنف ابنِ ابی شیبه، رقم الحديث ٦٧٥٦، كتاب الصلاة، باب مَنْ رَخَّصَ فِي ذٰلِكَ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس عشاء کے بعد حاضر ہوئے، ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کس وجہ سے تشریف لائے ہیں، انہوں کہا کہ میں آپ سے گفتگو کرنے آیا ہو، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت گفتگو کا کیا کام؟ حضرت ابوموسیٰ نے عرض کیا کہ وہ فقہ (یعنی دین) کی بات ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، اور دونوں نے رات کو طویل وقت تک گفتگو کی (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت عشاء کے بعد فقہ ودین کے بارے میں گفتگو جائز ہے۔

اور جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لاَ بَأْسَ بِالسَّمَرِ فِي الْفِقْهِ (مصنف ابنِ ابی شیبه) [1]

ترجمہ: عشاء کے بعد فقہ (یعنی دین) کے سلسلہ میں گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے بھی عشاء کے بعد فقہ ودین کے متعلق بات چیت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ کہ عشاء کے بعد فضولیات اور بطورِ خاص منکرات اور گناہوں میں مشغولی تو منع ہے، لیکن ضرورت کے وقت جائز کاموں اور بطورِ خاص دین کے کاموں میں مشغولی جائز ہے، جبکہ فجر کی نماز کا وقت پر پڑھنے کا اہتمام بھی کیا جائے، اور صحت کا بھی خیال کیا جائے۔

---

[1] رقم الحديث ٦٧٦٢، كتاب الصلاة، باب مَنْ رَخَّصَ فِي ذٰلِكَ.

رات میں سفر کرنا

احادیث میں رات میں سفر کرنے کی بھی نہ صرف یہ کہ اجازت دی گئی ہے، بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوىٰ بِاللَّيْلِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۵۷۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفر رات میں کرنے کا اہتمام کرو، کیونکہ زمین رات میں لپیٹ دی جاتی ہے (ابوداؤد)

دن کے مقابلہ میں رات کے وقت میں اور بالخصوص رات کے آخری حصہ میں سفر جلدی طے ہوتا ہے، آج کل کے دور میں بھی اس کا مشاہدہ ہے۔

اس لئے رات میں سفر کرنے کی ترغیب دی گئی، جبکہ سفر تنہائی میں نہ ہو، کیونکہ رات میں تنہا سفر کرنا بھی ناپسندیدہ ہے، جس کا ذکر آگے تنہا مکان میں رات گزارنے کے ضمن میں آتا ہے۔ [1]

دوپہر اور سورج طلوع ہونے کے وقت اور عصر کے بعد سونا

دوپہر کو کچھ دیر آرام کرنا جسے قیلولہ کہا جاتا ہے، نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت سے ثابت ہے، اور صبح کو فجر یا سورج طلوع ہونے کے بعد اور اسی طرح عصر کے بعد سونا شریعت کی نظر

---

[1] (عليكم بالدلجة) بالضم والفتح سير الليل وهو اسم من الإدلاج بتخفيف الدال وهى السير أول الليل وقيل الإدلاج الليل كله ولعله المراد هنا لتعقيبه بقوله (فإن الأرض تطوى بالليل) أى ينزوى بعضها لبعض ويتداخل فيقطع المسافر من المسافة فيه ما لا يقطعه نهارا سيما آخر الليل الذى ما فعل فيه شىء إلا كانت البركة فيه أكثر لأنه الوقت الذى ينزل الله فيه إلى سماء الدنيا وعند الصباح يحمد القوم السرى (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۵۲۳)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں پسندیدہ نہیں، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِسْتَعِيْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبِقَيْلُوْلَةِ النَّهَارِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کے روزے پر سحری کے کھانے سے مدد حاصل کرو، اور رات کے قیام (یعنی عبادت) پر دن کے قیلولہ (یعنی دوپہر کے آرام) سے مدد حاصل کرو (حاکم، ابن ماجہ)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین کو کچھ کلام ہے، لیکن اس کی تائید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے۔ [2]

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِسْتَعِيْنُوْا بِرُقَادِ النَّهَارِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ، وَبِأَكْلَةِ السَّحَرِ عَلٰى صِيَامِ النَّهَارِ (مصنف عبد الرزاق) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دن کو آرام کر کے رات کے قیام (وعبادت) پر اور سحری کھا کر دن کے روزہ پر مدد حاصل کرو (عبدالرزاق، بیہقی)

---

[1] رقم الحديث ۱۵۵۱، سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۶۹۳، الآداب للبيهقى، رقم الحديث ٦٧٦.

[2] قال الحاكم: زمعة بن صالح، وسلمة بن وهرام ليسا بالمتروكين اللذين لا يحتج بهما، لكن الشيخين لم يخرجا عنهما وهذا من غرر الحديث فى هذا الباب.
وقال البيهقى: هكذا روى مرسلا، ورواه زمعة بن صالح، عن سلمة بن وهرام، عن عكرمة، عن ابن عباس رفعه، غير أنه قال :بقيلولة النهار .وروى فى القيلولة عن عمر بن الخطاب، وأبى الدرداء.
قَالَ ابنُ عَدِى وَلِسَلَمَةَ، عن عِكرِمَة، عنِ ابن عباس أحاديث التى يرويها زمعة عنه قد بقى منه القليل وقد ذكرت عامته وأرجو أنه لا بأس برواياته هذه الأحاديث التى يرويها عنه زمعة (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۴، ص۳٦۸، تحت ترجمة سلمة بن سليمان الموصلى الأزدى)

[3] رقم الحديث ۷٦۰۳،واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۴۷۴۱.

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے بھی قیلولہ کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا، فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ (بخاری) لے

ترجمہ: حضرت اُمِ سُلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس چمڑے کے بستر پر دوپہر کو قیلولہ (وآرام) فرمایا کرتے تھے (بخاری، مسلم)

قیلولہ دوپہر کے وقت کے آرام کو کہا جاتا ہے، خواہ نیند کے ساتھ ہو یا بغیر نیند کے، اور حضرت امِ سُلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ میں) خالہ تھیں۔ ۲

لے رقم الحديث ۶۲۸۱، مسلم، رقم الحديث ۲۳۳۲.

۲ (فيقيل) : بفتح الياء من القيلولة، وهي الاستراحة عند الهجيرة، وقد تكون مع النوم (عندها) أي :لأنها كانت مع خادمه وهو أنس، ولا دلالة فيه على الكشف أو الخلوة قال النووي :أم حرام وأم سليم كانتا خالتين لرسول الله -صلى الله عليه وسلم -محرمين إما من الرضاع وإما من النسب، فيحل له الخلوة بهم، فكان يدخل عليهما خاصة، ولا يدخل على غيرهما من النساء ، وقيل :إنما كان يقيل عندها لأنها كانت من محارمه من جهة الرضاع، وإلا لم يدخل النبي -صلى الله عليه وسلم -قبل نزول الحجاب عليها وعلى أختها أم حرام، وقد دخل بعده عليهما دون غيرهما من نساء الأنصار والنبي -صلى الله عليه وسلم -لم يكن رضيعا في المدينة فتعين أن يكون ذلك من قبل أبيه عبد الله، فإنه ولد بالمدينة .قال التوربشتي :قد وجدت في بعض كتب الحديث أنها كانت من ذوات محارم النبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه صلى الله عليه وسلم لم يكن ليقيل في بيت أجنبية، وإذا لم يكن بينه وبينها سبب محرم من رحم وصلة فلا بد أن يكون ذلك من جهة الرضاع وإذا قد علمنا أن النبي -صلى الله عليه وسلم -لم يحمل إلى المدينة رضيعا تعين ذلك أن يكون من قبل أبيه عبد الله، فإنه ولد بالمدينة، وكان عبد المطلب قد فارق أباه هاشما، وتزوج بالمدينة في بني النجار، وأم حرام وأم سليم بنتا ملحان كانتا من بني النجار، فعرفنا من جميع ذلك أن الحرمة بينهم كانت حرمة رضاع ولقد وجدنا الجم الغفير من علماء النقل أوردوا أحاديث أم حرام وأم سليم، ولم يبين أحد منهم العلة إما من الغفلة عنها وإما لعدم العلم بها، فأحببت أن أبين وجه ذلك كيلا يظن جاهل أنه كان في سعة من ذلك لمكان العصمة، ولا يتذرع به مستبيح إلى الترخص بما لا رخصة فيه، وأراني والله أعلم أول من وفقت لذلك، فواها لها من درة كنت مستخرجها والله أحمد على هذه الموهبة السنية(مرقاة، ج۹ص۳۷۰۳، كتاب الادب، باب اسماء النبي صلى الله عليه وسلم وصفاته)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (بخاری، رقم الحديث ۹۰۵)

ترجمہ: ہم جمعہ کے لئے صبح سویرے چلے جاتے تھے، اور جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ (وآرام) کیا کرتے تھے (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۸۴۷، بخاری، رقم الحديث ۶۲۷۹) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیلولہ (یعنی دوپہر کا آرام) اور صبح کا کھانا (وناشتہ) جمعہ کی نماز کے بعد کھایا کرتے تھے (مسند احمد، بخاری)

قیلولہ کا اصل وقت کیونکہ زوال کے وقت ہے، اور جمعہ کی نماز زوال کے بعد جلدی پڑھی جاتی تھی، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم صبح ہونے کے بعد اور زوال سے کافی پہلے سویرے سویرے، جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اس لئے جمعہ کے دن ناشتے کا اور زوال کے وقت دوسرے دنوں کی طرح قیلولے کا وقت نہیں ملتا تھا، اس لئے وہ ناشتہ اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد کیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے وقت قیلولہ کا موقع نہ مل سکے، تو زوال کے بعد کرنا بہتر ہے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرطهما.

[2] قال الطبرى الإبكار مصدر تقول أبكر فلان فى حاجته يبكر إبكارا إذا خرج من بين طلوع الفجر إلى وقت الضحى (فتح البارى لابنِ حجر، ج۶ص ۳۲۶، قوله باب ما جاء فى صفة الجنة وأنها مخلوقة)

(وعن سهل بن سعد قال :ما كنا نقيل) بفتح النون أى :ما كنا نفعل القيلولة، وهى الاستراحة بنوم وغيره .قال الأزهرى :القيلولة والمقيل عند العرب :الاستراحة نصف النهار، وإن لم يكن مع ذلك نوم بدليل قوله تعالى :(وأحسن مقيلا) (الفرقان24 :) والجنة لا نوم فيها .(ولا نتغدى) بالدال المهملة فى النهاية :هو الطعام الذى يؤكل أول النهار .(إلا بعد الجمعة) أى :بعد فراغ صلاتها قال الطيبى :هما كنايتان عن التكبير أى :لا يتغدون، ولا يستريحون، ولا يشتغلون بمهم، ولا يهتمون بأمر سواه اهـ(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۱۰۴۰، كتاب الصلاة، باب الخطبة والصلاة)

بدری صحابی حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

نَوْمُ أَوَّلِ النَّهَارِ خُرْقٌ ، وَأَوْسَطُهُ خُلُقٌ، وَآخِرُهُ حُمْقٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: دن کے اول حصہ (یعنی سورج طلوع ہونے کے وقت) کی نیند بے وقوفی ہے، اور دن کے درمیان (یعنی دوپہر کو زوال کے وقت) کی نیند عادت وفطرت کے مطابق ہے، اور دن کے آخری حصہ (یعنی عصر کے بعد) کی نیند حماقت والی ہے (ابنِ ابی شیبہ، طحاوی، بیہقی)

اس روایت میں دن کے اول حصے کی نیند کو بے وقوفی قرار دیا گیا ہے، اور آگے آنے والی روایت میں وقتِ ضحیٰ کی نیند کو بے وقوفی قرار دیا گیا ہے، اور ضحیٰ کے وقت سے مراد طلوع کے بعد کا وہ وقت ہے، جب سورج کچھ اونچا ہو جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دن کے اول حصہ سے مراد نہارِ عرفی کا ابتدائی وقت یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد کا وقت ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۷۲۱۲، كتاب الادب، باب ما ذُكِر فِي القائِلةِ نِصف النّهارِ، شرح مشكل الآثار للطحاوى، رقم الحديث ۱۰۷۳ ،شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۴۴۰۷، ۴۴۰۸،فتح البارى لابنِ حجر بحواله جامع سفيان بن عيينة، ۱۱ ص ۷۰، قوله باب القائلة بعد الجمعة.
وقال ابن حجر: وسنده صحيح(حواله بالا)

[2] قال الطيبى :المراد وقت الضحى، وهو صدر النهار حين ترتفع الشمس وتلقى شعاعها اهـ(مرقاة، ج۳ص۹۷۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الضحى)
وأما وقت الضحى بالضم والقصر .فقال الجوهرى :ضحوة النهار بعد طلوع الشمس، ثم بعده الضحى وهو حين تشرق الشمس (عمدة القارى للعينى، ج۱۰ ص۸۵،كتاب الحج، باب رمى الجمار)
ووقت الضحى من حين تحل الصلاة إلى أن تزول(تبيين الحقائق على الكنز، ج۳ص۱۳۳، كتاب الايمان، باب اليمين فى الأكل والشرب واللبس والكلام)
وقت "الضحى "وابتداؤه من ارتفاع الشمس إلى قبل زوالها(مراقى الفلاح شرح نورالايضاح، ص ۱۴۹، كتاب الصلاة، باب فى النوافل،فصل فى تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالى)

اور پھراس کے مقابلہ میں دن کے درمیان کے وقت سے مراد بھی نصف النہار عرفی یعنی زوال کا وقت ہے۔

اور دن کے آخری حصہ سے مراد عصر کے بعد اور غروب سے پہلے کا وقت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلنَّوْمُ ثَلَاثَةٌ : فَنَوْمٌ خُرْقٌ وَنَوْمٌ خُلُقٌ وَنَوْمٌ حُمْقٌ فَأَمَّا نَوْمَةُ الْخُرْقِ فَنَوْمَةُ الضُّحٰى، يَقْضِي النَّاسُ حَوَائِجَهُمْ وَهُوَ نَائِمٌ وَأَمَّا نَوْمَةُ خُلُقٍ فَنَوْمَةُ الْقَائِلَةِ نِصْفَ النَّهَارِ وَأَمَّا نَوْمَةُ حُمْقٍ فَنَوْمَةٌ حِيْنَ تَحْضُرُ الصَّلَوَاتُ (شرح مشكل الآثار للطحاوی) [1]

ترجمہ: (دن کی) نیند تین طرح کی ہے، پس ایک نیند بے وقوفی والی ہے، اور ایک نیند فطرت وعادت والی ہے، اور ایک نیند حماقت والی ہے، پس بے وقوفی والی نیند وقتِ ضحیٰ (یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد) کی ہے، کہ لوگ اپنے کام کاج پورے کرتے ہیں، اور یہ سویا رہتا ہے، اور فطرت وعادت والی نیند نصفُ النہار (یعنی زوال یا ٹھیک دوپہر کے وقت) کی نیند ہے، اور حماقت والی نیند نمازوں کے اوقات کی نیند ہے (طحاوی، بیہقی)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقَالَ: يَخَافُ عَلٰى صَاحِبِهِ مِنْهُ الْوَسْوَاسَ (مصنف ابن ابی شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت مکحول (جلیل القدر تابعی) عصر کے بعد سونے کو ناپسند قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ عصر کے بعد سونے والے پر وسوسوں کے (غلبے کا) خوف ہے (ابن ابی شیبہ)

---

[1] رقم الحديث ۱۰۷۳، شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۴۴۰۹

[2] رقم الحديث ۲۷۲۱۳، كتاب الادب، باب ما ذكر فِي القائِلةِ نِصف النّهارِ.

اور وسوسوں کا غلبہ ترقی کر کے جنون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، وَھَمْزِہٖ، وَنَفْخِہٖ، وَنَفْثِہٖ قَالَ: ھَمْزُہٗ: اَلْمُوْتَۃُ، وَنَفْثُہٗ: اَلشِّعْرُ، وَنَفْخُہٗ: اَلْکِبْرُ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعے سے شیطانِ رجیم سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسہ سے اور اس کی پھونک (یعنی ہوا) سے اور اس کی جھاڑ پھونک سے، (پھر) فرمایا کہ شیطان کا وسوسہ جنون ہے اور شیطان کی جھاڑ پھونک، شعر وشاعری ہے اور شیطان کی پھونک (یعنی ہوا) کبر ہے (ابن ماجہ)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۸۰۸، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاستعاذة فى الصلاة.

[2] عن عبد الله بن مسعود، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه "كان يتعوذ من الشيطان من همزه، ونفثه، ونفخه "قال" :وهمزه :الموتة، ونفثه :الشعر، ونفخه: الكبرياء" (مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۲۸)

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

عن عطاء بن السائب، عن أبى عبد الرحمن، عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم "أنه كان يتعوذ من الشيطان الرجيم :من همزه ونفثه ونفخه"، قال :همزه: الموتة، ونفثه :السحر، ونفخه :الكبر(مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۵۳۸۰)

قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات.

عن عائشة :وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :تعوذوا بالله من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه "قالوا :يا رسول الله، وما همزه ونفخه ونفثه ؟ قال ": أما همزه، فهذه الموتة التى تأخذ بنى آدم، وأما نفخه فالكبر، وأما نفثه فالشعر "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۲۲۷)

فى حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

عن نافع بن جبير بن مطعم، عن أبيه، قال :سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول فى التطوع " :الله أكبر كبيرا -ثلاث مرار -والحمد لله كثيرا -ثلاث مرار -وسبحان الله بكرة وأصيلا -ثلاث مرار -اللهم إنى أعوذ بك من الشيطان الرجيم، من همزه ونفثه ونفخه "قلت :يا رسول الله، ما همزه ونفثه ونفخه ؟ قال " :أما همزه فالموتة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ کبر وتکبر شیطان کی ہوا بھرنے سے پیدا ہوتا ہے، شیطان جس شخص کے اندر غبارہ کی طرح ہوا بھر دیتا ہے، وہ ہوا کبر وتکبر کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے، اور شیطان کے وسوسہ کو جنون اس لئے فرمایا گیا کہ وسوسہ ترقی کرتے کرتے جنون اور مالیخولیا کی شکل اختیار کرلیتا ہے، اور شعر وشاعری کو شیطان کی جھاڑ پھونک اس لئے فرمایا گیا کہ شاعروں پر شیطان اپنی جھاڑ پھونک کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے عام طور پر شاعر اپنی ایک تخیلاتی دنیا بسا لیتے ہیں، اور اس عالَمِ تخیل میں زمین، آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں، مجاز اور استعارات کی آڑ لے کر حقائقِ نفس الامری کی مٹی پلید کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں اسی وجہ سے عصر کے بعد کی نیند کو مجنون کی نیند قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ابنِ اعرابی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ بِالْفَضْلِ ابْنِهٖ وَهُوَ نَائِمٌ نَوْمَةَ الضُّحٰى، فَرَكَلَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ لَهٗ: قُمْ؛ إِنَّكَ لَنَائِمُ السَّاعَةِ الَّتِيْ يُقَسِّمُ اللّٰهُ فِيْهَا الرِّزْقَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التى تأخذ ابن آدم، وأما نفخه الكبر، ونفثه الشعر "(مسند احمد، رقم الحديث ١٦٧٣٩)

فى حاشية مسند احمد: حديث حسن لغيره.

عن أبى سعيد الخدرى، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة بالليل كبر، ثم يقول :سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك، ثم يقول :الله أكبر كبيرا، ثم يقول :أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه، :وفى الباب عن على، وعائشة، وعبد الله بن مسعود، وجابر، وجبير بن مطعم، وابن عمر، وحديث أبى سعيد أشهر حديث فى هذا الباب، وقد أخذ قوم من أهل العلم بهذا الحديث وأما أكثر أهل العلم، فقالوا :إنما يروى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول :سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك وهكذا روى عن عمر بن الخطاب، وعبد الله بن مسعود والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من التابعين، وغيرهم وقد تكلم فى إسناد حديث أبى سعيد، كان يحيى بن سعيد يتكلم فى على بن على الرفاعى "، وقال أحمد :لا يصح هذا الحديث(سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٤٢)

لِعِبَادِهٖ، أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيْهَا؟ قَالَ : وَمَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيْهَا يَا أَبَتِ؟ قَالَ زَعَمَتْ أَنَّهَا مُكْسِلَةٌ مُهْرِمَةٌ مُنْسِأَةٌ لِلْحَاجَةِ، ثُمَّ قَالَ :يَا بُنَيَّ ! نَوْمُ النَّهَارِ عَلٰى ثَلَاثَةٍ؛ نَوْمُ حُمْقٍ؛ وَهِيَ نَوْمَةُ الضُّحٰى، وَنَوْمَةُ الْخُلُقِ؛ وَهِيَ الَّتِيْ رُوِيَ: قِيْلُوْا فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَا تَقِيْلُ ، وَنَوْمَةُ الْخُرْقِ؛ وَهِيَ نَوْمَةٌ بَعْدَ الْعَصْرِ لَا يَنَامُهَا إِلَّا سَكْرَانُ أَوْ مَجْنُوْنٌ

(المجالسة وجواهر العلم) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے فضل کے پاس سے گزرے، اور وہ سورج طلوع ہونے کے بعد سوئے ہوئے تھے،تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاؤں سے ہلایا،اورفرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ! آپ ایسے وقت میں سو رہے ہو، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق تقسیم فرماتے ہیں، کیا آپ نے اس سلسلہ میں اہلِ عرب کا قول نہیں سنا؟ان کے بیٹے نے عرض کیا کہ اے میرے والد! عرب کا اس بارے میں کیا قول ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا گمان یہ ہے کہ اس وقت کی نیند سستی پیدا کرنے والی ، بوڑھا کرنے والی، کام میں دیر کرنے (رکاوٹ ڈالنے) والی ہے، پھرفرمایا کہ اے میرے بیٹے! دن کی نیند تین طرح کی ہے،ایک حماقت والی نیند،اور وہ سورج طلوع ہونے کے بعد کی نیند ہے،اور ایک فطرت وعادت والی نیند،اور وہ نیند وہ ہے کہ جس کے بارے میں مروی ہے کہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) کرو، کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا، اور ایک بے وقوفی والی نیند، اور وہ عصر کے بعد کی نیند ہے، اور اس وقت نشے والا یا مجنون ہی سوتا ہے (المجالسہ وجواہر)

اور جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

---

[1] لأبي بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي"المتوفىٰ ۳۳۳ھ، رقم الحديث ۲۰۴۷.

بَلَغَ عُمَرَ، أَنَّ عَامِلاً لَهُ لا يَقِيلُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: قِلْ، فَإِنِّيْ حُدِّثْتُ أَنَّ الشَّيْطَانَ لا يَقِيلُ، قَالَ مُجَاهِدٌ: إِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لا يَقِيْلُوْنَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ان کے ایک عامل (یعنی گورنر) قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) نہیں کرتے، تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر کر کے بھیجا کہ آپ قیلولہ کیا کریں، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے (ابن ابی شیبہ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ دن کے اول اور آخری حصہ میں یعنی سورج طلوع ہونے کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے سونا طبی وطبعی اور دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہے، اگرچہ گناہ نہ ہو، بشرطیکہ اس کی وجہ سے نماز وغیرہ میں کوتاہی نہ ہو۔

اور دن کے درمیانی حصہ میں یعنی زوال کے وقت سونا یا آرام کرنا طبی وشرعی اعتبار سے مفید ہے۔

خلاصہ یہ کہ قیلولہ یعنی دوپہر کو زوال کے وقت کچھ دیر کے لئے آرام کرنا ویسے بھی سنت ومستحب ہے، اور اس کے ذریعہ سے تہجد اور قیامُ اللیل پر عمل بلکہ دوپہر کے بعد کام کاج کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

اور تجربہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ دن کو کچھ دیر آرام کر لینے سے رات کو تہجد اور فجر کی نماز کے لئے اٹھنے میں سہولت حاصل رہتی ہے، اور پھر قیلولہ کے بعد دوبارہ تازہ دم ہو کر کام کرنے میں بھی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٧٢١١، كتاب الادب، باب ما ذِكر فِي القَائِلَةِ نِصف النَّهارِ.

[2] من قسم المباح ما قد يصير بالقصد مندوبا كالنوم في القائلة للتقوى على قيام الليل وأكلة السحر للتقوى على صيام النهار (فتح الباری لابنِ حجر ج ١١ ص ٥٨٨، كتاب الايمان والنذور، قوله باب النذر فيما لا يملك وفي معصية)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگرافسوس ہے کہ اس دور میں بہت سے لوگوں کی صبح دوپہر کے وقت ہوتی ہے، اور وہ رات گئے تک فضولیات بلکہ منکرات میں مصروف رہتے ہیں، اور صبح کے مبارک وقت میں پڑے سوتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے نہ تہجداور قیام اللیل اور فجر کی نماز کی توفیق حاصل ہوتی، اور نہ ہی قیلولہ کے مبارک عمل کی۔

رات کا وقت نیند کے لئے سب سے بہترین اور موزوں ہے، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ رات کو جلدی سونے کی عادت بنائیں تاکہ رات رات کے حصہ ہی میں نیند کی مناسب مقدار پوری ہوجائے۔

دن کو سونے کی عادت بنالینے سے نزلہ کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں، بدن کا رنگ بگڑ جاتا ہے، اعصاب ڈھیلے ہوجاتے ہیں، بدن میں کاہلی اور سستی پیدا ہوجاتی ہے، بھوک کمزور ہوجاتی ہے۔

عموماً دن کے وقت کی نیند ٹوٹ ٹوٹ کر آتی ہے، اوراس کے مقابلہ میں رات کی نیند کامل، مسلسل اور گہری ہوتی ہے، جو لوگ دن کو سونے کے عادی ہوں انہیں ایک دم اس عادت کو ختم نہیں کرنا چاہئے، ورنہ ہضم میں بگاڑ وغیرہ کا خطرہ ہوتا ہے، بلکہ آہستہ آہستہ روزانہ تھوڑا تھوڑا کم کرکے یا ناغہ کرکے اس عادت کو ختم کرنا چاہئے۔

صبح کو فجر کی نماز کے بعد کا وقت اوراسی طرح شام کو عصر کی نماز کے بعد کا وقت ذکر کا وقت ہے، اور سونا ذکر کی ضد ہے، اس لئے فجر اور عصر کی نماز کے بعد سونا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والقائلة هی القيلولة وهی النوم بعد الظهيرة، وقال ابن الأثير :المقيل والقيلولة الاستراحة نصف النهار وإن لم يكن معها نوم، يقال :قال يقيل قيلولة، فهو قائل(عمدة القارى للعينى، ج۲۲ص ۲۶۳، كتاب الادب، باب القائلة بعد الجمعة)

لا يترک القيلولة بالنهار فإنها سنة للاستعانة على قيام الليل(احياء علوم الدين للغزالی، كتاب ترتيب الاوراد وتفضيل احياء الليل، الباب الثانی، فضيلة قيام الليل)

وَيُسْتَحَبُّ الْقَيْلُولَةُ وَهِیَ نَوْمُ نِصْفِ النَّهَارِ(بريقة محمودية، الصنف التاسع من التسعة فی آفات البدن ،قيام القارى لغير ابيه وعالم)

شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں، جس کے بارے میں اور روایات بھی ہیں۔ ل

البتہ ضرورت ومجبوری کی صورت میں مذکورہ اوقات میں سونے میں حرج بھی نہیں۔ ۲

ل عن عمرو بن نافع، عن عبد الله بن عَمرو؛ أنه مر علي رجُلٍ بعد صلاة الصُّبح وهو نائم، فحركه برجله حتى استيقَظَ، فقال له :أما عَلمتَ أن الله يَطَّلعُ هذه الساعةَ إلى خَلْقه فيُدْخِلُ ثُلَّتَهُ منهم الجَنَّةَ برَحْمَتِه (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۱۶۹)

عن ثابت بن عبيد ، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى ، قال :مر بی عمرو بن بليل وأنا متصبح فی النخل فحركنی برجله فقال :أترقد فی الساعة التی ينتشر فيها عباد الله (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۵۹۵۰، كتاب الادب، باب ما قالوا فی التصبح نومة الضحى وما جاء فيها)

عن هشام بن عروة ، عن أبيه ، قال :كان الزبير ينهى بنيه عن التصبح ، قال :وقال عروة :إنی لأسمع بالرجل يتصبح فأزهد فيه (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۱)

عن عبد الله بن فروخ ، عن طلحة بن عبيد الله ، أنه مر بابن له قد تصبح ، فذكر أنه قفده ,ونهاه عن ذلک (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۲)

عن الأعمش ، عن أبی سفيان ، قال :التقى ابن الزبير وعبيد بن عمير فتذاكرا شيئا فقال له الآخر : أما علمت أن الأرض تعج إلى ربها من نومة علمائها (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۳)

عن هشام بن عروة ، عن أبيه ، قال :قال الزبير :إنی لأزهد فی الرجل يتصبح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۴)

حدثنا معن بن عيسى ، عن خالد بن أبی بكر ، عن عبيد الله ، قال :كان سالم لا يتصبح ، وكان يقيل (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۵)

عن خالد بن أبی بكر ، عن عبيد الله بن عبد الله مثله (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۶)

عن الأوزاعی ، عن مكحول مثله (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۷)

۲ عن يحيى بن سعيد ، عن القاسم ، عن عائشة ، أنها كانت تصبح (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث۲۵۹۵۸، كتاب الادب، باب من رخص فی التصبح)

عن عبيد الله بن عمر ، عن عبد الله بن الشماس ، قال :أتيت أم سلمة فوجدتها نائمة -يعنی بعد الصبح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۵۹)

عن منصور ، عن مجاهد ، أن عائشة كانت إذا طلعت الشمس نامت نومة الضحى (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۰)

عن إسرائيل ، عن عبد الأعلى ، قال :أتيت سعيد بن جبير فوجدته نائما نومة الضحى (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۱)

حدثنا أيوب ، عن ابن سيرين ، أنه كان يتصبح (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۲)

عن أيوب ، عن أبی يزيد المدينی ، قال :غدا عمر على صهيب فوجده متصبحا ، فقعد حتى استيقظ ، فقال صهيب :أمير المؤمنين قاعد على مقعدته وصهيب ناعم متصبح ، فقال له عمر :ما كنت أحب أن تدع نومة ترفق بک (ايضاً رقم الحديث ۲۵۹۶۳)

وہ الگ بات ہے کہ طبی اعتبار سے فجر اور عصر کے بعد کی نیند عام حالات میں مفید نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے، جیسا کہ گزرا۔

بھوکا پڑوسی ہونے پر، رات گزارنے سے بچنا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی کے پڑوس میں کوئی شخص بھوکا ہو، اور اس کے بھوکا ہونے کا علم بھی ہو، اور اپنے پاس کھانے کا انتظام ہو تو پڑوسی پر بھوک کی حالت میں رات نہ گزرنے دی جائے، بلکہ اس کی بھوک دُور کرنے کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا آمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانًا وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهٖ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وہ شخص (کامل) ایمان نہیں لایا، جو پیٹ بھر کر رات گزارے، اور اُس کے برابر میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو، جس کا اُسے علم بھی ہو (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے مؤمن کی یہ شان نہیں کہ وہ اس حال میں رات گزارے کہ اُس کے برابر میں اُس کا پڑوسی بھوکا ہو، جس کا اسے علم بھی ہو۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۷۵۱.
قال الهيثمی: رواه الطبرانی والبزار، وإسناد البزار حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۵۵۴، باب فيمن يشبع وجاره جائع

[2] عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ليس بالمؤمن الذی يبيت شبعانا وجاره جائع إلى جنبه (مستدرک حاكم، رقم الحديث ٢١٦٦)

[3] لا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يبيت شبعانا وجاره طاويا أی :خالی البطن جائعا أی :لا يليق ذلک له ديانة ومروءة وإن كان جائزا قضاء وحكما (مرقاة، كتاب البيوع، باب العطايا)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرح کے کئی واقعات ہیں، جن میں انہوں نے اس چیز کا بڑا اہتمام کیا کہ ان کے پڑوسی بھوکے نہ رہیں، اور دوسرے کی بھوک دور کرنے کے لئے بعض اوقات خود فاقہ کشی کر کے ایثار سے بھی کام لیا، جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی، جبکہ آج کل بہت سے لوگوں کو پڑوسیوں سے واقفیت بھی نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَصَابَنِي الْجَهْدُ، فَأَرْسَلَ إِلٰى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللّٰهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيْهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا عِنْدِيْ إِلَّا قُوْتُ الصِّبْيَةِ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيْهِمْ، وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِيْ بُطُوْنَنَا اللَّيْلَةَ، فَفَعَلَتْ، ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ - أَوْ ضَحِكَ - مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (بخاری، رقم الحدیث ۴۸۸۹)

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے سخت بھوک لگی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس بھیجا وہاں کوئی چیز نہیں ملی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے جو آج کی رات اس کی مہمانی کرے، اللہ اس پر رحم کرے گا، انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں (مہمانی کروں) گا اے اللہ

کے رسول! چنانچہ وہ اس کو اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے، اس سے کوئی چیز چھپانا نہیں، بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم! سوائے بچہ کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے، اس نے کہا کہ جب بچہ رات کا کھانا مانگے تو اس کو سُلا دینا اور تم آ کر چراغ بجھا دینا اور ہم لوگ اس رات کو بھوکے رہیں گے، چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا پھر وہ (رات کو مہمان نوازی کرنے والا) شخص صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے پسند کیا یا فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت پر ہنسا، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ وہ اپنے اوپر (دوسرے کو) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود فاقہ میں ہوں (بخاری)

راستہ اور گزرگاہ میں سونے سے پرہیز کرنا

سونے کے اہم آداب اور احکام میں سے ایک اہم ادب اور حکم یہ ہے کہ گزرگاہ اور راستہ میں نہ سوئے، جس سے دوسروں کو ایذاء پہنچے، یا اپنے آپ کو ایذاء پہنچے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنُ آذَى الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۰۵۰) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں تکلیف پہنچائی تو اس پر مسلمانوں کی لعنت واجب ہوتی ہے (طبرانی)

مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی راستہ میں (خواہ سفر میں، ریل وغیرہ

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير، وإسناده حسن(مجمع الزوائد،باب ما نهی عن التخلی فيه)

وقال الالبانی : قلت : وبالجملة، فالحديث بهذا الشاهد لا ينزل عن مرتبة الحسن .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۹۴)

میں، یا حضر میں) ایسی جگہ لیٹ یا سوجائے جہاں سے گزرنے والوں کو تکلیف وایذاء پہنچتی ہو، اوران کے معمولات میں خلل واقع ہوتا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ (مسلم) [1]

ترجمہ: اور جب تم رات کے وقت کسی جگہ آرام کے لئے ٹھہرا کرو، تو راستے سے بچ کر پڑاؤ کیا کرو، کیونکہ وہ (مسافروں کے یا عام) جانوروں (اور سواریوں) کا راستہ ہے، اور رات میں حشرات الارض کا ٹھکانہ ہے (مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَلَا تُصَلُّوا عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَلَا تَنْزِلُوا عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَوَائِجَ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ (مسند ابی یعلیٰ) [2]

ترجمہ: اور تم راستوں کے درمیان میں نماز نہ پڑھا کرو، اور نہ وہاں ٹھہرا (اور پڑاؤ ڈالا) کرو، کیونکہ وہ سانپ اور درندوں کا ٹھکانہ ہے، اور تم راستوں میں قضائے حاجت نہ کیا کرو کیونکہ یہ ملعون عمل ہے (ابویعلیٰ)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَلَا تُعَرِّسُوا عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا مَأْوَى كُلِّ دَابَّةٍ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۵۲۱) [3]

---

[1] رقم الحديث ۵۰۶۹، كتاب الامارة، باب مراعاة مصلحة الدواب فى السير والنهى عن التعريس فى الطريق.

[2] رقم الحديث ۲۲۱۹.
فى حاشية مسند ابى يعلىٰ: رجاله رجال الصحيح.

[3] قال الهيثمى: رواه البزار ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۳۱۵، باب آداب السفر)

ترجمہ: اور جب تم رات کو آرام کیا کرو، تو راستے کے درمیان میں آرام نہ کیا کرو، کیونکہ وہ ہر قسم کے (سواری وغیر سواری والے) جانوروں (اور انسانوں کے رہنے اور گزرنے) کی جگہ ہے (بزار)

راستہ میں پڑاؤ ڈالنے اور سونے کے ممنوع ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دوسرے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو، خواہ وہ مسافر ہوں یا جانور یا سواریاں، اور اپنے آپ کو بھی تکلیف نہ پہنچے، کیونکہ بعض اوقات گزرنے والا بے خیالی میں گزرتے ہوئے اوپر چڑھ جاتا ہے یا گر جاتا ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ راستوں پر گزرنے والے ایسی چیزیں پھینک اور ڈال دیتے ہیں، جو حشرات الارض (بلی، چوہے، کیڑے مکوڑے وغیرہ) کے کھانے پینے کی ہوتی ہیں، اور وہ رات کی یکسوئی میں ان چیزوں کو کھانے کے لئے راستوں پر آجاتے ہیں، یا راستوں کے ساتھ ہی مستقل اپنا ٹھکانہ بنائے رکھتے ہیں، اور بعض اوقات اُن کی طرف سے وہاں لیٹنے اور سونے والے کو بھی ایذاء وتکلیف پہنچ جاتی ہے۔ [1]

پھر ایسی جگہوں میں سونے اور لیٹنے کا بہر حال منع ہونا تو ظاہر ہے کہ جو جگہیں مستقل طور پر راستہ اور گزرگاہ ہیں، جیسے شاہراہِ عام اور گلیاں وغیرہ۔

---

[1] إذا سافرتم فى الخصب بكسر المعجمة أى زمان كثرة العلف والنبات فأعطوا الإبل حقها أى حظها من الأرض أى من نباتها يعنى دعوها ساعة فساعة ترعى إذ حقها من الأرض رعيها فيه، وإذا سافرتم فى السنة أى القحط أو زمان الجدب فأسرعوا عليها أى راكبين عليها السير مفعول أسرعوا والمعنى لا توقفوها فى الطريق لتبلغكم المنزل قبل أن تضعف وإذا عرستم بتشديدالراء أى نزلتم بالليل فيه تجريد إذ التعريس هو النزول فى آخر الليل على ما فى المصباح وقال صاحب القاموس أعرس القوم نزلوا فى آخر الليل للاستراحة كعرسوا وهذا أكثر والظاهر أن المراد هنا النزول فى الليل مطلقا كما يدل عليه تعليله عليه الصلاة والسلام بقوله فاجتنبوا أى فى نزولكم الطريق فإنها طرق الدواب أى دواب المسافرين أو دواب الأرض من السباع وغيرها ومأوى الهوام بالليل وهى بتشديد الميم جمع هامة كل ذات سم وقال النووى التعريس النزول فى آخر الليل وللراحة فيه وقيل هو النزول فى أى وقت كان من ليل أو نهار والمراد فى الحديث الأول أرشد إليه صلوات الله وسلامه عليه لأن الحشرات ودواب الأرض وذوات السموم والسباع وغيرها تطرق فى الليل على الطرق لتلقط ما سقط من المارة من مأكول ونحوه (مرقاة، كتاب الجهاد، باب آداب السفر)

اور ٹرینوں وغیرہ میں جو حصے گزرنے اور اُترنے چڑھنے والوں کے لئے یابیت الخلاء (لیٹرین وباتھ روم) میں آنے جانے والوں کے لئے مختص کئے جاتے ہیں، وہاں لیٹ کر یا سوکر مسافروں کی تکلیف کا باعث بننا بھی گناہ ہے۔

اس کے علاوہ مسافر خانوں، مسجدوں یا اسی طرح ایسی جگہوں میں کہ جہاں مختلف لوگوں کی آمدورفت ہو، وہاں دروازے اور گزرنے کی جگہ لیٹنا اور سونا بھی منع اور گناہ ہے۔

اسی طرح رات کو درختوں کے نیچے سونے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ درختوں پر مختلف چرند پرند رہتے ہیں، جو رات کو نیچے سونے والے کے اوپر گر سکتے ہیں، اور بعض اوقات غلاظت بھی کر سکتے ہیں، نیز طبی اعتبار سے رات کے وقت درخت اپنے اندر سے زہریلی ہوا خارج کرتے ہیں، جو انسان کی تندرستی کے لئے نقصان دہ ہے۔

ایسی چھت پر سونے سے پرہیز کرنا جس پر آڑ نہ ہو

سونے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ ایسی چھت پر نہ سویا جائے کہ جس کی چہار دیواری یا کوئی آڑ وغیرہ نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۸۵۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر آڑ (چہار دیواری وغیرہ) نہ ہو (ترمذی)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ

[1] قال الترمذی: هذا حدیث غریب لا نعرفه من حدیث محمد بن المنکدر، عن جابر إلا من هذا الوجه، وعبد الجبار بن عمر یضعف.

لَهٗ حِجَارٌ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ (سنن أبی داود،رقم الحديث ۵۰۴۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسی چھت پر رات گزاری کہ اس پر پتھر (یعنی دیوار وآڑ) نہ ہو، تو اس سے ذمہ بری ہے (ابوداؤد)

یعنی وہ اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے۔

اس مضمون کی اور سندوں سے بھی احادیث مروی ہیں، جن میں سے بعض سندوں پر کلام ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ مضمون معتبر ہے۔ [1]

---

[1] أن نبی الله صلی الله علیه وسلم قال " :من بات فوق إجار، أی فوق بیت لیس حوله شیء یرد رجله، فقد برئت منه الذمة، ومن رکب البحر بعد ما یرتج، فقد برئت منه الذمة (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۷۴۹)

إسناده ضعیف لجهالة زهیر بن عبد الله، فإنه لم یَرْوِ عنه غیر أبی عمران الجَوْنی، وانفرد ابن حبان فذکره فی "ثقاته"، وفی الإسناد اضطراب کما سیأتی (حاشیة مسند احمد)

عن أبی عمران الجونی، قال :کنت مع زهیر السنوری، فأتینا علی رجل نائم علی ظهر جدار لیس له ما یدفع رجلیه، فضربه برجلیه، ثم قال :قم .ثم قال زهیر :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ": من بات علی ظهر جدار، ولیس له ما یدفع رجلیه فوقع فمات، فقد برئت منه الذمة، ومن رکب البحر فی ارتجاجه فقد برئت منه الذمة ."هکذا رواه حماد بن سلمة، ورواه حماد بن زید(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحديث ۴۳۹۷)

عن أبی عمران الجونی، عن محمد بن زهیر بن أبی جبل، عن النبی صلی الله علیه وسلم، أنه قال ": من بات علی ظهر بیت لیس علیه ما یستره فمات فلا ذمة له، ومن رکب البحر حین یرتج فلا ذمة له "أبو عمران الجونی لقی غیر واحد من الصحابة، وهو ممن یعد فی الخضارمة، روی عن جندب، وأنس بن مالک(معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحديث ۶۴۹)

حدثنی الْحَکَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیه وسَلَّم قَالَ :من بات وفی یده غمر اللحم فأصابه خبل فلا یلومن إلا نفسه وعن النبی صَلَّی اللَّهُ عَلَیه وسَلَّم قَالَ :من بات علی ظهر بیت لیس علیه حجره فوقع فمات فقد برئت منه الذمة(الکامل لابنِ عدی، ج۳ص۲۰۱)

عن عبد الرحمن بن علی عن أبیه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :(من بات علی ظهر بیت لیس علیه حجاب فقد برئت منه الذمة) قال أبو عبد الله فی إسناده نظر(التاریخ الکبیر للبخاری، ج۱ ص ۲۷۴، رقم الحديث ۱۱۹۲ ،باب من بات علی سطح لیس له سترة)

عن عبد الله بن جعفر، أن النبی صلی الله علیه وسلم، قال :من رمی باللیل فلیس منا، ومن رقد علی سطح لا جدار له فمات، فدمه هدر (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحديث ۲۱۷)

قال الهیثمی:رواه الطبرانی، وفیه یزید بن عیاض وهو متروک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۲۷۸ ، باب فیمن رمانا باللیل)

رات کو جب انسان سوجاتا ہے،تو وہ اس بات سے بے خبر ہوجاتا ہے کہ وہ کہاں ہے، اور کہاں نہیں، اور بعض اوقات انسان نیند سے بیدار ہوکر بے خیالی یا کسی اور تصور میں اسی طرح چل پڑتا ہے، اور دھڑام سے چھت سے نیچے گر پڑتا ہے، اور اس طرح کے کئی واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لئے بغیر آڑ یا بغیر دیوار والی چھت پر سونے سے منع کرنا بڑی حکمت پر مبنی ہے۔

اور چھت کے بجائے کسی ایسی اونچی چیز پر سونا کہ سوتے ہوئے اس سے نیچے گرجانے پر غیر معمولی چوٹ لگنے کا خطرہ ہو، یہ بھی منع ہے، البتہ اگر کوئی آڑ وغیرہ لگا کر گرنے اور چوٹ لگنے سے حفاظت کا انتظام کرلیا جائے، تو پھر حرج نہیں۔

سوتے وقت آگ بجھانا، برتن ڈھانکنا، دروازے بند کردینا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے آگ بجھادی جائے، برتن ڈھانک دیئے جائیں، اور باہر سے آنے کے دروازے بند کردیئے جائیں، اور ان سب کاموں کے کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے، مثلاً بِسْمِ اللّٰہ کہہ لیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لاَ تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۹۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ (جلتی) نہ رہنے دو (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا

نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۹۴)

ترجمہ: مدینہ کا ایک گھر رات کے وقت لوگوں سمیت جل گیا، ان لوگوں کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن (یعنی ہلاکت کا سبب) ہے، اس لئے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو (بخاری)

سونے سے پہلے آگ بجھانے میں یہ بھی داخل ہے کہ آگ والی چیزوں کو بند کردیا جائے، مثلاً چولہا، ہیٹر، استری وغیرہ، کیونکہ ان چیزوں سے بھی جلنے اور ہلاک ہونے کے واقعات وجود میں آتے ہیں، اور یہ چیزیں بھی جدید دور کی آگ میں داخل ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ، لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ، إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۰۱۴ "۹۹")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، اور پانی کے مشکیزوں (اور برتنوں) کے سوراخوں کو بند کردیا کرو، کیونکہ سال میں کوئی ایک رات ایسی ہوتی ہے، جس میں وباء (طاعون وغیرہ کی شکل میں) نازل ہوتی ہے، جو کسی بھی بغیر ڈھکے برتن یا بغیر سوراخ بند کئے ہوئے مشکیزے کے قریب سے گزرتی ہے، تو وہ وباء اس میں داخل ہوجاتی ہے (مسلم)

وباء میں آج کل مختلف قسم کے جراثیم اور وائرس بھی داخل ہیں، جو کہ کھلی ہوئی چیزوں میں داخل ہوجاتے ہیں۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ أَوْ أَمْسَیْتُمْ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَإِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَإِذَا ذَھَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّیْلِ فَحُلُّوْھُمْ فَأَغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْکُوْا قِرَبَکُمْ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ وَخَمِّرُوْا آنِیَتَکُمْ وَاذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَیْھَا شَیْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِیْحَکُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات داخل ہوجائے، یا شام ہوجائے (یعنی سورج غروب ہوجائے) تو تم اپنے بچوں کو (باہر جانے سے) روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین نکل کر منتشر ہوجاتے ہیں، پس جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے (یعنی سورج غروب ہوکر کچھ وقت گزر جائے، اور عشاء کا وقت قریب آجائے) تب پھر ان بچوں کو باہر جانے دو، اور تم (رات ہونے پر) دروازوں کو اللہ کا نام لے کر بند کرلیا کرو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھول سکتا، اور اپنے مشکیزوں (اور پانی وغیرہ کے برتنوں) کے منہ کو اللہ کا نام لے کر بند کردیا کرو، اور تم اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دیا کرو (اور اگر ڈھکنے کی کوئی چیز نہ ہوتو) اگرچہ کوئی چیز ان برتنوں پر چوڑائی کی طرف ہی رکھ دیا کرو، اور اپنے چراغوں کو بجھادیا کرو (بخاری)

بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ شیطان بند دروازہ، اور ڈھکے ہوئے برتن کو کھول نہیں پاتا، جبکہ ان کو بند کرتے اور ڈھکتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۵۶۲۳، کتاب الاشربة، باب تغطیة الإناء، دار طوق النجاة، بیروت.

[2] عن جابر قال أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأربع ونھانا عن خمس إذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ جب سورج غروب ہوجائے تو چھوٹے بچوں کو باہر جانے سے روکنا چاہئے، کیونکہ اس وقت شیاطین راستوں اور گزرگاہوں پر نکل پڑتے ہیں، جن سے بچے متاثر ہوتے ہیں، البتہ ضرورت ومجبوری کی صورت میں سورج غروب ہونے کے کچھ وقت گزرنے کے بعد اور عشاء کا وقت قریب ہونے پر بچوں کو باہر نکالنے میں حرج نہیں، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے دروازوں کو اللہ کا نام لے کر اچھی طرح بند کردینا چاہئے، کیونکہ اللہ کے نام پر بند کئے ہوئے دروازوں کو شیطان بلکہ چور چکار بھی کھولنے پر قادر نہیں ہوتا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دینا چاہئے، اور ان کے راستوں کو بند کردینا چاہئے، تاکہ ان میں کوئی مضر چیز داخل نہ ہوسکے، اور اگر کوئی ایسی چیز میسر نہ آسکے، جو پوری طرح برتن کو ڈھک دے، اور اس کے راستہ کو بند کردے، تو اللہ کا نام لے کر کوئی بھی چیز چوڑائی میں برتن پر رکھ دینی چاہئے، اس سے بھی وہ برتن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رقدت فأغلق بابک وأوک سقاء ک وخمر إناء ک وأطفیء مصباحک فإن الشیطان لا یفتح بابا ولا یحل وکاء ولا یکشف غطاء وإن الفأرة الفویسقة تحرق علی أهل البیت بیتهم (ابنِ حبان، رقم الحدیث ۱۲۷۳، ذکر البیان بأن هذا الأمر بهذه الأشیاء إنما أمر باستعمالها لیلا لا نهارا)

فی حاشیة ابنِ حبان: رجاله ثقات رجال الصحیح.

عن جابر بن عبد الله، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم -قال یزید فی حدیثه : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول " :- :إذا سمعتم نباح الکلاب، ونهاق الحمیر من اللیل، فتعوذوا بالله، فإنها تری ما لا ترون، وأقلوا الخروج إذا هدأت الرجل، فإن الله یبث فی لیله من خلقه ما شاء ، وأجیفوا الأبواب، واذکروا اسم الله علیها، فإن الشیطان لا یفتح بابا أجیف، وذکر اسم الله علیه، وأوکوا الأسقیة، وغطوا الجرار، وأکفئوا الآنیة "، قال یزید :وأوکوا القرب (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۲۸۳)

فی حاشیة مسند احمد:إسناده حسن.

ان شاء اللہ تعالیٰ مضر اشیاء کی دسترس سے محفوظ رہے گا۔

رات کے وقت کھانے پینے کی چیزوں میں شیاطین کے علاوہ جانور بھی آتے ہیں، بلکہ آج کل کی تحقیق کے مطابق اگر کھلا ہوا صاف پانی ہو، تو اس پر زہریلے مچھر آتے ہیں، اور وہ انسان کو کاٹ لیں، تو اس کی جان کی ہلاکت کا بھی سبب بن جاتے ہیں۔

اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ سونے سے پہلے چراغ اور آگ کو بجھا دینا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے بعض اوقات آگ لگ جاتی ہے، یا سانس کے ساتھ گیس چڑھنے سے نقصان یا ہلاکت کا حادثہ ہوجاتا ہے، اور اس میں آج کل بجلی وگیس کی اشیاء بھی داخل ہیں۔

احادیث میں اس قسم کی چیزوں سے حفاظت کا طریقہ بتلا دیا گیا۔ [1]

---

[1] (عن جابر -رضی الله تعالى عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :إذا كان جنح الليل) : بكسر الجيم على المشهور، وقيل :بضمها وجنح الليل بفتح النون أقبل حتى تغيب الشمس، كذا فى سلاح المؤمن، وفى القاموس :الجنح بالكسر من الليل الطائفة ويضم، وقال بعض شراح المصابيح، وتبعه الطيبى :جنح الليل بالفتح والكسر طائفة منه، وأراد به هنا الطائفة الأولى، وقيل :ظلمته وظلامه، وقيل :أوله وهو المراد هنا، بقوله :(أو أمسيتم) : شك من الراوى (فكفوا صبيانكم) : بضم الكاف وتشديد الفاء أى امنعوهم عن التردد والخروج من البيوت فى ذلك الوقت (فإن الشيطان) : أى الجن (ينتشر) : والمراد به الجنس، وفى رواية الحصن " :فإن الشياطين تنتشر "أى تفترق وتنبث وتختطف (حينئذ، فإذا ذهب ساعة) : قال ميرك :وقع عند أكثر رواة البخارى "ذهبت "، وعند الكشميهنى "ذهب "، وكأنه ذكره باعتبار الوقت، أو لأن تأنيث الساعة غير حقيقى .(من الليل) : وفى رواية " :من العشاء "(فخلوهم) : أى اتركوا صبيانكم (وأغلقوا الأبواب) : بفتح الهمزة من الإغلاق .ففى القاموس :غلق الباب يغلقه لثغة أو لغة رديئة فى أغلقه.

(واذكروا اسم الله) : أى حين الإغلاق (فإن الشيطان) : أى جنسه (لا يفتح بابا مغلقا) : أى بابا أغلق مع ذكر الله عليه، يوضحه الحديث الأول من الفصل الثانى فى قوله " :فإن الشيطان لا يفتح بابا إذا أجيف وذكر اسم الله عليه "، كذا ذكره الطيبى، والمعنى أنه لا يقدر على فتحه لأنه غير مأذون فيه، بخلاف ما إذا كان مفتوحا أو مغلقا، لكن لم يذكر اسم الله عليه.

قال ابن الملك :عن بعض الفضلاء أن المراد بالشيطان شيطان الإنس ;لأن غلق الأبواب لا يمنع شياطين الجن، وفيه نظر لأن المراد بالغلق الغلق المذكور فيه اسم الله تعالى، فيجوز أن يكون دخولهم من جميع الجهات ممنوعا ببركة التسمية، وإنما خص الباب بالذكر لسهولة الدخول منه، فإذا منع منه كان المنع من الأصعب بالأولى، ثم رأيت فى الجامع الصغير برواية أحمد عن أبى أمامة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہے کہ سوتے وقت منہ کا اندرونی حصہ کا کھلا رکھنا بھی مناسب نہیں،اوراس کوبھی برتن کے ساتھ مشابہت حاصل ہے،سوتے ہوئے منہ کھلا رہ جانے کی وجہ سے بعض اوقات کوئی موذی چیز،جانوروغیرہ منہ کے اندرداخل ہوکرایذاء کاباعث بن جاتا ہے۔

البتہ طبی اعتبار سے کپڑے سے منہ پوری طرح ڈھک کرسونے کی عادت بھی نہیں ڈالنی چاہئے۔

کیونکہ اس طرح سانس سے نکلی ہوئی خراب زہریلی ہوابندرہ کردوبارہ سانس کے ذریعہ اندرپہنچ کربیماری کاباعث بن سکتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

مرفوعا " :أجيفوا أبوابكم وأكفوا آنيتكم وأوكوا أسقيتكم وأطفئوا سرجكم ;فإنهم لم يؤذن لهم بالتسور عليكم "(وأوكوا) : بفتح الهمزة وضم الكاف أى شدوا واربطوا (قربكم) : جمع قربة أى رء وسها وأفواهها بالوكاء، وهو الحبل؟ لئلا يدخله حيوان أو يسقط فيه شيء، وأما ما ضبطه ابن حجر من كسر الكاف بعدها همزة فمخالف للأصول المعتمدة، بل ولكتب اللغة أيضا فهو مناف للرواية والدراية (واذكروا اسم الله) : أى وفق الإيكاء وربط السقاء بالوكاء (وخمروا) : بفتح معجمة وتشديد ميم أى غطوا (آنيتكم واذكروا اسم الله، ولو أن ترضوا) : بضم الراء أفصح من كسرها (عليه) : أى على الإناء المفهوم من الآنية (شيئا) : والمعنى :ولو أن تضعوا على رأس الإناء شيئا بالعرض من خشب ونحوه، و "أن "مع مدخولها فى تأويل المصدر منصوب المحل، والتقدير ولو كان تخميركم عرضا، ولعل السر فى الاكتفاء بوضع العود عرضا أن تعاطى التغطية، إذ الغرض أن تقترن التغطية بالتسمية فيكون المرض علامة على التسمية فيمتنع الشيطان من الدنو منه.

قال الطيبى رحمه الله :والمذكور بعد "لو "فاعل فعل مقدر، أى ولو ثبت أن تعرضوا عليه شيئا وجواب "لو "محذوف، أى ولو خمرتموها عرضا بشيء نحو العود وغيره، وذكرتم اسم الله عليه لكان كافيا، والمقصود هو ذكر اسم الله تعالى مع كل فعل صيانة عن الشيطان والوباء والحشرات أو الهوام على ما ورد باسم الله الذى لا يضر مع اسمه شيء فى الأرض ولا فى السماء (وأطفئوا) : بهمزة قطع وكسر فاء فهمزة مضمومة (مصابيحكم) : جمع مصباح وهو السراج وفى معناه الشمع المسروج (متفق عليه) . ورواه أحمد والأربعة، وأغرب الجزرى فى الحصن، وأتى بصيغة الجمع إلى قوله :(فخلوهم) ، ثم أفرد الخطاب بقوله :(وأغلق بابك . .إلخ) ، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۲۷۵۸، ۲۷۵۹،باب تغطية الاوانى)

تنہا مکان میں سونے اور سفر سے پرہیز کرنا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ حتی الامکان تنہا مکان میں سونے اور تنہا سفر کرنے سے پرہیز کیا جائے، جب تک کوئی دوسرا ساتھ نہ ہو۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ، مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ (بخاری،رقم الحديث ۲۹۹۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ چیز جان لیں، جو تنہائی میں ہوتی ہے، جس کو میں جانتا ہوں، تو کوئی رات میں تنہا سواری نہ کرے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوَحْدَةِ، أَنْ يَّبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ (مسنداحمد،رقم الحديث ۵۶۵۰) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا، اس بات سے کہ آدمی تنہا رات گزارے، یا اس بات سے کہ تنہا سفر کرے (مسنداحمد)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ أَبَدًا، وَلَا نَامَ رَجُلٌ

---

[1] قال الهيثمی:رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۳۲۰۸ ،باب ما جاء فی الوحدة)

وقال الالبانی:قلت :وهذا إسناد صحيح، وهو على شرط البخاری، رجاله كلهم من رجال الشيخين، غير أبی عبيدة الحداد واسمه عبد الواحد بن واصل فمن رجال البخاری وحده وهو ثقة.
وعاصم بن محمد هو ابن زيد بن عبد الله بن عمر بن الخطاب العمری وقد روى عن العبادلة الأربعة ومنهم جده عبد الله بن عمر(سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ٦٠)

فِیْ بَیْتٍ وَحْدَہٗ (المعجم الأوسط للطبرانی) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ چیز جان لیں، جو تنہائی میں ہوتی ہے، تو کوئی سوار رات میں کبھی بھی تنہا نہ چلے، اور نہ کوئی آدمی کسی گھر میں تنہا سوئے (طبرانی)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۲؎

بعض روایات میں ایک یا دو سفر کرنے والوں کو پسند نہیں کیا گیا، اور کم از کم تین افراد کو مل کر سفر کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔ ۳؎

کیونکہ تنہاء ایک شخص پر دشمن، چور، ڈاکو اور درندے وغیرہ کا حملہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے، اور دو افراد میں بعض اوقات اختلاف ہونے سے فیصلہ نہیں ہو پاتا، اور تیسرے کی موجودگی میں یہ خرابیاں نہیں ہوتیں، مگر یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ ۴؎

۱؎ رقم الحدیث ۲۰۵۸.

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیہ محمد بن القاسم الأسدی، وثقہ ابن معین وضعفہ أحمد وغیرہ، وبقیۃ رجالہ ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۲۰۹ ، باب ما جاء فی الوحدۃ)

۲؎ عن ابن جریج ، عن عطاء ، قال :نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن یسافر الرجل وحدہ ، وأن یبیت فی بیت وحدہ (مصنف ابن أبی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۴۳۲۸، من کرہ للرجل أن یسافر وحدہ)

۳؎ عن عمرو بن شعیب، عن أبیہ، عن جدہ، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :الراکب شیطان، والراکبان شیطانان، والثلاثۃ رکب (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۲۶۰۷)

۴؎ (الراکب شیطان) بمعنی أن الشیطان یطمع فی الواحد کما یطمع فیہ اللص والسبع فإذا خرج وحدہ فقد تعرض للشیطان والسبع واللص فکأنہ شیطان ثم قال :(والراکبان شیطانان) لأن کلا منھما متعرض لذلک ذکرہ کلہ ابن قتیبۃ قال :سمیا بذلک لأن واحدا من المقبلین یسلک طریق الشیطان فی اختیارہ الوحدۃ فی السفر وقال المنذری :قولہ شیطان أی عاص کقولہ شیاطین الإنس والجن فإن معناہ عصاتھم وقال القاضی :سمی الواحد والاثنین شیطانا لمخالفۃ النھی عن التوحد فی السفر والتعرض للآفات التی لا تندفع إلا بالکثرۃ ولأن المتوحد بالسفر تفوت عنہ الجماعۃ ویعسر علیہ التعیش ولعل الموت یدرکہ فلا یجد من یوصی إلیہ بإیفاء دیون الناس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کسی گھر میں تنہا رات گزارنے، اور اس طرح سفر کرنے کی صورت میں، جس میں کوئی ساتھ نہ ہو، بالخصوص جبکہ رات کے وقت میں ہو، بعض اوقات کوئی حادثہ یا بیماری وغیرہ کا عارضہ یا دشمن یا موذی چیز کی طرف سے کوئی ضرر ونقصان پیش آ جاتا ہے، اور اگر کوئی دوسرا ساتھ میں ہو، تو اس ضرر ونقصان سے بچنا آسان ہوتا ہے، اس لئے کسی مکان میں تنہا رات گزارنے، اور تنہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کوئی پورے مکان میں یا سواری پر بالکل تنہا ہو، اور اگر مکان یا سواری (مثلاً ریل، بس وغیرہ گاڑی) میں کوئی دوسرا بھی ساتھ ہو، اگر چہ وہ دوسرے کمرے، یا دوسری سیٹ پر یا ریل کے دوسرے ڈبے میں ہو، تو حرج نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأماناتهم وسائر ما يجب أو بين على المحتضر أن يوصى به ولم يكن ثم من يقوم بتجهيزه ودفنه وقال الطبرى :هذا زجر أدب وإرشاد لما يخاف على الواحد من الوحشة وليس بحرام فالسائر وحده بفلاة والبائت فى بيت وحده لا يأمن من الاستيحاش سيما إن كان ذا فكرة رديئة أو قلب ضعيف والحق أن الناس يتفاوتون فى ذلك فوقع الزجر لحسم المادة فيكره الانفراد سدا للباب والكراهة فى الاثنين أخف منها فى الواحد (والثلاثة ركب) لزوال الوحشة وحصول الأنس وانقطاع الأطماع عنهم وخروج النبى صلى الله عليه وسلم مع أبى بكر رضى الله عنه مهاجرين لضرورة الخوف على نفسهما من المشركين أو أن من خصائصه عدم كراهة الانفراد فى السفر وحده لا منه من الشيطان بخلاف غيره كما ذكره الحافظ العراقى وإيراد النبى البريد وحده إنما هو لضرورة طلب السرعة فى إبلاغ ما أرسل به على أنه كان يأمره أن ينضم فى الطريق بالرفقاء فسقط ما لبعض الضالين هنا من زعم التناقض.

(حم د ت ك) فى الجهاد (عن ابن عمرو) بن العاص قال الحاكم :صحيح وأقره الذهبى وفى الرياض بعد عزوه لأبى داود والترمذى :أسانيده صحيحة وقال ابن حجر :حديث حسن الإسناد وصححه ابن خزيمة(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۴۹۱)

[1] (لو يعلم الناس من الوحدة) بكسر الواو وتفتح وأنكر السفاقسى الكسر (ما أعلم) من الضرر الدينى كفقد الجماعة والدنيوى كفقد المعين وهى جملة فى محل نصب مفعول يعلم (ما سار راكب) وكذا ماش فالراكب غالبى (بليل وحده) كان القياس ما سار أحد وحده لكن قيد بالراكب لأن مظنة الضرر فيه أقوى كنفور المركوب واستيحاشه من أدنى شىء وبالليل لأنه أكثر خطرا وإذا أظلم كثر فيه الغدر فالسائر راكبا بليل متعرض للشر من وجوه وفيه أنه يكره أن يسافر وحده لا سيما بالليل نعم من أنس بالله حيث صار بأنس بالوحدة كأنس غيره بالرفقة عدم الكراهة كما لو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سونے سے پہلے ہاتھ دھولینا اور مسواک کرلینا

سونے کا ایک اسلامی ادب یہ ہے کہ اگر ہاتھوں میں کوئی میٹھی چیز یا چکنائی وغیرہ لگی ہوئی ہو، تو ہاتھوں کو سونے سے پہلے دھولیا جائے۔

اسی طرح رات کو سونے سے پہلے دانت اور منہ صاف کرکے سویا جائے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ رِيْحُ غَمَرٍ فَأَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهٗ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حال میں سو گیا، کہ اس کے ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) چکنائی کی بو ہے (اور دھوئے بغیر سو گیا تو) اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی موذی جانور کاٹ لے) تو اپنے آپ کو ہی برا کہے (ترمذی)

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

دعت للانفراد ضرورة أو مصلحة لا تنتظم إلا به كإرسال جاسوس وطيعة والكراهة لما عداه وقيل حالة الجواز مقيدة بالحاجة عند الأمن والكراهة بالخوف حيث لا ضرورة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۵۰۱)

(نهى عن الوحدة) وهى (أن يبيت الرجل) ومثله المرأة (وحده) أى فى دار ليس فيها أحد (حم عن ابن عمر) ابن الخطاب رمز المصنف لحسنه وهو تقصير بل حقه الرمز لصحته فقد قال الهيثمى : رجاله رجال الصحيح (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۴۴۴)

[1] رقم الحديث ۱۸۶۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ.
قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

[2] عن الحسين بن على، عن أمه فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ألا لا يلومن امرؤ، إلا نفسه، يبيت وفى يده ريح غمر (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۲۹۶، بَابُ مَنْ بَاتَ، وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا آكُلُ وَبَعْدَ مَا آكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا قَالَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور کھانے سے فارغ ہوکر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا (مسند احمد)

کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہوسکتی ہیں، اوران ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پرآ کر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح منہ اور دانتوں میں دن بھر کھاتے پیتے رہنے کی وجہ سے مختلف چیزوں کے ذرات اور اثرات موجود ہوتے ہیں، جن کے باقی رہنے کی وجہ سے منہ اور دانتوں کو نقصان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن عائشة، قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من بات وفي يده ريح غمر، فأصابه شيء ، فلا يلومن إلا نفسه لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا سفيان بن حسين (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۴۴۱)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :من بات وفي يده ريح غمر، فأصابه وضح، فلا يلومن إلا نفسه (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۵۴۳۵)

رواه الطبراني وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۹۵۵، باب غسل اليد من الطعام)

[1] رقم الحديث ۹۱۹۴، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقي ،رقم الحديث ۲۵۱۶.

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوي.

وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۱، تحت رقم الحديث ۱۱۱۹، باب في السواك)

پہنچتا ہے، اور سانس کے ساتھ گندی چیزوں کے اثرات بھی اندر منتقل ہوکر بیماری وغیرہ کا باعث بنتے ہیں، اورسونے سے پہلے مسواک کرنے سے منہ اوردانت اس قسم کی چیزوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ [1]

باوضواور پاک جسم وکپڑوں کے ساتھ سونا

اگر چہ بے وضو بلکہ جنابت ونجاست کی حالت میں بھی سونا گناہ نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے، لیکن باوضواور پاک جسم، لباس وبستر کے ساتھ سونا بہتر اور فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلاةِ (بخاري، رقم الحديث ٢٤٧)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضو کرلیا کرو (بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا، فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ (أبوداؤد، رقم الحديث ٥٠٤٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ اللہ کے ذکر کے ساتھ باوضو رات گذارے اور رات کو بیدار ہوجائے، پھر وہ اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ اسے عطا فرمائے گا (ابوداؤد)

---

[1] ثالثا :السواک قبل النوم وبعده : يستحب الاستياک بعد النوم وقبله اقتداء بالنبی صلی الله عليه وسلم لحديث أن النبی صلی الله عليه وسلم :كان إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواک، وحديث عائشة -رضی الله عنها :-أن النبی صلی الله عليه وسلم كان لا يرقد من ليل أو نهار إلا تسوک قبل أن يتوضأ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٢، ص١٩، وص٢٠، مادة "نوم")

طہارت کی حالت میں سونے کا مطلب یہ ہے کہ جنابت ونجاست سے پاک ہوکراور باوضو (اوروضو پرقدرت نہ ہوتو تیمّم کرکے) سوئے، اورذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے مسنون دعاؤں اورقرائت واذکار وغیرہ کرکے سوئے۔ [۱]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَهِّرُوْا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيْتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِيْ شِعَارِهٖ مَلَكٌ، لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۰۸۷) [۲]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تمہیں پاک فرمائے گا، اس لئے کہ جو مسلمان بھی پاکی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے ساتھ کپڑوں میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات

---

[۱] (ما من مسلم يبيت على ذكر) لله تعالى من نحو قراء ة وتكبير وتسبيح وتهليل وتحميد (طاهرا) عن الحدثين والخبث طهارة كاملة ولو بالتيمم بشرطه (فيتعار) بعين مهملة وراء مشددة يقال تعار إذا انتبه من نومه مع صوت أو بمعنى تمطى قال جمع :والأول أنسب لأن الاستعمال فيه أخذ من عوار الظليم وهو صوته والمعنى فيهب من نومه (من الليل) أى وقت كان والثلث الأخير أرجى لذلك فمن خصه بالنصف الثانى فقد حجر واسعا (فيسأل الله خيرا من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه) قال الطيبى :عبر بقوله يتعار دون يهب أو يستيقظ ونحوهما لزيادة معنى أراد أن يخبر من هب من نومه ذاكرا لله مع الهبوب فيسأل الله خيرا أنه يعطيه فأوجز فقال :فيتعار ليجمع بين المعنيين وإنما يوجد ذلك عند من تعود الذكر فاستأنس به وغلب عليه حتى صار الذكر حديث نفسه فى نومه ويقظته وصرح عليه الصلاة والسلام باللفظ وعرض بالمعنى وذلك من جوامع الكلم التى أوتيها وظاهر قوله يبيت أى أن ذا خاص بنوم الليل واشترط فى ذلك المبيت على طهر لأن النوم عليه يقتضى عروج الروح وسجودها تحت العرش الذى هو مصدر المواهب فمن لم يبت على طهر لا يصل لذلك المقام الذى منه الفيض والإنعام وفى خبر البيهقى إن الأرواح يعرج بها فى منامها فتؤمر بالسجود عند العرش فمن بات طاهرا سجد عند العرش ومن كان ليس بطاهر سجد بعيدا عنه وفيه ندب الوضوء للنوم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٨١٠٠)

[۲] قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٠٧٤، باب فيمن يبيت على طهارة)

کے کسی حصہ میں (کروٹ اور رُخ) بدلتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے اس بندہ کی مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِيْ شِعَارِهِ مَلَکٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَکُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِکَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (الزهد والرقائق لابن المبارک) [1]

ترجمہ: جو مسلمان بھی پاکی کی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے لباس میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی حصہ میں بیدار ہوتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندہ کی مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (الزہد لابن مبارک، بیہقی)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

ان احادیث سے باوضو اور پاک جسم، اور پاک کپڑوں کے ساتھ سونے اور رات گزارنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

---

[1] رقم الحديث ۱۲۴۴، شعب الايمان، رقم الحديث ۲۵۲۶، الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ۴۲۶.

[2] عن عطاء عن ابن عمر قال :قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم" :من بات طاهرا، بات في شعاره ملک، فلم يستيقظ إلا قال الملک اللهم اغفر لعبدک فلان، فإنه بات طاهرا (ابن حبان، رقم الحديث ۱۰۵۱)

رجاله رجال الصحيح (حاشية ابن حبان)

عن شهر بن حوشب :أن أبا أمامة، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :من توضأ فأحسن الوضوء ذهب الإثم من سمعه، وبصره، ويديه، ورجليه قال أبو ظبية الحمصي :وأنا سمعت عمرو بن عبسة يحدث بهذا، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال :وسمعته يقول :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :من بات طاهرا على ذكر الله لم يتعار ساعة من الليل يسأل الله فيها شيئا من أمر الدنيا والآخرة إلا آتاه إياه (السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۱۰۵۷۵)

جنابت یعنی وجوبِ غسل کی حالت میں سونا

باوضو اور پاک جسم ولباس میں سونے کی فضیلت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اب اگر کسی کو جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت لاحق ہو، تو اُس کو اگرچہ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے، مگر فضیلت کو پانے کے لئے افضل ومستحب یہ ہے کہ اگر وہ غسل نہ کر سکے، تو کم از کم شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے، اور پھر سوئے، اس سے اُمید ہے کہ وہ مذکورہ فضیلت سے محروم نہیں ہوگا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح عمل کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ (بخاری، رقم الحديث ٢٨٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تھے، تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیتے تھے، اور نماز والا وضو فرمالیتے تھے (بخاری)

حضرت عائشہ اور حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ

---

[1] رقم الحديث ١٩٢٦، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحديث ٧٧٩.

قال الترمذی: حديث عائشة وأم سلمة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبی صلی الله عليه وسلم، وغيرهم، وهو قول سفيان، والشافعی، وأحمد، وإسحاق، "وقد قال قوم من التابعين :إذا أصبح جنبا يقضی ذلک اليوم، والقول الأول أصح (سنن الترمذی)

غسل کرتے تھے (بخاری، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ؟ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَّغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ، قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

(مسلم، رقم الحديث ۲۶ "۳۰۷"، نسائی، رقم الحديث ۴۰۴)

ترجمہ: میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟ کیا وہ سونے سے پہلے غسل کرتے تھے، یا غسل کرنے سے پہلے سوجاتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان میں سے ہرایک پر عمل کرلیا کرتے تھے، بعض اوقات غسل کرکے سوتے تھے، بعض اوقات وضو کرکے سوتے تھے، میں نے کہا کہ ہر تعریف اُس اللہ کے لئے ہے، جس نے اس معاملہ میں وُسعت اور سہولت عطا فرمادی ہے (مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، لِيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنَمْ، حَتّٰى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ (مسلم، رقم الحديث "۲۴" ۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، اور عرض کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں سوسکتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، لیکن وضو کرکے سونا چاہئے، پھر (بعد میں) جب چاہے غسل کرلے (مسلم)

اور ایک روایت میں وضو کرنے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کو بھی دھونے کا ذکر ہے۔ [1]

البتہ ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کمرے میں جنبی ہو، اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ [2]

مگر اس روایت کی سند کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

اور بعض حضرات نے اگرچہ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس وقت ہے، جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں سونے کی مستقل عادت بنا لے، اور اسی حالت میں نماز بھی فوت ہو جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنابت کی حالت میں سونا اور فجر کی نماز سے پہلے غسلِ جنابت کرنا ثابت ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی حاضری رہتی تھی۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ اُس وقت ہے جبکہ جنابت لاحق ہونے کے بعد کوئی وضو نہ کرے، اور اگر وضو کر لے، اور اس کے ساتھ ہی اپنی شرم گاہ کو بھی دھو لے، تو پھر فرشتوں کے داخلے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوگی۔

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا، اور دلیل کے لحاظ سے یہی بات راجح معلوم

---

[1] عن عبد الله بن عمر، أنه قال :ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم أنه تصيبه الجنابة من الليل، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرک، ثم نم (بخاری، رقم الحديث ۲۹۰)

[2] حدثنا يحيى، عن شعبة، حدثني علي بن مدرک، عن أبي زرعة، عن ابن نجي، عن أبيه، عن علي، عن النبي صلى الله عليه وسلم " :لا تدخل الملائكة بيتا فيه جنب، ولا صورة، ولا كلب (مسند احمد، رقم الحديث ۶۳۲)

[3] حسن لغيره دون ذكر الجنب.

وهذا إسناد ضعيف، نجي -وهو الحضرمي الكوفي -لم يرو عنه غير ابنه عبد الله، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال :لا يعجبني الاحتجاجُ بخبره إذا انفرد (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۶۳۲)

وقال المنذري: رواه أبو داود والنسائي وابن حبان في صحيحه كلهم من رواية عبد الله بن يحيى قال البخاري فيه نظر (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۶۳۳)

ہوتی ہے۔ [1]

سونے سے پہلے بستر جھاڑ لینا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ، فَلْيَأْخُذْ دَاخِلَةَ إِزَارِهٖ، فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهٗ، وَلْيُسَمِّ اللّٰهَ، فَإِنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا خَلَفَهٗ بَعْدَهٗ عَلٰى فِرَاشِهٖ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے، تو اُسے چاہئے کہ اپنی چادر کے اندرونی حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑے اور

---

[1] فإن قيل :قد مضى فى الرواية " :أنه -عليه السلام -كان يغتسل تارة آخر الليل "، ورخص للجنب أيضاً أن ينام قبل الاغتسال، فما التوفيق بينهما؟ قلت :المراد بالجنب الذى لا يدخل الملائكة بيتاً هو فيه،هو الذى يجنب فلا يغتسل، ويتهاون به، ويتخذه عادة، وأما الجنب الذى لا يتخذ هذا عادة، ولا يترك الاغتسال إلى أن تفوته الصلاة لا يضر دخول الملائكة البيت، فإنه -عليه السلام " -كان ينام وهو جنب من غير أن يمس ماء ، كما جاء ت فى رواية عائشة -رضى الله عنها.- وأخرج البخارى ومسلم هذا الحديث وليس فيه " :ولا جنب "، وكذلك رواية ابن ماجه .ورواية النسائى مثل رواية أبى داود (شرح ابى داوٗد للعينى، تحت رقم الحديث ٢١٢)

قيل أشار المصنف بهذه الترجمة إلى تضعيف ما ورد عن على مرفوعا إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه كلب ولا صورة ولا جنب رواه أبو داود وغيره وفيه نجى بضم النون وفتح الجيم الحضرمى ما روى عنه غير ابنه عبد الله فهو مجهول لكن وثقه العجلى وصحح حديثه ابن حبان والحاكم فيحتمل كما قال الخطابى أن المراد بالجنب من يتهاون بالاغتسال ويتخذ تركه عادة لا من يؤخره ليفعله قال ويقويه أن المراد بالكلب غير ما أذن فى اتخاذه وبالصورة ما فيه روح وما لا يمتهن قال النووى وفى الكلب نظر انتهى ويحتمل أن يكون المراد بالجنب فى حديث على من لم يرتفع حدثه كله ولا بعضه وعلى هذا فلا يكون بينه وبين حديث الباب منافاة لأنه إذا توضأ ارتفع بعض حدثه على الصحيح كما سيأتى تصويره (فتح البارى لابن حجر، ج ۱، ص ۳۹۲، باب كينونة الجنب فى البيت)

[2] رقم الحديث ٦٤"٢٧١٤"، بخارى، رقم الحديث ٦٣٢٠.

اللہ کا نام لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی غیر موجودگی میں کونسی چیز اس کے بستر پر آ گئی ہو (مسلم، بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے سے پہلے بستر کو اللہ کا نام لے کر جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ بستر پر کوئی مضِر چیز خواہ جانور ہو یا کوئی دوسری چیز ہو، موجود ہوسکتی ہے، اور اگر انسان اسی طرح بستر کو جھاڑے بغیر لیٹ جائے، تو اس چیز سے اپنے آپ کو ضَرر ونقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی غیر مضِر جانور ہو، تو اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اور چادر سے جھاڑنے کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ عرب میں چادر اور تہبند استعمال کرنے کا رواج تھا، اور ہر کسی کو جھاڑنے کے لئے کوئی دوسرا کپڑا میسر آنا مشکل تھا، ورنہ اگر کسی اور کپڑے سے جھاڑ لے، تو بھی حرج نہیں، اور چادر یا تہبند کے اندر کے حصہ سے جھاڑنے کی قید اس لئے لگائی گئی، تاکہ اوپر والے حصہ پر کوئی گندگی، میل کچیل اور داغ دھبہ نہ لگ جائے، اور پھر اس کو پہننے اور استعمال کرنے میں خلل واقع ہو۔ [1]

---

[1] (وعن أبی هریرة قال :قال رسول الله -صلى الله علیه وسلم -إذا أوى) بالقصر ویمد أی : نزل (أحدكم إلى فراشه) أی :مرقده، وتفسیر ابن حجر أوى بجاء لا یلائمه إلى (فلینفض) بضم الفاء أی :فلیحرک (فراشه بداخلة إزاره) وهی حاشیته التی تلی الجسد وتماسه، وقیل :هی طرفه مطلقا، وقیل :مما یلی طوقه، وفی القاموس :طرفه الذی على الجسد الأیمن، قید النفض بإزاره لأن الغالب فی العرب أنه لم یكن لهم ثوب غیر ما هو علیهم من إزار ورداء ، وقید بداخل الإزار لیبقى الخارج نظیفا، ولأن هذا أیسر، ولكشف العورة أقل وأستر، وإنما قال هذا لأن رسم العرب ترک الفراش فی موضعه لیلا ونهارا، ولذا علله وقال :(فإنه) أی :الشأن أو المرید للنوم (لا یدری ما خلفه) بالفتحات والتخفیف أی :من الهوام والحشرات المؤذیات، أو من الأوساخ والعظام والنجاسات، وقال الطیبی :أی قام مقامه بعده من تراب أو قذاة أو هامة، ثم یحتمل أن تكون استفهامیة معلقة بیدری، أو موصولة (علیه) أی :على الفراش، وقیل :أمره بداخلة الإزار دون خارجته لأن ذلک أبلغ وأجدى وأجدر، وإنما ذلک على جهة الخبر عن فعل الفاعل لأن المؤتزر إذا ائتزر یأخذ أحد طرفی إزاره بیمینه والآخر بشماله فیرد ما أمسكه بشماله على جسده وذلک داخلة الإزار، فإذا صار إلى فراشه فحل بیمینه خارجة الإزار وتبقى الداخلة معلقة وبها یقع النفض، فإن قیل :فلم لا یقدر الأمر فیه على العكس؟ قلنا :لأن تلک الهیئة هی صنیع ذوی الآداب فی عقد الإزار، وروی بصنفة إزاره بكسر النون وهی :جانبه الذی لا هدب له، وهذا موافق لما ذكر لأن ذلک الجانب یجعل داخلة الإزار (ثم یقول) أی :بعد النفض ووضع الجنب كما یدل علیه الروایة الآتیة ثم لیضطجع ثم لیقل (باسمک ربی) أی :باسمک القوی والقادر، وفی روایة باسم الله(مرقاة المفاتیح، ج۴ص۱۶۵۳ ،باب مایقول عند الصباح والمسآء)

سونے سے پہلے سرمہ لگانا

سونے کے اسلامی آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگالیا جائے، بطورِ خاص ''اثمد'' سرمہ۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْحُلَةٌ، يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمہ دانی تھی، جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگایا کرتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ عِنْدَ النَّوْمِ، يُنْبِتُ الشَّعْرَ، وَيَجْلُو الْبَصَرَ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سُرموں میں سے بہترین سرمہ نیند کے وقت ''اثمد'' ہے، جو (پلکوں کے) بال اگاتا ہے، اور نظر کو جِلا (یعنی روشنی) بخشتا ہے (ابنِ حبان)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

---

[1] رقم الحديث ۳۳۱۸، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مُصنف ابن أبى شيبة رقم الحديث ۲۶۱۵۰، مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۲۶۹۴.
فى حاشية مسند احمد: حسن.
وقال حسين سليم أسد فى تخريج مسند ابى يعلىٰ : إسناده حسن والحديث صحيح.

[2] رقم الحديث ۶۰۷۲، كتاب الطب، مؤسسة الرسالة، بيروت.
قال شعيب الانؤوط: إسناده قوى على شرط مسلم (حاشية ابنِ حبان)

عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٤٩٦، كتاب الطب، باب الكحل بالاثمد)

ترجمہ: تم سوتے وقت ''اثمد'' سرمہ لگایا کرو، کیونکہ وہ نظر کو جلاء (یعنی روشنی) بخشتا ہے، اور (پلکوں کے) بال اُگاتا ہے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ مَنْبَتَةٌ لِلشَّعْرِ، مَذْهَبَةٌ لِلْقَذٰى، مَصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ (المعجم الأوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اثمد سرمہ کا اہتمام کرو، کیونکہ وہ (پلکوں کے) بال اگاتا ہے، گندگی (یعنی آنکھوں کا میل کچیل) دور کرتا ہے، نظر کو صاف کرتا ہے (طبرانی)

پلکوں کے بال درحقیقت آنکھوں کی، گردوغبار وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اور انسان دن بھر جاگنے کی حالت میں اپنی آنکھوں کو استعمال کرتا رہتا ہے، جن میں گردوغبار بھی داخل ہوتا رہتا ہے، اور اس سے بینائی اور آنکھیں متأثر ہوتی رہتی ہیں، سونے سے پہلے سُرمہ اور بطورِ خاص اثمد سُرمہ لگانے سے ان مُضر اثرات سے حفاظت ہوجاتی ہے، اور پلکوں کے بال بھی اُگتے ہیں، اور پلکوں کے بال جتنے اچھے اور گھنے ہوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ وہ

---

[1] رقم الحديث ١٠٦٤، دارالحرمين، القاهرة، واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ٤٩٤٨، تهذيب الآثار للطبری، رقم الحديث ٧٦٩.

قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، ج٣ص ٨٩، الترغيب فی الكحل بالإثمد للرجال والنساء)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط، وفيه عون بن محمد بن الحنفية، ذكره ابن أبی حاتم، وروى عنه جماعة، ولم يجرحه أحد، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج٥ص ٩٦، باب ما جاء فی الإثمد والاكتحال)

وقال الطبرانی: لا يروى هذا الحديث عن علی إلا بهذا الإسناد، تفرد به: النفيلی.

وقال الالبانی: قلت: وهو ثقة من رجال البخاری، واسمه عبد الله بن محمد بن علی بن نفيل الحرانی (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٦٦٥)

آنکھوں میں گردوغبار وغیرہ پہنچنے میں رُکاوٹ اور آنکھوں کی عمدہ طریقہ سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ [1]

بستر پر اور سَر کے نیچے تکیہ رکھ کر سونا

سونے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ مناسب بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سویا جائے، جو کہ صحت وتن درستی کے لئے بھی مفید ہے، لیکن اس میں زیادہ غلو اور تکلف سے کام نہ لیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ، وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ (بخاری، رقم الحديث ٦٤٥٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، اور اس کا اندرونی حصہ کھجور کی چھال کا تھا (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ وِسَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ (مسلم، رقم الحديث ٣٧"٢٠٨٢"، باب التواضع فى اللباس)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے، چمڑے کا تھا، اور اس کا اندرونی حصہ کھجور کی چھال کا تھا (مسلم)

---

[1] (يجلو البصر) : من الجلاء أى يحسن النظر، ويزيد نور العين، وينظف الباصرة لدفع المواد الردية النازلة إليها من الرأس .(وينبت) : من الإنبات (الشعر) : بفتحتين، ويجوز إسكان العين، لكن قال ميرک :الرواية بفتحها .قلت :ولعل وجهة مراعاة لفظ البصر، وهو من المحسنات اللفظية البديعية والمناسبات السجعية، ونظيره ورود المشاكلة فى لا ملجا ولا منجا، ورواية: أذهب الباس رب الناس بإبدال همزة البأس ونحوها، والمراد بالشعر هنا الهدب وهو بالفارسية مثره، وهو الذى ينبت على أشفار العين (مرقاة، ج٧ص ٢٨٣٩، كتاب اللباس، باب الترجل)

اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنے اور سونے کے لئے بے جا تکلفات وتصنعات سے بچتے ہوئے بستر اور تکیہ کا معتدل انداز میں استعمال سنت سے ثابت ہے۔ ؎۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِءٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ (بخاری، رقم الحديث ۲۴۶۸)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گیا، تو آپ بُنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ کے جسم اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا اور بوریئے کے نشان آپ کے پہلو پر پڑ گئے تھے اور چمڑے کے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اور ہر حال میں بستر اور قیمتی بستر کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ کبھی سادہ چٹائی وغیرہ پر بھی بیٹھنا اور لیٹنا چاہئے، اس سے انسان بہت سے برے اخلاق سے محفوظ ہوجاتا ہے، اور تکبر کا خاتمہ ہوتا ہے، نیز جفاکشی کی بھی عادت رہتی ہے، جو بہت سے برے اوقات میں فائدہ مند ہوتی ہے۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ (بخاری، رقم الحديث ۳۶۱۲)

؎۱ (وعنها) : أى عن عائشة -رضى الله تعالى عنها -(قالت :كان وساد رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم -) : بكسر الواو (الذى يتكىء عليه) : أى عند الاستناد، أو يتوسد عليه عند الرقاد، ففى القاموس :الوساد المتكأ المخلد كالوسادة ويثلث (من أدم، حشوه ليف .رواه مسلم) :رواه أبو داود، وأحمد، والترمذى، وابن ماجه بلفظ :كان وسادته التى ينام عليها من أدم حشوها ليف .قال النووى :فيه جواز اتخاذ الفراش والوسادة، والنوم عليها والارتفاق بها.
قلت :الأظهر أنه يقال فيه بالاستحباب لمداومته -عليه السلام -ولأنه أكمل للاستراحة التى قصدت بالنوم للقيام على النشاط فى العبادة (مرقاة، كتاب اللباس)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی معاملہ کی) شکایت کی، اس وقت آپ اپنی چادر کوتکیہ بنا کرٹیک لگائے ہوئے تھے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت مستقل تکیہ کے بجائے کسی کپڑے، چادر وغیرہ سے بھی تکیہ کا کام لیا جاسکتا ہے، ہرحال میں تکیے اور قیمتوں تکیوں کا متلاشی رہنا مناسب نہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ (ترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوتکیہ پرٹیک لگائے ہوئے دیکھا (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ لیٹنے یا بیٹھنے کی حالت میں تکیہ پر سہارا لینا یا گاؤ، تکیہ وغیرہ کے سہارے کمر یا دائیں یا بائیں پہلو کی ٹیک لگانا جائز اور سنت سے ثابت ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَضَعُ یَدَهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ عِنْدَ مَنَامِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۶۹۶) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَسَّدُ یَمِیْنَهٗ عِنْدَ الْمَنَامِ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنالیا کرتے تھے (ترمذی)

---

[1] رقم الحديث ۲۷۷۱،باب ما جاء فی الاتكاء.
قال الترمذی: هذا حديث صحيح .

[2] فی حاشية مسند احمد:حديث صحيح.

اورسننِ کبریٰ نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِيْنَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ وَيَضَعُهَا تَحْتَ خَدِّهٖ (السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ١٠٥٢٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنالیا کرتے تھے،اوراُسے اپنے رُخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے(نسائی)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ، وَلْيَتَوَسَّدْ يَمِيْنَهٗ (مسند احمد) [1]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اُسے چاہئے کہ اپنی چادر کے اندرونی حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑے اور اپنے دائیں ہاتھ کا تکیہ بنالے(مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونے کے وقت مستقل تکیہ کے بجائے ہاتھ کا تکیہ بنالینا بھی سنت سے ثابت ہے،اوراگرکوئی مناسب تکیہ کے ساتھ اُس کے اوپر ہاتھ کوتکیہ بنا کرسوئے، تب بھی حرج نہیں۔

حضرت عمررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّهٗ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ، وَتَحْتَ رَأْسِهٖ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا، وَعِنْدَ رَأْسِهٖ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِهٖ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ:مَا يُبْكِيْكَ؟ فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ، وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَمَا تَرْضٰى

---

[1] رقم الحديث ٩٥٨٩.

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ (بخاری، رقم الحدیث ۴۹۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اس وقت آپ ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے جسم اور بوریئے کے درمیان کچھ نہ تھا اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی اور پاؤں کے پاس مسلم (یعنی کیکر کے مشابہ درخت، جس سے چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے) کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کے پاس کچے چمڑے لٹکے تھے، میں نے آپ کے پہلو میں بوریئے کا نشان دیکھا تو میں رو پڑا، تو (مجھے روتا ہوا دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قیصر و کسریٰ تو اس طرح آرام میں رہتے ہیں اور آپ، اللہ کے رسول ہو کر اس حالت میں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ ان (قیصر و کسریٰ) کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت ہو (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ بِشَرِيْطٍ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِّنْ أَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، وَدَخَلَ عُمَرُ فَانْحَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، انْحِرَافَةً فَلَمْ يَرَ عُمَرُ بَيْنَ جَنْبِهِ وَبَيْنَ الشَّرِيْطِ ثَوْبًا، وَقَدْ أَثَّرَ الشَّرِيْطُ بِجَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَكٰى عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يُبْكِيْكَ يَا عُمَرُ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَبْكِيْ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ أَعْلَمُ أَنَّكَ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ كِسْرٰى، وَقَيْصَرَ وَهُمَا يَعِيْثَانِ فِي الدُّنْيَا فِيْمَا يَعِيْثَانِ فِيْهِ، وَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، بِالْمَكَانِ الَّذِيْ أَرٰى. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟ قَالَ عُمَرُ : بَلٰى، قَالَ: فَإِنَّهُ كَذَاكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۴۱۷) [1]

ترجمہ:ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے،جو کھجور کی بٹی ہوئی رسی کی تھی، اور آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا،جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اسی دوران چند صحابۂ کرام بھی حاضر ہوگئے،اور حضرت عمر بھی تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پلٹ کر اٹھے،تو حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو اور رسی کے درمیان کوئی کپڑا نظر نہ آیا،اور رسی کے نشانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر پڑ گئے تھے(یہ دیکھ کر) حضرت عمر رونے لگے،تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر! آپ کیوں روتے ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! میں صرف اس وجہ سے رورہا ہوں کہ میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ کے نزدیک آپ قیصر وکسریٰ سے کہیں زیادہ مکرم ہیں،اور وہ دنیا میں عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں،اور اللہ کے رسول آپ اس جگہ ہیں،جو میں دیکھ رہا ہوں،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان (قیصر وکسریٰ) کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟ حضرت عمر نے عرض کیا کہ بے شک! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اسی طرح ہوگا (یعنی ان کے لئے صرف دنیا میں عیش ہے،اور ہمارے لئے آخرت میں عالیشان عیش وآرام) (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ، وَهُوَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، لَوِ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا أَوْثَرَ

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره.

مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ : مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا، إِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۴۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ حضرت عمر حاضر ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر (اُس وقت) چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے، تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اگر آپ اس سے کچھ نرم بستر بنوا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے جو گرمی کے موسم میں سارا دن چلتا رہے اور کچھ دیر کے لئے ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر اسے چھوڑ کر چل دے (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

اور بھی اس طرح کی کئی احادیث ہیں، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر میں تکلف کو پسند نہیں فرمایا، جس سے غفلت پیدا ہو، اور نماز وغیرہ کے لئے بھی آنکھ نہ کھلے۔ [3]

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] عن عبد الله، قال: اضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم على حصير، فأثر في جنبه، فلما استيقظ، جعلت أمسح جنبه، فقلت: يا رسول الله، ألا آذنتنا حتى نبسط لک على الحصير شيئا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لي وللدنيا؟ ما أنا والدنيا؟ إنما مثلي ومثل الدنيا كراكب ظل تحت شجرة، ثم راح وتركها (مسند احمد، رقم الحديث ۳۷۰۹)

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[3] عن الربيع بن زياد الحارثي، قال: قدمت على عمر بن الخطاب رضي الله عنه في العراق، فأمر لكل رجل منا بعباء، عباء، فأرسلت إليه حفصة، فقالت: يا أمير المؤمنين أتاک ألباب العراق، ووجوه الناس، فأحسن كرامتهم، فقال: ما أزيدهم على العباء يا حفصة، أخبريني بألين فراش فرشت لرسول الله صلى الله عليه وسلم؟ وأطيب طعام أكله عندک؟ فقالت: كان لنا كساء من هذه الملبدة، أصبناه يوم خيبر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمتی بستر دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونا اور چاندی جاری فرما دیتے۔ ؎

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بستر کے معاملہ میں زیادہ تکلفات وتصنعات سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فكنت أفرشه لرسول الله صلى الله عليه وسلم كل ليلة ، وينام عليه ، وإني ربعته ذات ليلة ، فلما أصبح قال :يا حفصة ما كان فراشي البارحة ؟ قلت :فراشك كل ليلة ، إلا أني ربعته الليلة ، قال :يا حفصة أعيديه لمرته الأولى ، فإنه منعتني وطاء ته البارحة من الصلاة .قالت :وكان لنا صاع من سلت ، وإني نخلته ذات يوم ، وطحنته لرسول الله صلى الله عليه وسلم ، وكان لنا قعب من سمن فصببت عليه ، فبينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكل ، إذ دخل أبو الدرداء ، فقال :إني أرى سمنكم قليلا ، وعندنا قعب من سمن ، فأرسل أبو الدرداء ، فصب عليه فأكلا ، فقالت حفصة :فهذا ألين فراش فرشته لرسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهذا أطيب طعام أكله .فأرسل عمر رضى الله عنه عينيه بالبكاء ، فقال :والله لا أزيدهم على العباء شيئا ، وهذا طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وهذا فراشه (أخلاق النبى للأصبهانى، رقم الحديث ۴۵۴)

؎ قال :وقالت عائشة :دخلت على امرأة من الأنصار، فرأت فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم عباء ة، فقالت :ما له فراش غير هذا؟ قلت :لا والله، ما له فراش غيره، فعمدت إلى سبيبة من السبائب، فحشتها صوفا، ثم أتتنى بها، فقالت :ليكن هذا فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما جاء قال :يا عائشة، ما هذه؟ فأخبرته، فقال: رديه، قالت :فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من عندى، ولم أرده، وأعجبنى أن يكون فى بيتى، فجاء ، فقال :يا عائشة، ألم آمرك أن ترديه؟ قلت :يا رسول الله، لم أرده، وأحببت أن يكون فى بيتى، فقال :يا عائشة، رديه، فإني لو شئت لأجرى الله معى الذهب والفضة (المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۶۰۲۹،أخلاق النبى لأبى الشيخ الأصبهانى ،رقم الحديث ۴۵۲)

عن عمرو بن دينار، سمع صفوان بن عبد الله بن صفوان، يقول :استأذن سعد على ابن عامر وتحته مرافق من حرير، فأمر بها فرفعت فدخل عليه وعليه مطرف خز فقال له: استأذنت على وتحتى مرافق من حرير، فأمرت بها فرفعت فقال له " :نعم الرجل أنت يا ابن عامر إن لم تكن ممن قال الله عز وجل :(أذهبتم طيباتكم فى حياتكم الدنيا) والله لأن أضطجع على جمر الغضا أحب إلى من أن أضطجع عليها (مستدرك حاكم،رقم الحديث ۷۶۹۳)

قال الحاكم : هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وشاهده حديث عمر بن الخطاب من رواية القاسم بن عبد الله العمر.

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرط البخارى ومسلم.

کام لینا مناسب نہیں، کیونکہ اس کی وجہ سے آخرت سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اور دنیا میں بھی انسان کے عیش وآرام طلب ہونے کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل جنم لیتے ہیں، تاہم مناسب ومعتدل بستر اور تکیہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، جس سے جسم کو راحت حاصل ہو، کیونکہ سخت چیز (مثلاً نرم بستر کے بغیر) فرش یا تخت وغیرہ پر سونا عام حالات میں طبی اعتبار سے صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اس سے فالج وغیرہ کی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ زمین، یا فرش وتخت وغیرہ کی سختی سے جسم کے اعصاب رگڑ کھاتے ہیں، اور زمین کی ٹھنڈک اعصاب تک پہنچتی ہے، زمین کی نمی جسم کو پہنچنے سے گھٹیا، بخار، اور بدہضمی وغیرہ پیدا ہوسکتی ہے، اس لئے مناسب ومعتدل بستر طبّی اعتبار سے بھی صحت کے لئے مفید ہے، اور سنت سے بھی ثابت ہے۔

چار پائی (Bed) وغیرہ پر سونا

احادیث سے زمین کے علاوہ چار پائی وغیرہ پر سونا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَھُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی سَرِیْرٍ مُرْمَلٍ بِشَرِیْطٍ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۴۱۷) [۱]

ترجمہ: ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اُس وقت) اپنی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، جو کھجور کی بٹی ہوئی رسی کی تھی (مسند احمد)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار پائی پر لیٹنے کا ذکر ہے، جس سے معلوم ہوا کہ چار پائی، تخت، بیڈ وغیرہ پر لیٹنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

---

[۱] فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

حضرت امیمہ بنتِ رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ، يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا، جس میں آپ رات کے وقت (بوقتِ ضرورت) پیشاب کرلیا کرتے تھے (ابوداؤد)

اس حدیث سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چارپائی کا استعمال کرنا ثابت ہوا، اور برتن، پوٹ وغیرہ میں پیشاب کرنے کا حکم آگے آتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ يَأْتِيْهِ فِيْهَا، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهٖ، وَفِيْ يَدِهٖ عَصًا، فَأَلْقَاهَا مِنْ يَدِهٖ، وَقَالَ: مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ، ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ، مَا دَرَيْتُ، فَأَمَرَ بِهٖ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاعَدْتَنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ فَلَمْ تَأْتِ، فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ، إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ (مسلم، رقم الحديث ۲۱۰۴ "۸۱")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام نے ایک وقت آنے کا

---

[1] رقم الحديث ۴۲، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۹۳.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد وسنة غريبة وأميمة بنت رقيقة صحابية مشهورة مخرج حديثها في الوحدان للأئمة، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح.

وعدہ کیا، جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے، پس وہ وقت آ گیا، لیکن جبریل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، تو آپ نے اس لاٹھی کو اپنے سامنے ٹیک دیا، اور فرمایا کہ نہ تو اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے، اور نہ اس کا رسول، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف دیکھا، تو آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک پلّا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ کتا یہاں کب داخل ہوا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتے کو وہاں سے نکالنے کا حکم دیا، پھر حضرت جبریل تشریف لائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا، میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا، اور آپ نہیں آئے، تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ میں اس کتے کی وجہ سے رُکا رہا، جو آپ کے گھر میں تھا، بے شک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس میں (جاندار کی) تصویر ہو (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی استعمال فرمایا کرتے تھے۔

بعض اور احادیث وروایات میں بھی چارپائی یا تخت کا ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] عن عائشة رضى الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى وسط السرير، وأنا مضطجعة بينه وبين القبلة، تكون لى الحاجة، فأكره أن أقوم فأستقبله، فأنسل انسلالا (بخارى، رقم الحديث ٦٢٧٦)

عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا اعتكف طرح له فراشه، أو يوضع له سريره وراء أسطوانة التوبة (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٧٧٤، كتاب الصيام، باب فى المعتكف يلزم مكانا من المسجد؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٣٤٢٤؛ المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٠٧١؛ حديث أبى محمد الفاكهى، رقم الحديث ١٠١؛ السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب فى أسطوانة التوبة، رقم الحديث ١٠٢٨٤)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چارپائی، تخت یا بیڈ وغیرہ پر سونا سنت کے خلاف نہیں ہے، البتہ اس میں غلو کرنا بھی درست نہیں، جیسا کہ بستر کے بیان میں گزرا۔ ؎1

پھر سو کر اٹھنے کے بعد راستے میں سے اپنے بستر اور چارپائی وغیرہ کو اٹھا دینا چاہئے، تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور گزرنے والوں کے گزرنے کی وجہ سے بستر وغیرہ خراب نہ ہو۔

ضرورت سے زائد بستر نہ رکھنا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ ضرورت سے زائد بستر جمع کر کے نہ رکھے جائیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِاِمْرَأَتِهٖ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ (مسلم) ؎2

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایک بستر آدمی کے لئے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال البوصيرى: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات رواه البيهقى فى الكبرى من طريق عبد العزيز عن محمد عن عيسى عن عمر به (مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه، تحت رقم الحديث ١٦٤١، باب فى المعتكف يلزم مكانا من المسجد)

وقال الالبانى: رواه ابن ماجه والبيهقى وإسناده قريب من الحسن (قيام رمضان، ج ا ، ص ٢٩)

عن عائشة قالت كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم سرير مشبك بالبردى عليه كساء أسود قد حشوناه بالبردى فدخل أبو بكر وعمر عليه فإذا النبى صلى الله عليه وسلم نائم عليه فلما رآهما استوى جالسا فنظرا فإذا أثر السرير فى جنب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر وعمر وبكيا يا رسول الله ما يؤذيك خشونة ما نرى من سريرك وفراشك وهذا كسرى وقيصر على فرش الحرير والديباج فقال " :لا تقولا هذا فإن فراش كسرى وقيصر فى النار وإن فراشي وسريرى هذا عاقبته إلى الجنة"(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٧٠٤)

؎1 (تحت سريره) أى موضوع تحته، وفيه أن النوم على السرير لا ينافى الزهد، لكنه كان يكتفى عليه بأدنى فرش، ولقد ثنى له فرشه ليلة فأمر ببسطه وقال :منعنى أو كان يمنعنى لينه من القيام لوردى (مرقاة المفاتيح، ج ١ ٣٨٨، باب آداب الخلاء)

؎2 رقم الحديث ٢٠٨٤"٤١".

اورایک بستر اس کی عورت (یعنی بیوی) کے لئے، اور ایک بستر مہمان کے لئے ہونا چاہئے، اور چوتھا بستر شیطان کے لئے ہوتا ہے (مسلم)

مذکورہ حکم اس وقت ہے جبکہ گھر میں دیگر اہل وعیال نہ ہوں، ورنہ ضرورت کے بقدر زائد بستر رکھنے میں بھی حرج نہیں، اور جس کے یہاں مہمانوں کی آمدورفت زیادہ ہوتی ہو، تو اس کو مہمانوں کی مناسبت سے بستروں کا رکھنا جائز ہے، البتہ غیر ضروری اور فالتو بستر جمع کر کے رکھنا پسندیدہ نہیں ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں ایک بستر مرد کے لئے اور ایک بستر عورت کے لئے ہونے کا ذکر ہے، جس کے پیشِ نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ عام حالات میں عورت اور مرد کو اگرچہ ایک بستر پر سونا بھی جائز ہے، لیکن اگر بستر الگ الگ مگر ساتھ ساتھ ہوں، تو زیادہ بہتر ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس کے برعکس عام حالات میں ایک بستر پر زوجین کے سونے کو افضل قرار دیا ہے، اور الگ الگ بستروں پر سونے کو جائز قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] (وعن جابر -رضى الله تعالى عنه -أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال له :أى لجابر فهو المقول له فى المقول (فراش) : قال الطيبى :مبتدأ مخصصه محذوف يدل عليه قوله الثالث للضيق أى فراش واحد كاف (للرجل وفراش) : أى آخر (لامرأته، والثالث للضيف، والرابع للشيطان) : أى لأنه يرتضيه ويأمر له، فكأنه له، أو لأنه إذا لم يحتج إليه كان مبيته ومقيله عليه وهو الأولى، فإنه مع إمكان الحقيقة لا وجه للعدول إلى المجاز، وكان الإمام النووى غفل عن هذا المعنى واختار الأول هنا ;فقال :أى أن ما زاد على الحاجة واتخاذ للمباهاة والاختيال والإلهاء بزينة الدنيا، وما كان بهذه الصفة فهو مذموم، وكل مذموم يضاف إلى الشيطان لأنه يرتضيه، وأما تعديد الفراش للزوج فلا بأس به لأنه قد يحتاج كل واحد منهما إلى فراش عند المرض ونحوه . واستدل بعضهم بهذا أنه يلزمه النوم مع امرأته، وأن له الانفراد عنها بفراش وهو ضعيف ;لأن النوم من الزوجة وإن كان ليس بواجب، لكنه معلوم بدليل آخر أن النوم معها بغير عذر أفضل :هو ظاهر فعل رسول الله -صلى الله عليه وسلم -.قال الطيبى :ولأن قيامه من فراشها مع ميل النفس إليها متوجها إلى التهجد أصعب وأشق :ومن ثم ورد " :عجب ربنا من رجلين، رجل ثار عن وطائه ولحافه من بين حبه وأهله إلى صلاته، فيقول الله لملائكته :انظروا إلى عبدى ثار عن فراشه ووطائه من بين حبه وأهله إلى صلاته رغبة فيما عندى وشفقا فيما عندى " .الحديث .قلت :لا كلام فى هذا، وإنما الكلام فى الاستدلال بالحديث على بيان الجواز وعدم الوجوب، وهو لا ينافى الأفضلية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیٹنے وسونے کی کیفیات

احادیث میں لیٹنے کی مختلف کیفیات اور طریقوں یا پوزیشنوں (Positions) کا ذکر پایا جاتا ہے، جن میں سے بعض کیفیات اور طریقوں کو پسند کیا گیا ہے، اور بعض کو ناپسند کیا گیا ہے، اور بعض کو جائز ومباح قرار دیا گیا ہے، جن کی آگے تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

دائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the right side)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی قولی وفعلی احادیث میں دائیں کروٹ پر لیٹ کر سونا ثابت ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَـدِّهٖ عِـنْدَ مَنَامِهٖ، وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُـمَّ قِنِيْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

(مسند احمد، رقم الحديث ١٨٦٩٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے اور یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المستفادة من سائر أقواله وأفعاله -صلى الله عليه وسلم -فقوله ضعيف غير صحيح(مرقاة المفاتيح، ج٧ص٢٧٦٥، ٢٧٦٦، كتاب اللباس)

قال أبو داود :حدثنا يزيد بن خالد الهمداني حدثنا ابن وهب، عَن أبي هانيء ، عَن أبي عبد الرحمن الحبلي عن جابر بن عبد الله قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الفرش فقال فراش للرجل وفراش للمرأة وفراش للضيف والرابع للشيطان.

قال الشيخ :فيه دليل على أن المستحب في أدب السنة أن يبيت الرجل وحده على فراش وزوجته على فراش آخر ولو كان المستحب لهما أن يبيتا معاً على فراش واحد لكان لا يرخص له في اتخاذه فراشين لنفسه ولزوجته وهو إنما يحسن له مذهب الاقتصاد والاقتصار على أقل ما تدعو إليه الحاجة والله أعلم(معالم السنن، ج٤ص٢٠٥، كتاب اللباس، باب في الفرش)

[1] في حاشية مسند احمد:حديث صحيح.

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ.

یعنی اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچالیجیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے (مسند احمد)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

دائیں ہاتھ کو رخسار کے نیچے اسی وقت رکھا جاسکتا ہے، جبکہ دائیں کروٹ پر لیٹا جائے، جس سے دائیں کروٹ پر لیٹنے کا بھی ثبوت ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَیْتَ مَضْجَعَکَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَ کَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْأَیْمَنَ (بخاری، رقم الحدیث ۲۴۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز والا وضو کرلیا کرو، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹا کرو (بخاری)

اس حدیث سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] عن أبی بردة، عن البراء بن عازب، قال :کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتوسد یمینه عند المنام، ثم یقول :رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک :هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه، وروی الثوری، هذا الحدیث، عن أبی إسحاق، عن البراء ، لم یذکر بینهما أحدا .وروی شعبة، عن أبی إسحاق، عن أبی عبیدة، ورجل آخر، عن البراء ، وروی إسرائیل، عن أبی إسحاق، عن عبد الله بن یزید، عن البراء ، وعن أبی إسحاق، عن أبی عبیدة، عن عبد الله، عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۹)

عن البراء ، سمعه قال :کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یتوسد یمینه عند المنام ویضعها تحت خده ویقول :اللهم قنی عذابک یوم تبعث عبادک قال أبو عبد الرحمن :یشبه أن یکون فیه :عن أبیه، عن أبی إسحاق (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۵۲۶)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَرَّسَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ تَوَسَّدَ يَمِيْنَهُ، وَإِذَا عَرَّسَ الصُّبْحَ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ الْيُمْنٰى، وَأَقَامَ سَاعِدَهُ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٢٥٤٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنالیتے تھے، اور جب صبح کے وقت (یعنی صبح کا وقت قریب ہونے پر) سوتے تھے، تو اپنا سر اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ لیتے تھے، اور اپنی کہنی کو کھڑا کر لیتے تھے (تاکہ غفلت کی اور لمبی نیند نہ آئے، اور فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے) (مسند احمد)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّضْطَجِعَ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ (مسلم) [2]

ترجمہ: جب کوئی لیٹنے کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے (مسلم)

اس حدیث سے بھی دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

محدّثین نے دائیں کروٹ پر سونے کے سنت ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان کا دل بائیں طرف ہوتا ہے، اور دائیں کروٹ پر سونے سے اس پر دباؤ نہیں پڑتا، جو کہ صحت کے لیے مفید ہے، نیز اس طرح سونے میں زیادہ غفلت نہیں پائی جاتی، اور وقت پر بیدار ہونا اور جاگنا آسان ہوتا ہے۔

نیز نیند، موت کے مشابہ ہے، اور فوت ہونے کے بعد بھی قبر میں دائیں کروٹ پر ہی میت کو لٹانا سنت و مستحب ہے۔

---

[1] فی حاشیة مسند احمد : إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] رقم الحديث ٢٧١٤ "٦٤".

لہٰذا موت اور اس کی مشابہ یعنی نیند کی حالت کا حکم اس سلسلہ میں یکساں ہے۔ ۱؎

پھر دائیں کروٹ پر سونے کا سنت ہونا، سونے کی ابتداء کرنے کے وقت ہے، پورے وقت اس کروٹ پر سوتے رہنا ضروری نہیں، کیونکہ جب آدمی سوجاتا ہے، تو اس کے بعد اس کو شعور اور ہوش نہیں رہتا، اور وہ اس سنت کی پابندی کا مکلّف نہیں رہتا، لہٰذا بعد میں اگر سوتے ہوئے بائیں کروٹ پر ہوجائے تو سنت کی برکت سے محرومی نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دائیں کروٹ پر لیٹنے کے بعد نیند آنے سے پہلے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا تقاضا اور اس کروٹ پر زیادہ راحت محسوس ہو تو بائیں کروٹ پر سونے میں بھی حرج نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ فی الاضطجاع علی الشق الأیمن سرّا، وهو أن القلب معلق فی الجانب الأیسر، فإذا نام الرجل علی الجانب الأیسر استثقل نوما، لأنه یکون فی دعة واستراحة فیثقل نومه، فإذا نام علی الشق الأیمن فإنه یقلق ولا یستغرق فی النوم لقلق القلب، وطلبه مستقره ومیله إلیه.

قالوا: وكثرة النوم علی الجانب الأیسر -وإن كان أهنأ- مضر بالقلب بسبب میل الأعضاء إلیه، فتنصب المواد فیه. وأما قول القاضی عیاض فی الشفاء: وكان نومه علی جانبه الأیمن استظهارا علی قلة النوم.. إلخ، ففیه شیء، لأنه -صلی الله علیه وسلم- لا ینام قلبه، فسواء كان نومه علی الجانب الأیمن أو الأیسر فهذا الحكم ثابت له، وما علله به إنما تستقیم فی حق من ینام قلبه، وحینئذ فالأحسن تعلیله بحب التیامن، أو بقصده التعلیم، كما مر (المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، ج۲، ص۲۲۷، وص۲۲۸، النوع الرابع فی نومه صلی الله علیه وسلم)

وفیه دلیل لاستحباب التیمن حالة النوم لأنه أسرع إلی الانتباه لعدم استقرار القلب حینئذ لأنه معلق بالجانب الأیسر؛ فیعلق ولا یستغرق فی النوم بخلاف النوم علی الأیسر؛ فإن القلب یستغرق؛ فیكون لاستراحته حینئذ أبطأ للانتباه قالوا: والنوم علی الأیسر وإن كان أهنأ لكنه مضر بالقلب بسبب میل الأعضاء إلیه؛ فتنصب المواد فیه، ثم اعلم أن هذا التعلیل إنما هو بالنسبة إلینا دونه -صلی الله علیه وسلم-؛ فإنه لا ینام قلبه فلا فرق فی حقه بین النوم علی الأیمن والأیسر، وإنما كان یختار الأیمن؛ لأنه كان یحب التیامن فی شأنه كله، ولتعلیم أمته؛ ولأن النوم أخو الموت، وهذا هو الهیئة عند النزع وكذا فی القبر حال الوضع وكذا فی الصلاة وقت العجز والاستلقاء وإن قیل أحب عند النزع وحالة الصلاة، واختاره بعض مشایخنا لأن یكون بجمیع بدنه مستقبلا، ولخروج الروح سهلا لكن النوم علی الظهر أردأ النوم، وأردأ منه النوم منبطحا علی الوجه، وقد روی ابن ماجه أنه -صلی الله علیه وسلم- لما مر بمن هو كذلك فی المسجد ضربه برجله، وقال: قم واقعد؛ فإنها نومة جهنمیة، ولعل السبب فیه أنه موافق لرقاد اللوطیة المحركة للناظر داعیة الشهوة النفسیة الشومیة (جمع الوسائل فی شرح الشمائل، باب فی صفة نوم رسول الله -صلی الله علیه وسلم)

سے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا بھی ثبوت ملتا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ [1]

چت لیٹ کر سونا (Sleeping on the back)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، لیکن بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدھا یعنی چت لیٹنا اور چت لیٹ کر سونا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ (بخاری، رقم الحديث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر تھا، اور ابنِ شہاب زہری، حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح لیٹتے تھے (بخاری)

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض خلفائے راشدین کا چت لیٹنا ثابت ہوا۔

---

[1] وسنة ذلک للنائم فی ابتداء النوم لا فی دوامه لأنه ينقلب وهو لا يشعر (فتح الباری، ج ۱، ص ۵۸۸، بَاب التَّطَوُّعِ خلف الْمَرْأَةِ)

وأما بالنسبة للنوم على الجنب الأيسر فقد جاء ما يدل على أن الإنسان ينام على شقه الأيمن كما سيأتی فی الأحاديث، وجاء ما يدل على جواز التحول إلى الشق الأيسر، كما سبق أن مر بنا بالنسبة للرؤيا التی تحزن الإنسان، فإن من جملة الآداب فيها أنه يتحول إلى جنبه الآخر، بحيث لو كان على اليمين يتحول على الشمال، وإذا كان على الشمال فيتحول على اليمين.

إذاً :الإنسان يضطجع على شقه الأيمن، لكن إذا احتاج إلى أن يتحول إلى الشق الأيسر لمصلحة أو لفائدة لا بأس بذلک، مثل ما جاء فی حديث الرؤيا (شرح سنن ابی داود، حكم النوم على الجهة اليسرى أو على الظهر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ مُسْتَلْقِيًا. حَتّٰى يَنْفُخَ

(مسند أحمد، رقم الحديث ۴۰۵۱) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ کر سو جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز محسوس ہونے لگتی تھی (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۲]

جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چت لیٹنے کا ثبوت ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چت لیٹ کر سونا بھی جائز ہے، اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

البتہ بعض اطباء نے عام حالات میں چت لیٹنے کے مستقل معمول اور عادت بنا لینے کو مختلف بیماریاں پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے، مثلاً سکتہ، فالج وغیرہ، ان حضرات کا کہنا ہے کہ اکثر چت لیٹے رہنے سے فضلات دماغ سے پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں، اور اپنے فطری راستوں کی طرف چلنے اور بہنے سے رک جاتے ہیں۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کا خدشہ اسی وقت پیش آ سکتا ہے، جبکہ کوئی چت لیٹنے کی عادت اور مستقل معمول بنا لے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں چت لیٹنا بھی ثابت ہے، اور کئی طب کے ماہرین یا میڈیکل سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق ہمیشہ کسی ایک حالت کے بجائے ادل بدل کر اور مختلف حالتوں یا پوزیشنوں پر لیٹنا اور سونا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

احادیث میں بھی بُرا خواب نظر آنے کے بعد آنکھ کھلنے پر کروٹ بدلنے کا ذکر ہے، جس سے

---

[۱] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[۲] عن أبي قرصافة أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم مستلقيا على قفاه، واضعا إحدى رجليه على الأخرى (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۵۱۵)

دائیں، بائیں مختلف کروٹوں پر لیٹنے کی تائید ہوتی ہے۔

بائیں کروٹ پر سونا (Sleeping on the left side)

بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن ناجائز و گناہ نہیں ہے، کیونکہ شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہیں، بلکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحديث ٢٢٦٢)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ وناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوتھو کردے، اور اللہ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے (یعنی تین مرتبہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے) اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

اس قسم کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اس حدیث میں کیونکہ دائیں یا بائیں کروٹ کی قید نہیں، اگر بائیں کروٹ پر لیٹنا یا سونا منع ہوتا تو اس کی قید لگائی جاتی، بہرحال بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن بائیں کروٹ پر لیٹنے وسونے کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ [2]

---

[1] عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأى أحدكم رؤيا يكرهها، فليتحول وليتفل عن يساره ثلاثا، وليسأل الله من خيرها، وليتعوذ بالله من شرها (ابن ماجه، رقم الحديث ٣٩١٠)

[2] ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونے کو سنت اور بائیں کروٹ پر طبی اعتبار سے مفید اور صحت کے لئے انفع قرار دیا ہے۔

قوله: (ثم اضطجع على شِقِّك الأيمن) وهو نوم الأنبياء عليهم السلام، لأنَّ التيامنَ من دَأْبِ الشرع في جميع المواضع، لأنَّ القلبَ لا يزال معلَّقاً فيه، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا بائیں کروٹ پر سونا بھی ناجائز نہیں ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فلا يغرق في النوم ولا يطرأ عليه الغفلة، وعند أبي داود أن نومهم بالاضطجاع على الظهر، فينبغي أن يفعل أولاً كما عند أبي داود، ثم يضطجع كما في البخاري. والنوم على البطن من ضجعة أهل النار.
وقالت الأطباء: إن النـوم على الشقِّ الأيسر أيسر وأسهل، وأعون في الهضم، وأنفع للصحة(فيض الباري، ج۲ص۸،باب دفعِ السِّوَاكِ إِلَى الأَكْبَرِ)

مگر بعض جدید ماہرین کی تحقیق سے اس کے خلاف ثابت ہوا، کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا صحت کے لئے زیادہ مفید اور ڈاکٹری لحاظ سے نفع بخش ہے۔

البتہ بعض مخصوص حالات میں (مثلاً حاملہ عورت کو مخصوص حالت میں) بائیں کروٹ پر سونا مفید ہوسکتا ہے، مگر یہاں بحث عام اور نارمل (Normal) حالت سے ہے، جس کے بارے میں پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت اور جدید طب وڈاکٹری کے اُصولوں، دونوں کے زیادہ لائق وموافق ہے۔اس سلسلہ میں بطورِ نمونہ جدید ماہرین کا ایک حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔

Side

Pros: Side sleepers, unite! Whether they're curling up in the cozy fetal position or lying straight on one side, the vast majority of people report sleeping on their sides (although everyone is unconscious during sleep, this information can never be entirely accurate)

Doctors encourage sleeping on the left side during pregnancy because it improves circulation to the heart, which benefits both mom and baby. Side sleeping is also a pregnancy winner because sleeping on the back puts pressure on the lower back (which can lead to fainting) and stomach-sleeping is impossible for obvious reasons. For those not expecting, sleeping on the left side can also ease heartburn and acid reflux, making it easier for people with these conditions to fall asleep.

Cons: Here's the bad news—sleeping on the left side can put pressure on the liver, stomach, and lungs (alternating sides often can help prevent organ strain). And as almost all side-sleepers know well, this position can result in the dreaded squished-arm-numbness. Snuggling into bed with the arm behind the head is a common sleep position, but it may adversely affect muscles and nerves. Resting the head (or the whole body) on a single arm can restrict blood flow and press down on the nerves, which results in "rubber arm" or painful pins and needles. In this position, the shoulder supports a lot of the body's weight, which can constrict the neck and shoulder muscles.

(http://greatist.com/happiness/best-sleep-positions)

پیٹ کے بل یا موندھا سونا(Sleeping on the stomach)

پیٹ کے بل یا موندھا سونا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، اوراس کواحادیث میں اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہونے کی حالت قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰی بَطْنِهٖ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهٖ لَضِجْعَةٌ مَا یُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۷۸۶۲)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے قریب سے گزرے، جواپنے پیٹ کے بل (یعنی موندھا) لیٹا ہوا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ عزّ وجلّ پسند نہیں فرماتا (مسند احمد)

حضرت طهفه غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصَابَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ عَلٰی بَطْنِیْ، فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ: مَا لَکَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهٖ نَوْمَةٌ یَکْرَهُهَا اللّٰهُ- أَوْ یُبْغِضُهَا اللّٰهُ (سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ۳۷۲۳)

ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس حال میں کہ میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل (یعنی موندھا) سویا ہوا تھا، تو آپ نے اپنا پیر مجھے لگایا، اور فرمایا کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے، جو اس طرح سوتے ہو؟ اس طرح سونے کو اللہ ناپسند فرماتا ہے یا اللہ مبغوض فرماتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن شرید سے مرسلاً روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهٗ کَانَ إِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ رَاقِدًا عَلٰی

---

[1] فی حاشیة مسند احمد : حدیث قوی.

وَجُهِهٖ لَيُسَ عَلٰى عَجُزِهٖ شَيُءٌ، رَكَضَهُ بِرِجُلِهٖ، وَقَالَ: هِيَ أَبُغَضُ الرِّقُدَةِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد ، رقم الحديث ١٩٤٥٨) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو اپنے چہرے کے بل (یعنی مونڈھا) لیٹا ہوا دیکھتے تھے، جس کے سرین پر کوئی چیز (یعنی اضافی کپڑا وغیرہ) نہیں ہوتی تھی، تو اس کو اپنے پیر سے ایڑھ لگاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک یہ سب سے مبغوض (وناپسندیدہ) لیٹنا ہے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے یا پیٹ کے بل لیٹنا وسونا، جس کو اُلٹا یا مونڈھا ہو کر لیٹنا وسونا کہا جاتا ہے، یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، البتہ اگر کسی ضرورت سے اس طرح لیٹنا پڑ جائے، تو بھی اپنے سرین پر کپڑا اڈھانک لینا چاہئے۔ [2]

بعض احادیث میں پیٹ کے بل یا مونڈھا لیٹنے یا سونے کو جہنمیوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، مگر ان احادیث کی سندوں پر محدّثین نے کلام کیا ہے۔ [3]

---

[1] فی حاشية مسند احمد : مرفوعه حسن لغيره، وهذا إسناد مرسَل.

[2] (كان إذا وجد الرجل راقدا على وجهه) أى نائما عليه يقال رقد رقودا نام ليلا كان أو نهارا وخصه بعضهم بالليل والأول أصح والظاهر أن الرجل وصف طردى وأن المراد الإنسان ولو أنثى إذ هى أحق بالستر (ليس على عجزه شىء) يستره من نحو ثوب (ركضه) بالتحريك ضربه (برجله) ليقوم (وقال هى أبغض الرقدة إلى الله) ومن ثم قيل إنها نوم الشياطين والعجز بفتح العين وضمها ومع كل فتح الجيم وسكونها والأفصح كرجل وهو من كل شىء مؤخره
(حم عن الشريد) بن سويد رمز المصنف لحسنه وهو تقصير أو قصور فقد قال الحافظ الهيثمى : رجاله رجال الصحيح اه فكان حقه أن يرمز لصحته(فيض القدير، رقم الدحيث ٦٨١٧)

[3] عن ابن طخفة الغفارى، قال :أخبرنى أبى أنه ضاف رسول الله صلى الله عليه وسلم مع نفر قال :فبتنا عنده فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل يطلع فرآه منبطحا على وجهه فركضه برجله فأيقظه وقال " :هذه ضجعة أهل النار (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٦١٤)

فى حاشية مسند احمد : إسناده ضعيف.

عن أبى أمامة قال :مر النبى صلى الله عليه وسلم على رجل نائم فى المسجد منبطح على وجهه، فضربه برجله وقال :قم واقعد، فإنها نومة جهنمية (ابن ماجه، رقم الحديث ٣٧٢٥)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الٹایا موندھا لیٹنے میں ایک تو جسم کا نظام اُلٹا ہوجاتا ہے، جو عام حالات میں صحت کے لئے نفع بخش نہیں، بعض حالات میں طبی لحاظ سے آنکھوں کے لئے مضر قرار دیا گیا ہے، دوسرے پشت اور سرین اوپر آسمان کی طرف کرکے سونا آداب وحیاء کے خلاف ہے، تیسرے اس طرح لیٹنے میں بے جا شہوت میں اُبھار پیدا ہوتا ہے، جو کئی مفاسد اور فتنوں کا باعث ہے۔

اس لئے بلاضرورت الٹایا موندھا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا (Lying with crossed legs)

احادیث میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنے کا بھی ذکر ملتا ہے، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی مصباح الزجاجة: هذا إسناد فيه مقال محمد بن نعيم لم أر من جرحه ولا من وثقه ويعقوب بن حميد مختلف فيه وباقي رجال الإسناد ثقات قال المزى كذا وقع عند ابن ماجة وفى نسخة أخرى عن ابن طخفة عن أبى ذر قال والمحفوظ حديث طخفة عن النبى صلى الله عليه وسلم.

قلت وحديث طخفة عن النبى صلى الله عليه وسلم رواه أبو داود والنسائى وابن ماجة وله شاهد من حديث أبى هريرة رواه الترمذى فى الجامع قال وفى الباب عن طخفة وابن عمر.

حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب ثنا سلمة بن رجاء عن الوليد بن جميل الدمشقى أنه سمع القاسم بن عبد الرحمن يحدث عن أبى أمامة قال مر النبى صلى الله عليه وسلم على رجل نائم فى المسجد منبطح على وجهه فضربه برجله وقال قم واقعد فإنها نومة جهنمية.

هذا إسناد فيه مقال الوليد بن جميل لينه أبوزرعة وقال أبو حاتم شيخ يروى عن القاسم أحاديث منكرة وقال أبو داود ليس به بأس وذكره ابن حبان فى الثقات وسلمة بن رجاء ويعقوب بن حميد مختلف فيهما وله شاهد من حديث أبى هريرة رواه ابن حبان فى صحيحه (مصباح الزجاجة،باب النهى عن الاضطجاع على الوجه)

يَفْعَلَانِ ذٰلِکَ (بخاری، رقم الحديث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا، اور حضرت ابنِ شہاب حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح کیا کرتے تھے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چت ہوکر اس طرح لیٹنا جائز ہے کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، بشرطیکہ ستر و پردہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا اسْتَلْقٰى أَحَدُكُمْ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَلَا يَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى (سنن الترمذی) ؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر (یعنی چت) لیٹے، تو وہ اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے (ترمذی، مسلم)

عرب میں عام طور پر لنگی پہننے کا رواج تھا، جس کو پہن کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے میں بالخصوص جبکہ دونوں پاؤں سیدھے نہ ہوں، بلکہ ایک پاؤں کھڑا ہوا ہو، ستر کھلنے اور بے پردگی لازم آنے کا امکان زیادہ تھا، اس لئے مذکورہ حدیث میں اس طرح لیٹنے سے منع کیا گیا، ورنہ اگر یہ خرابی نہ پائی جائے مثلاً پاجامہ، شلوار وغیرہ پہنی ہوئی ہو، جس کی وجہ سے بے پردگی لازم نہ آتی ہو، یا دونوں پاؤں پھیلا کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹا جائے، یا کسی اور طرح سے پردہ کا اہتمام کر کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹا جائے، تو فی نفسہٖ اس میں کوئی گناہ وخرابی نہیں۔

جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس

؎ رقم الحديث ۲۷۶۶، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۲۰۹۹ "۷۲".

طرح لیٹنا ثابت ہے۔ [1]

مذکورہ پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ شرعی اعتبار سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چت لیٹنا اور اسی طرح بائیں کروٹ پر لیٹنا وسونا جائز ہے، اور اُلٹا یا موندھا لیٹنا ناپسندیدہ اور مکروہ وممنوع ہے، اِلَّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

اوراس طرح لیٹنا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، جائز ہے، بشرطیکہ ستر نہ کھلے، اور بے پردگی لازم نہ آئے، ورنہ مکروہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کعبہ کی طرف رُخ یا پاؤں کر کے لیٹنا وسونا

قولی احادیث میں کعبہ کی طرف رُخ کر کے سونے یا لیٹتے وسوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا، البتہ بعض فعلی احادیث سے قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے کا اشارہ ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ، فِيْ قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۸۲)

ترجمہ: میں (رات کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوئی

---

[1] (وعن جابر -رضي الله عنه -قال :نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن يرفع الرجل إحدى رجليه على الأخرى وهو مستلق على ظهره) : فيه تجريد أو تأكيد كما لا يخفى .قال المظهر :وجه الجمع بين حديث عباد بن تميم وجابر :إن وضع إحدى الرجلين على الأخرى قد يكون على نوعين أن تكون رجلاه ممدودتين إحداها فوق الأخرى، ولا بأس بهذا، فإنه لا ينكشف من العورة بهذه الهيئة، وأن يكون ناصبا ساق إحدى الرجلين ويضع الرجل الأخرى على الركبة المنصوبة، وعلى هذا فإن لم يكن انكشاف العورة بأن يكون عليه سراويل، أو يكون إزاره أو ذيله طويلين جاز وإلا فلا اهـ .وقال بعض علمائنا :وإنما أطلق النهي؛ لأن الغالب فيهم الاتزار(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۲۹۷۷، باب الجلوس والنوم والمشی)

ہوتی تھی، اور میرے پیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ والی طرف ہوتے تھے، پس جب آپ سجدہ کرتے تھے تو مجھے اشارہ کرتے تھے، تو میں اپنے پیروں کو سکیڑ لیتی تھی، اور جب آپ کھڑے ہوتے تھے، تو میں اپنے پیروں کو پھیلا لیتی تھی، اور گھروں میں اس وقت چراغ جلے ہوئے نہیں ہوتے تھے (بخاری)

اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَرْقُدُ عَلَيْهِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (یعنی تہجد) پڑھ رہے ہوتے تھے، اور حضرت عائشہ اُن کے اور قبلہ کے درمیان اس بستر پر لیٹی ہوئی ہوتی تھیں، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے (ابوداؤد، نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو سونے والے بستر کی کیفیت بھی وہی ہوتی تھی، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کی تھی۔

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں اُن کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی، جس طرح (میت کی نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے سامنے) جنازہ ہوتا ہے (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۷۱۱، باب من قال المرأة لا تقطع الصلاة، نسائی، رقم الحديث ۷۵۹.

[2] رقم الحديث ۲۴۰۸۸.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ تَحْتَ قَطِيْفَتِيْ (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کی) نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں اُن کے اور قبلہ کے درمیان اپنی چادر کے نیچے اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھی، جس طرح (میت کی نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے سامنے) جنازہ ہوتا ہے (مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجدِ نبوی کی مشرقی جانب تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کی نماز پڑھتے ہوئے اُن کے سامنے اس طرح لیٹی ہوئی ہوتی تھیں، جس طرح نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے سامنے جنازہ لیٹا ہوا ہوتا ہے، یعنی قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوئے نمازِ جنازہ پڑھنے والے شخص کی دائیں جانب میت کا سر ہوتا ہے، اور بائیں جانب پیر ہوتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے ساتھ ہوتا تھا، اور دیگر کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا عام معمول دائیں کروٹ پر تھا، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں کروٹ پر سونے کے ساتھ ساتھ قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے و لیٹنے کا اشارہ ملتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۴۴۹۰. فی حاشية مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

[2] قوله اعتراض الجنازة منصوب بأنه مفعول مطلق بعامل مقدر أى معترضة اعتراضا كاعتراض الجنازة والمراد أنها تكون نائمة بين يديه من جهة يمينه إلى جهة شماله كما تكون الجنازة بين يدى المصلى عليها(فتح البارى لابن حجر، ج ۱ ص ۴۹۲، باب الصلاة على الخمرة)

قوله :(اعتراض الجنازة) ، كلام إضافى منصوب بنزع الخافض، أى :كاعتراض الجنازة، وهو فى الحقيقة صفة لمصدر محذوف تقديره، وهى معترضة بينه وبين القبلة اعتراضا كاعتراض الجنازة . والمراد :أنها تكون نائمة بين يديه من جهة يمينه إلى جهة شماله، كما تكون الجنازة بين يدى المصلى .والجنازة، بكسر الجيم وهو اختيار ثعلب فى (فصيحه) ، وحكى فى (نوادره) عن أبى زيد :الجنازة، مكسورة الجيم ولا تفتح، وكذا ذكره أبو على أحمد بن جعفر الدينورى فى كتابه (إصلاح المنطق) ، وحكى المطرزى عن الأصمعى :الجنازة والجنازة لغتان بمعنى واحد، وكذا قاله كراع فى (المنتخب) وقال ابن الأعرابى :الجنازة النعش، والجنازة الميت(عمدة القارى للعينى، ج ۴ ص ۱۱۶،باب الصلاة على الفراش)

اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض اولاد سے مروی ہے کہ:

كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهٖ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس طرح سے تھا، جس طرح سے انسان کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، اور مسجد آپ کے سر کے قریب ہوتی تھی (ابوداؤد)

اس حدیث کو اگرچہ بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے، لیکن بعض حضرات نے حسن قرار دیا ہے، علاوہ ازیں بعض شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث سے استحباب بھی ثابت ہوجاتا ہے۔ [2]

نیز اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ احادیث کے مذکورہ مضمون سے بھی ہوتی ہے، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کا اسی رُخ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور نیند کو موت کے ساتھ مشابہت بھی حاصل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ [3]

---

[1] رقم الحدیث ۵۰۴۴، ابواب النوم، باب کیف یتوجه.

[2] قال الحافظ العسقلانی: مُرْسَلٌ حَسَنٌ (المطالب العالیة، تحت رقم الحدیث ۲۵۹۱، کتاب الادب، باب ادب النوم)

وروی أبو داود بسند حسن عن بعض آل أم سلمة: كان فراشه نحوا مما یوضع للإنسان فی قبره، وکان المسجد عند رأسه (مرقاة، کتاب اللباس)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ احادیث کے مفہوم کے مطابق ہونے کی وجہ سے ہمارے نزدیک بھی اس حدیث کا حسن ہونا راجح ہے، اگرچہ حسن لغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔

[3] وقد جاء فیه أن فراش النبی صلی الله علیه وسلم عندما ینام یکون رأسه إلی جهة المسجد علی شقه الأیمن، ومعنی ذلک أن رجلیه تکونان إلی جهة الجدار الخارجی الذی من جهة الشرق، ورأسه إلی جهة المسجد الذی هو من جهة غرب الحجرة؛ لأن الحجرة فی شرقی المسجد ولها باب إلی المسجد وباب إلی الخارج، فهو عندما ینام فی حجرته یکون رأسه إلی جهة المسجد ورجلاه إلی جهة الجدار الذی فی المشرق وهو متجه إلی القبلة، وهذه هی الهیئة التی یکون الإنسان علیها عندما یوضع فی قبره، حیث یوضع علی جنبه الأیمن موجهاً إلی القبلة.

والحدیث یدل علی استحباب النوم إلی القبلة، لکن الحدیث غیر ثابت (شرح سنن ابی داوٗد للعباد، کیفیة التوجه فی النوم)

بہرحال مذکورہ تفصیل سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ [1]

لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیں کروٹ پر اور سیدھا لیٹنا وسونا اور کروٹ کا بدل لینا بھی ثابت ہے، اس لئے اگر سونے یا لیٹنے والے کا رُخ یا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو، بلکہ اس کی طرف پُشت یا دایاں یا بایاں پہلو ہو، تو بھی کوئی حرج وگناہ کی بات نہیں۔

جہاں تک لیٹتے یا سوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں کا رُخ کرنے کا تعلق ہے، تو اس کو کئی فقہائے کرام نے مکروہ قرار دیا ہے، اور راجح یہ ہے ان حضرات کے مکروہ قرار دینے سے مراد مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہونا ہے، جس کی خلاف ورزی میں گناہ لازم نہیں آیا کرتا، اور یہ بھی اس وقت ہے، جبکہ بلا عذر اور قصداً وعمداً ایسا کیا جائے۔

لہٰذا دائیں کروٹ پر سونے کے ساتھ ساتھ قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونے پر بعض حضرات کا اصرار کرنا اور اس کے ساتھ فرض، واجب یا مؤکدہ سنت جیسا برتاؤ کرنا، اور اسی طرح کعبہ وقبلہ کی طرف پاؤں کرنے کو حرام یا مکروہ تحریمی قرار دینا، یہ دونوں باتیں حد سے تجاوز میں داخل ہیں۔ [2]

---

[1] ویستحب أن ینام الرجل طاهرا ویضطجع علی شقه الأیمن مستقبل القبلة ساعة ثم ینام علی یساره کذا فی السراجیة (الفتاویٰ الهندیة، ج۵، ص ۳۷۶، کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات)

فإذا أردت النوم، فابسط فراشک مستقبل القبلة، ونم علی یمینک کما یضطجع المیت فی الحده (بدایة الهدایة لابی حامد الغزالی، ج ۱، ص ۹، آداب النوم)

[2] اور جو حکم قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا ہے، وہی حکم مشائخِ حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید اور کتبِ مقدسہ کی طرف پاؤں کرنے کا بھی ہے، اور یہ سب اس وقت ہے، جبکہ استخفاف کے طور پر نہ ہو۔

ذکر غیر واحد من الحنفیة رحمهم الله أنه یکره مد الرجلین إلی القبلة فی النوم وغیره، وهذا إن أرادوا به عند الکعبة زادها الله شرفا فمسلم، وإن أرادوا مطلقا کما هو ظاهر، فالکراهة تستدعی دلیلا شرعیا، وقد ثبت فی الجملة استحبابه أو جوازه کما هو فی حق المیت .

قال فی المفید من کتبهم :ولا یمد رجلیه یعنی فی المسجد ؛ لأن فی ذلک إهانة به ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ جو بعض حضرات بیت المقدس یا کسی خاص ستارہ کی طرف پیر کرنے یا پیر کر کے سونے کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

اسی طرح جو بعض لوگ جوتوں کو بھی قبلہ رخ کر کے رکھنے کو سنت یا واجب سمجھتے ہیں، اس کا بھی شرعاً کوئی ثبوت اور کوئی حقیقت نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولم أجد أصحابنا ذكروا هذا ، ولعل تركه أولى ، ولعل ما ذكره الحنفية رحمهم الله من حكم هاتين المسألتين قياس كراهة الإمام أحمد رحمه الله الاستناد إلى القبلة كما سبق فإن هاتين المسألتين فى معنى ذلک (الآداب الشرعية لمحمد بن مفلح المقدسی الحنبلی، ج۴، ص۹۶، فصل كراهة مد الرجلين إلى القبلة أو فی المسجد)

(وكره إسناد ظهر) هـ (للقبلة) نصا وفي معناه مد الرجل إلى القبلة في النوم وغيره، ومد رجليه في المسجد، ذكره في "الآداب (مطالب اولى النهى، ج۱، ۷۹۲، و۷۹۳، باب صلاة الجمعة، فصل من دخل والإمام يخطب بمسجد)

وفي معنى ذلک مد الرجل إلى القبلة فى النوم وغيره ومد رجليه في المسجد ذكره فی الآداب قال :ولعل تركه أولى (كشاف القناع عن متن الإقناع للبهوتی الحنبلی، ج۲، ص۳۷، باب صلاة الجمعة، فصل يسن أن يخطب على منبر)

ولم يذكر أصحابنا مد الرجلين إلى جهة ذلک ، وتركه أولى ويكره ، وكرهه الحنفية (الفروع لابن المفلح، ج۱، ص۱۸۴، كتاب الطهارة، باب نواقض الطهارة الصغرى)

(وإن تعذر القعود) ولو حكما (أومأ مستلقيا) على ظهره (ورجلاه نحو القبلة) غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة (الدرالمختار مع ردالمحتار، ج۲، ص۹۹، باب صلاة المريض)

(قوله لكراهة إلخ) هی كراهة تنزيهية (ردالمحتار، ج۲، ص۹۹، باب صلاة المريض)

فاستقبالها واستدبارها حالة الاستنجاء ترک أدب ومكروه كراهة تنزيه كما فی مد الرجل إليها وإما حالة البول أو التغوط فمكروه كراهة تحريم (حلبی كبير فی شرح منية المصلی، ص۲۸، آداب الوضوء)

ويكره مد الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمدا من غير عذر (النافع الكبير في شرح الجامع الصغير، ج۱، ص۸۲، ۸۳، كتاب الصلاة، باب في صلاة المرأة وربع ساقها مكشوف)

فی كراهية واقعات الناطفی :ويكره مد الرجلين إلى القبلة في النوم وغيره عمداً، وكذلک يكره مد الرجلين إلى المصحف، وإلى كتب الفقه لما فيه من ترک تعظيم جهة القبلة، وكلام الله تعالى، ومعانی كلام الله تعالى (المحيط البرهانی، ج۵، ص۳۲۱، كتاب الاستحسان، الفصل الخامس)

مسجد میں لیٹنا، سونا

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِى الْمَسْجِدِ

(بخاری، رقم الحديث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا (بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنَامُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَسْجِدِ

(ترمذی) [۱]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سو جایا کرتے تھے

(ترمذی)

احادیث میں اصحابِ صفہ کے بھی مسجد میں سونے کا ذکر ملتا ہے۔ [۲]

اور کئی تابعین سے بھی مسجد میں سونے کا جائز ہونا مروی ہے۔ [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۳۲۱، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى النوم فى المسجد.
قال الترمذى: حديث ابن عمر حديث حسن صحيح، وقد رخص قوم من أهل العلم فى النوم فى المسجد، قال ابن عباس :لا يتخذه مبيتا ومقيلا، وقوم من أهل العلم ذهبوا إلى قول ابن عباس.

[۲] عن الحارث بن عبد الرحمن ، قال :سألت سليمان بن يسار عن النوم فى المسجد ؟ فقال : كيف تسألون عن هذا ، وقد كان أهل الصفة ينامون فيه ويصلون فيه(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث۴۹۴۷، فى النوم فى المسجد)
عن المغيرة بن حكيم ، عن سعيد بن المسيب ؛ أنه سئل عن النوم فى المسجد ؟ فقال :أين كان أهل الصفة ؟ يعنى ينامون فيه (ايضاً، رقم الحديث ۴۹۵۸)

[۳] حدثنا الثقفى ، عن يونس ، قال :رأيت ابن سيرين ينام فى المسجد(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث۴۹۴۸، فى النوم فى المسجد)
عن هشام ، عن الحسن ، قال :كان له مسجد يصلى فيه ، وينام فيه (ايضاً، رقم الحديث ۴۹۴۹)
عن ابن جريج ، قال :قلت لعطاء :أتكره النوم فى المسجد ؟ قال :بل أحبه (ايضاً، رقم الحديث ۴۹۵۳)

اور جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّيْ نِمْتُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاحْتَلَمْتُ، فَقَالَ: أَمَّا أَنْ تَتَّخِذَهُ مَبِيْتًا ، أَوْ مَقِيْلًا فَلَا ، وَأَمَّا أَنْ تَنَامَ تَسْتَرِيْحَ، أَوْ تَنْتَظِرَ حَاجَةً فَلَا بَأْسَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں مسجدِ حرام میں سویا، تو مجھے احتلام ہوگیا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ (اعتکاف میں نہ ہوں اور) مسجدِ حرام کو رات گزارنے کی جگہ یا سونے کی جگہ بنالیں، تو ایسا کرنا جائز نہیں، اور اگر آپ (مسجد میں) آرام کرنے کے لئے یا کسی (دینی یا دنیاوی) ضرورت کے لئے سوئیں، تو کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اس قسم کی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں غیر معتکف کو بھی سونا جائز ہے، لیکن مسجد کو خاص سونے کی جگہ بنالینا مناسب نہیں ہے۔

اور بعض حضرات سے مسجد میں جو سونے سے ممانعت یا اس کی کراہت مروی ہے، وہ بھی اسی صورت میں ہے، جبکہ بلاضرورت مسجد میں سویا جائے، یا مسجد کو خاص سونے کا ٹھکانہ بنالیا جائے۔ [2]

اور معتکف کا مسجد میں ٹھکانہ اللہ کے لئے اور سونا ضرورت میں ہوتا ہے، اس لئے معتکف کے لئے مسجد میں سونے کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

---

[1] رقم الحديث ۴۹۵۱، كتاب الصلاة، في النوم في المسجد.

[2] عن ليث ، عن عطاء ، وطاووس ، ومجاهد ؛ أنهم كرهوا النوم في المسجد(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۴۹۵۲، في النوم في المسجد)

حدثنا وكيع ، قال :حدثنا سفيان ، عن أبي الهيثم ، قال :نهاني مجاهد عن النوم في المساجد(ايضاً، رقم الحديث ۴۹۵۴)

سوتے وقت مسنون اذکار کا اہتمام کرنا

احادیث میں سونے سے پہلے یا سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنے کے عظیم فضائل آئے ہیں، اور قرآن مجید کی قرائت بھی عظیم ذکر میں داخل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوتے وقت قرآن مجید کی مختلف سورتیں پڑھنا ثابت ہے، اور قرآن مجید کی سورتوں کے علاوہ مختلف دعائیں بھی ثابت ہیں، جن کو پڑھنا انتہائی باعثِ برکت ہے۔

مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ رات کے وقت ان سب سورتوں اور دعاؤں کا پڑھنا ثابت نہیں، بلکہ کسی وقت کسی سورت ودعاء کا اور کسی وقت کسی سورت ودعاء کا پڑھنا ثابت ہے۔

اس لئے جس کو ان مسنون اذکار میں سے جتنے اذکار کی توفیق ہوجائے، اتنی ہی فضیلت کی بات ہے، اور زیادہ توفیق نہ ہوسکے، تو ان میں سے کوئی سا ایک ذکر بھی کرلینا فضیلت وبرکت سے خالی نہیں۔

آ گے احادیث وروایات کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

لیٹنے کے وقت ذکرُ اللہ نہ کرنے پر حسرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اِضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن أبی داؤد، رقم الحديث ۵۰۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی جگہ لیٹا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ لیٹنا اس پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگا، اور جو کسی جگہ بیٹھا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ بیٹھنا اس پر قیامت

کے دن حسرت کا باعث ہوگا (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیٹتے اور سوتے وقت کوئی نہ کوئی اللہ کا ذکر کر لینا چاہئے، ورنہ یہ لیٹنا انسان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا باعث بنے گا، اللہ محفوظ رکھے۔

سونے سے پہلے ذکرُ اللہ کی عظیم فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ اِبْتَدَرَهٗ مَلَکٌ وَشَيْطَانٌ، يَقُوْلُ الشَّيْطَانُ: اِفْتَحْ بِشَرٍّ، وَيَقُوْلُ الْمَلَکُ: اِفْتَحْ بِخَيْرٍ، فَإِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ ذَهَبَ الشَّيْطَانُ وَيَأْتِي الْمَلَکُ وَيَكْلَؤُهٗ، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ ابْتَدَرَهٗ مَلَکٌ وَشَيْطَانٌ، يَقُوْلُ الشَّيْطَانُ اِفْتَحْ بِشَرٍّ، وَيَقُوْلُ الْمَلَکُ: اِفْتَحْ بِخَيْرٍ، فَإِنْ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِکُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَحِيْمٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فَإِنْ خَرَّ مِنْ دَابَّةٍ مَاتَ شَهِيْدًا، وَإِنْ قَامَ فَصَلّٰى صَلّٰى فِي الْفَضَائِلِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر کی طرف (سونے کے لئے) آتا ہے، تو اس کی طرف فرشتہ اور شیطان دونوں لپکتے ہیں، شیطان کہتا ہے کہ تم شر کے ساتھ (نیند کا) آغاز کرو، اور فرشتہ کہتا ہے کہ تم

---

[1] رقم الحديث ۲۰۱۱، الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ۴۱۸، الترغيب والترهيب لابن شاهين، رقم الحديث ۱۲۹۴، التوحيد لابن منده، رقم الحديث ۱۳۷.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.

خیر کے ساتھ (نیند کا) آغاز کرو، پھر اگر وہ (سونے والا) اللہ کا ذکر کرلیتا ہے، تو شیطان چلا جاتا ہے، اور فرشتہ آجاتا ہے، اور (وہ فرشتہ) اس (ذکر کر کے سونے والے) کی (سوتے وقت ہر قسم کے شر سے) حفاظت (ونگرانی) کرتا ہے، اور جب وہ (نیند سے) بیدار ہوتا ہے تو اس کی طرف فرشتہ اور شیطان دونوں لپکتے ہیں، شیطان کہتا ہے کہ تم شر کے ساتھ (بیداری کا) آغاز کرو، اور فرشتہ کہتا ہے کہ تم خیر کے ساتھ (بیداری کا) آغاز کرو، پھر اگر وہ (بیدار ہونے والا) یہ دعاء پڑھ لیتا ہے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ إِلَیَّ نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ یُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَحِیْمٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

(یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میری جان کو اس کے مَرنے کے بعد میری طرف لوٹا دیا، اور اس کو سوتے وقت موت نہیں دیدی، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے آسمان کو روک (وتھام) رکھا ہے، اس سے کہ وہ زمین پر گرے، سوائے اس کی اجازت کے، بے شک اللہ لوگوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جو (قیامت کے دن) مَرے ہوؤں کو زندہ کرے گا، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

پھر اگر یہ دعاء پڑھنے والا (مسافر ہونے کی صورت میں) سواری سے (یا مقیم ہونے کی صورت میں بستر سے) گر کر مَر جائے، تو وہ شہید ہو کر فوت ہوگا، اور اگر وہ (نیند سے بیدار ہونے پر) کھڑا ہو کر نماز پڑھ لیتا ہے، تو وہ انتہائی فضیلتوں

کے ساتھ نماز پڑھتا ہے (حاکم، طبرانی، ابنِ شاہین، ابنِ مندہ)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص اپنے بستر پر آ کر قرآن مجید کی کوئی بھی سورت پڑھ لیتا ہے، تو اللہ عزوجل اس کی ہر موذی و تکلیف دہ چیز سے حفاظت کے لئے ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے۔ [۱]

اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲]

مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس سے پہلے ذکر شُدہ حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے پر سونے والے کی حفاظت کے لئے فرشتہ کے مامور ہونے کا ذکر آیا ہے، اور قرآن مجید کی سورت بھی ذکرُ اللہ میں داخل ہے، بلکہ ذکرُ اللہ کی عظیم شکل ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی صحیح احادیث میں سوتے وقت قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، اس لئے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کو تائیداً قبول کیے جانے میں کوئی رکاوٹ معلوم نہیں ہوتی۔

رات میں دس یا سو آیات پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِيْ لَيْلَةٍ

---

[۱] عن شداد بن أوس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من رجل يأوى إلى فراشه، فيقرأ سورة من كتاب الله عز وجل إلا بعث الله عز وجل إليه ملكا يحفظه من كل شيء يؤذيه حتى يهب متى هب (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۱۳۲)

[۲] قال المنذرى: رواة أحمد رواة الصحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۸۹۱، الترغيب فى كلمات يقولهن حين يأوى إلى فراشه وما جاء فيمن نام ولم يذكر الله تعالى)

وقال الهيثمى: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۲۷، باب ما يقول إذا آوى إلى فراشه وإذا انتبه)

وفى حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لإبهام الراوى عن شداد بن أوس، وأبو مسعود الجريرى- واسمه سعيد بن إياس -قد اختلط، ورواية يزيد بن هارون عنه بعد اختلاطه، وباقى رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين.

لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات میں دس آیات کی قرائت کرلی، وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا (حاکم،ابنِ سنی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات میں دس آیات پڑھنے والا غافلین میں شمار نہیں ہوتا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَـهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٠٥٨) [3]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ایک رات میں سو آیتیں پڑھیں، اس کے لئے رات کو عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات میں سو آیات تلاوت کرنے والا رات کو عباد کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

---

[1] رقم الحديث ٢٠٤١، عمل اليوم والليلة لابن السنى، رقم الحديث ٧٠٢.
قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.
وقال ابن حجر:(وفى رواية عشرين)
قلت :أخرجها ابن السنى من وجه ثالث عن الرقاشي فقال :عشرين بدل خمسين، والله أعلم.
(وفى رواية عن أبى هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم) :(من قرأ عشر آياتٍ لـم يـكتـب من الغافلين)(وجاء فى الباب أحاديث كثيرة بنحو هذا)...... قوله :(وفى رواية عن أبى هريرة) :(من قرأ عشر آياتٍ)
قلت :لم يذكر الشيخ من أخرجها، وهى عند ابن السنى بسند حسن.
وأخرجها أبو داود من حديث عبد الله بن عمرو.......
والحديث حسن فى الجملة لشواهده(نتائج الافكار ، ج٣ص ٢٥١،وص ٢٥٢ ملخصاً،فصل :اعلم أن قراء ة القرآن آكد الأذكار كما قدمنا، فينبغى المداومة عليها الخ)

[2] عن ابن عمر، قال :من قرأ بعشر آيات، لم يكتب من الغافلين (سنن الدارمى، رقم الحديث ٣٤٨٧)
قال حسين سليم اسد الدارانى:إسناده حسن(حاشية سنن الدارمى)

[3] فى حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِيْ لَيْلَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.

وَمَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۰۴۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی رات میں دس آیات کی قرائت کرلی، تو اسے غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے سو آیات کی قرائت کرلی، تو وہ (رات بھر) عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا (حاکم)

اس حدیث کا مضمون گزشتہ دونوں حدیثوں کے مطابق ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ:

مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ عَشْرَ آيَاتٍ، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ بِمِائَةِ آيَةٍ، كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ بِمِائَتَيْ آيَةٍ، كُتِبَ مِنَ الْفَائِزِيْنَ (سنن الدارمی، رقم الحديث ۳۵۰۰)

ترجمہ: جس نے رات میں دس آیات کی قرائت کرلی، تو وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے رات میں سو آیتوں کی قرائت کرلی، تو وہ (رات بھر) عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا، اور جس نے دو سو آیتوں کی قرائت کی تو اسے کامیابی پانے والے لوگوں میں سے لکھا جائے گا (دارمی)

اس حدیث کا مضمون بھی گزشتہ احادیث کے مطابق ہے، اتنے اضافہ کے ساتھ کہ دو سو آیات کی قرائت کرنا کامیابی پانے والوں میں شمار ہونے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثوں میں رات یا دن کی قید کے بغیر دس آیات پڑھنے والے کو غافلین میں سے نہ لکھا جانے، اور سو

آیات پڑھنے والے کو عبادت گزاروں میں سے لکھے جانے کا ذکر آیا ہے۔ ۱؎

یہ احادیث بھی گزشتہ احادیث کی تائید کرتی ہیں، اس وجہ سے مذکورہ بعض روایات کی سندوں میں کچھ ضعف ہونا ان شاء اللہ تعالیٰ نقصان دہ نہیں ہوگا۔

حضرت فضالہ بن عبید اور تمیم داری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِيْ لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَهٗ قِنْطَارٌ، وَالْقِنْطَارُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (المعجم الكبير للطبراني) ۲؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رات میں دس آیات کی قرائت کر لی، تو اس کے لئے قنطار (کے برابر ڈھیروں ثواب) لکھا جائے گا، اور وہ قنطار دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا (طبرانی)

قنطار عربی میں سات ہزار یا ستر ہزار دینار کو کہا جاتا ہے، جبکہ بعض حضرات نے اس سے کم

۱؎ عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من قام بعشر آيات لم يكتب من الغافلين، ومن قام بمائة آية كتب من القانتين، ومن قام بألف آية كتب من المقنطرين (سنن ابى داؤد، رقم الحديث ۱۳۹۸)

عن عطية، عن أبي سعيد الخدرى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من قرأ بعشر آيات لم يكتب من الغافلين، ومن قام بمائة آية كتب من القانتين، ومن قام بمائتي آية كتب من العابدين (المعجم الاوسط للطبرانى،رقم الحديث ۷۶۲۸)

قال ابن حجر:وبالسند الماضى قريباً إلى الدارمي، ثنا أبو النعمان -هو محمد بن الفضل -ثنا حماد بن زيد، عن سعيد بن أبي عروبة، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدرى رضى الله عنه، قال :من قرأ في ليلة بعشر آيات كتب من الذاكرين، وقرأ في ليلة بمئة آية كتب من القانتين، ومن قرأ بخمسمئة إلى الألف أصبح وله قنطار من الأجر.

هذا موقوف صحيح، وقد أخرجه الطبراني في الأوسط من وجه آخر عن أبي سعيد مرفوعاً، لكنه من رواية عطية بن سعد العوفي، وهو ضعيف.

قوله :(وجاء في الباب أحاديث كثيرة بنحو هذا)(نتائج الافكار ، ج۳ص۲۵۳،وص۲۵۴ فصل: اعلم أن قراءة القرآن آكد الأذكار كما قدمنا، فينبغي المداومة عليها الخ)

۲؎ رقم الحديث ۱۲۵۳.

قال المنذري:رواه الطبراني في الكبير والأوسط بإسناد حسن وفيه إسماعيل بن عياش عن الشاميين وروايته عنهم مقبولة عند الأكثرين(الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۹۴۴، ج ۱ ص ۲۴۸)

وبیش مقدار بتلائی ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ بہت زیادہ یا ڈھیروں چیز کے آتے ہیں، بہرحال غرض یہ ہے کہ رات میں صرف دس آیات کی قرائت کرنے والے کو بہت بڑا اجروثواب دیا جاتا ہے، جس کی قدر و قیمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ رات کے وقت میں صرف دس آیات پڑھ لینے کی عظیم فضیلت ہے، اور اگر کسی رات میں سو آیات پڑھنے کی توفیق ہوجائے، تو یہ اور بھی زیادہ عظیم فضیلت کی بات ہے۔

اور یہ فضیلت قرآن مجید کی جونسی بھی آیات اور سورتیں پڑھی جائیں، ان کو پڑھنے سے حاصل ہوجاتی ہے، اور اگر وہ مسنون سورتیں پڑھی جائیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، تو ان کی فضیلت اور بھی زیادہ ہے، اور ان میں مذکورہ فضیلت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو اور سونے کے وقت مختلف آیات اور سورتوں کا پڑھنا اور ان کی فضیلتیں بھی ثابت ہیں، جن میں سے آگے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ، فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ -فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] والقناطير جمع قنطار واختلف فى تقديره فقيل سبعون ألف دينار وقيل سبعة آلاف دينار وقيل مائة وعشرون رطلا وقيل مائة رطل وقيل ألف مثقال وقيل ألف ومائتا أوقية وقيل معناه الشىء الكثير مأخوذ من عقد الشىء واحكامه وقال بن عطية القول الأخير قيل هذا أصح الأقوال لكن يختلف القنطار فى البلاد باختلافها فى قدر الوقية(فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۱ ص۲۵۸،۲۵۹، قوله باب قول النبى صلى الله عليه وسلم إن هذا المال خضرة حلوة)

صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ ذَاکَ شَیْطَانٌ (بخاری،رقم الحدیث ۳۲۷۵)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکاۃ (کے مال) کی حفاظت کی ذمہ داری مقرر کی، تو (ایک مرتبہ) ایک آنے والا آیا جو کہ (زکاۃ کے) کھانے (یعنی غلّہ) میں سے (چوری کے طور پر) مٹھیاں بھرنے لگا، تو میں نے اس کو پکڑ لیا، پھر میں نے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا، پھر لمبی حدیث ذکر کی (جس میں یہ مضمون ہے کہ اس چور نے کہا کہ میں آپ کو ایسے کلمات بتلادوں گا، جن سے آپ کو بے حد فائدہ ہوگا، لہٰذا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ لے جائیں) پھر اس (کھانا اٹھانے یا چوری کرنے والے) نے کہا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو آیۃُ الکرسی پڑھ لیں، اللہ کی طرف سے برابر آپ پر حفاظت کرنے والا مقرر رہے گا، اور صبح ہونے تک آپ کے پاس شیطان نہیں آسکے گا، پھر (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا گیا، تو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے (کیونکہ) وہ شیطان تھا (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت آیۃُ الکرسی پڑھنے سے انسان شیطان کی دسترس سے محفوظ ہوجاتا ہے، اور اللہ کی طرف سے فرشتہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔

اور یہ مضمون سابقہ ان احادیث کے مطابق ہے، جن میں سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنے کی مذکورہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اور بے شک اللہ کا ذکر کسی دوسری شکل میں کرنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے، لیکن آیۃُ الکرسی میں اس کی تاثیر زیادہ ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ.

سوتے وقت مُعَوَّذَتَیْن اورسورہ اخلاص پڑھنا

مختلف احادیث میں سوتے وقت معوذتین (یعنی سورہ فلق، اورسورہ ناس) اورسورہ اخلاص پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ، نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوَّذَتَيْنِ جَمِيْعًا، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ، وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِيْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ (بخاری، رقم الحديث ۵۷۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر (نیند کے لئے) تشریف لے جاتے (یعنی سونے کا ارادہ فرماتے) تو اپنے ہاتھوں پر **قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ** (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین (یعنی سورہ فلق اورسورہ ناس) پڑھ کر دم کرتے (یعنی اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے) پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ پہنچ سکتا، پھیر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح کرنے (یعنی اپنے جسم پر دَم کرکے پھیرنے) کا حکم فرماتے تھے (بخاری)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورتیں پڑھنے اوراپنے جسم پر دَم کرنے کا عمل تین مرتبہ کرتے تھے، اور ہاتھ پھیرنے کی ابتداء اپنے سَر اور چہرہ اور جسم کے آگے والے حصہ سے فرماتے تھے۔ [1]

---

[1] عن عائشة رضى الله عنها " :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اگر یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے، تو زیادہ بہتر ہے، اگرچہ ایک مرتبہ بھی جائز اور فائدہ سے خالی نہیں۔

بعض روایات میں سوتے وقت سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ یعنی سورہ اخلاص پڑھنے کا یہ فائدہ ذکر کیا گیا ہے، کہ اس کی وجہ سے موت کے علاوہ ہر چیز سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ ۲

مگر بعض محدثین حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳

بعض اور احادیث میں بھی رات کے وقت سورہ اخلاص کو خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِيْ لَيْلَةٍ؟ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا: أَيُّنَا يُطِيْقُ ذٰلِكَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما، وقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده :يبدأ بهما على رأسه ووجهه وما أقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۶؛ ترمذى، رقم الحديث ۳۴۰۲، ابن حبان، ذكر العدد الذى يستحب استعمال هذا الفعل به، رقم الحديث ۵۵۴۴)

فى حاشية ابن حبان: اسناده صحيح.

۲ عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا وضعت جنبك على الفراش وقرأت فاتحة الكتاب و (قل هو الله أحد) فقد أمنت من كل شىء إلا الموت (مسند البزار، رقم الحديث ۷۳۹۳)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ إلا عن أنس من هذا الوجه، ولم نسمعه إلا من إبراهيم بن سعيد.

۳ قال المنذرى: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح إلا غسان بن عبيد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۸۹۳)

وقال الهيثمى: رواه البزار، وفيه غسان بن عبيد، وهو ضعيف، ووثقه ابن حبان، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۳۰، باب ما يقول إذا آوى إلى فراشه وإذا انتبه)

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ رات کے وقت میں تہائی قرآن پڑھے؟ تو یہ بات صحابۂ کرام پر شاق (یعنی مشکل) گزری، اورانہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے اس (یعنی رات میں تہائی قرآن پڑھنے) کی کس کو طاقت ہوگی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ الواحد، الصمد (یعنی سورہ اخلاص کا پڑھنا) تہائی قرآن ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اورسندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

سوتے وقت سورہ کافرون پڑھنا

بعض روایات میں سوتے وقت سورہ کافرون پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت نوفل اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، ثُمَّ نَمْ عَلٰى خَاتِمَتِهَا، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ

---

[1] رقم الحديث ۵۰۱۵، باب فضل قل هو الله أحد.

[2] عن أبي الدرداء، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال :أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلة ثلث القرآن؟ قالوا :وكيف يقرأ ثلث القرآن؟ قال :قل هو الله أحد تعدل ثلث القرآن (مسلم، رقم الحديث ۸۱۱ "۲۵۹"، باب فضل قراءة قل هو الله أحد)

عن أبي أيوب، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلة ثلث القرآن؟ من قرأ :الله الواحد الصمد فقد قرأ ثلث القرآن (ترمذي، رقم الحديث ۲۸۹۶، باب ما جاء في سورة الإخلاص)

قال الترمذي: وفي الباب عن أبي الدرداء، وأبي سعيد، وقتادة بن النعمان، وأبي هريرة، وأنس، وابن عمر، وأبي مسعود :هذا حديث حسن ولا نعرف أحدا روى هذا الحديث أحسن من رواية زائدة، وتابعه على روايته إسرائيل، والفضيل بن عياض، وقد روى شعبة، وغير واحد من الثقات هذا الحديث عن منصور، واضطربوا فيه.

الشِّرْکِ (ابنِ حبان، رقم الحدیث ۵۵۲۶) ۱

ترجمہ: آپ قل یاایہاالکافرون (یعنی سورہ کافرون) کی قرائت کرلیں، پھراس کوختم کرکے آپ سوجائیں،تو یہ شرک سے برائت کاذریعہ ہوجائے گا(ابنِ حبان)

اس حدیث سے رات کوسونے سے پہلے سورہ کافرون پڑھنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

سوتے وقت سورہ ملک اورسورہ سجدہ پڑھنا

حضرت جابررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَأَ آلٓم تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃِ، وَتَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک کہ آلم تنزیل السجدہ (یعنی سورہ سجدہ) اور تبارک الذی بیدہ الملک (یعنی سورہ ملک) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے (مسند احمد)

اس حدیث سے رات کوسونے سے پہلے سورہ ملک اورسورہ سجدہ پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

سوتے وقت سورہ زمراورسورہ سجدہ پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ کُلَّ لَیْلَۃٍ تَنْزِیْلَ السَّجْدَۃِ،

---

۱ فی حاشیۃ ابن حبان:
إسناد صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح.

۲ رقم الحدیث ۱۴۶۵۹.
فی حاشیۃ مسند احمد:
حدیث صحیح.

وَالزُّمَرَ (مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۴۶۴۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں تنزیل السجدہ (یعنی سورہ سجدہ) اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے (ابویعلیٰ)

اس حدیث سے رات کو سورہ سجدہ اور سورہ زمر پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

سوتے وقت سورہ زمر اور بنی اسرائیل پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ، وَبَنِيُ إِسْرَائِيْلَ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل (یعنی سورہ اسراء) نہیں پڑھ لیا کرتے تھے (ترمذی)

اس حدیث سے رات کو سونے سے پہلے سورہ زمر اور سورہ اسراء پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔

---

[1] قال ابن حجر: وفی روایة الحسن بن عمر: کان یقرأ کل لیلة تنزیل السجدة والزمر. هذا حدیث حسن، أخرجه أحمد عن عفان (نتائج الافکار، ج۳ص۶۵، باب: ما یقول إذا أراد النوم واضطجع علی فراشه، المجلس ۲۳۳)

وقال حسین سلیم أسد: إسناده صحیح (حاشیة ابی یعلیٰ)

[2] رقم الحدیث ۳۴۰۵، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۹۰۸.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح دون قوله " : کان یقرأ "فحسن.

وقال الهیثمی: قلت: هو فی الصحیح خلا قوله: وکان یقرأ ببنی إسرائیل والزمر. رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۳۶۴۲، باب صلاة سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم)

وقال أیمن صالح شعبان: إسناده حسن (جامع الاصول فی احادیث الرسول، تحت رقم الحدیث ۲۲۵۴)

سوتے وقت بعض مزید سورتیں پڑھنے کا ذکر

بعض احادیث وروایات میں سوتے وقت یارات کے وقت مزید دوسری سورتوں کے پڑھنے کا بھی ذکر آیا ہے، جن کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے، ان کا کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے سے پہلے مسبحات پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اس حدیث کو بعض حضرات نے حسن اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔

اور مسبحات بعض اہلِ علم حضرات نے ان سورتوں کو قرار دیا ہے، جن کے شروع میں تسبیح کا لفظ آتا ہے، مثلاً سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ، سَبَّحَ لِلّٰہِ، یُسَبِّحُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ. [2]

---

[1] عن عبد الله بن أبی بلال، عن العرباض بن سارية، أن النبی صلی الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ المسبحات، ويقول :فيها آية خير من ألف آية (ترمذی، رقم الحديث ۳۴۰۶، ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۷،مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۱۶۰)

[2] قال الترمذی:هذا حديث حسن غريب.

فی حاشية مسند احمد:إسناده ضعيف، لجهالة ابن أبی بلال -وهو عبد الله -فلم يرو عنه غير خالد بن معدان، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، ولعنعنة بقية بن الوليد، فهو يدلس ويسوی، ومثله يحتاج إلی التصريح بالتحديث فی جميع طبقات الإسناد .وباقی رجال الإسناد ثقات، والصحيح إرساله كما سيرد.

وأخرجه أبو داود ۵۰۵۷، والترمذی ۲۹۲۱و ۳۴۰۶، والنسائی فی "الكبری ۱۰۵۴۹ و۱۰۵۵۰ -وهو فی "عمل اليوم والليلة ۷۱۳و ۷۱۴ -ويعقوب بن سفيان فی "المعرفة والتاريخ ۲/۳۴۷وابن أبی عاصم فی "الآحاد والمثانی ۱۳۳۵، والطبرانی فی "الكبير ۱۸/۶۲۵، وابن السنی فی "عمل اليوم والليلة ۶۸۲، والبيهقی فی "الشعب ۲۵۰۳و ۲۵۰۴من طرق عن بقية بن الوليد، بهذا الإسناد.

وأخرجه الدارمی ۳۴۲۴، والنسائی فی "الكبری ۱۰۵۵۱ -وهو فی "عمل اليوم والليلة ۷۱۵ -من طريق معاوية بن صالح، عن بحير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن النبی صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مرسلاً .وهذا إسناد صحيح.

وجاء عند النسائی عقب الحديث :قال معاوية :إن بعض أهل العلم كانوا يجعلون الْمُسَبَّحات ستاً: سورة الحديد والحشر والحواريين (يعنی الصف) وسورة الجمعة والتغابن وسبح اسم ربک الأعلی.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے ہررات میں سورہ واقعہ پڑھی، تو اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ۱؎

مگر اس حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، بعض نے اس حدیث کو ضعیف اور بعض نے منکر قرار دیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال السندى :قوله :يقرأ المُسَبَّحات، أى :السور المُصَدَّرة بالتسبيح، مثل :سبَّح لله، أو يُسَبِّح لله، أو سَبِّح اسم ربک، أو سبحان الذى أسرى بعبده.

آية :لعلها :(هو الله الذى لا إله إلا هو ....) (الحشر ۲۴. ۲۲إلى آخر السورة، والمراد بالآية القطعة، وكان يُبهمها ترغيباً لهم فى قراءة الكل(حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۱۷۱۶۰)

(عن العرباض) بكسر العين (ابن سارية أن النبى -صلى الله عليه وسلم -كان يقرأ المسبحات) بكسر الباء نسبة مجازية وهى السور التى فى أوائلها سبحان أو سبح بالماضى أو يسبح أو سبح بالأمر وهى سبعة :(سبحان الذى أسرى) (الإسراء 1 :) والحديد والحشر والصف والجمعة والتغابن والأعلى (قبل أن يرقد) ، أى ينام (يقول) استئناف لبيان الحامل له على قراء ة تلك السور كل ليلة قبل أن ينام (إن فيهن) ، أى فى المسبحات (آية) ، أى عظيمة (خير) ، أى هى خير (من ألف آية) قيل :هى "لو أنزلنا هذا القرآن "وهذا مثل اسم الله أكبر من بين سائر الأسماء فى الفضيلة فعلى هذا فيهن، أى فى مجموعهن، وعن الحافظ ابن كثير أنها "(هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شىء عليم) (الحديد3 :) " اهـ والأظهر أنها هى الآية التى صدرت بالتسبيح، وفيهن بمعنى جميعهن، والخيرية لمعنى الصفة التنزيهية الملتزمة للنعوت الإثباتية، وقال الطيبى :أخفى الآية فيها كإخفاء ليلة القدر فى الليالى وإخفاء ساعة الإجابة فى يوم الجمعة محافظة على قراءة الكل لئلا تشذ تلك الآية (رواه الترمذى وأبو داود) ، أى عن العرباض(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۸۰، كتاب فضائل القرآن)

۱؎ أخبرنا أبو طاهر الفقيه، أخبرنا أبو حامد بن بلال، حدثنا أبو الأحوص إسماعيل بن إبراهيم الإسفراييني، حدثنا العباس بن الفضل البصرى، حدثنا السرى بن يحيى، حدثنا شجاع، عن أبى ظبية، عن ابن مسعود، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ سورة الواقعة فى كل ليلة لم تصبه فاقة أبدا ،وكان ابن مسعود يأمر بناته يقرأن بها كل ليلة "وكذا رواه يونس بن بكير، عن السرى(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۲۲۶۹)

۲؎ قال ابن حجر:هذا حديث غريب، أخرجه عبد الله بن وهب فى جامعه عن السرى بن يحيى، عن أبى شجاع.وأخرجه أبو بكر بن أبى داود وعلى بن سعيد العسكرى، كلاهما فى كتاب ثواب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوربعض روایات میں یہ مضمون تھوڑے بہت اضافہ کے ساتھ آیا ہے، مگران روایات کوبعض

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

القرآن .من طريق ابن وهب .وأخرجه الحارث بن أبي أسامة وأبو يعلى الموصلي في مسنديهما، وابن السني في عمل اليوم والليلة، والبيهقي في الشعب، وابن عبد البر في التمهيد، وابن مردويه، والثعلبي في التفسير، كلهم بأسانيد تدور على السرى بن يحيى.

واختلفوا على شيخه كما اختلف على عمرو بن الربيع بن طارق، فقال بعضهم :عن شجاع، وبعضهم :عن أبي شجاع، والثاني هو المعتمد .وجوز أبو الحسن بن القطان في بيان ما في الأحكام أنه سعيد بن يزيد الإسكندراني، وهو الذي رجح عندي بعد البحث الشديد .واختلفوا في ضبط شيخه، فعند الأكثر بفتح الطاء المهملة وسكون الياء التحتانية بعدها موحدة مفتوحة، وضبطه البيهقي بالمعجمة وتقديم الموحدة، والأول المعتمد، وهو عيسى بن سليمان الجرجاني كما جزم به ابن أبي حاتم.

ونقل ابن الجوزي عن الإمام أحمد أنه سئل عن أبي شجاع، وأبي طيبة في هذا الحديث فقال :لا أعرفهما .ووها ابن الجوزي هذا الحديث كذلك .وأما البيهقي فقال :أبو ظبيبة شيخ مجهول، فالحديث عنده ضعيف لذلك .والذي يترجح أن ضعفه بسبب الانقطاع، فإن أبا طيبة الجرجاني لم يدرك ابن مسعود، وأقل ما بينهما راويان، فيكون السند معضلاً .ولم أجد لهذا المتن شاهداً إلا شيئاً أخرجه أبو عبيد .وبهذا السند إلى أبي عبيد ثنا حسان بن عبد الله عن سليمان التيمي قال: قالت عائشة رضي الله عنها للنساء :لا يعجز إحداكن أن تقرأ سورة الواقعة .وهذا مع كونه موقوفاً منقطع السند، والله أعلم(نتائج الافكار ، ج۳ص ۲۶۳،۲۶۴، فصل :اعلم أن قراءة القرآن آكد الأذكار كما قدمنا، فينبغي المداومة عليها الخ، المجلس ۲۸۲)

وقال الالباني:من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبدا ."

ضعيف.أخرجه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده ۱۷۸ -من زوائده وابن السني في "عمل اليوم والليلة "(رقم ۶۷۴وابن لال في "حديثه ۱/۱۱۶ وابن بشران في "الأمالي ۱/۳۸/۲۰ والبيهقي في "الشعب "وغيرهم من طريق أبي شجاع عن أبي طيبة عن ابن مسعود مرفوعا ، وهذا سند ضعيف.

قال الذهبي :أبو شجاع نكرة لا يعرف، عن أبي طيبة، ومن أبو طيبة؟ عن ابن مسعود بهذا الحديث مرفوعا.

وقد أشار بهذا الكلام إلى أن أبا طيبة نكرة لا يعرف، وصرح في ترجمته بأنه مجهول.ثم إن في سند الحديث اضطرابا من وجوه ثلاثة بينها الحافظ ابن حجر في "اللسان "في ترجمة أبي شجاع هذا فليراجعه من شاء.وفي "فيض القدير "للمناوي :وقال الزيلعي تبعا لجمع :هو معلول من وجوه: أحدها :الانقطاع كما بينه الدارقطني وغيره .الثاني :نكارة متنه كما ذكره أحمد .الثالث :ضعف رواته كما قاله ابن الجوزي .الرابع :اضطرابه، وقد أجمع على ضعفه أحمد وأبو حاتم وابنه والدارقطني والبيهقي وغيرهم .وقال المناوي في التيسير والحديث منكر(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۸۹)

حضرات نے شدید ضعیف اور بعض نے موضوع و بے اصل قرار دیا ہے۔ [1]

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے رات میں سورہ دخان پڑھی، تو وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہوں گے۔ [2]

مگر اس حدیث کو محدثین نے منکر اور شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] قال الفتنی: ابن عباس رفعه "من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم يصبه فاقة أبدا ومن قرأ فی كل ليلة لا أقسم بيوم القيامة لقی الله يوم القيامة وجهه فی صورة القمر ليلة البدر "فيه أحمد اليمامی كذاب.

أنس رفعه "من قرأ سورة الواقعة وتعلمها لم يكتب من الغافلين ولم يفتقر هو وأهل بيته، ومن قرأ والفجر وليال العشر غفر له "فی ليال العشر فيه عبد القدوس ابن حبيب متروک(تذكرة الموضوعات للفتنی، ج ۱ ص ۷۸،باب فضل القرآن والنظر فيه والسور وتعلم الصبی التسمية ورفع ورقتها الخ)

وقال الالبانی: "من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم تصبه فاقة أبدا، ومن قرأ كل ليلة (لا أقسم بيوم القيامة) لقی الله يوم القيامة ووجهه فی صورة القمر ليلة البدر ."

موضوع.رواه الديلمی من طريق أحمد بن عمر اليمامی بسنده إلی ابن عباس رفعه .ذكره السيوطی فی "ذيل الأحاديث الموضوعة ۱۷۷ وقال :أحمد اليمامی كذاب ".

من قرأ سورة الواقعة وتعلمها لم يكتب من الغافلين، ولم يفتقر هو وأهل بيته ."موضوع.أورده السيوطی فی "ذيل الأحاديث الموضوعة ۲۷۷ من رواية أبی الشيخ بسنده عن عبد القدوس بن حبيب عن الحسن عن أنس رفعه.وقال السيوطی :عبد القدوس بن حبيب متروک.قلت :وقال عبد الرزاق :ما رأيت ابن المبارک يفصح بقوله :كذاب إلا لعبد القدوس وقد صرح ابن حبان بأنه كان يضع الحديث(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۹۰،و ۲۹۱)

[2] حدثنا سفيان بن وكيع قال :حدثنا زيد بن حباب، عن عمر بن أبی خثعم، عن يحيی بن أبی كثير، عن أبی سلمة، عن أبی هريرة، قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :من قرأ حم الدخان فی ليلة أصبح يستغفر له سبعون ألف ملک (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۸۸۸)

[3] قال الترمذی:هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه .وعمر بن أبی خثعم يضعف قال محمد :وهو منكر الحديث.

وقال الفتنی:فيه عمرو بن راشد يضع قلت أخرجه الترمذی وابن ماجه وليس هو ابن راشد بل عمرو بن أبی خثعم ولم يجرح بكذب فلا يدفع حديثه(تذكرة الموضوعات للفتنی، ج ۱ ص ۷۹، باب فضل القرآن والنظر فيه والسور وتعلم الصبی التسمية الخ)

وقال الزيلعی:ورواه البيهقی فی شعب الإيمان فی الباب التاسع عشر وقال عمر بن أبی خثعم منكر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سوتے وقت کی ایک مسنون دعاء

حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کوسونے کے وقت اپنے بستر پر آتے، تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْیَا

ترجمہ: اے اللہ آپ کے نام سے ہی میں فوت ہوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں (بخاری) [1]

سوتے وقت کی دوسری مسنون دعاء

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث انتهى وكذلك رواه ابن عدى فى الكامل وأعله بعمر بن عبد الله بن أبى خثعم وقال إنه منكر الحديث

وبهذا السند رواه الثعلبى ومن طريقه رواه البغوى

وقال ابن حبان فى كتاب الضعفاء عمر بن أبى راشد اليمامى وهو الذى يقال له عمر بن عبد الله بن أبى خثعم كان يروى الموضوعات عن الثقات لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل القدح وأسند عن ابن معين انه قال فيه ليس بشىء (تخريج الأحاديث والآثار الواقعة فى تفسير الكشاف للزمخشرى، تحت رقم الحديث ۱۱۸۰)

[1] عن حذيفة رضى الله عنه، قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول :اللهم باسمک أموت وأحيا وإذا استيقظ قال :الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۱۴، باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن)

عن حذيفة، قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام قال :باسمک اللهم أموت وأحيا وإذا استيقظ من منامه قال :الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۲۴)

عن أبى ذر رضى الله عنه، قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل قال :اللهم باسمک أموت وأحيا فإذا استيقظ قال :الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۲۵، باب ما يقول إذا أصبح)

اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بناتے (یعنی اپنے سَر کے نیچے رکھتے) پھر یہ دعاء پڑھتے کہ:

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ، عِبَادَکَ.

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچالیجئے، اُس (قیامت کے) دن کہ جس دن آپ اپنے بندوں کو (زندہ کرکے) اُٹھائیں گے (ترمذی) [1]

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

سوتے وقت کی تیسری مسنون دعاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تھے، تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَکَفَانَا وَآوَانَا، فَکَمْ مِّمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، اور ہماری کفایت (وحفاظت) فرمائی، اور ہمیں (ضرورت پوری کرنے اور شَر سے بچنے کا) ٹھکانہ عطا فرمایا، پس کتنے لوگ ایسے ہیں، جن کے لئے نہ (ضرورت پوری کرنے

---

[1] عن البراء بن عازب، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوسد يمينه عند المنام، ثم يقول :رب قنى عذابك يوم تبعث عبادك :هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۹)

[2] عن حذيفة بن اليمان :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن ينام وضع يده تحت رأسه، ثم قال :اللهم قنى عذابك يوم تجمع -أو تبعث- عبادك :هذا حديث حسن صحيح (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۸)

عن عبد الله، أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه وضع يده -يعنى اليمنى- تحت خده، ثم قال :قنى عذابك يوم تبعث -أو تجمع عبادك (ابن ماجة، رقم الحديث ۳۸۷۷)

عن حفصة، زوج النبى صلى الله عليه وسلم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خده ثم يقول :اللهم قنى عذابك يوم تبعث، عبادك ثلاث مرار (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۴۵)

اور شر سے بچنے کے لئے) کفایت کا سامان ہے، اور نہ (آرام پانے کے لئے) ٹھکانہ کی جگہ ہے (مسلم) [1]

سوتے وقت کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص لیٹنا چاہے، تو وہ دائیں کروٹ پر لیٹے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبِّیْ بِکَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ، وَبِکَ أَرْفَعُہٗ، إِنْ أَمْسَکْتَ نَفْسِیْ، فَاغْفِرْ لَھَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ.

ترجمہ: آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اے اللہ! میرے رب، آپ کے حکم سے میں نے اپنی پیشانی کو (لیٹنے اور سونے کے لئے) رکھ دیا ہے، اور آپ کے حکم سے ہی میں اس کو اُٹھاؤں گا، اگر آپ نے میری جان کو روکے رکھا (یعنی مجھے اسی حال میں موت دے دی) تو آپ میرے نفس کی مغفرت فرما دیجئے، اور اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا، تو آپ اس کی اس طرح حفاظت فرمائیے، جس طرح آپ اپنے نیک صالح بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں (مسلم، بخاری) [2]

---

[1] عن أنس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان إذا أوى إلى فراشه، قال: الحمد لله الذى أطعمنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكم ممن لا كافى له ولا مؤوى (مسلم، رقم الحديث ٢٧١٥ "٦٤")

[2] عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال " :إذا أوى أحدكم إلى فراشه، فليأخذ داخلة إزاره، فلينفض بها فراشه، وليسم الله، فإنه لا يعلم ما خلفه بعده على فراشه، فإذا أراد أن يضطجع، فليضطجع على شقه الأيمن، وليقل :سبحانك اللهم ربى بك وضعت جنبى، وبك أرفعه، إن أمسكت نفسى، فاغفر لها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين (مسلم، رقم الحديث ٢٧١٤"٦٤"، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، بخارى، رقم الحديث ٦٣٢٠)

سوتے وقت کی پانچویں مسنون دعاء

حضرت ابوازہرانماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعاء کرتے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِءْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى.

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور میرے شیطان کو دُور کر دیجیے اور میرے رہن (یعنی قرض یا بندوں کے حقوق) کو چھڑا دیجیے اور میرے میزانِ عمل کو وزنی فرما دیجئے، اور مجھے (آخرت کے) بلند مقام پر پہنچا دیجئے (طحاوی؛ ابوداؤد، طبرانی) [1]

سوتے وقت کی چھٹی مسنون دعاء

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] عن أبی الأزهر الأنماری، أن رسول الله علیه السلام كان إذا أخذ مضجعه من اللیل قال " :بسم الله وضعت جنبی اللهم اغفر ذنبی وأخسء شیطانی وفک رهانی وثقل میزانی واجعلنی فی الندی الأعلی "قیل له :هذا عندنا والله أعلم كان رسول الله علیه السلام قبل إسلام شیطانه فلما أسلم استحال أن یكون صلی الله علیه وسلم یدعو الله فیه بذلک مع إسلامه الذی هو علیه (شرح مشكل الآثار، رقم الحدیث ۱۱۲، واللفظ لهٗ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۵۴؛ المعجم الكبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۵۹؛ الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۲۶۴؛ مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۴۳۵؛ مستدرک حاكم، رقم الحدیث ۱۹۸۲، وغیره)

قال الحاكم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه.

وقال الحافظ العسقلانی: وروینا بالإسناد الحسن فی سنن أبی داود، عن أبی الأزهری، ویقال :أبو زهیر الأنماری رضی الله عنه؛ أن رسول الله صلی الله علیه وسلم كان إذا أخذ مضجعه من اللیل قال):(باسم الله وضعت جنبی، اللهم اغفر ذنبی .وأخسء شیطانی، وفک رهانی، واجعلنی فی الندی الأعلی (نتائج الافكار، ج۳، ص ۵۹، باب :ما یقول إذا أراد النوم واضطجع علی فراشه)

کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو، پھر اگر تم اس رات میں فوت ہو گئے تو فطرت (یعنی اسلام) پر فوت ہو گے، اور اگر صبح تک حیات رہے، تو (عظیم) اجر پاؤ گے، وہ دعاء یہ ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِیْ إِلَیْکَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ إِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِیْ إِلَیْکَ، وَأَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ إِلَیْکَ، رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً إِلَیْکَ، لاَ مَلْجَأً وَلاَ مَنْجَأً مِنکَ إِلَّا إِلَیْکَ، آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے کو آپ کے سپرد کردیا، اور میں نے اپنی توجہ کو آپ کی طرف کردیا، اور اپنے معاملے کو آپ کے سپرد کردیا، اور اپنی پیٹھ کو آپ کے حوالے کردیا، آپ کی طرف رغبت اور خوف کے ساتھ، نہ تو کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ کوئی نجات پانے کی جگہ ہے، سوائے آپ کے، میں آپ کی اس کتاب پر ایمان لایا، جو آپ نے نازل کی ہے (یعنی قرآن مجید) اور آپ کے اس نبی پر بھی ایمان لایا، جو آپ نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں) بھیجا ہے (بخاری، مسلم)

بعض روایات میں تھوڑے بہت الفاظ کا فرق پایا جاتا ہے۔ [1]

سوتے وقت کی ساتویں مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرماتے تھے کہ

---

[1] عن سعد بن عبيدة، حدثنى البراء بن عازب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال " :إذا أخذت مضجعک، فتوضأ وضوءک للصلاة، ثم اضطجع على شقک الأيمن، ثم قل :اللهم إنى أسلمت وجهى إليک، وفوضت أمرى إليک، وألجأت ظهرى إليک رغبة ورهبة إليک، لا ملجأ ولا منجا منک إلا إليک، آمنت بکتابک الذى أنزلت، وبنبيک الذى أرسلت، واجعلهن من آخر کلامک، فإن مت من ليلتک، مت وأنت على الفطرة قال :فرددتهن لأستذکرهن فقلت :آمنت برسولک الذى أرسلت، قال " :قل :آمنت بنبيک الذى أرسلت (مسلم، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، بخارى، رقم الحديث ۲۴۷، باب فضل من بات على الوضوء)

جب ہم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے کہ:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْإِنْجِیْلِ، أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَأَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے رب! اور ہر چیز کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات اور انجیل (اور قرآن) کو نازل کرنے والے، میں آپ کے ذریعہ سے ہر زمین پر چلنے والی چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں، جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے، آپ ہی اول ہیں، پس آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی آخر ہیں، پس آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، مجھ سے دَین (وقرض) کو ادا کردیجئے (اور اُتار دیجئے) اور مجھ سے فقروفاقہ کو دُور کردیجئے (طبرانی، مسلم) [1]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّماوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْإِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ، أَنْتَ

---

[1] عن سهيل بن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة، رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول إذا أوى إلى فراشه :اللهم رب السماوات ورب الأرض ورب كل شىء ، فالق الحب والنوى، منزل التوراة والإنجيل، أعوذ بک من شر كل دابة أنت آخذ بناصيتها، أنت الأول فليس قبلک شىء ، وأنت الآخر فليس بعدک شىء ، اقض عنى الدين وأغننى من الفقر (الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ۲۶۱، واللفظ لهٔ، مسلم، رقم الحديث ۲۷۱۳"۶۱")

الْأَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ لَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ لَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ لَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ.

ترجمہ: اے اللہ! سات آسمانوں کے رب! اور عرشِ عظیم کے رب! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب!، تورات اور انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں آپ کے ذریعہ سے ہر زمین پر چلنے والی چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں، جس کی پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے، آپ ہی اول ہیں، آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی آخر ہیں، آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی ظاہر (وغالب) ہیں، اور آپ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی باطن ہیں، اور آپ کے وَرے (اور پیچھے) کوئی چیز نہیں، آپ ہم سے دَین (وقرض) کو ادا کردیجئے (اور اُتار دیجئے) اور ہم سے فقر وفاقہ کو دُور کردیجئے (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد) [1]

سوتے وقت تسبیحِ فاطمی پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يدعو عند النوم ": اللهم رب السماوات السبع، ورب العرش العظيم، ربنا ورب كل شيء، منزل التوراة والإنجيل والقرآن، فالق الحب والنوى، لا إله إلا أنت، أعوذ بك من شر كل شيء أنت آخذ بناصيته، أنت الأول ليس قبلك شيء، وأنت الآخر ليس بعدك شيء، وأنت الظاهر ليس فوقك شيء، وأنت الباطن ليس دونك شيء، اقض عنا الدين، وأغننا من الفقر (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۲۴۷، واللفظ لهٗ، ترمذي، رقم الحديث ۳۴۰۰، أبوداؤد، رقم الحديث ۵۰۵۱)

قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.

وفي حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

کہ:

وَإِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ أَوْ مَضْجَعِهٖ سَبَّحَ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِيْنَ، وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَّثَلاَثِيْنَ، فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ (سنن النسائي، رقم الحديث ۱۳۴۸)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے، اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے تو یہ زبان پر ایک سو (کلمات) بن گئے اور اعمال نامہ میں ایک ہزار (کلمات) بن گئے (نسائی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کو سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے، اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھنے اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین فرمائی، اور اس عمل کو دنیا میں خادم (وملازم) کے حاصل ہونے سے بہتر قرار دیا (بخاری) [1]

ملحوظ رہے کہ کئی احادیث میں مذکورہ تسبیحات کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے، خلاصہ اس پوری بحث کا یہ ہے کہ کئی احادیث میں رات کو سوتے وقت ذکر کرنے، مختلف سورتیں اور دعائیں پڑھنے کا ذکر آیا ہے، جن کو یا ان میں سے کسی بھی سورت ودعاء کو پڑھ لینا عظیم فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

---

[1] حدثنا علي، أن فاطمة عليهما السلام أتت النبي صلى الله عليه وسلم تشكو إليه ما تلقى في يدها من الرحى، وبلغها أنه جاءه رقيق، فلم تصادفه، فذكرت ذلك لعائشة، فلما جاء أخبرته عائشة، قال: فجاءنا وقد أخذنا مضاجعنا، فذهبنا نقوم، فقال: على مكانكما فجاء فقعد بيني وبينها، حتى وجدت برد قدميه على بطني، فقال: ألا أدلكما على خير مما سألتما؟ إذا أخذتما مضاجعكما -أو أويتما إلى فراشكما- فسبحا ثلاثا وثلاثين، واحمدا ثلاثا وثلاثين، وكبرا أربعا وثلاثين، فهو خير لكما من خادم (بخارى، رقم الحديث ۵۳۶۱)

بے خوابی،بدخوابی اور گھبراہٹ پر مسنون اذکار پڑھنا

بے خوابی یعنی نیند نہ آنا، یا بدخوابی یعنی بُرے اور ڈراؤنے خواب نظر آنا، یا نیند میں گھبرا کر اُٹھ جانا، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے نتیجہ میں انسان کا چین وسکون متاثر ہوتا ہے، اور انسان سخت بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور آج کے دور میں اس طرح کی شکایات بہت عام ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں ایسی حالتوں میں مسنون اور پاکیزہ دعائیں اوراذکارذکر کیے گئے ہیں، جن کو پڑھنے کے نتیجہ میں مذکورہ شکایات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

آگے اس طرح کے اذکار اور دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وحشت،بے خوابی وبدخوابی کی ایک مسنون دعاء

حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ قَـالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰـهِ، إِنِّـيْ أَجِدُ وَحْشَةً ، قَـالَ:إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ:أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ .وَعِقَابِهٖ، وَشَرِّ عِبَـادِهٖ، وَمِـنْ هَـمَـزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ، فَإِنَّهٗ لَا يُضَرُّكَ، وَبِالْحَرِيِّ أَنْ لَّا يَقْرَبَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٥٧٣) [1]

ترجمہ:انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے(نیند کے وقت)وحشت (وگھبراہٹ)محسوس ہوتی ہے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر(سونے کے لئے)آئیں،تو آپ یہ کلمات کہہ لیا کریں کہ:

أَعُوْذُ بِكَـلِـمَـاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ .وَعِقَابِهٖ، وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث محتمل للتحسين بشواهده.

هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل،مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب وسزا سے،اوراس کے بندوں کے شر سے اورشیاطین کے وسوسوں سے اوراس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں“

تو آپ کو(شیطان، جنات، جادو وغیرہ کی شکل میں) کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی بلکہ تمہارے قریب بھی نہیں آئے گی (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے اس طرح کی دعاء نیند میں گھبراہٹ کے وقت بھی مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ:أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهٖ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو یہ کلمات پڑھ لے کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل،مکمل کلمات کے ذریعہ سے اس کے غضب سے اور اس کے عقاب وسزا سے،اوراس کے بندوں کے شر سے اورشیاطین کے وسوسوں سے

[1] رقم الحديث ۳۵۲۸، مسند احمد، رقم الحديث ۶۶۹۶.
قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب.
وفی حاشية مسند احمد: حديث محتمل للتحسين.

اوراس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں‘‘

تواس کو ہرگز کوئی ضرراورنقصان نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعاء سکھایا کرتے تھے، اور جو سمجھدار نہ ہوتے تھے ان کے لیے ایک کاغذ میں لکھ کر گلے میں ڈال دیا کرتے تھے(ترمذی)

اس روایت سے قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے تعویز بنانے اور گلے میں ڈالنے کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

جَـاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا إِلَيْهِ أَهَاوِيْلَ يَرَاهَا فِـي الْـمَـنَامِ، فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّـامَّةِ مِـنْ غَـضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [1]

---

[1] ج ا، ص ١٧١، باب ما يقول من ابتلى بالأهوال يراها فى منامه.

فى حاشية مسند احمد: وهو عند ابن السنى(٧٥٥)من حديث خالد بن الوليد، رواه من طريق مسدد، عن سفيان بن عيينة، عن أيوب بن موسى، عن محمد بن يحيى بن حبان، أن خالد بن الوليد، وهذا منقطع أيضاً.

وهو فى "الموطأ٢/٩٥٠"عن يحيى بن سعيد، أنه قال :بلغنى أن خالد بن الوليد قال لرسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إنى أروع فى منامى ...وآخر عند ابن السنى (٧٤٧)عن محمد بن عبد الله بن غيلان، عن أبى هشام الرفاعى، عن وكيع بن الجراح، عن سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال : جاء رجل إلى النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فشكا إليه أهاويل يراها فى المنام، فقال له النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..وأبو هشام الرفاعى -واسمه محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة مختلف فيه، قال ابنُ معين والعجلى وسلمة بن قاسم :لا بأس به .وقال البرقانى :ثقة، أمرنى الدارقطنى أن أخرج حديثه فى إلصحيح، واحتج به مسلم، وضعفه البخارى وأبو حاتم والحكم أبو أحمد والنسائى، وباقى رجاله ثقات (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ٢٢٩٦)

وقال الالبانى: وجملة القول :أن الحديث بهذا الشاهد حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٦٤)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیند میں پریشان کُن چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو یہ دعاء پڑھ لیا کریں کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل الیوم واللیلہ)

حضرت محمد بن محمد بن یحییٰ بن حبان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَرَّقُ -أَوْ أَصَابَهٗ أَرَقٌ- فَشَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّتَعَوَّذَ عِنْدَ مَنَامِهٖ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [1]

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نیند نہیں آتی تھی، یا اُن کی نیند اُچٹ گئی تھی، تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو نیند کے وقت ان کلمات کی تعلیم دی کہ:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ، وَمِنْ غَضَبِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (ابن سنی)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ دعاء بے خوابی، نیند کے اُچاٹ ہونے اور بدخوابی کی وجہ سے گھبراہٹ میں بھی مسنون اور مفید ہے۔

---

[1] ج ۱، ص۶۷۷، واللفظ لهٗ؛ المطالب العاليه للعسقلانى، رقم الحديث ۳۴۸۷.

قال ابن حجر: هذا حديث مرسل، محمد بن يحيى تابعى (نتائج الافكار، ج۳ص۱۰۹، باب :ما يقول إذا قلق فى فراشه فلم ينم)

وقال الالبانى: أخرجه ابن السنى أيضا (رقم ۷۳۶)، ورجاله ثقات غير شيخه على بن محمد ابن عامر فلم أعرفه .لكن يشهد له حديث محمد بن إسحاق عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۶۴)

اوراگرچھوٹے بچےکوان چیزوں کی شکایت ہو،تواس دعاءکولکھ کربچے کے گلے میں ڈال دینا مفید ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے مذکورہ مفہوم کی دعاء کاحکم فرمایاہے۔

چنانچہ سورہ مؤمنون میں اللہ تعالیٰ کاارشادہے کہ:

رَبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ. وَأَعُوْذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنِ (سورة المؤمنون، رقم الآيات، ۹۷، و۹۸)

ترجمہ: (اور یہ دعاء کیجئے کہ) اے میرے ربّ! میں شیطانوں کے وسوسوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، اوراے میرے رب! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں (سورہ مؤمنون)

خواب یانیند میں سخت گھبراہٹ سے نجات کی دعاء

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَفْزَعُ بِاللَّيْلِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّيْ أَفْزَعُ بِاللَّيْلِ فَآخُذُ سَيْفِيْ، فَلَا أَلْقَى شَيْئًا إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيَ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى. فَقَالَ: قُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ ، فَقَالَهَا، فَذَهَبَتْ عَنْهُ (المعجم الاوسط للطبرانی)[1]

---

[1] رقم الحديث ۵۴۱۵.

قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن هشام بن حسان إلا المغيرة بن مسلم، تفرد به: شبابة.

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه زكريا بن يحيى بن أيوب الضرير المدائنی، ولم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں رات کے وقت گھبرا جاتا تھا، تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور میں نے عرض کیا کہ میں رات کے وقت میں گھبرا جاتا ہوں، پھر میں اپنی تلوار کو پکڑتا ہوں، تو میں جس چیز کو بھی پاتا ہوں، اس کو اپنی تلوار سے مارتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھلا دوں، جو مجھے روح الامین (یعنی جبریلِ امین) نے سکھلائے ہیں، تو میں نے عرض کیا کہ بے شک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ دعاء پڑھا کیجئے کہ:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمٰنُ.

”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل، مکمل کلمات کے ذریعہ سے کہ اُن سے نہ تو کوئی متقی آگے بڑھ سکتا، اور نہ کوئی گناہ گار، اُن چیزوں کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں، اور جو آسمان پر چڑھتی ہیں، اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے، اور ہر رات کو آنے والی چیز سے، مگر وہ رات کو آنے والی چیز جو خیر کو لے کر آئے، اے رحمٰن“

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٠٦٥، باب ما يقول إذا أرق أو فزع)
وقال الالبانی: وقال ":لم يرو هذا الحديث عن هشام بن حسان إلا المغيرة بن مسلم، تفرد به شبابة ."قلت :وهو ثقة حافظ محتج به فی "الصحيحين "، وكذا من فوقه، فإنهم ثقات من رجال " التهذيب "إن كان شيخ هشام بن حسان (جبيرا) فإن اسمه غير واضح فی النسخة المصورة، ويمكن أن يقرأ (حميد) ، ولكل من الاحتمالين ما يرجحه، فـ (جبير) - وهو ابن نفير -له رواية عن خالد بن الوليد عند أبی داود، و (حميد) - وهو ابن هلال -روى عنه هشام بن حسان عند مسلم وأبی داود كما فی "تهذيب المزی "، وسواء كان هذا أو ذاک فهو ثقة، لكن يحتمل أن (حطم) ، وهو "شيخ "كما فی "ثقات ابن حبان ۴/۱۹۳ "ولعله أراده الهيثمی بقوله١٠/١٢٦ "رواه الطبرانی فی "الأوسط "، وفيه زكريا بن يحيی بن أيوب الضرير المدائنی، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات ."قلت :قد عرفه الخطيب حين ترجمه برواية جمع من الحفاظ عنه كما تقدم بيانه فی الحديث الذی قبله، فالسند حسن علی الاحتمال المذكور، لاسيما وله طريق أخرى من رواية المسيب بن واضح (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٧٣٨)

توحضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات پڑھے،تو آپ کی وہ گھبراہٹ وبےچینی دُور ہوگئی (طبرانی)

اس طرح کاواقعہ اورسندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

بےخوابی اورنیند کے اُچاٹ ہونے کی ایک اوردعاء

حضرت ابنِ سابط رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَصَابَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَرَقٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِذَا قُلْتَهُنَّ نِمْتَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ، وَمَا أَظَلَّتْ ، وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ، وَمَا أَضَلَّتْ،

---

[1] عن أبي العالية، عن خالد بن الوليد، أنه شكى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :إني أجد فزعا بالليل فقال " :ألا أعلمك كلمات علمنيهن جبريل عليه السلام وزعم أن عفريتا من الجن يكيدني قال :أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر، ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وما يعرج فيها، ومن شر ما ذرأ في الأرض وما يخرج منها، ومن شر فتن الليل وفتن النهار، ومن شر طوارق الليل والنهار إلا طارقا يطرق بخير يا رحمان (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۸۳۸)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه المسيب بن واضح وقد وثقه غير واحد، وضعفه جماعة، وكذلك الحسن بن علي المعمري، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۰۶۶، باب ما يقول إذا أرق أو فزع)

وقال الالباني: قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات غير المسيب هذا، فهو ضعيف، لكن ضعفه من قبل حفظه، فيمكن الاستشهاد به، وبخاصة أنه قد توبع، فرواه البيهقي في "الدلائل 7) "96/) من طريق حفصة بنت سيرين عن أبي العالية به .ورجاله ثقات غير شيخه وشيخ شيخه "أبو حامد أحمد بن أبي العباس الزوزني :حدثنا أبو بكر محمد بن خنب !)) " فإني لم أعرفهما.

ولبعضه شاهد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۸)

عن قتادة عن أبي رافع أن خالد بن الوليد جاء إلى النبي صلى الله عليه و سلم فشكا إليه وحشة يجدها فقال له ألا أعلمك ما علمني الروح الأمين جبريل قال لي إن عفريتا من الجن يكيدك فإذا أويت إلى فراشك فقل أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الأرض ومن شر ما يخرج منها ومن شر طوارق الليل والنهار ومن شر كل طارق يطرق إلا طارقا يطرق بخير يا رحمان (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۹۸۳۱)

كُنْ لِّيْ جَارِيْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ يَبْغِيْ، عَزَّ جَارُكَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۰۲۳۹)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نیند اُچاٹ ہوگئی، تو اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں کہ جب آپ اُن کو پڑھ لیں گے، تو آپ کو نیند آ جائے گی، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ ، وَمَا أَظَلَّتْ ، وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ ، وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ ، وَمَا أَضَلَّتْ ، كُنْ لِيْ جَارِيْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا أَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ ، أَوْ يَبْغِيْ ، عَزَّ جَارُكَ ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

’’اے اللہ! آسمانوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ کیا ہوا ہے، اور زمینوں کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو زمینوں نے اُٹھایا ہوا ہے، اور شیاطین کے رب، اور اُن چیزوں کے رب جن کو شیاطین گمراہ کرتے ہیں، آپ میرے معاون اور محافظ بن جایئے، اپنی تمام مخلوق کے شر سے، کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے، یا ظلم کرے، آپ کا تعاون اور حفاظت عزیز ترین ہے، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں‘‘ (ابن ابی شیبہ)

اس دعاء کو تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] عن ابن سابط، عن خالد بن الوليد، قال :كنت آرق من الليل، فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم " :ألا أعلمك كلمات إذا قلتهن نمت؟، قل :اللهم رب السماوات وما أظلت ورب الأرضين وما أقلت ورب الشياطين وما أضلت كن لي جارا من شر جميع الجن والإنس، وأن يفرط على أحد منهم أو أن يؤذيني عز جارك وجل ثناؤك ولا إله غيرك (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۸۳۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن میں سے بعض کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن عبد الرحمن بن سابط، عن خالد بن الوليد، أنه أصابه أرق ,فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم " :ألا أعلمک كلمات إذا قلتهن نمت؟ قل :اللهم رب السماوات السبع وما أظلت ,ورب الأرضين السبع وما أقلت ,ورب الشياطين وما أضلت ,كن لي جارا من شر خلقک جميعا؛ أن يفرط على أحد منهم أو أن يطغى ,عز جارک ,ولا إله غيرک "لم يروه عن مسعر إلا شعيب بن إسحاق تفرد به ابن بنت شرحبيل (المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ۹۸۴)

عن عبد الرحمن بن سابط قال :أصاب خالد بن الوليد أرق ,فقال النبي صلى الله عليه وسلم :ألا أعلمک كلمات إذا قلتهن نمت؟ قال :بلى يا رسول الله .قال :قل :اللهم رب السموات السبع وما أظلت، والأرضين السبع وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لي جارا من شر خلقک جميعا كلهم، أن يفرط على أحد منهم، أو يبغى، عز جارک، وجل ثناؤک، ولا إله غيرک (الدعاء للضبى، رقم الحديث ۱۲۶)

ل قال الهيثمي:رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد الرحمن بن سابط لم يسمع من خالد بن الوليد. ورواه في الكبير بسند ضعيف بنحوه، وقال " :كن لي جارا من جميع الجن والإنس أن يفرط على أحد منهم، وأن لا يؤذيني، عز جارک، وجل ثناؤک، ولا إله غيرک(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث۱۷۰۶۳،باب ما يقول إذا أرق أو فزع)

وقال ابن حجر:هذا مرسل صحيح الإسناد، وكأنه الذى أشار إليه الترمذى.

وابن سابط اسمه عبد الرحمن، وقيل :اسم أبيه عبد الله فنسب إلى جده، وسابط هو ابن أبى حميصة صحابى جمحى مكى، وعبد الرحمن تابعى صغير.

ورواه شعيب بن إسحاق، عن مسعر، وزاد فى السند.

قرأت على فاطمة بنت المنجا عن سليمان بن حمزة قال :أنا الحافظ ضياء الدين المقدسى، أنا الإمام أبو الفتوح العجلى قال :أتنا أم إبراهيم الأصبهانية، قالت :أنا محمد بن عبد الله الضبى، أنا الطبرانى، ثنا أبو عامر محمد بن إبراهيم الصورى النحوى، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا شعيب بن إسحاق، ثنا مسعر، ثنا علقمة بن مرثد، عن عبد الرحمن بن سابط، عن خالد بن الوليد رضى الله عنه :أنه أصابه أرق، فذكر الحديث بتمامة.

قال الطبرانى :لم يروه عن مسعر إلا شعيب بن إسحاق، تفرد به سليمان بن عبد الرحمن.

قلت :أما تفرد سليمان عن شعيب فمسلم، وأما الحصر فى شعيب فمردود، فقد رواه محمد بن جابر اليمامى عن مسعر كما قال شعيب.

قرأت على فاطمة بنت عبد الهادى عن محمد بن عبد الحميد، أنا إسماعيل بن عبد القوى، أتنا فاطمة بنت سعد الخير قالت :أتنا فاطمة الجوزذانية، قالت :أنا أبو بكر بن ريذة، أنا الطبرانى، ثنا الحسين بن إسحاق، ثنا محمد بن زنبور ثنا محمد بن جابر، ثنا مسعر، فذكر مثل سياق شعيب فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بُرا خواب نظر آنے پر اس کے ضرر سے بچنے کی دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ وناپسندیدہ (گھبراہٹ یا خوف پیدا کرنے والا) خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوتھو کردے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السند، وفی المتن بمعناه.

هكذا أورده الطبرانی فی المعجم الكبير فی مسند خالد بن الوليد، ولم يخرج السند مع ذلك عن الانقطاع، وأن (لأن) عبد الرحمن لم يدرك خالداً والله أعلم(نتائج الافكار، ج۳ص۱۱۵، ۱۱۶، باب :ما يقول إذا قلق فی فراشه فلم ينم، المجلس ۲۴۴)

عن سليمان بن بريدة، عن أبيه، قال :شكا خالد بن الوليد المخزومی إلى النبی صلى الله عليه وسلم، فقال :يا رسول الله ما أنام الليل من الأرق، فقال النبی صلى الله عليه وسلم " :إذا أويت إلى فراشک فقل :اللهم رب السموات السبع وما أظلت، ورب الأرضين وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لی جارا من شر خلقک كلهم جميعا أن يفرط علی أحد منهم أو أن يبغی، عز جارک، وجل ثناؤک، ولا إله غيرک، ولا إله إلا أنت ."هذا حديث ليس إسناده بالقوی والحكم بن ظهير قد ترک حديثه بعض أهل الحديث ويروى هذا الحديثؤژچغ ش عن النبی صلى الله عليه وسلم مرسلا من غير هذا الوجه (ترمذی، رقم الحديث ۳۵۲۳)

قال ابن حجر:قلت :الحكم المذكور قال البخاری :متروک الحديث.

وكذا قال أبو حاتم وأبو زرعة والنسائی.

وقال ابن معين وابن نمير :ليس بثقة.

وقال ابن حبان :يروی الموضوعات عن الثقات .انتهى(نتائج الافكار، ج۳ص۱۱۴،باب :ما يقول إذا قلق فی فراشه فلم ينم،المجلس ،المجلس ۲۴۴)

أرق :الأرق :السهر .وقد أرقت، بالكسر، أی سهرت، وكذلک ائترقت على افتعلت، فأنا أرق. التهذيب :الأرق ذهاب النوم بالليل، وفی المحكم :ذهاب النوم لعلة(لسان العرب،ج۱۰،ص۴)

اللہ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

تین مرتبہ شیطان سے پناہ چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ:

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ"

پڑھ لے، جس کے نتیجہ میں اس برے اور ڈراؤنے خواب سے اس کو کوئی بھی ضرر نہ ہوگا۔[1]

خلاصہ یہ کہ بے خوابی، بدخوابی اور گھبراہٹ و بے چینی وغیر جیسی شکایات کے موقع پر کئی مسنون اذکار احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں، جن سے مذکورہ شکایات کا بفضلہٖ تعالیٰ ازالہ ہوجاتا ہے، اور مذکورہ شکایات دور ہوجاتی ہیں، جن کے لئے آج کل دنیا میں مہنگے ترین علاج معالجے بھی بعض اوقات مفید ثابت نہیں ہوتے۔

سوتے ہوئے کروٹ لیتے وقت کی مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَضَوَّرَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٥٥٣٠)[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو کروٹ لیتے تھے، تو یہ کہتے تھے کہ:

لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ.

---

[1] عن أبی سعيد الخدری، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول :إذا رأى أحدكم الرؤيا يحبها، فإنها من الله، فليحمد الله عليها وليحدث بها، وإذا رأى غير ذلک مما يكره، فإنما هی من الشيطان، فليستعذ من شرها، ولا يذكرها لأحد، فإنها لن تضره (بخاری، رقم الحديث ٧٠٤٥، باب إذا رأى ما يكره فلا يخبر بها ولا يذكرها)

[2] فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، قہار ہے، آسمانوں اور زمین، اور ان کے درمیان والی چیزوں کا رب ہے، زبردست، طاقت والا، انتہائی مغفرت کرنے والا ہے (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت، کروٹ بدلنے پر مذکورہ دعاء کا پڑھنا سنت ہے۔ [1]

رات کو اُٹھ کر پیشاب یا قضائے حاجت کرنا

رات کو سونے کے لئے بستر پر جانے، یا سو جانے کے بعد اگر قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہو، تو اس سے فراغت حاصل کر لینے کا احادیث وسنت سے ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ (مسلم، رقم الحديث ۲۰ ''۳۰۴'')

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اُٹھے، پھر قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (مسلم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَخَلَ الْخَلَاءَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ، ثُمَّ نَامَ (ابن ماجه، رقم الحديث ۵۰۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں اُٹھے، پھر بیت الخلاء تشریف لے گئے، قضائے حاجت فرمائی، پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، پھر سو گئے (ابنِ ماجہ)

---

[1] (كان إذا تضور من الليل) بالتشديد أى تلوى وتقلب ظهرا لبطن (قال لا إله إلا الله الواحد القهار رب السماوات والأرض وما بينهما العزيز الغفار،
(ن) فى عمل اليوم والليلة (ك) فى باب الدعاء (وكذا ابن حبان) كلهم عن عائشة وقال الحاكم: على شرطهما وأقره الذهبى وقال الحافظ العراقى فى أماليه: حديث صحيح (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۶۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت اگر پیشاب یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے، تو اُٹھ کر قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ فراغت کے بعد وضو کرلیا جائے، یا کم از کم ہاتھ اور چہرے کو دھولیا جائے، اگرچہ اس کے بغیر سونے میں بھی گناہ نہیں۔ ؎1

سونے والے کمرہ میں پیشاب کرنا

حضرت امیمہ بنتِ رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ، يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ (ابوداؤد) ؎2

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا، جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا، جس میں آپ رات کے وقت (بوقتِ ضرورت) پیشاب کرلیا کرتے تھے (ابوداؤد)

حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ، وَلَقَدْ دَعَا بِطَسْتٍ، فَبَالَ فِيْهِ، وَإِنَّهٗ لَعَلٰى صَدْرِيْ،

؎1 يعنى أنه بال وغسل وجهه ويديه فنام على طهارة، ومعلوم أن النبى صلى الله عليه وسلم كان ينام على طهارة؛ لأنه بعد ما قام وبال حصل منه أن غسل وجهه ويديه، ومعنى ذلك أن هذا شىء من الطهارة أو شىء من النظافة، وإن كان الحديث فيه اختصار فيكون معناه أنه حصل منه الحد الأدنى من الطهارة الذى هو غسل وجهه ويديه (شرح سنن ابى داوٗد للعباد، ما جاء فى النوم على طهارة، شرح حديث أن رسول الله قام من الليل فقضى حاجته فغسل وجهه ويديه ثم نام)

؎2 رقم الحديث ۲۴، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۹۳.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد وسنة غريبة وأميمة بنت رقيقة صحابية مشهورة مخرج حديثها فى الوحدان للأئمة، ولم يخرجاه .

وقال الذهبى: صحيح.

فَانْخَنَثَ، فَمَاتَ، وَمَا أَشْعُرُ بِهِ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات سے پہلے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا تھا، جس میں آپ نے (بیماری وکمزوری کے باعث) پیشاب کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ پر تھے، تو آپ ایک طرف کو لڑھک گئے، اور آپ کی موت واقع ہوگئی، اور مجھے اس کا شعور بھی نہیں ہوسکا (ابن حبان)

بعض صحابۂ کرام سے بھی بوقتِ ضرورت کسی برتن (پوٹ وغیرہ) میں پیشاب کرنا ثابت ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت (مثلاً کمزوری، بیماری، سردی یا دشمن کے خوف وغیرہ) کی وجہ سے اپنے رہائشی کمرے کے اندر کسی برتن یا پوٹ وغیرہ میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٦٠٣، ذكر الخبر المدحض قول من زعم أن المصطفى صلى الله عليه وسلم أوصى إلى على بن أبى طالب رضى الله عنه فى علته.
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] حدثنا غوث بن سليمان بن زياد المصرى، قال :حدثنا أبى، قال :دخلنا على عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدى فى يوم جمعة، فدعا بطست، وقال للجارية :استرينى، فسترته، فبال فيه، ثم قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى أن يبول أحدكم مستقبل القبلة (ابن حبان، رقم الحديث ١٤١٩)
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.
سعيد بن أبى بردة ، قال :رأيت أبا وائل جالسا فى مسجد البيت ، ثم دعا بطست فبال فيها(مصنف ابن ابى شيبة،رقم الحديث ١٨٥٨، فى الرجل يبول فى بيته الذى هو فيه)
عن سلمان أبى شداد ، قال :كان أبو رافع مولى النبى صلى الله عليه وسلم يأمرنى أن أناوله المبولة ، وهو على فراشه فيبول فيها(ايضاً، رقم الحديث ١٨٥٧)

[3] (وعن أميمة) : بضم الهمزة وسكون الياء تحتها نقطتان (بنت رقيقة) : أخت خديجة بنت خويلد، كذا فى جامع الأصول وفى التقريب بالتصغير فيهما، واسم أبيها عبد الله، صحابية .وذكر ابن الملك أنها عمة النبى -صلى الله عليه وسلم -من أمها .وقال المصنف :رقيقة بضم الراء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ صبح ہونے کے بعد بلاضرورت پیشاب کو اسی طرح وہاں چھوڑے رکھنا مناسب نہیں۔

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا يُنْقَعُ بَوْلٌ فِيْ طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ بَوْلٌ يُنْقَعُ، وَلَا تَبُوْلَنَّ فِيْ مُغْتَسَلِكَ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: گھر کے اندر برتن میں پیشاب ڈال کر نہ رکھا جائے، کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب موجود ہو، اور آپ اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کریں (طبرانی)

اور روایات میں بھی اس طرح کے مضامین کا ذکر آیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفتح القافين وسكون الياء تحتها نقطتان (قالت :كان للنبى -صلى الله عليه وسلم -قدح من عيدان) : فى الأزهار أى :من عود من العيدان لا أنه مركب من عيدان، كذا ذكره الأبهرى .وقال ميرك :وقع فى نسخ المصابيح والمشكاة بكسر العين المهملة، وفسره الشراح بأنه جمع عود وهو الخشب قال الطيبى :وإنما جمعه اعتبارا للأجزاء كبرمة أعشار اهـ .والصواب الذى عليه المحققون أنها عيدان بفتح العين المهملة .قال الشيخ مجد الدين الفيروزابادى فى كتابه القاموس: العيدان بالفتح طوال النخل واحده عيدانه بالهاء منها كان قدح يبول فيه النبى -صلى الله عليه وسلم -وكذا صححه صاحب تخريج المصابيح بالفتح أيضا والله أعلم اهـ .(تحت سريره) أى موضوع تحته، وفيه أن النوم على السرير لا ينافى الزهد، لكنه كان يكتفى عليه بأدنى فرش، ولقد ثنى له فرشه ليلة فأمر ببسطه وقال :منعنى أو كان يمنعنى لينه من القيام لوردى (يبول فيه بالليل رفقا بنفسه أن يتعبها فى القيام لذلك وتعليما لأمته، وذلك لأنهم إذا فعلوه تجنبوا به دخول الأخلية فى الليل، فإنها محل الشياطين، وضررهم بالليل أكثر منه بالنهار(مرقاة المفاتيح، ج ا ص ۳۸۸،باب آداب الخلاء)

[1] رقم الحديث ۲۰۷۷.

قال الطبرانی: لا يروى عن ابن يزيد إلا بهذا الإسناد، تفرد به :يحيى بن عباد (المعجم الاوسط)

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، ج ا ص ۲۰۴، باب ما نهى عن التخلى فيه)

و قال الالبانى:وبذلک يتبين أن السند صحيح.لما عرفت من أن من فوقه من الرواة ثقات(سلسلة الاحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۲۵۱۶)

[2] عن بكر بن ماعز ، عن ابن بريدة ، يحسبه عن أبيه ، قال :لا تبول فى طست فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن کے پیشِ نظر محدثین نے فرمایا کہ اگر چہ بوقتِ ضرورت کمرے کے اندر کسی برتن وغیرہ میں پیشاب کرنا جائز ہے، لیکن اس کو دن نکلنے تک بلا ضرورت اسی طرح چھوڑے رکھنا مناسب نہیں ہے، بلکہ اس کو صبح ہونے پر کسی مناسب جگہ انڈیل دینا چاہیے۔

اور اگر رہائشی کمرے میں کوئی گُھرایا نالی وغیرہ ہو، تو بوقتِ ضرورت وہاں پیشاب کرنے کے بعد اس پر اچھے طریقے سے پانی بہا دینا کافی ہوگا۔

اور اگر کمرے کے متصل کوئی باقاعدہ بیتُ الخلاء بنا ہوا ہو، جس کا راستہ اندر سے ہو (جس کو آج کل اٹیچ باتھ کہا جاتا ہے) تو اس میں قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر قضائے حاجت کے بعد اس میں پانی بہا دینا چاہیے، اور ممکنہ حد تک کمرے کی طرف والے دروازے کو بند رکھنا چاہیے، تا کہ پیشاب کی بو وغیرہ سے حفاظت رہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بیت تصلی فیه ، ولا تبل فی مغتسلک(ایضاً رقم الحدیث ۱۸۵۵)

عن ابن عمر ، قال :لا تدخل الملائکة بیتا فیه بول(ایضاً ، رقم الحدیث ۱۸۵۶)

عن أشعث ، قال :سألت ابن سیرین عن الرجل یبول فی بیته الذی یصلی فیه ؟ فکرهه ، وسألت الحسن ، فقال :نعم ، ولا یترکه(ایضاً، رقم الحدیث ۱۸۵۴)

[1] (کان له قدح من عیدان) بفتح العین المهملة وسکون التحتیة ودال مهملة جمع عیدانة وهی النخلة السحوق المتجردة والمراد هنا نوع من الخشب و کان یجعل (تحت سریره) أی موضوع تحت سریره قال ابن القیم :وکان یسمی الصادر قال الراغب :والسریر مأخوذ من السرور لأنه فی الغالب لأولی النعمة قال :وسریر المیت تشبیه به فی الصورة وللتفاؤل بالسرور (یبول فیه باللیل) تمامه کما عند الطبرانی بسند قال الهیثمی :رجاله رجال الصحیح فقام وطلبه فلم یجده فسأل فقالوا :شربته برة خادم أم سلمة التی قدمت معها من أرض الحبشة فقال :لقد احتظرت من النار بحظار اه .قیل وذا الخبر لا یعارضه خبر الطبرانی أیضا فی الأوسط بإسناد قال الولی العراقی :جید لا ینقع بول فی طست فی البیت فإن الملائکة لا تدخل بیتا فیه بول لأن المراد بانقاعه طول مکثه وما فی الإناء لا یطول مکثه بل تریقه الخدم عن قرب ثم یعاد تحت السریر لما یحدث والظاهر کما قاله الولی العراقی أن هذا کان قبل اتخاذ الکنف فی البیوت فإنه لا یمکنه التباعد باللیل للمشقة أما بعد اتخاذها فکان یقضی حاجته فیها لیلا ونهارا وأخذ من تخصیص البول أنه کان لا یفعل الغائط فیه لغلظه بالنسبة للبول ولکثافته وکراهة ریحه واللیل أنه کان لا یبول فیه نهارا وفیه حل اتخاذ السریر وأنه لا ینافی التواضع لمسیس الحاجة إلیه سیما الحجاز لحرارته وحل القدح من خشب النخل ولا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سوتے ہوئے پسینہ آنا

سوتے ہوئے معمول کے مطابق پسینہ کا آنا کوئی بُری چیز نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سوتے وقت پسینہ آیا کرتا تھا۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلٰى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِيْ بَيْتِهَا، فَتَأْتِيْ فَتَجِدُهٗ نَائِمًا، وَكَانَ صَلَّى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ينافيه ما مر من حديث أكرموا عمتكم النخلة لأن المراد بإكرامها سقيها وتلقيحها كما تقدم فإذا انفصل منها شيء وعمل إناء أو غيره زال عنه اسم النخلة فلم يؤمر بإكرامه وأما الجواب بأن بوله فيه ليس إهانة بل تشريفا فغير قويم لاقتضائه اختصاص الجواز به ولا كذلك وفيه حل البول فى إناء فى البيت الذى هو فيه ليلا بلا كراهة حيث لم يطل مكثه فيه كما تقرر أما نهارا فهو خلاف الأولى حيث لا عذر لأن الليل محل الأعذار بخلاف النهار وبول الرجل بقرب أهل بيته للحاجة قيل وحل الاستنجاء بغير ماء إذ لو استنجى به فى القدح لعاد رشاشه عليه وقطع النخل للحاجة انتهى. وهما ممنوعان أما الأول فلوضوح جواز كونه استنجى بالماء خارج القدح فى إناء آخر أو فى أرض ترابية ونحوها وأما الثانى فلا يلزم كون القدح إنما يصنع من نخل مقطوع بل المتبادر أنه من الساقط لنحو هبوب ريح أو ضعف وفيه مشروعية الصناعات ونحو ذلك مما لا يتم المعاش إلا به <فائدة> قال ابن قتيبة: كان سريره خشبات مشدودة بالليف بيعت فى زمن بنى أمية فاشتراها رجل بأربعة آلاف درهم

(د ن) فى الطهارة (ك) وصححه وكذا ابن حبان فى صحيحه كلهم من حديث ابن جريج عن حكيمة (عن) أمها (أميمة بنت رقيقة) وحكيمة وأميمة ورقيقة بضم أولهن وفتح ثانيهن وتخفيفهن ورقيقة بقافين بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى أخت خديجة أم المؤمنين وقيل بنت أبى ضبعى بن هاشم بن عبد مناف أم مخرمة بن نوفل وأميمة بنتها نسبت هنا إلى أمها واسم أبيها عبد وقيل عبد الله بن بجار بباء موحدة مكسورة ثم جيم قرشية تميمية ويقال أمية بنت أبى النجار بنون وجيم وراء وقيل هما اثنتان قال عبد الحق عن الدارقطنى: هذا هو الحديث ملحق بالصحيح جار مجرى مصححات الشيخين وتعقبه ابن القطان بأن الدارقطنى لم يقض فيه بصحة ولا ضعف والخبر متوقف الصحة على العلم بحال الراوية فإن ثبتت ثقتها صحت روايتها وهى لم تثبت انتهى وفى اقتفاء السنن هذا الحديث لم يضعفوه وهو ضعيف ففيه حكيمة وفيها جهالة فإنه لم يرو عنها إلا ابن جريج ولم يذكرها ابن حبان فى الثقات انتهى. ونوزع بما فيه طول والتوسط ما جزم به النووى من أنه حسن(فيض القدير، رقم الحديث،٦٨٥٨،حرف الكاف)

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ ذَفَّ عَرَقًا ، فَتَأْخُذُ عَرَقَهُ بِقُطْنَةٍ فِيْ قَارُوْرَةٍ فَتَجْعَلُهُ فِيْ سُكِّهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۴۰۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی رضاعی خالہ) حضرت اُمِ سلیم کے گھر میں تشریف لاتے تھے، پھراُن کے بستر پرسوجایا کرتے تھے،اوراُمِ سلیم گھر پر نہ ہوتی تھیں، پھر حضرت اُمِ سلیم آتی تھیں،اورآپ کوسویا ہوا پاتی تھیں،اوررسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے،تو آپ کو بہت پسینہ آتا تھا، پھر حضرت اُمِ سلیم آپ کے پسینہ کوروئی سے جذب کرکےایک شیشی میں جمع کرلیتی تھیں، پھر اس کواپنی خوشبو میں شامل کرلیا کرتی تھیں (مسند احمد)

پسینہ سے جلد کے مسامات کُھل جاتے ہیں،اورجسم کے مُضر اجزاء اورفضلات باہر خارج ہوجاتے ہیں،اورنبی صلی اللہ علیہ وسلم کوسوتے ہوئے کثرت سے پسینہ آتا تھا،اس لئے سوتے ہوئےجسم سے پسینہ کا خارج ہونا سنت کے مطابق ہے،اورطبی اعتبار سے بھی مفید ہے۔

آج کل بہت سےلوگ اورخاص کرشہری لوگ گرمی برداشت کرنے کےعادی نہیں رہے،اور وہ ائیرکنڈیشن یا پنکھے میں رہنے کے عادی ہیں،اوراس کے بغیر بہت سےلوگوں کونیند بھی نہیں آتی،جس کی وجہ سےجسم سے پسینہ کی شکل میں فضلات خارج ہونے کے کم مواقع میسرآتے ہیں،جس کے نتیجہ میں جسم میں مضرپانی کےاثرات باقی رہ کر بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

مرد کامرد کےساتھ اورعورت کاعورت کےساتھ لیٹنا

اسلامی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد،مرد کےساتھ اورعورت،عورت کےساتھ اس طرح نہ لیٹے،کہ درمیان میں کپڑاوغیرہ حائل نہ ہو۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِى الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

(مسلم، رقم الحديث ۳۳۸ "۷۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی، دوسرے آدمی کے ستر (یعنی پردہ والی جگہ) کو نہ دیکھے (جو کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے) اور نہ ایک عورت، دوسری عورت کے ستر (یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ) کو دیکھے، اور نہ ایک آدمی، دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے، اور نہ ایک عورت، دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ دو مرد حضرات، یا دو خواتین کو ایک کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں اس طرح لیٹنا جائز نہیں کہ ایک دوسرے کے جسم کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ ہو، یعنی ان کا جسم ننگا ہو۔

البتہ اگر درمیان میں کپڑا حائل ہو، مثلاً لباس پہن رکھا ہو، تو پھر ایک کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں لیٹنا گناہ تو نہیں، لیکن بلا ضرورت مناسب نہیں۔

اور اگر دونوں الگ الگ کپڑے (لحاف یا کمبل، چادر وغیرہ) میں لیٹیں، تو پھر کوئی حرج نہیں۔ [1]

---

[1] المضاجعة من ضاجع الرجل امرأته :إذا نام معها فى شعار واحد، وهو ضجيعها وهى ضجيعته.

ولا يخرج استعمال الفقهاء لكلمة المضاجعة عن المعنى اللغوى.

أحكام المضاجعة:

مضاجعة الرجل الرجل، والمرأة المرأة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بچوں کوایک ساتھ لٹانا

اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جب بچے سمجھدار ہوجائیں، تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لٹایا جائے، کیونکہ اس میں کئی فتنے لازم آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلَاۃِ، إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَّاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا، إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا، وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۶۸۹) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذهب الحنفية إلى أنه لا يجوز للرجل مضاجعة الرجل فى ثوب واحد متجردين لا حاجز بينهما، لقول الرسول صلى الله عليه وسلم :لا يفضى الرجل إلى الرجل فى ثوب واحد، ولا تفضى المرأة إلى المرأة فى الثوب الواحد، وأما إن كان بينهما حائل فيكره تنزيها.

وفصل المالكية الكلام على المضاجعة.

فقالوا :يحرم تلاصق بالغين بعورتيهما بغير حائل مطلقا، سواء قصدا لذة أو وجداها، أو قصدا ووجدا، أو لا قصدا ولا وجدا، سواء كانت بينهما قرابة أم لا.

قالوا :ويحرم كذلك تلاصق بالغين بعورتيهما ولو كان بحائل :مع قصد لذة، أو وجودها، أو قصد اللذة ووجودها، ولو كان من أحدهما فى الصور الثلاث.

وأما إذا كان تلاصقهما بحائل بدون قصد لذة، وبدون وجودها فيكره .

وكذلك يكره إذا كان تلاصقهما بغير عورتيهما مع غير حائل، إلا لقصد لذة، أو وجدانها فيحرم فيما يظهر.

وأما تلاصق غير عورتيهما بحائل فجائز.

وجاز اجتماع الرجلين أو المرأتين فى كساء واحد وإن لم يكن وسط الكساء حائلا حيث لم ير واحد منهما عورة صاحبه ولا مسها.

وذهب الشافعية إلى أنه يجوز نوم اثنين فأكثر فى فراش واحد أو ثوب واحد، حيث وجد حائل يمنع المماسة للأبدان، ويحرم ذلك مع العرى وإن تباعدا أو اتحد الجنس وكان محرمية كأب وأم، أو وجد صغير لكن مع بلوغ عشر سنين.

وذهب الحنابلة إلى أنه يكره أن يتجرد ذكران أو أنثيان فى إزار أو لحاف ولا ثوب يحجز بينهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج،۳۸،ص ۳۲،و۳۳،ماده،مضاجعة)

[1] فى حاشية مسند احمد:إسناده حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم کرو، جب وہ سات سال کے ہوجائیں، اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں، تو نماز کے لئے ان کو مارو، اوران کے بستر ایک دوسرے سے الگ کردو (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ دس سال کی عمر ہوجانے پر بچوں کے بستر ایک دوسرے سے الگ کردینا چاہئے۔ [1]

اوراس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کئی فقہائے کرام نے فرمایا کہ دس سال کی عمر ہونے پر بچے کا بستر اس کے والد اور والدہ سے بھی الگ کردینا چاہئے۔

البتہ لڑکے کو اس کے والد کے ساتھ اورلڑکی کو اس کی والدہ کے ساتھ سونے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ [2]

---

[1] مضاجعة الصبيان الصبيان: ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يجب التفريق بين الصبيان في المضاجع وهم أبناء عشر، واستدلوا بقوله عليه الصلاة والسلام :وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر ، وقيل :لسبع، وقيل :ليست، سواء كان بين أخوين أو أختين، أو أخ وأخت، أو بينه، وبين أمه وأبيه .

وذهب المالكية في الراجح عندهم إلى أن التفرقة بين الصبيان مندوبة عند العشر، والأقوى عندهم في معنى التفرقة :أنه لا بد أن يكون لكل واحد ثوب، بل فراش مستقل غطاء ووطاء .

وفي قول آخر :تحصل التفرقة ولو بثوب حائل بينهما.

وأما إن لم يبلغوا العشر فلا حرج، لأن طلب الولي بالتفرقة بين الأولاد في المضاجع بعد بلوغ العشر على المعتمد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸، ص ۳۴، ماده، مضاجعة)

[2] مضاجعة الصبيان الكبار: نص الحنفية على أنه يفرق بين الصبيان وبين الرجال والنساء في المضاجع، لأن ذلك يدعو إلى الفتنة ولو بعد حين.

وذكر ابن عابدين نقلا عن البزازية :إذا بلغ الصبي عشرا لا ينام مع أمه وأخته، وامرأة إلا امرأته، وهذا خوفا من الوقوع في المحذور، فإن الولد إذا بلغ عشرا عقل الجماع، ولا ديانة له ترده، فربما وقع على أخته أو أمه، فإن النوم وقت راحة، مهيج للشهوة، وترتفع فيه الثياب عن العورة من الفريقين، فيؤدي إلى المحذور، وإلى المضاجعة المحرمة.

وكذلك لا يترك الصبي ينام مع والديه في فراشهما، لأنه ربما يطلع على ما يقع بينهما، بخلاف ما إذا كان نائما وحده، أو مع أبيه وحده، أو البنت مع أمها وحدها.

ولا يترك أيضا أن ينام مع رجل أو امرأة أجنبيين خوفا من الفتنة، ولا سيما إذا كان صبيحا، فإنه وإن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

طبی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سونا صحت کے لئے فائدہ مند نہیں، اس لئے ایک دوسرے سے دُور ہو کر سونا چاہئے تاکہ ایک دوسرے کے سانس کے مضر اثرات سے محفوظ رہے، قریب قریب مِل کر اور دوسرے کے منہ کے ساتھ منہ ملا کر سونا مضر ہے۔

بحالتِ حیض زوجہ کے ساتھ لیٹنا

زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ لیٹنا جائز ہے، اور اگر زوجہ حیض یا نفاس کی حالت میں ہو، تو بھی بعض شرائط کو ملحوظ رکھ کر زوج کو اپنی زوجہ کے ساتھ لیٹنا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَنْ تَتَّزِرَ، ثُمَّ يُضَاجِعُهَا زَوْجُهَا، وَقَالَ مَرَّةً: يُبَاشِرُهَا (سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٦٨)

ترجمہ: ہم (عورتوں) میں سے جب کوئی عورت حیض سے ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تہہ بند (یعنی چادر) باندھنے کا حکم فرماتے پھر اس کے شوہر کو اس کے ساتھ لیٹنے (اور سونے کی اجازت) دیتے، اور ایک مرتبہ فرمایا کہ اُس کے ساتھ مباشرت (کی اجازت) دیتے (ابوداؤد)

اور حضرت میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لم يحصل في تلك النومة شيء ، فيتعلق به قلب الرجل أو المرأة، فتحصل الفتنة بعد حين، ومن لم يحتط في الأمور يقع في المحذور.

وقال المالكية :إن تلاصق بالغ وغير بالغ بغير حائل فحرام في حق البالغ، مكروه في حق غيره، والكراهة متعلقة بوليه، وأما بحائل فمكروه في حق البالغ إلا لقصد لذة فحرام.

وأما رجل وأنثى فلا شك في حرمة تلاصقهما تحت لحاف واحد ولو بغير عورة، ولو من فوق حائل، لأن الرجل لا يحل له الاختلاط بالأنثى، فضلا عن تلاصقهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج،۳۸،ص ۳۴،مادہ،مضاجعة)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ (مسلم، رقم الحديث ۲۹۴ ”۳“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے ازار (وتہبند) کے اوپر سے مباشرت فرماتے، جبکہ وہ حیض سے ہوتیں (مسلم)

اس قسم کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ حیض ونفاس کی حالت میں زوجہ کے ساتھ لیٹنا اور قضائے شہوت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ زوجہ کے ناف سے لے کر گھٹنوں کے درمیان تک کپڑا حائل ہو۔ [1]

---

[1] مضاجعة الحائض: نص الشافعية على أنه لا يجتنب الزوج مضاجعة زوجته الحائض إذا سترت ما بين السرة والركبة.

قال الشيرازى: هذا متفق عليه، قال: وقد نقل ابن جرير إجماع المسلمين على هذا، ودلائله فى الأحاديث الصحيحة ظاهرة مشهورة، منها قوله صلى الله عليه وسلم: اصنعوا كل شىء إلا النكاح، وقد تظاهرت الأحاديث الصحيحة بمعناه، مع الإجماع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸،ص۳۵،مادہ،مضاجعة)

الاستمتاع بالحائض:

اتفق الفقهاء على حرمة وطء الحائض فى الفرج لقوله تعالى: (فاعتزلوا النساء فى المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن) ولقول النبى صلى الله عليه وسلم: اصنعوا كل شىء إلا النكاح وحكى النووى الإجماع على ذلك، واستثنى الحنابلة من به شبق لا تندفع شهوته بدون الوطء فى الفرج، ويخاف تشقق أنثييه إن لم يطأ، ولا يجد غير الحائض، بأن لا يقدر على مهر امرأة أخرى.

واختلف الفقهاء فى الاستمتاع بما بين السرة والركبة، فذهب جمهور الفقهاء -الحنفية والمالكية والشافعية- إلى حرمة الاستمتاع بما بين السرة والركبة، لحديث عائشة رضى الله عنها قالت: كانت إحدانا إذا كانت حائضا فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يباشرها أمرها أن تتزر ثم يباشرها. قالت: وأيكم يملك إربه كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يملك إربه وعن ميمونة رضى الله عنها نحوه. وفى رواية كان يباشر المرأة من نسائه وهى حائض إذا كان عليها إزار ولأن ما بين السرة والركبة حريم للفرج، ومن يرعى حول الحمى يوشك أن يخالط الحمى.

وقد أجاز الحنفية والشافعية الاستمتاع بما بين السرة والركبة، من وراء حائل.

ومنعه المالكية. كما منع الحنفية النظر إلى ما تحت الإزار، وصرح المالكية والشافعية بجوازه ولو بشهوة.

ونص الحنفية على عدم جواز الاستمتاع بالركبة لاستدلالهم بقوله صلى الله عليه وسلم: ما دون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

زوجہ کے ساتھ شب باشی کرنا

زوج کا اپنی زوجہ کے ساتھ شب باشی کرنا یعنی رات کو زوجہ کے ساتھ مکان میں قیام کرنا بھی عبادت اور باعثِ ثواب ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

أَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِنۡ وُّجۡدِكُمۡ وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَيِّقُوۡا عَلَيۡهِنَّ (سورة الطلاق، رقم الآية ٦)

ترجمہ: تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان عورتوں کو رکھو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ (سورہ طلاق)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہروں کو یہ حکم ہے کہ وہ عورتوں کی رہائش اپنے ساتھ رکھیں، جس میں زوجہ کے ساتھ رات گزارنے کا حکم بھی ضمناً داخل ہے۔

اور یہ حکم اگرچہ مطلقہ عورتوں کی عدت کے ضمن میں بیان ہوا ہے، لیکن طلاق سے پہلے نکاح قائم ہونے کو بدرجۂ اولیٰ یہ حکم شامل ہے۔

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالّٰتِىۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإزار ومحله العورة التى يدخل فيها الركبة .وأجاز المالكية والشافعية الاستمتاع بالسرة والركبة.
وقد ذكر الحنفية والشافعية حكم مباشرة الحائض لزوجها، وقرروا أنه يحرم عليها مباشرتها له بشىء مما بين سرتها وركبتها فى جميع بدنه.
وذهب الحنابلة إلى جواز الاستمتاع من الحائض بما دون الفرج، فله أن يستمتع بما بين السرة والركبة، وهذا من مفردات المذهب.
ويستحب له حينئذ ستر الفرج عند المباشرة، ولا يجب على الصحيح من المذهب، قال فى النكت :وظاهر كلام إمامنا وأصحابنا أنه لا فرق بين أن يأمن على نفسه مواقعة المحظور أو يخاف، وصوب المرداوى أنه إذا لم يأمن على نفسه من ذلک حرم عليه لئلا يكون طريقا إلى مواقعة المحظور (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٨، ص٣٢٣، ٣٢٤، مادة"حيض")

وَاضْرِبُوْهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (سورة النساء، رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: اور جن عوتوں کے بارے میں تمہیں سرکشی کا خوف ہو، تو اُن کو نصیحت کرو، اور اُن کو بستروں میں الگ چھوڑ دو، اور اُن کے ضرب لگاؤ، پھر اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں، تو اُن پر کوئی زیادتی کا راستہ نہ ڈھونڈو، بے شک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان اور سرکش بیویوں کی اصلاح کے بالترتیب تین طریقے بیان فرمائے ہیں، ایک ان کو زبان سے وعظ ونصیحت کرنا کہ اگر ان کی اس طریقہ سے اصلاح ہو جائے، تو ٹھیک ہے، ورنہ پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُن کو اپنے بستروں سے جدا رکھو، اگر اس طریقہ سے اصلاح نہ ہو، تو پھر تیسرا طریقہ یہ بیان فرمایا کہ اُن کو مارو، جس کی احادیث میں یہ تفصیل آئی ہے کہ یہ مجبوری میں آخری درجہ ہے، اور اس میں یہ شرط ہے کہ مار پیٹ کی وجہ سے کوئی زخم نہ آئے، اور جلد پر نشان نہ پڑے، اور نازک عضو پر بھی نہ مارا جائے۔[1]

غرضیکہ بیوی سے ناراض ہونے کی صورت میں بھی اس کے بستر کو تو الگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس کو گھر سے الگ کرنے یا خود گھر سے جدا رہنے کا حکم نہیں دیا گیا، اور جب تنبیہ وفہمائش یا اصلاح کی کوشش میں بھی یہ حکم ہے تو جب اس کی ضرورت نہ ہو، تو اس وقت بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ عام حالات میں شوہر کو کسی اور جگہ کے بجائے بیوی کے ساتھ گھر میں شب باشی اختیار کرنی چاہئے، اور صحیح حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (واللاتي تخافون نشوزهن) عصيانهن لكم بأن ظهرت أمارته (فعظوهن) فخوفوهن الله (واهجروهن في المضاجع) اعتزلوا إلى فراش آخر إن أظهرن النشوز (واضربوهن) ضربا غير مبرح إن لم يرجعن بالهجران (فإن أطعنكم) فيما يراد منهن (فلا تبغوا) تطلبوا (عليهن سبيلا) طريقا إلى ضربهن ظلما (إن الله كان عليا كبيرا) فاحذروه أن يعاقبكم إن ظلمتموهن (تفسير الجلالين، سورة النساء، تحت رقم الآية ۳۴)

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ : أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کھانا کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو یا کماؤ تو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو اور بُرا بھلا مت کہو، اور گھر کے سوا اس سے جدا مت رہو (ابوداؤد)

گھر کے سِوا اُس سے جدا نہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ناراضگی کی بھی نوبت آ جائے، تو بستر سے تو جدائیگی اختیار کرنا ٹھیک ہے، لیکن گھر سے جدائیگی اختیار کرنا ٹھیک نہیں ہے، اور جب ناراضگی میں بھی بستر سے تو الگ رہنے کی اجازت دی گئی، اور گھر سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی گئی، تو رضا وخوشی میں بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ہوگا، جیسا کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے ضمن میں بھی اسی طرح کا حکم گزرا۔ [2]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۲۱۴۲، باب فى حق المرأة على زوجها.

[2] (ولا تهجر إلا فى البيت) : أى :لا تتحول عنها أو لا تحولها إلى دار أخرى لقوله تعالى: (واهجروهن فى المضاجع (مرقاة، كتاب النكاح، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق)

(ولا تهجر) عند النشوز (إلا فى البيت) فاترك مضاجعتها ولا تترك كلامها عند حاجتها (دليل الفالحين، تحت رقم الحديث ۲۷۷۵)

قال أبو داود :حدثنا يزيد بن خالد الهمدانى حدثنا ابن وهب، عَن أبى هانىء ، عَن أبى عبد الرحمن الحبلى عن جابر بن عبد الله قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الفرش فقال فراش للرجل وفراش للمرأة وفراش للضيف والرابع للشيطان.

قال الشيخ :فيه دليل على أن المستحب فى أدب السنة أن يبيت الرجل وحده على فراش وزوجته على فراش آخر ولو كان المستحب لهما أن يبيتا معاً على فراش واحد لكان لا يرخص له فى اتخاذه فراشين لنفسه ولزوجته وهو إنما يحسن له مذهب الاقتصاد والاقتصار على أقل ما تدعو إليه الحاجة والله أعلم(معالم السنن، ج۴ص۲۰۵، كتاب اللباس، باب فى الفرش)

آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا : مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ : كُلْ؟ قَالَ : فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ، قَالَ : فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ، قَالَ : نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ: سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ، فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ : إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ.

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا، تو سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے گئے، تو (حضرت ابودرداء کی بیوی) اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا کو بہت ہی خستہ حال میں دیکھا، سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا (اور بیوی) کی کوئی حاجت نہیں، ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے، تو حضرت سلمان نے اُن کے لئے کھانا تیار کیا، اور فرمایا کہ کھایئے؟ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا، جب تک آپ نہیں کھاؤ گے، تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے (نفلی روزہ توڑ کر کھانا) کھالیا، پھر

[1] رقم الحديث ١٩٦٨، باب من أقسم على أخيه ليفطر في التطوع، ولم ير عليه قضاء إذا كان أوفق له.

جب رات ہوگئی، تو ابودرداء (نماز کے لئے) کھڑے ہوگئے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوجایئے، چنانچہ ابودرداء سوگئے، پھر ابودرداء (نماز کے لئے) کھڑے ہوگئے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوجایئے، پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہوجایئے، چنانچہ دونوں نے (اُٹھ کر) نماز پڑھی، پھر سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کی جان کا بھی آپ پر حق ہے، اور آپ کے گھر والوں (یعنی بیوی) کا بھی آپ پر حق ہے، اس لئے ہر حق والے کو اس کا حق دیجئے، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلمان نے سچ کہا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جب عبادت میں مشغول ہونے کی صورت میں بھی زوجہ کے ساتھ شب باشی کو ترک کرنا پسندیدہ نہیں، تو اس کے بغیر کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے، جب تک کہ کوئی معقول عذر نہ ہو۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلٰى عُمَرَ، فَقَالَتْ : زَوْجِیْ يَقُوْمُ اللَّيْلَ، وَيَصُوْمُ النَّهَارَ . قَالَ : أَفَتَأْمُرِيْنِیْ أَنْ أَمْنَعَهُ قِيَامَ اللَّيْلِ وَصِيَامَ النَّهَارِ؟ فَانْطَلَقَتْ، ثُمَّ عَاوَدَتْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ لَهُ: مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَدَّ عَلَيْهَا مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، فَقَالَ لَهُ كَعْبُ بْنُ سُوْرٍ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ: إِنَّ لَهَا حَقًّا . قَالَ: وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ : أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعًا فَاجْعَلْ لَهَا وَاحِدَةً مِّنَ الْأَرْبَعِ لَهَا فِی كُلِّ أَرْبَعِ لَيَالٍ لَيْلَةً، وَفِیْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا قَالَ : فَدَعَا عُمَرُ زَوْجَهَا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَّبِيْتَ مَعَهَا مِنْ كُلِّ أَرْبَعِ لَيَالٍ لَيْلَةً، وَيُفْطِرَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعَةِ

أَيَّامٍ يَوْمًا (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۸)

ترجمہ: ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، اوراس نے کہا کہ میرا شوہر رات کو عبادت کرتا ہے، اور دن میں روزہ رکھتا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مجھے یہ حکم دیتی ہیں کہ میں انہیں رات کی عبادت اور دن کے روزہ سے منع کروں؟ یہ سن کر وہ عورت چلی گئی، پھر دوبارہ اس عورت نے آ کر یہی کہا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلا جواب ہی دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت کعب بن سور نے عرض کیا کہ اے امیرُ المؤمنین! اس عورت کا حق ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس عورت کا کیا حق ہے؟ تو حضرت کعب نے کہا کہ اللہ نے (ایک وقت میں) مرد کو چار عورتوں سے نکاح حلال کیا ہے (اور ہر عورت کے ساتھ رہنے سہنے میں برابری کا حکم ہے) تو آپ اس عورت کے لئے ہر چار راتوں میں سے ایک رات کا حق دیجئے، اور چار دنوں میں سے ایک دن کا حق دیجئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے شوہر کو بلایا اوراسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہر چار راتوں میں سے ایک رات گزارا کرے، اور ہر چار دنوں میں سے ایک دن (بیوی کی خاطر) روزہ چھوڑا کرے (عبدالرزاق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مختلف سندوں سے مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن الثوری عن جابر ومالک بن مغول عن الشعبی قال جاء ت امرأة إلى عمر فقالت زوجی خير الناس يقوم الليل ويصوم النهار فقال عمر لقد احسنت الثناء على زوجک فقال كعب بن سور لقد اشتكت فأعرضت الشكية فقال عمر اخرج مما قلت قال أرى أن تنزله بمنزلة رجل له اربع نسوة له ثلاثة أيام ولياليهن ولها يوم وليلة (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۶)

عن بن عيينة عن زكريا بن ابى زائدة عن الشعبى قال أتت امرأة عمر فقالت يا أمير المؤمنين زوجى خير الناس يصوم النهار ويقوم الليل والله إنى لأكره أن أشكوه وهو يعمل بطاعة الله عز و جل والسلام عليكم ورحمة الله فقال كعب بن سور ما رأيت كاليوم شكوى أشد ولا عدوى أجمل فقال عمر ما تقول قال تزعم أنه ليس لها من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن میں سے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کی اس رائے کی تعریف وتوصیف فرمائی تھی، اور اُن کو اس کی وجہ سے بصرہ کا قاضی مقرر فرما دیا تھا۔ [1]

اور یہ واقعہ مختلف سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے مستند ہے۔ [1]

اور امام عبدالرزاق نے حضرت امام ثوری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

زوجها نصيب قال فإذا فهمت ذلک فاقض بينهما قال يا أمير المؤمنين أحل الله من النساء مثنى وثلاث ورباع فلها من كل أربعة ايام يوم يفطر ويقيم عندها ومن كل أربع ليال ليلة يبيت عندها (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۷)

عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرني ابن أبي لبيد عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أن امرأة جاء ت عمر فقالت زوجي رجل صدق يقوم الليل ويصوم النهار ولا أصبر على ذلک قال فدعاه فقال لها من كل أربعة أيام يوم وفي كل أربع ليال ليلة (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۲۵۸۹)

[1] أن كعب بن سور كان جالساً عند عُمَر بْن الخطاب فجاء ت امرأة، فقالت :يا أمير المؤمنين :ما رأيت رجلاً قط أفضل من زوجي إنه ليبيت ليله قائماً، ويظل نهاره صائماً في اليوم الحار، ما يفطر، فاستغفر لها، وأثنى عليها، وقال :مثلک أثنى الخير، وقاله :واستحيت المرأة، فقامت راجعة، فَقَالَ :كعب :يا أمير المؤمنين، هلا أعديت المرأة على زوجها، إذ جاء تک تستعديک ؟قال :أو ذاک أرادت ؟قال :نعم فردت؛ فقال :لا بأس بالحق أن تقوليه؛ إن هَذَا زعم أنک جئت تشتكين زوجک :أنه يجتنب فراشک؛ قالت :أجل إني امرأة شابة، وإني أتتبع ما يتتبع النِّسَاء ، فأرسل إِلَى زوجها فجاء ه؛ فَقَالَ :لكعب :اقض بينهما، فإنک فهمت من أمرهما ما لم أفهمه؛ فَقَالَ :كعب :أمير المؤمنين أحق أن يقضي بينهما؛ فَقَالَ :عزمت عليک لتقضين بينهما؛ قال :فإني أرى كأنها امرأة عليها ثلاث نسوة؛ هي رابعتهن، فأقضي له بثلاثة أيام ولياليهن، يتعَبَّد فيهن، ولها يوم وليلة؛ فَقَالَ عُمَرُ :والله ما رأيک الأول بأعجب من الآخر، اذهب فأنت قاض على أهل البصرة (أخبار القضاة، لأبي بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ حَيَّانَ بْنِ صَدَقَةَ الضَّبِّيّ البَغْدَادِيّ ,المُلَقَّب بـ"وَكِيع، ج ۱، ص۲۷۵، و۲۷۶)

[1] وبالجملة فأوجه الخبر مرسلة ، بعضد بعضها بعضاً ، وبعض من أرسله أدرک كعب بن سور القاضي .والله أعلم (التكميل لما تخريجه من إرواء الغليل، لصالح بن عبد العزيز بن محمد، ج ۱، ص۱۰۳)

كعب بن سور الأزدي .قاضي البصرة، وليها لعمر وعثمان .وكان من نبلاء الرجال وعلمائهم .قتل يوم الجمل، قام يعظ الناس ويذكرهم، فجاء ه سهم غرب، فقتله -رحمه الله تعالى(سير أعلام النبلاء ، ج۳،ص ۵۲۵)

عَنِ الثَّوْرِيِّ فِي الْمَرْأَةِ تَشْكُوْ زَوْجَهَا أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا قَالَ: لَهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَلَهَا يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ١٢٥٨٥)

ترجمہ: امام ثوری نے اس عورت کے بارے میں کہ جس نے اپنے شوہر کے بارے میں یہ شکایت کی تھی کہ وہ اس کے پاس نہیں آتا،فرمایا کہ مرد کو تین دن (بیوی سے الگ رہنے) کا اختیار ہے،اور (ہر تین دن کے بعد) ایک دن ایک رات عورت کا حق ہے (عبدالرزاق)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوہر کا بیوی کے ساتھ شب باشی کرنا بھی بیوی کے حقوق میں داخل ہے،اور مناسب یہ ہے کہ جب تک کوئی معقول عذر نہ ہوتو کم از کم ہر چار راتوں میں سے ایک رات عورت کے پاس گزارا کرے۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا اپنی ازواج کے ساتھ رات گزارنا اور سفر میں جانے کی صورت میں اُن کو ساتھ لے کر جانا بھی ثابت ہے،اور یہ بھی زوجہ کے حقوق میں داخل ہے،جس سے زوجہ کے ساتھ شب باشی کے عبادت ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

مذکورہ اور اس جیسے بعض دوسرے دلائل کے پیشِ نظر شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ رہنے سہنے کے عبادت اور مستحب ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں،اور اس پر فقہائے کرام کا اتفاق ہے۔

البتہ شوہر کو بیوی کے پاس رات گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شوہر کو بیوی کے ساتھ رات گزارنا واجب ہے،البتہ حنفیہ کے نزدیک ہر رات گزارنا واجب نہیں، بلکہ کبھی کبھی رات گزارنا واجب ہے، بشرطیکہ بیوی کو

---

[1] من حق الزوج على زوجته السفر والانتقال بها من بلد إلى بلد؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه كانوا يسافرون بنسائهم.

واشترط الحنفية للسفر بالزوجة أن يكون الزوج مأمونا عليها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٠، ص١٢٦، السفر بالزوجة، مادة "عشرة")

معطّل چھوڑنا لازم نہ آئے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت کے مطابق جب تک کوئی معقول عذر نہ ہو، چار راتوں میں سے ایک رات عورت کے پاس گزارنا واجب ہے۔ [1]

اورحنابلہ کے نزدیک بہرحال چار راتوں میں سے ایک رات بیوی کے پاس گزارنا واجب ہے، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

اور مالکیہ اورشافعیہ کے نزدیک شوہر کو بیوی کے پاس رات گزارنا واجب تو نہیں، البتہ سنت ومستحب ہے، بشرطیکہ بیوی کو معطل چھوڑ دینا لازم نہ آئے۔ [2]

---

[1] اختلف الفقهاء فی وجوب بيات الزوج عند زوجته.
فذهب الحنفية والحنابلة إلى أنه يجب على الزوج أن يبيت عند زوجته، واختلفوا فی تقديره، فذهب الحنفية إلى عدم تقديره وإنما يجب على الزوج البيات عند زوجته أحيانا من غير توقيت.
قال ابن عابدين :وإذا تشاغل الزوج عن زوجته بالعبادة أو غيرها فظاهر المذهب أنه لا يتعين مقدار بل يؤمر أن يبيت معها ويصحبها أحيانا من غير توقيت، واختار الطحاوی أن لها يوما وليلة من كل أربع ليال وباقيها له؛ لأن له أن يسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، وإن كانت الزوجة أمة فلها يوم وليلة من كل سبع، وهذه رواية الحسن عن أبی حنيفة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٠،ص١٢٨ و ١٢٩ ،مادة " عشرة "البيات عند الزوجة)
فأما إذا لم تكن له إلا امرأة واحدة فتشاغل عنها بالعبادة أو السراری، اختار الطحاوی رواية الحسن عن أبی حنيفة أن لها يوما وليلة من كل أربع ليال، وباقيها له، لأن له أن يسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، أما إن كانت الزوجة أمة فلها يوم وليلة فی كل سبع، وظاهر المذهب أن لا يتعين مقدار بل يؤمر أن يبيت معها ويصحبها أحيانا من غير توقيت(مرقاة ، كتاب النكاح، باب القسم، الفصل الاول)
(قوله ويؤمر المتعبد إلخ) فی الفتح :فأما إذا لم يكن له إلا امرأة واحدة فتشاغل عنها بالعبادة أو السراری اختار الطحاوی رواية الحسن عن أبی حنيفة أن لها يوما وليلة من كل أربع ليال وباقيها له لأن له أن يسقط حقها فی الثلاث بتزوج ثلاث حرائر، وإن كانت الزوجة أمة فلها يوم وليلة فی كل سبع .وظاهر المذهب أن لا يتعين مقدار لأن القسم معنى نسبی وإيجابه طلب إيجاده وهو يتوقف على وجود المنتسبين فلا يطلب قبل تصوره، بل يؤمر أن يبيت معها ويصحبها أحيانا من غير توقيت .اهـ. ونقل فی النهر عن البدائع أن ما رواه الحسن هو قول الإمام أولا ثم رجع عنه وأنه ليس بشیء (رد المحتار على الدر المختار، ج٣، ص٢٠٣، كتاب النكاح، باب القسم بين الزوجات)
[2] فصل: ويجب قسم الابتداء ، ومعناه أنه إذا كانت له امرأة، لزمه المبيت عندها ليلة من كل أربع ليال، ما لم يكن عذر، وإن كان له نساء فلكل واحدة منهن ليلة من كل أربع .وبه قال الثوری،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک سے زیادہ بیویوں کی شب باشی میں برابری کرنا

مذکورہ حکم تو اس وقت تھا، جبکہ کسی شخص کے نکاح میں صرف ایک بیوی ہو، اور اگر کسی کے نکاح

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأبو ثور(المغنى لابن قدامة، ج۷،ص۳۰۳،فصل قسم الابتداء بين الزوجات)

وذهب الحنابلة إلى أنه يجب على الزوج أن يبيت فى مضجع زوجته الحرة ليلة من كل أربع ليال، لما روى كعب بن سوار أنه كان جالسا عند عمر بن الخطاب فجاء ت امرأة فقالت :يا أمير المؤمنين ما رأيت رجلا قط أفضل من زوجى، والله إنه ليبيت ليله قائما ويظل نهاره صائما، فاستغفر لها وأثنى عليها، واستحيت المرأة وقامت راجعة، فقال :يا أمير المؤمنين هلا أعديت المرأة على زوجها؟ فقال :ما ذاك؟ فقال :إنها جاء ت تشكوه إذا كان هذا حاله فى العبادة متى يتفرغ لها؟ فبعث عمر إلى زوجها وقال لكعب اقض بينهما؛ فإنك فهمت من أمرهما ما لم أفهمه، قال :فإنى أرى أنها امرأة عليها ثلاث نسوة وهى رابعتهن فاقض له بثلاثة أيام ولياليهن يتعبد فيهن ولها يوم وليلة، وهذه قضية اشتهرت ولم تنكر فكانت كالإجماع، يؤيده قول النبى صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن عمرو بن العاص :إن لجسدك عليك حقا، وإن لعينك عليك حقا، وإن لزوجك عليك حقا. وقال القاضى وابن عقيل :يلزمه من البيتوتة ما يزول معه ضر الوحشة، ويحصل منه الأنس المقصود بالزوجية بلا توقيت فيجتهد الحاكم، وصوب المرداوى هذا القول، ومحل الوجوب إذا طلبت الزوجة منه ذلك؛ لأن الحق لها فلا يجب بدون الطلب.

وذهب المالكية والشافعية إلى أنه لا يجب على الزوج البيات عند زوجته، وإنما يسن له ذلك.

وصرح الشافعية بأن أدنى درجات السنة فى البيات ليلة فى كل أربع ليال، اعتبارا بمن له أربع زوجات. واستظهر ابن عرفة من المالكية وجوب البيات عندها، أو يحضر لها مؤنسة؛ لأن تركها وحدها ضرر بها لا سيما إذا كان المحل يتوقع منه الفساد والخوف من اللصوص(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۰،ص۱۲۸ و ۱۲۹،مادة " عشرة "البيات عند الزوجة)

(فلا حق) فيه على الزوج (للواحدة و) لكن (يستحب أن لا يعطلها) بأن يبيت عندها ويحصنها لأنه من المعاشرة بالمعروف .(وأقله) أى ما يحصل به عدم التعطيل (ليلة من أربع) اعتبارا بمن له أربع زوجات وإنما لم يجب عليه المبيت لأنه حقه فله تركه كسكنى الدار المستأجرة ولأن فى داعية الطبع ما يغنى عن إيجابه (ولا) حق فيه عليه (للأكثر) من واحدة (إلا إن بات مع زوجته) منهن(أسنى المطالب فى شرح روض الطالب، ج۳،ص۲۲۹،كتاب عشرة النساء والقسم والشقاق)

والمبيت عند الواحدة (ش) أى وندب المبيت عند الزوجة الواحدة سواء كان له إماء أم لا قال فى التوضيح (شرح مختصر خليل، ج۴، ص۴، فصل :إنما يجب القسم للزوجات)

(و) ندب (المبيت عند) الزوجة (الواحدة) سواء كان له إماء أم لا .ابن شاس من له زوجة واحدة لا يجب مبيته عندها .ابن عرفة الأظهر وجوبه أو تبييته معها مرأة ترضى لأن تركها وحدها ضرر، وربما يتعين عليه من خوف المحارب والسارق (منح الجليل، ج۳، ص۵۳۸، باب النكاح، فصل القسم للزوجات فى المبيت والنشوز)

میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو ان کے درمیان شب باشی میں مساوات اور برابری کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (سورة النساء، رقم الآية ۳)

ترجمہ: پس تم اُن عورتوں سے نکاح کرلو، جو تمہیں پسند آئیں، دو دو سے، اور تین تین سے، اور چار چار سے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ تم عدل (وانصاف) قائم نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو (سورہ نساء)

اور قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۲۹)

ترجمہ: اور تم ہرگز بیویوں کے درمیان ہر طرح کا عدل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، اگرچہ تم اس کی حرص کرو، پس تم پوری طرح سے (کسی ایک کی طرف) مائل نہ ہو جاؤ، کہ تم دوسری کو معلق چھوڑ دو، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ غفور الرحیم ہے (سورہ نساء)

مطلب یہ ہے کہ بعض چیزوں میں ایک سے زیادہ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کی انسان کو استطاعت نہیں، مثلاً دل کی محبت اور میلان میں، لیکن جن چیزوں کا انسان کو اختیار ہے، اُن میں اسے بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کا حکم ہے، جس کی تفصیل احادیث میں آئی ہے۔ [1]

---

[1] (ولن تستطيعوا أن تعدلوا) تسووا (بين النساء) في المحبة (ولو حرصتم) على ذلك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ، فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ، لَا يَنْتَهِي إِلَى الْمَرْأَةِ الْأُولٰى إِلَّا فِي تِسْعٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (ایک وقت میں) نو بیویاں تھیں پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان باری مقرر فرماتے تو ہر عورت کے پاس نویں دن ہی تشریف لاتے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نو بیویوں میں سے ہر بیوی کے پاس ایک رات گزارا کرتے تھے، اور اس طرح ہر بیوی کی باری کا نمبر نویں دن آتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، رقم الحديث ۲۵۹۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تھے، تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے، پھر ان میں سے جس کا بھی قرعہ میں حصہ نکل آتا تھا، اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور سب بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(فلا تميلوا كل الميل) إلى التي تحبونها في القسم والنفقة (فتذروها) أي تتركوا الممال عنها (كالمعلقة) التي لا هي أيم ولا ذات بعل (وإن تصلحوا) بالعدل بالقسم (وتتقوا) الجور (فإن الله كان غفورا) لما في قلبكم من الميل (رحيما) بكم في ذلك (تفسير الجلالين، سورة النساء، تحت رقم الآية ۱۲۹)

[1] رقم الحديث ۴۶ ''۱۴۶۲''.

لئے ایک دن اور ایک رات تقسیم کرتے تھے، البتہ حضرت سودہ بنتِ زمعہ نے اپنے دن اور رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہبہ کردیا تھا، وہ اس کے ذریعہ سے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتی تھیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں سے اگر کوئی بیوی اپنی دلی رضا وخوشی سے اپنی باری میں دوسری بیوی کے پاس رہنے کی اجازت دے دے، تو اسے یہ حق حاصل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَيَعْدِلُ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِيْ فِيْمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا لَا أَمْلِكُ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر فرماتے، اور عدل سے کام لیتے تھے، پھر فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! یہ میرا فعل ہے، اُن چیزوں میں جن کا مجھے اختیار ہے، تو آپ مجھے اُن چیزوں میں باعثِ ملامت قرار مت دینا، جن کا مجھے اختیار نہیں (مثلاً دلی وقلبی محبت کا کسی ایک سے زیادہ ہونا) (ابنِ حبان)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ، مِنْ مُكْثِهٖ عِنْدَنَا (سنن أبی داؤد، رقم الحديث ٢١٣٥)

---

[1] رقم الحديث ٤٢٠٥، ذِكْرُ مَا كَانَ يَعْدِلُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِسْمَةِ بَيْنَ نِسَائِهٖ.

فی حاشية ابن حبان: رجاله ثقات على شرط مسلم إلا أنه اختلف فی وصله وإرساله، والمرسل هو الصواب.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بعض کو بعض پر باری میں اور ہمارے پاس ٹھہرنے میں فضیلت نہیں دیتے تھے (ابوداؤد)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَجُرُّ أَحَدَ شِقَّيْهِ سَاقِطًا أَوْ مَائِلًا (مسند احمد، رقم الحديث ۷۹۳۶) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی (مثلاً) دو بیویاں ہوں، جن میں سے وہ دوسری کے مقابلہ میں ایک کی طرف مائل ہو، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ اپنے بدن کے آدھے دھڑ کو مفلوج یا جھکا ہوا ہونے کی حالت میں کھینچ رہا ہوگا (مسند احمد)

مذکورہ آیات واحادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ جس شخص کے نکاح میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو اس کو اپنی ان بیویوں کے ساتھ شب باشی میں مساوات وبرابری کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] والعدل الواجب فى القسم يكون فيما يملكه الزوج ويقدر عليه من البيتوتة والتأنيس ونحو ذلک، أما ما لا يملكه الزوج ولا يقدر عليه كالوطء ودواعيه، وكالميل القلبى والمحبة . .فإنه لا يجب على الزوج العدل بين الزوجات فى ذلک؛ لأنه مبنى على النشاط للجماع أو دواعيه والشهوة، وهو ما لا يملک توجيهه ولا يقدر عليه، وكذلک الحكم بالنسبة للميل القلبى والحب فى القلوب والنفوس فهو غير مقدور على توجيهه، وقد قال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما فى تفسير قوله تعالى :(ولن تستطيعوا أن تعدلوا بين النساء ولو حرصتم) يعنى فى الحب والجماع، وقالت عائشة رضى الله تعالى عنها :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم ويعدل ثم يقول: اللهم هذا قسمى فيما أملک، فلا تلمنى فيما تملک ولا أملک يعنى المحبة وميل القلب؛ لأن القلوب بيد الله تعالى يصرفها كيف شاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۳، ص۱۸۵، مادة "قسامة")

ثم التسوية المستحقة فى البيتوتة لا المجامعة؛ لأنها تبنى على النشاط، ولا خلاف فيه قال بعض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

زوجہ کا زوج کی ناراضگی میں رات گزارنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلٰى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ

(بخاری، رقم الحدیث ۳۲۳۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بُلایا، مگر اس نے انکار کیا، اور پھر اس کے شوہر نے ناراض ہوکر رات گزاری، تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کی طرف سے اپنی زوجہ کو بلانے پر اس کا نہ آنا، اور اسی حال میں عورت کا رات گزارنا سخت گناہ والی بات ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أهل العلم :إن تركه لعدم الداعية والانتشار عذر، وإن تركه مع الداعي إليه لكن داعيته إلى الضرة أقوى، أو مما يدخل تحت قدرته فإن أدى الواجب منه عليه، لم يبق لها حق ولم يلزمه التسوية، واعلم أن ترك جماعها مطلقا لا يحل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحيانا واجب ديانة، لكنه لا يدخل تحت القضاء والإلزام إلا الوطأة الأولى، ولم يقدروا فيه مدة، ويجب أن لا يبلغ به مدة الإيلاء إلا برضاها وطيب نفسها به هذا والمستحب أن يسوى بينهن في جميع الاستمتاعات من الوطء والقبلة، وكذلك الجوارى وأمهات الأولاد ليحصنهن عن الاشتهاء للزنا والميل إلى الفاحشة، ولا يجب شيء لأنه تعالى جل جلاله قال :(فإن خفتم ألا تعدلوا فواحدة أو ما ملكت أيمانكم)فأفاد أن العدل بينهن ليس واجبا هاهنا(مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب القسم، الفصل الثاني)

[1] (إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه) كناية عن الجماع (فأبت) زاد في النكاح من طريق شعبة أن تجيء (فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح .(ظاهره كما قاله سيدى عبد الله بن أبي جمرة اختصاص اللعن بما إذا وقع ذلك ليلا لقوله :حتى تصبح .وكأن السر فيه تأكد ذلك الشأن في الليل وقوة الباعث إليه ولا يلزم من ذلك أنه يجوز لها الامتناع في النهار وإنما خص الليل بالذكر لأنه المظنة لذلك (ارشاد السارى، كتاب بدأ الخلق، باب إذا قال أحدكم "آمين" والملائكة في السماء آمين فوافقت إحداهما الأخرى غفر له ما تقدم من ذنبه)

سوئے ہوئے کے پاس سلام وکلام وغیرہ کرنا

اسلامی تعلیمات میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جہاں کوئی دوسرا سویا ہوا ہو، وہاں بات چیت یا کوئی ایسی حرکت اتنی بلند آواز یا ایسے انداز سے نہ کی جائے، جس سے دوسرے کی نیند وآرام میں خلل واقع ہو۔

چنانچہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَيَجِيءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا، لَا يُوْقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لاتے تھے، تو آپ اس طرح سے سلام کرتے تھے کہ سوئے ہوئے کو جگاتے نہیں تھے، اور جاگے ہوئے کو سُنا دیتے تھے (ترمذی، مسلم)

جب سلام کرتے وقت بھی اس طرح سلام کرنا سنت ہے کہ سویا ہوا جاگے نہیں، تو کلام وگفتگو وغیرہ میں بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِيْ هُوَ عِنْدِيْ۔ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهٖ عَلٰى فِرَاشِهٖ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّيْ قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا، وَأَخَذَ رِدَائَهٗ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا، وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِيْ فِيْ رَأْسِيْ، وَاخْتَمَرْتُ، وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِيْ، وَانْطَلَقْتُ فِيْ إِثْرِهٖ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ، فَانْحَرَفْتُ،

---

[1] رقم الحديث ۲۷۱۹، مسلم، رقم الحديث ۱۷۴"۲۰۵۵".
قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

فَأَسْرَعَ، فَأَسْرَعْتُ، فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اِضْطَجَعْتُ، فَدَخَلَ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: لَتُخْبِرِنِّيْ أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، قَالَ: فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِيْ رَأَيْتُ أَمَامِيْ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِيْ فِيْ صَدْرِيْ لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِيْ، ثُمَّ قَالَ: أَظَنَنْتِ أَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ؟ قُلْتُ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ، وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ، وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ، فَنَادَانِيْ فَأَخْفٰى مِنْكِ، فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ، وَخَشِيْتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِيْ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَ الْبَقِيْعَ، فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ (سنن نسائی، رقم الحدیث ۲۰۳۷)

ترجمہ: جب میری باری والی رات تھی، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہوا کرتے تھے، اس دوران (ایک مرتبہ) آپ تشریف لائے، پھر آپ نے اپنے دونوں جوتے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لیے، اور آپ نے اپنی چادر کو اپنے بستر پر بچھایا، پھر تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے، آپ نے سمجھا کہ میں سو چکی ہوں، پھر آپ نے آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے اپنی چادر لی، پھر آہستہ سے دروازہ کھولا، اور آہستہ سے نکل گئے، میں نے یہ حالت دیکھ کر اپنے سر میں (باہر نکلنے کے لئے) کرتہ اور سر پر دوپٹہ ڈالا اور شلوار پہنی، اور آپ کے پیچھے پیچھے چلی،

یہاں تک کہ آپ قبرستان بقیع پہنچ چکے تھے، آپ نے تین مرتبہ دونوں ہاتھ اٹھائے اور کافی دیر تک کھڑے رہے، پھر واپس آئے، میں بھی واپس آئی، آپ جلدی سے روانہ ہوئے میں بھی جلدی ہی چل پڑی۔

پھر آپ دوڑ پڑے، میں بھی دوڑی، پھر آپ اور زیادہ زور سے دوڑے، چنانچہ میں بھی زور سے دوڑی اور میں آپ سے پہلے گھر پہنچ گئی، لیکن میں لیٹی ہی تھی کہ اس دوران آپ تشریف لے آئے اور آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارا سانس پھول گیا ہے اور تمہارا پیٹ اوپر کی جانب اٹھ گیا ہے (جس طریقہ سے کہ کسی دوڑنے والے شخص کی حالت ہوتی ہے) میں نے عرض کیا کہ کوئی بات نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو بتادو، ورنہ اللہ لطیف وخبیر مجھ کو بتادے گا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدین آپ پر فدا ہو جائیں، یہ وجہ ہے اور میں نے تمام حال بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ وہ کیا آپ ہی تھیں؟ جو سایہ میں اپنے سامنے دیکھتا تھا، میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! آپ نے میرے سینہ پر مارا، جس سے مجھ کو تکلیف محسوس ہوئی، پھر فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر (تمہاری باری میں کسی اور کے پاس جا کر) ظلم کرے گا، میں نے عرض کیا کہ لوگ آپ سے کیا بات پوشیدہ رکھیں گے، اللہ نے آپ کو بتلا دیا ہے کہ میرے دل میں یہ بات تھی، آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل میرے پاس تشریف لائے، جس وقت تم نے (مجھے یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے) دیکھا، لیکن وہ اندر تشریف نہ لائے، اس وجہ سے کہ تم کپڑے اتار چکی تھیں، انہوں نے تم سے خفیہ ہو کر مجھ کو آواز دی (تاکہ تمہیں تکلیف نہ پہنچے) میں نے بھی ان کو تم سے چھپ کر (آہستہ آواز میں) جواب دیا، پھر میں یہ سمجھا کہ تم سو گئی اور مجھ کو تمہارا بیدار کرنا برا محسوس ہوا اور مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تم تنہا پریشان نہ ہو،

بہرحال حضرت جبریل نے مجھ کو قبرستان بقیع میں جانے کا حکم دیا اور وہاں کے لوگوں کے لئے دعاء مانگنے کا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں (قبر والوں کے لئے) کس طریقہ سے دعاء کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم یہ دعاء کرو کہ:

اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ.

’’مؤمنین اور مسلمین کے گھر والوں پر سلام ہو، اللہ ہم سے پہلے والوں پر بھی رحم فرمائے، اور بعد والوں پر بھی، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ (فوت ہونے کے بعد) ملنے والے ہیں (نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین کے بلانے پر بھی یہ اہتمام فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند میں خلل واقع نہ ہو، اور ان کو تکلیف نہ پہنچے، اسی لئے ہر کام آہستہ انداز میں کیا، تو پھر کسی دوسرے کام، اور اس سے بڑھ کر فضولیات اور اس سے بڑھ کر منکرات میں مشغول ہو کر سونے اور آرام کرنے والے کو تکلیف وایذاء پہنچانا کیونکر درست ہوسکتا ہے، اسی لئے کئی احادیث میں کامل مسلمان اس کو قرار دیا گیا ہے کہ جس کے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ سے کسی بھی دوسرے مسلمان کو تکلیف وایذاء نہ پہنچے۔ [1]

---

[1] عن أبی موسی رضی اللہ عنہ، قال :قالوا یا رسول اللہ، أی الإسلام أفضل؟ قال : من سلم المسلمون من لسانہ، ویدہ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱، کتاب الایمان، باب : أی الإسلام أفضل؟ مسلم، رقم الحدیث ۴۲ ”۶۶“ سنن النسائی، رقم الحدیث ۴۹۹۹)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری، رقم الحدیث ۱۰، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

عن ابن جریج، أنہ سمع أبا الزبیر، یقول :سمعت جابرا، یقول :سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول :المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (مسلم، رقم الحدیث ۴۰ ”۶۵“ باب بیان تفاضل الإسلام، وأی أمورہ أفضل)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے کے پاس سلام وکلام کرنا اور آنا جانا اور دروازہ کھولنا اور بند کرنا وغیرہ اس طریقہ سے سنت ہے، جس سے اُس کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔

مگر افسوس کہ آج بہت سے مسلمانوں کو اس کا اہتمام نہیں، بعض لوگ رات کو دوسروں کے آرام کے وقت ڈھول باجے، موسیقی، آتش بازی وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں، جس سے دوسروں کے آرام اور نیند میں خلل واقع ہوتا ہے۔

رات میں کُتّے یا گدھے کی آواز سننے پر تعَوُّذ پڑھنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:

إِذَا سَـمِـعْتُـمْ نُبَاحَ كِلَابٍ أَوْ نُهَاقَ حُمُرٍ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَقِلُّوا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ.

فَإِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلِهٖ مَا شَاءَ، وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ، وَاذْكُـرُوا اسْـمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا أُجِيْفَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَغَطُّوا الْجِرَارَ، وَاكْفَئُوا الْآنِيَةَ، وَأَوْكُوا الْقِرَبَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبي هريرة، قال:
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم :هذا حديث حسن صحيح.
ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سئل أي المسلمين أفضل؟
قال :من سلم المسلمون من لسانه ويده وفي الباب عن جابر، وأبي موسى، وعبد الله بن عمرو(ترمذي، رقم الحديث ٢٦٢٧)
عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:
"المسلم من سلم الناس من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم (مسند أحمد، رقم الحديث ٨٩٣١)
في حاشية مسند احمد:إسناده قوی .

(صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب تم رات میں کتے کے بھونکنے یا گدھے کی چیخنے کی آواز سنو، تو تم اللہ سے پناہ طلب کرو (مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھو) کیونکہ وہ جانور ایسی چیزیں دیکھتے ہیں، جو تم نہیں دیکھ پاتے، اور جب (راستے میں) چلت پھرت بند ہوجائے، تو تم کم ہی باہر نکلو، کیونکہ اللہ اپنی جس مخلوق کو چاہے رات میں منتشر کرتا ہے، اور تم دروازے بند کرلیا کرو، اور ان کو بند کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا کرو، کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا، جو بند کردیا گیا ہو، اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو، اور تم برتن بھانڈوں کو ڈھک دیا کرو، اور تم مشکیزوں کے منہ بند کردیا کرو (ابنِ حبان، مسند احمد، ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ رات میں کُتّے یا گدھے کی آواز سننے پر اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیے، مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنی چاہیے۔

رات گزرنے سے پہلے صدقہ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَـلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَـلَ عَـلٰى بَـعْـضِ نِسَـائِـهٖ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰى مَا فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَتِهٖ، فَقَالَ: ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ تِبْرًا عِنْدَنَا،

[1] رقم الحديث ۵۵۱۷،مسند احمد،رقم الحديث ۱۴۲۸۳،مسند أبي يعلى،رقم الحديث ۲۳۲۷.

في حاشية ابنِ حبان: إسناده قوى.

وفي حاشية مسند احمد: إسناده حسن، رجاله ثقات رجال الشيخين غير محمد بن إسحاق، فقد روى له أهل السنن، وقرنه مسلم بغيره، وقد صرح بالتحديث في بعض مصادر التخريج

فَكَرِهْتُ أَنْ يُمْسِيَ - أَوْ يَبِيتَ عِنْدَنَا - فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ (بخاری، رقم الحديث ۱۲۲۱)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا، تو جلدی سے کھڑے ہوکر اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے، اور آپ نے لوگوں کے چہروں پر اپنی جلدی کی وجہ سے تعجب دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز کی حالت میں اپنے پاس موجود سونے کی ایک ڈلی یاد آئی، تو مجھے یہ ناگوار گزرا کہ وہ شام تک یا رات گزرنے تک ہمارے پاس موجود ہو، تو میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ وغیرہ کا مال آتا تھا، جس کو آپ مستحقین میں تقسیم کردیا کرتے تھے، یہ مال بھی اسی طرح کا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رات گزرنے سے پہلے صدقہ اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ [1]

دو راتیں گزرنے سے پہلے وصیت کا اہتمام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ

(مسلم، رقم الحديث ۱۶۲۷ "۱"، بخاری، رقم الحديث ۲۷۳۸)

---

[1] والحديث الأول يدل على مشروعية المبادرة بإخراج الصدقة.
قال ابن بطال: فيه أن الخير ينبغي أن يبادر به، فإن الآفات تعرض والموانع تمنع، والموت لا يؤمن، والتسويف غير محمود زاد غيره: وهو أخلص للذمة وأنفى للحاجة وأبعد من المطل المذموم وأرضى للرب تعالى وأمحى للذنب (نيل الاوطار للشوكانی، ج۴ص۱۷۷، باب المبادرة الى اخراجها)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مسلمان کے لئے مناسب نہیں جس کے پاس کوئی چیز ہواور وہ اس میں وصیت کا ارادہ رکھتا ہو کہ وہ دوراتیں گزار دے، اور اس کی وصیت لکھی ہوئی اس کے پاس موجود نہ ہو (مسلم، بخاری)

ایک روایت میں دوراتوں کے بجائے تین راتوں کا ذکر ہے۔ [1]

اور دو یا تین راتوں کا ذکر بطور مثال کے ہے، اور اصل مقصود جلد وصیت کی ترغیب دینا اور اس میں تاخیر سے بچانا ہے۔

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک عام حالات میں وصیت کرنا سنت و مستحب ہے، اور اگر وصیت کے بغیر دوسرے کی حق تلفی لازم آتی ہو، تو پھر وصیت کرنا واجب ہوجاتا ہے، بہرحال دو یا تین راتوں کے گزرنے سے پہلے وصیت کردینی چاہئے، اور اس کو لٹکا کرنہیں چھوڑنا چاہئے، مبادا کہ اسی حال میں موت واقع ہوجائے۔ [2]

---

[1] عن سالم، عن أبيه، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ما حق امرء مسلم، له شيء يوصى فيه، يبيت ثلاث ليال، إلا ووصيته عنده مكتوبة، قال عبد الله بن عمر :ما مرت على ليلة منذ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذلك إلا وعندى وصيتى (مسلم، رقم الحديث ١٦٢٧ "٤")

[2] (فيه يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده) وفى رواية ثلاث ليال فيه الحث على الوصية وقد أجمع المسلمون على الأمر بها لكن مذهبنا ومذهب الجماهير أنها مندوبة لا واجبة وقال داود وغيره من أهل الظاهر هى واجبة لهذا الحديث ولا دلالة لهم فيه فليس فيه تصريح بإيجابها لكن إن كان على الإنسان دين أوحق أو عنده وديعة ونحوها لزمه الإيصاء بذلك.

قال الشافعى رحمه الله معنى الحديث ما الحزم والاحتياط للمسلم إلا أن تكون وصيته مكتوبة عنده ويستحب تعجيلها وأن يكتبها فى صحته ويشهد عليه فيها ويكتب فيها ما يحتاج إليه فإن تجدد له أمر يحتاج إلى الوصية به ألحقه بها قالوا ولا يكلف أن يكتب كل يوم محقرات المعاملات وجزيئات الأمور المتكررة وأما قوله صلى الله عليه وسلم ووصيته مكتوبة عنده فمعناه مكتوبة وقد أشهد عليه بها لا أنه يقتصر على الكتابة بل لا يعمل بها ولا تنفع إلا إذا كان أشهد عليه بها هذا مذهبنا ومذهب الجمهور.

وقال الإمام محمد بن نصر المروزى من أصحابنا يكفى الكتاب من غير إشهاد لظاهر الحديث والله أعلم(شرح النووى على مسلم، ج ١١ ص٧٥،٧٦، كتاب الوصية)

دعاء کے ذریعہ بستر پر موت سے شہادت کا اجر پانا

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنُ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدُقٍ، بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنُ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ سے سچی شہادت کی دعاء کی، تو اُسے اللہ شہیدوں کے درجات تک پہنچادے گا، اگرچہ وہ (شہادت کی دعاء کرنے والا) اپنے بستر پر فوت ہو (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی اخلاص کے ساتھ شہادت کی دعاء کرتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بستر پر فوت ہونے کی صورت میں بھی شہادت کا اجر وثواب حاصل ہوجاتا ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ سے ہم بھی صدق واخلاص کے ساتھ شہادت کو طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰهُ سُبُحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ

---

[1] رقم الحديث ۱۵۷ ۱"۱۹۰۹".

[2] قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-من سأل الله الشهادة بصدق) : أى بإخلاص (بلغه) : بتشديد اللام ;أى أوصله (الله منازل الشهداء وإن مات على فراشه) : بكسر أوله ;أى: ولو مات غير شهيد فهو فى حكم الشهداء وله ثوابهم (مرقاة، كتاب الجهاد، الفصل الاول)

(فصل نمبر ۸)

رات کی عبادت کی فضیلت واہمیت

قرآن وسنت میں رات کو عبادت کرنے اور بالخصوص نیند سے بیدار ہو کر نوافل وتہجد ادا کرنے کی بھی خاص فضیلت آئی ہے۔

رات کی عبادت میں نفل نماز پڑھنا اور ذکر اور قرآن مجید کی قرائت کرنا سب داخل ہے۔

جس کو شریعت کی زبان میں قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے، اور رات کے نوافل کو اور بطورِ خاص ان نوافل کو جو سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جائیں، انہیں تہجد کی نوافل کہا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] اور قیامُ اللیل اور تہجد وغیرہ کے تفصیلی فضائل واحکام ہم نے اپنی دوسری کتاب "نفل اور سنت نمازوں کے فضائل واحکام" میں ذکر کردیئے ہیں، وہاں ملاحظہ کرلئے جائیں۔

یہاں رات کے موضوع کی مناسبت سے بقدرِ ضرورت تفصیل درج کی گئی ہے۔

الإحياء فى اللغة جعل الشىء حيا، ويريد الفقهاء من قولهم " :إحياء الليل "قضاء الليل أو أكثره بالعبادة، كالصلاة والذكر وقراءة القرآن ونحو ذلك .وبذلك تكون المدة هى أكثر الليل، ويكون العمل عاما فى كل عبادة.

الألفاظ ذات الصلة:

أ -قيام الليل:

المستفاد من كلام الفقهاء أن قيام الليل قد لا يكون مستغرقا لأكثر الليل، بل يتحقق بقيام ساعة منه. أما العمل فيه فهو الصلاة دون غيرها .وقد يطلقون قيام الليل على إحياء الليل .فقد قال فى مراقى الفلاح :معنى القيام أن يكون مشتغلا معظم الليل بطاعة، وقيل ساعة منه، يقرأ القرآن أو يسمع الحديث أو يسبح أو يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم وكل واحد منهما قد يسبقه نوم بعد صلاة العشاء وقد لا يسبقه نوم.

ب -التهجد:

التهجد لا يكون إلا بعد نوم.

ولكن يطلقه كثير من الفقهاء على صلاة الليل مطلقا . (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۲، مادة "إحياء الليل")

نبی ﷺ کا رات میں گھبرا کر اُٹھنا اور عبادت کا حکم فرمانا

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اِسۡتَيۡقَظَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَيۡلَةً فَزِعًا، يَقُوۡلُ : سُبۡحَانَ اللّٰهِ، مَاذَا أَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ الۡخَزَائِنِ، وَمَاذَا أُنۡزِلَ مِنَ الۡفِتَنِ، مَنۡ يُّوۡقِظُ صَوَاحِبَ الۡحُجُرَاتِ - يُرِيۡدُ أَزۡوَاجَهٗ لِكَيۡ يُصَلِّيۡنَ - رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنۡيَا عَارِيَةٌ فِي الۡآخِرَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۶۹)

ترجمہ: ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر بیدار ہوئے، تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! آج رات اللہ نے کس قدر خزانے (یعنی اللہ کی رحمتیں ونعمتیں) اور کس قدر فتنے نازل کئے ہیں، حجرہ والیوں یعنی ازواج کو کوئی جگادے، تا کہ وہ نماز پڑھ لیں، بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والی ایسی ہیں، جو (نیک اعمال سے محروم ہونے کی وجہ سے) آخرت میں برہنہ ہوں گی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت عبادت کرنا اور نفل نماز پڑھنا فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ [1]

---

[1] (سبحان الله) بالنصب بفعل لازم الحذف قاله تعجبا واستعظاما (ماذا) استفهام ضمن معنى التفخيم والتعجب والتعظيم ويحتمل كون ما نكرة موصوفة (أنزل) بهمزة مضمومة (الليلة) فى رواية أنزل الله والمراد بالإنزال إعلام الملائكة بالأمر المقدور أو أوحى إليه فى منام أو يقظة ما سيقع كذا قاله جمع قال ابن جماعة :وهو وإن كان صحيحا فبعيد من قوله :(من الفتن) عبر عن العذاب بالفتن لأنها أسبابه أو على المنافقين ونحوهم أو أراد بالفتن الجزئية القريبة المأخذ كفتنة الرجل فى أهله وماله تكفرها الصلاة أو ما أنزل من مقدمات الفتن والملجء إلى هذا التأويل إنه لا فتنة مع حياة المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم وقد قال تعالى (وأتممت عليكم نعمتى) وفى إتمام النعمة سد باب الفتنة الذى لم تفتح إلا بقتل عمر (وماذا فتح من الخزائن) خزائن الأعطية أو الأقضية التى أفيض منها تلك الليلة على المتهجدين ونحوهم يرشد لذلك قوله (أيقظوا) بفتح الهمزة نبهوا للتهجد كما تشير إليه رواية لكى يصلين قال الكرمانى :ويجوز كسر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہر رات میں قبولیت کا وقت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے کہ اس گھڑی میں جو بھی مسلمان آدمی اللہ سے دنیا وآخرت کی کسی خیر کی دعاء کرے، تو اس کو اللہ وہ ضرور عطا فرماتا ہے، اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے (مسلم)

بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ قبولیت کی گھڑی رات کے آخری تہائی حصہ میں ہوتی ہے۔

جیسا کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ مَا تَعْلَمُ وَأَجْهَلُ، هَلْ مِنَ السَّاعَاتِ سَاعَةٌ أَفْضَلُ مِنَ الْأُخْرٰى؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الهمزة أى انتبهوا وقوله (صواحب) منادى لو صحت الرواية به.
قال الطيبى :عبر عن الرحمة بالخزائن لكثرتها وعزتها وعن العذاب بالفتن لأنها أسباب مؤدية إليه وجمعهما لكثرتهما وسعتهما .
(الحجر) بضم الحاء المهملة وفتح الجيم وفى رواية صواحبات الحجر وفى رواية الحجرات وهى أزواجه ليحصل لهن حظ من تلك الرحمات المنزلة تلك الليلة خصهن لأنهن الحاضرات أو من قبيل ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقال ابن العربى :كأنه أخبر بأن بعضهن ستكون فيهن فأمر بإيقاظهن تخصيصا لذلك (فرب نفس) وفى رواية يا رب أى يا قوم رب نفس ورب هنا للتكثير وإن كان أصلها للتقليل (كاسية فى الدنيا) من أنواع الثياب (عارية) بجره صفة كاسية ورفعه خبر مبتدأ محذوف أى هى عارية من أنواع الثياب (فى الآخرة) لعدم العمل (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۶۳۸)

[1] رقم الحديث ۷۵۷، كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب فى الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء .

قَالَ : جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ (الدعاء للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دے دیجئے، جسے آپ جانتے ہیں، اور میں نہیں جانتا، کیا ساعتوں (اور گھڑیوں) میں سے کوئی ساعت (اور گھڑی) دوسری سے افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخری حصے کی ساعت (دوسری ساعتوں سے افضل ہے)(طبرانی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِيْ، فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزولِ رحمت فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعاء کرے، تو میں اس کی دعاء قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے، تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ

---

[1] رقم الحديث ۱۳۱، باب أى الليل أجوب دعوة، واللفظ لهٗ، مسند احمد رقم الحديث ۱۷۰۱۸.

قال الالبانی: و على كل حال فهذه الفقرة ثابتة بمجموع الطريقين و الله أعلم (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۵۵۱)

[2] رقم الحديث ۱۱۴۵، كتاب الجمعة، باب الدعاء فى الصلاة من آخر الليل، واللفظ لهٗ، ورقم الحديث ۶۳۲۱، ورقم الحديث ۷۴۹۴، مسلم رقم الحديث ۷۵۸، ج ۱ ص ۵۲۱، باب الترغيب فى الدعاء والذكر فى آخر الليل، والإجابة فيه، ابوداؤد، رقم الحديث ۱۳۱۵، ترمذى، رقم الحديث ۳۴۹۸، مؤطا امام مالک، باب ماجاء فى الدعاء، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۱۰۲۴۰، سنن دارمى رقم الحديث ۱۵۲۰، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۹۲۰.

سے مغفرت طلب کرے، تو میں اس کی مغفرت کروں (بخاری، مسلم)

اور رمضان کی ہر رات میں پوری رات ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح کا اعلان ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : فِي رَمَضَانَ تُفَتَّحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغَلَّقُ أَبْوَابُ النَّارِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا طَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ، وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ أَمْسِكْ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۷۹۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اوراس مہینہ میں ہر سرکش شیطان کو قید کردیا جاتا ہے، اور ایک اعلان کرنے والا ہر رات میں اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کو طلب کرنے والے! آگے بڑھ، اور اے شر کو طلب کرنے والے! رُک جا (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ ہر رات میں کچھ نہ کچھ عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے، اور اگر حسبِ سہولت ممکن ہو تو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر عبادت کرنی چاہیئے، اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات وحاجات کی دعاء کرنی چاہیئے، کہ یہ انتہائی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

رات میں اُٹھ کر نفل نماز یا تہجد کی فضیلت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ،

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح

رَجُلٍ ثَارَ مِنْ وِطَائِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَيْنِ حِبِّهٖ وَأَهْلِهٖ إِلَى الصَّلَاةِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا: اُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِیْ ثَارَ مِنْ فِرَاشِهٖ وَوِطَائِهٖ مِنْ بَيْنَ حِبِّهٖ وَأَهْلِهٖ إِلٰى صَلَاتِهٖ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِیْ، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِیْ، وَرَجُلٍ غَزَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَانْهَزَمَ النَّاسُ، وَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِی الْإِنْهِزَامِ، وَمَا لَهٗ فِی الرُّجُوْعِ، فَرَجَعَ حَتّٰى أُهْرِيْقَ دَمُهٗ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ: اُنْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِیْ، رَجَعَ رَجَاءً فِيْمَا عِنْدِیْ، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِیْ حَتّٰى أُهْرِيْقَ دَمُهٗ

(صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب دو آدمیوں سے (بہت زیادہ) خوش ہوتا ہے، ایک وہ آدمی جو ہمت کر کے اپنا نرم بستر اور لحاف (اور کمبل وغیرہ) چھوڑ کر اپنی محبوب (یعنی بیوی وغیرہ) اور گھر والوں کے درمیان سے نماز کے لئے کھڑا ہو، تو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ جو اپنے نرم بستر میں سے اور اپنی محبوبہ اور گھر والوں کے درمیان سے ہمت کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا، اس چیز کے شوق میں، جو میرے پاس ہے (یعنی اجر وثواب) اور میرے (عذاب کے) خوف کی وجہ سے، اور دوسرا وہ آدمی جس نے اللہ کے راستے میں قتال کیا، پھر (اس کے ساتھ موجود) لوگ (مغلوب ہو کر) راہِ فرار اختیار کر گئے، اور اس نے (مغلوب ہو کر) راہِ فرار اختیار کرنے میں جو گناہ ہے، اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں جو ثواب ہے، اس کی طرف توجہ کی، پھر وہ (راہِ فرار

---

[1] رقم الحديث ۲۵۵۷، كتاب الصلاة، فصل فی قيام الليل، واللفظ لهٗ، و رقم الحديث ۲۵۵۸، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۱۰۳۸۳، مسند ابی يعلیٰ الموصلی رقم الحديث ۵۳۶۱، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۹۷۴۸، مسند احمد، رقم الحديث ۳۹۴۹.

قال الهيثمی: رواه أحمد وأبو يعلى والطبرانی فی الكبير، وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۵۵، باب فی صلاة الليل)

اسنادهٗ قوی (حاشية صحيح ابنِ حبان)

إسناده حسن إلا أن الدارقطنی صحح وقفه (حاشية مسند احمد)

اختیار کرنے کے بجائے) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے لوٹ آیا، یہاں تک کہ اس کا خون بہادیا گیا (یعنی یہ شہید ہوگیا) تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو، وہ میرے پاس موجود چیز (یعنی اجر وثواب) کی امید کرتے ہوئے اور میرے (عذاب کے) خوف کی خاطر لوٹا ہے، یہاں تک کہ اس کا خون بہادیا گیا (یعنی شہید ہوگیا) (ابنِ حبان)

اس حدیث سے رات کو عبادت کرنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلَا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَضْحَكُ إِلٰى رَجُلَيْنِ رَجُلٍ قَامَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ مِنْ فِرَاشِهٖ وَلِحَافِهٖ وَدِثَارِهٖ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى صَلَاةٍ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ: مَا حَمَلَ عَبْدِيْ هٰذَا عَلٰى مَا صَنَعَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا رَجَاءَ مَا عِنْدَكَ، وَشَفَقَةً مِّمَّا عِنْدَكَ، فَيَقُوْلُ: فَإِنِّيْ قَدْ أَعْطَيْتُهٗ مَا رَجَا وَأَمَّنْتُهٗ مِمَّا خَافَ، وَرَجُلٍ كَانَ فِيْ فِئَةٍ فَعَلِمَ مَا لَهٗ فِي الْفِرَارِ، وَعَلِمَ مَا لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَيَقُوْلُ لِلْمَلَائِكَةِ: مَا حَمَلَ عَبْدِيْ هٰذَا عَلٰى مَا صَنَعَ؟، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا رَجَاءَ مَا عِنْدَكَ، وَشَفَقَةً مِّمَّا عِنْدَكَ، فَيَقُوْلُ: فَإِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَعْطَيْتُهٗ مَا رَجَا وَأَمَّنْتُهٗ مِمَّا خَافَ (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۸۵۳۲) [۱]

ترجمہ: یاد رکھو کہ بے شک اللہ عزوجل دو آدمیوں سے (بہت زیادہ) خوش ہوتا ہے، ایک وہ آدمی جو سردی کی رات میں اپنے بستر اور لحاف اور کمبل (وچادر وغیرہ) میں سے نکل کر کھڑا ہوا، پھر نماز پڑھی، تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو اس کے اس عمل پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ فرشتے

---

[۱] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۶، باب فی صلاة الليل)

کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس چیز کی امید نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی اجر وثواب) اور اس چیز کے خوف نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی آپ کا عذاب) تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بے شک میں نے اس کو امید والی چیز (یعنی اجروثواب اور اپنی رضا) عطا کردی، اور اس کو خوف والی چیز (یعنی عذاب) سے امن دے دیا اور دوسرا وہ آدمی جو ایک جماعت کے ساتھ (قتال میں) تھا، پھر اس نے راہِ فرار اور قتال میں جو کچھ (عذاب یا ثواب) ہے، اس کو جان لیا، پھر اس نے قتال کیا، یہاں تک کہ شہید ہوگیا، تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو اس کے اس عمل پر کس چیز نے آمادہ کیا، فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس چیز کی امید نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی جہاد وقتال کا اجر وثواب) اور اس چیز کے خوف نے جو آپ کے پاس ہے (یعنی راہِ فرار کا عذاب) تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، بے شک میں نے اس کو امید والی چیز (یعنی اجروثواب اور اپنی رضا) عطا کردی، اور اس کو خوف والی چیز (یعنی عذاب) سے امن دے دیا (طبرانی)

مذکورہ احادیث سے رات کو اُٹھ کر نماز وتہجد پڑھنے کی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی۔

دوسروں کو رات بھر عبادت گزاروں کی دعاء دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اجْتَهَدَ لِأَحَدٍ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارٍ يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِأَثَمَةٍ وَلَا فُجَّارٍ (مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ١٣٦٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دعاء کا اہتمام کرتے، تو یوں دعاء

کرتے تھے کہ اللہ تم پرایسے نیک، صالح لوگوں کی دعاء مبذول فرمائے، جو رات کو قیام (یعنی عبادت) کرتے ہیں، اور دن بھر روزہ رکھتے ہیں، نہ تو گنہگار ہیں، نہ فاسق وفاجر (مسند عبد بن حمید)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی دوسروں کو اسی طرح دعاء دینے کا معمول تھا۔ [1]

مذکورہ حدیث سے رات کی عبادت کی اہمیت وفضیلت معلوم ہوئی۔

رات کو اٹھ کر بیوی یا شوہر کو نماز کے لئے جگانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ اِمْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهٖ

---

[1] سليمان بن المغيرة، ثنا ثابت، عن أنس، رضى الله عنه قال " :كان أحدنا إذا دعا لأخيه فاجتهد قال :جعل الله عليك صلاة قوم أبرار، يقومون الليل ويصومون النهار، ليسوا بأثمة ولا فجار (عمل اليوم والليلة، رقم الحديث ۲۰۲)

عثمان بن سعد، قال :سمعت أنس بن مالك يقول :كنا إذا دعونا قلنا :اللهم اجعل علينا صلاة قوم أبرار وليسوا بأثمة، ولا فجار يقومون الليل ويصومون النهار (مسند البزار، رقم الحديث ٦٥٣٠)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عثمان بن سعد، وثقه أبو نعيم وغيره، وقد ضعفه غير واحد، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۴۳۰، باب أدعية الصحابة -رضى الله عنهم)

قلتُ: ليس فى رواية ابن السنى عثمان بن سعد، كماعلمت.

وقال المناوى: (جعل الله عليكم صلاة قوم أبرار يقومون الليل ويصومون النهار ليسوا بأثمة) بالتحريك أى بذوى إثم (ولا فجار) جمع فاجر وهو الفاسق والظاهر أن المراد بالصلاة هنا الدعاء من قبيل دعائه لقوم أفطر عندهم بقوله صلت عليكم الملائكة(فيض القدير، تحت رقم الحديث ۳۵۹۰)

الْمَاءَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے، جو رات کو کھڑا ہو، پھر نماز پڑھے، اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، پھر اگر وہ نہ جاگے، تو اس کے چہرے میں پانی چھڑک دے، اللہ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو کھڑی ہو، پھر نماز پڑھے، اور اپنے شوہر کو جگائے، پھر اگر وہ نہ جاگے، تو اس کے چہرے میں پانی چھڑک دے (ابوداؤد)

اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہو، اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں، تو وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں اور کثرت سے ذکر کرنے والیوں میں لکھے جائیں گے (ابوداؤد)

مذکورہ اور اس جیسی کئی احادیث سے رات کو نیند سے بیدار ہو کر عبادت کرنے اور نوافل وتہجد پڑھنے اور اس غرض کے لئے زوجین کے ایک دوسرے کو بیدار کرنے کی عظیم فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۱۳۰۸، كتاب الصلاة، باب قيام الليل ، واللفظ لهٗ، مسند احمد رقم الحديث ۷۴۱۰، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۲۵٦۷.
في حاشية مسند احمد: اسنادهٗ قوى.

[2] رقم الحديث ۱۴۵۱، كتاب الصلاة، باب الحث على قيام الليل ، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة رقم الحديث ۱۳۳۵، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۲۵٦۸.
في حاشية ابنِ حبان: اسنادهٗ صحيح.

رات میں سوآیات کی تلاوت پررات بھرعبادت کا ثواب

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۵۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے ایک رات میں سو آیتیں پڑھیں،اس کے لئے ساری رات عبادت کا ثواب لکھا جائے گا(مسنداحمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت میں سوآیات کی قرائت کرنے سے پوری رات عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنا باعثِ فضیلت ہے،اوراس سلسلہ میں لوگوں کے حالات مختلف ہونے کی وجہ سے حکم مختلف ہوسکتا ہے،لیکن عام حالات میں بعض فقہائے کرام کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن مجید کی تکمیل مستحب نہیں، بلکہ تین دن سے زیادہ میں تکمیل کرنی چاہئے۔

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک ہفتہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید کی تکمیل بہتر ہے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بشواهده.

[2] حكم قراء ة القرآن:

يستحب الإكثار من قراء ة القرآن خارج الصلاة، لقول الله تعالى :(يتلون آيات الله آناء الليل) ، وقول النبى صلى الله عليه وسلم :لا حسد إلا فى اثنتين، رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار.

واختلف الفقهاء فى عدد الأيام التى ينبغى أن يختم فيها القرآن.

ذهب المالكية والحنابلة إلى أنه يسن ختم القرآن فى كل أسبوع لقول النبى صلى الله عليه وسلم لعبد الله بن عمرو :اقرأه فى سبع، ولا تزد على ذلك.

قالوا :وإن قرأه فى ثلاث فحسن، لما روى عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنه قال :قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لى قوة، قال :اقرأ القرآن فى كل ثلاث .

لكن نص المالكية بأن التفهم مع قلة القرآن أفضل من سرد حروفه لقوله تعالى :(أفلا يتدبرون القرآن)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رات میں قرائت بلند یا آہستہ آواز سے کرنا

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ، كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ يَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا أَسَرَّ (نسائی، رقم الحدیث ۱۶۶۲)

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں قرائت بلند آواز سے ہوا کرتی تھی یا آہستہ آواز سے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہر ایک طریقہ پر قرائت کیا کرتے تھے، بعض اوقات بلند آواز سے، اور بعض اوقات آہستہ آواز سے (نسائی)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو تلاوت کرتے وقت اور رات کی نفل نمازوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وصرح الحنابلة بكراهة تأخير ختم القرآن فوق أربعين يوما بلا عذر لأنه يفضي إلى نسيانه والتهاون فيه، وبتحريم تأخير الختم فوق أربعين إن خاف نسيانه .

وقال الحنفية :ينبغي لحافظ القرآن أن يختم في كل أربعين يوما مرة؛ لأن المقصود من قراءة القرآن فهم معانيه والاعتبار بما فيه لا مجرد التلاوة .قال الله تعالى :(أفلا يتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها) ، وذلك يحصل بالتأني لا بالتواني في المعاني، فقدر للختم أقله بأربعين يوما، كل يوم حزب ونصف أو ثلثا حزب، وقيل :ينبغي أن يختمه في السنة مرتين، روى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه قال :من قرأ القرآن في السنة مرتين فقد قضى حقه.

وصرح الحنفية بأنه لا يستحب أن يختم في أقل من ثلاثة أيام ، لما روى عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لم يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث.

قال النووى بعد أن ذكر آثارا عن السلف في مدة ختم القرآن :والاختيار أن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص، فمن كان يظهر له بدقيق الفكر لطائف ومعارف فليقتصر على قدر ما يحصل له كمال فهم ما يقرؤه، وكذا من كان مشغولا بنشر العلم أو غيره من مهمات الدين ومصالح المسلمين عامة فليقتصر على قدر لا يحصل بسببه إخلال بما هو مرصد له، وإن لم يكن من هؤلاء المذكورين فليستكثر ما أمكنه من غير خروج إلى حد الملل والهذرمة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٣ص٥٨، ٥٩، مادة " قراءة ")

میں قرائت کرتے وقت بلند اورآہستہ دونوں طرح کی آوازوں سے قرائت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اور کسی دوسرے کی تکلیف وایذاء کا باعث نہ بنے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ قَبْلَ الْعَتَمَةِ وَبَعْدَهَا، يُغَلِّطُ أَصْحَابَهٗ فِي الصَّلَاةِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی قرآن کو بلند آواز سے پڑھے، عشاء سے پہلے اور اس کے بعد، کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز (وغیرہ) میں مغالطہ ڈالے (مسند احمد)

رات کی عبادت سے متعلق چند ہدایات

رات کی عبادت اور نفل نماز وتہجد سے متعلق چند ضروری اور مفید ہدایات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)...... ہر رات میں حسبِ توفیق نفل عبادت کرنا اور بطورِ خاص رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر تہجد اور نفل نماز پڑھنا انتہائی فضیلت کا باعث ہے، اور جو فضیلت والی راتیں ہیں، ان میں خاص اہتمام کے ساتھ عبادت کرنے کی فضیلت ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۸۱۷.

في حاشية مسند احمد: حسن لغيره .

[2] اتفق الفقهاء على أنه يندب إحياء الليالي الفاضلة التي ورد بشأنها نص، كما يندب إحياء أي ليلة من الليالي، لقول عائشة رضي الله عنها : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينام أول الليل ويحيي آخره ؛ لأن التطوع بالعبادة في الليل، كالدعاء والاستغفار في ساعاته مستحب استحبابا مؤكدا، وخاصة في النصف الأخير من الليل، ولا سيما في الأسحار، لقوله تعالى :(والمستغفرين بالأسحار) ولحديث جابر مرفوعا :إن في الليل لساعة لا يوافقها رجل مسلم يسأل الله خيرا من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إياه رواه مسلم فهو مما يدخل في النصوص الكثيرة التي تحض على العبادة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص ۲۳۲، وص ۲۳۳، مادة "إحياء الليل")

(۲)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَافَ أَنْ لَّا یَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوْتِرْ أَوَّلَہٗ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ یَّقُوْمَ آخِرَہٗ فَلْیُوْتِرْ آخِرَ اللَّیْلِ، فَإِنَّ صَلَاۃَ آخِرِ اللَّیْلِ مَشْهُوْدَۃٌ، وَذٰلِکَ أَفْضَلُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (طلوعِ فجر سے پہلے پہلے) نہیں اٹھ سکے گا، تو اسے چاہئے کہ رات کے اول حصہ میں ہی (سونے سے پہلے) وتر پڑھ لے، اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا، تو اسے چاہئے کہ وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصہ کی نماز (خاص قبولیت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں) حاضر کی جاتی ہے، اور یہ (رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنے کا طریقہ) افضل ہے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی نماز کو رات کے آخری حصہ میں (طلوعِ فجر سے پہلے پہلے) پڑھنا بہتر وافضل اس کے لئے ہے، جس کو رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر (طلوعِ فجر سے پہلے پہلے) وتر پڑھ لینے کا یقین ہو، ورنہ رات کے اول حصہ میں ہی پڑھ لینے میں احتیاط ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''وتر کی نماز کے فضائل واحکام'' ملاحظہ ہو)

(۳)......بعض راتوں کی خصوصی فضیلت ہے، مثلاً رمضان کی راتوں کی اور ان میں بھی

---

[1] رقم الحدیث ۷۵۵، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب من خاف أن لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر أوله، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۳۸۱، ترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی کراهیة النوم قبل الوتر.

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد قوی علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أبی سفیان -وهو طلحة بن نافع-، فمن رجال مسلم .أبو معاویة :هو محمد بن خازم الضریر.

آخری عشرہ کی راتوں کی، اوراس میں بھی لیلۃ القدر کی فضیلت انتہائی عظیم الشان ہے۔

اسی طرح جمعہ کی رات اور عیدین کی رات اور ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی راتیں اور شعبان کی پندرہوں رات اوردس محرم کی رات کی بھی خاص فضیلت ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک رجب کی پہلی اور پندرہویں رات کی بھی خاص فضیلت ہے۔

ان راتوں میں حسبِ توفیق عبادت کرنی چاہئے۔ [1]

---

[1] إحياء الليالى الفاضلة:

الليالى الفاضلة التى وردت الآثار بفضلها هى:

ليلة الجمعة، وليلتا العيدين، وليالى رمضان، ويخص منها ليالى العشر الأواخر منه، ويخص منها ليلة القدر، وليالى العشر الأول من ذى الحجة، وليلة نصف شعبان، والليلة الأولى من رجب .وحكم إحياء هذه الليالى فيما يلى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۴، مادة "إحياء الليل")

يندب إحياء ليلتى العيدين (الفطر، والأضحى) باتفاق الفقهاء .لقوله عليه الصلاة والسلام :من قام ليلتى العيد محتسبا لم يمت قلبه يوم تموت القلوب .وذهب الحنفية اتباعا لابن عباس إلى أنه يحصل له ثواب الإحياء بصلاة العشاء جماعة، والعزم على صلاة الصبح جماعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۵، مادة "إحياء الليل")

أجمع المسلمون على سنية قيام ليالى رمضان عملا بقوله صلى الله عليه وسلم :من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ويخص منها العشر الأخير ، لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا كان العشر الأواخر طوى فراشه، وأيقظ أهله، وأحيا ليله .وذلك طلبا لليلة القدر التى هى إحدى ليالى العشر الأخير من رمضان .قال صلى الله عليه وسلم :اطلبوا ليلة القدر فى العشر الأواخر .وكل هذا لا خلاف فيه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۵، مادة "إحياء الليل")

ذهب جمهور الفقهاء إلى ندب إحياء ليلة النصف من شعبان ، لقوله عليه الصلاة والسلام :إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها، فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى السماء الدنيا، فيقول :ألا من مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه . . .كذا . . .كذا. . .حتى يطلع الفجر وقوله صلى الله عليه وسلم إن الله يطلع ليلة النصف من شعبان، فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن .

وبين الغزالى فى الإحياء كيفية خاصة لإحيائها، وقد أنكر الشافعية تلك الكيفية واعتبروها بدعة قبيحة ، وقال الثورى هذه الصلاة بدعة موضوعة قبيحة منكرة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۵، وص۲۳۶، مادة "إحياء الليل")

نص الحنفية والحنابلة على ندب إحياء الليالى العشر الأول من ذى الحجة .لما رواه الترمذى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما من أيام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذى الحجة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)......فضیلت والی راتوں کی عبادت میں اصل حکم یہ ہے کہ اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے انفرادی طور پرعبادت کی جائے،اوراسی وجہ سے کسی رات میں نفلی عبادت کے لئے مساجد میں اجتماع کرنا یا باجماعت نفل نماز ادا کرنا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے۔ [1]

اسی طرح نصف شعبان کی رات میں عبادت کے لئے جمع ہونا اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة، وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۶، مادة "إحياء الليل")

ذكر بعض الحنفية وبعض الحنابلة من جملة الليالي التي يستحب إحياؤها أول ليلة من رجب، وعلل ذلک بأن هذه الليلة من الليالي الخمس التي لا يرد فيها الدعاء ، وهي :ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان، وليلتا العيد .

إحياء ليلة النصف من رجب:ذهب بعض الحنابلة إلى استحباب إحياء ليلة النصف من رجب

إحياء ليلة عاشوراء :ذهب بعض الحنابلة إلى استحباب إحياء ليلة عاشوراء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۷، مادة "إحياء الليل")

[1] الاجتماع لإحياء الليل:

كره الحنفية والشافعية الاجتماع لإحياء ليلة من الليالي في المساجد غير التراويح ، ويرون أن من السنة إحياء الناس الليل فرادى .وذهب الشافعية إلى أنه يكره ذلک، ويصح مع الكراهة .وأجاز الحنابلة إحياء الليل بصلاة قيام الليل جماعة، كما أجازوا صلاته منفردا، لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل الأمرين، ولكن كان أكثر تطوعه منفردا، فصلى بحذيفة مرة، وبابن عباس مرة، وبأنس وأمه مرة .

وفرق المالكية في الاجتماع على إحياء الليل بقيامه بين الجماعة الكثيرة والجماعة القليلة، وبين المكان المشتهر والمكان غير المشتهر، فأجازوا -بلا كراهة -اجتماع العدد القليل عليه إن كان اجتماعهم في مكان غير مشتهر، إلا أن تكون الليلة التي يجتمعون لإحيائها من الليالي التي صرح ببدعة الجمع فيها، كليلة النصف من شعبان، وليلة عاشوراء ، فيكره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۳، مادة "إحياء الليل")

[2] الاجتماع لإحياء ليلة النصف من شعبان:

جمهور الفقهاء على كراهة الاجتماع لإحياء ليلة النصف من شعبان، نص على ذلک الحنفية والمالكية، وصرحوا بأن الاجتماع عليها بدعة وعلى الأئمة المنع منه .وهو قول عطاء بن أبي رباح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی طرح رجب کے مہینہ کی پہلی شبِ جمعہ میں یا کسی اور فضیلت کی رات میں مخصوص طریقہ پر نماز پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ [۱]

(۵)......بعض احادیث میں جمعہ کی رات کوعبادت کے ساتھ خاص کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَاتَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّااَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ (مسلم) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمعہ کی رات کودوسری راتوں کے مقابلہ میں قیام (وعبادت) کے ساتھ خاص نہ کرواورنہ جمعہ کے دن کودوسرے دنوں کے مقابلہ میں روزے کے ساتھ خاص کرو، مگر یہ کہ جمعہ کا دن ایسی تاریخ میں واقع ہوکہ اس دن کوئی روزہ رکھا کرتا ہو(مسلم)

جس کے پیشِ نظر بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جمعہ کی رات میں اتنی زیادہ عبادت کرنا جائزنہیں ہے جس کی وجہ سے جمعہ کے دن کے اعمال میں کمزوری اورخلل واقع ہو اور اگر جمعہ کی رات میں عبادت سے جمعہ کے دن کے اعمال میں کمزوری اورخلل واقع نہ ہوتو اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وابن أبي مليكة .وذهب الأوزاعي إلى كراهة الاجتماع لها في المساجد للصلاة؛ لأن الاجتماع على إحياء هذه الليلة لم ينقل عن الرسول صلى الله عليه وسلم ولا عن أحد من أصحابه .وذهب خالد بن معدان ولقمان بن عامر وإسحاق بن راهويه إلى استحباب إحيائها في جماعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۶، مادة "إحياء الليل")

[۱] صلاة الرغائب :ورد خبر بشأن فضل صلاة تسمى صلاة الرغائب في أول ليلة جمعة من رجب، بين العشاء ين .وممن ذكره الغزالي في الإحياء .وقد قال عنه الحافظ العراقي :إنه موضوع .وقد نبه الحجاوي في الإقناع على أن تلك الصلاة بدعة لا أصل لها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۳۸، مادة "إحياء الليل")

[۲] رقم الحديث۱۱۴۴ "۱۴۸"، كتاب الصيام،باب كراهة صيام الجمعة منفردا.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حد تک عبادت کی ممانعت نہیں۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جمعہ کی رات میں اپنی طرف سے کوئی خاص نماز یا ایسی عبادت مقرر کرنا جائز نہیں جس کے بارے میں خاص جمعہ کی رات کے حوالے سے شرعاً کوئی ثبوت نہ ہو، مگر جن چیزوں کا خاص اس رات کے حوالے سے شرعی ثبوت موجود ہے (مثلاً سورہ کہف، درود شریف اور دیگر اذکار و اوراد اور دعاء واستغفار، جن کے بارے میں احادیث وروایات سے اس رات میں فضیلت کا ثبوت موجود ہے) وہ اس رات میں انجام دینا جائز ہیں، اسی طرح ممانعت اس صورت میں بھی ہے کہ صرف اس ایک رات کی عبادت کر کے باقی راتوں میں بالکل عبادت نہ کی جائے، اور کوئی شخص اس ایک رات کی عبادت کو کافی سمجھ کر باقی دِنوں اور راتوں میں عبادت سے بالکل بے توجہی اختیار کر لے۔ [1]

(۶)...... مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت بھی فضیلت والے اوقات میں سے ہے، جس میں ذکر و تسبیح، تلاوت اور نوافل کا ادا کرنا مستحب ہے۔ [2]

---

[1] (وعنه) أى عن أبى هريرة (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام ") قال ابن حجر :أى صلاة، والظاهر أن القيام أعم فى المعنى المراد "من بين الليالى "قال النووى :فى هذا الحديث نهى صريح عن تخصيص ليلة الجمعة بصلاة من بين الليالى، وهذا متفق عليه، واستدل به العلماء على كراهة هذه الصلاة المبتدعة المسماة بالرغائب، وقد صنف العلماء مصنفات فى تقبيحها وتضليل واضعها اهـ ولعل وجه النهى عن زيادة العبادة على العادة فى ليلة الجمعة إبقاء للقوى على القيام بوظائف يوم الجمعة، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۴۱۹ ،باب صيام التطوع)

فيه دليل على كراهة تخصيص ليلة الجمعة بالعبادة بصلٰوة وتلاوة غيرمعتادة الاماوردبه النص على ذلک كقراء ة سورة الكهف فانه ورد تخصيص ليلة الجمعة بقراء تها وسوراخروردت بهااحاديث فيها مقال وقددل هذا بعمومه على عدم مشروعية صلوة الرغائب فى اول ليلة جمعة من رجب ولوثبت حديثها لكان مخصصا لها من عموم النهى لكن حديثها تكلم العلماء عليه وحكموا بانه موضوع كذافى شرح بلوغ المرام (فتح الملهم ج ۳ ص ۱۵۵)

[2] إحياء ما بين المغرب والعشاء :

مشروعيته:

الوقت الواقع بين المغرب والعشاء من الأوقات الفاضلة، ولذلک شرع إحياؤه بالطاعات، من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سے لے کر بیس رکعت تک نفل نماز ہے، اور عام حالات میں چھ رکعتیں پڑھنا افضل ہے، جس کو اوابین کی نماز بھی کہا جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب ''نفل اور سنت نمازوں کے فضائل واحکام'' میں ذکر کردی ہے۔ [۱]

رات کو اُٹھ کر عبادت ونماز کا ارادہ کر کے سونے والا

کئی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر رات کو سونے والا یہ نیت کر کے سوئے کہ وہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلاة -وهي الأفضل -أو تلاوة قرآن، أو ذكر لله تعالى من تسبيح وتهليل ونحو ذلك .وقد كان يحييه عدد من الصحابة والتابعين وكثير من السلف الصالح .كما نقل إحياؤه عن الأئمة الأربعة .

وقد ورد في إحياء هذا الوقت طائفة من الأحاديث الشريفة، وإن كان كل حديث منها على حدة لا يخلو من مقال، إلا أنها بمجموعها تنهض دليلا على مشروعيتها، منها:

ما روته السيدة عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى الله له بيتا في الجنة .

وعن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين.

حكمه:

-لا خلاف بين الفقهاء في أن إحياء ما بين المغرب والعشاء مستحب .وهو عند الشافعية والمالكية مستحب استحبابا مؤكدا .وكلام الحنابلة يفيده (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص٢٣٧، وص٢٣٨، مادة "إحياء الليل")

[۱] عدد ركعاته:

اختلف في عدد ركعات إحياء ما بين العشاء ين تبعا لما ورد من الأحاديث فيها .فذهب جماعة إلى أن إحياء ما بين العشاء ين، يكون بست ركعات، وبه أخذ أبو حنيفة، وهو الراجح من مذهب الحنابلة .واستدلوا على ذلك بحديث ابن عمر السابق .وفي رواية عند الحنابلة أنها أربع ركعات، وفي رواية ثالثة أنها عشرون ركعة .

وذهب الشافعية إلى أن أقلها ركعتان وأكثرها عشرون ركعة .وذلك جمعا بين الأحاديث الواردة في عدد ركعاتها .وذهب المالكية إلى أنه لا حد لأكثرها ولكن الأولى أن تكون ست ركعات .

وتسمى هذه الصلاة بصلاة الأوابين، للحديث السابق .وتسمى صلاة الغفلة .وتسميتها بصلاة الأوابين لا تعارض ما في الصحيحين من قوله صلى الله عليه وسلم :صلاة الأوابين إذا رمضت الفصال "، لأنه لا مانع أن تكون كل من الصلاتين صلاة الأوابين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص٢٣٧، وص٢٣٨، مادة "إحياء الليل")

رات میں کسی وقت اُٹھ کر عبادت کرے گا، اور نوافل وتہجد پڑھے گا، پھر غیراختیاری طور پر اس کی آنکھ نہ کھل سکے، تو بھی اسے اپنی نیت کے مطابق اجروثواب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ أَتٰی فِرَاشَہٗ، وَھُوَ یَنْوِیْ أَنْ یَّقُوْمَ فَیُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ، فَغَلَبَتْہُ عَیْنُہٗ حَتّٰی یُصْبِحَ، کُتِبَ لَہٗ مَا نَوٰی، وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃً عَلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ (ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: جو شخص اپنے بستر پر آیا، اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ رات کو اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھے گا، پھر اس پر صبح ہونے تک نیند غالب رہی (یعنی صبح ہونے تک آنکھ نہ کھلی) تو اس کے لئے اس کی نیت کے مطابق (رات کی عبادت کا) ثواب لکھا جائے گا، اور اس کی نینداس پر اس کے رب کی طرف سے صدقہ بن جائے گی (ابنِ ماجہ)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنِ امْرِءٍ تَکُوْنُ لَہٗ صَلَاۃٌ بِلَیْلٍ فَغَلَبَہٗ عَلَیْھَا نَوْمٌ إِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ أَجْرَ صَلَاتِہٖ، وَکَانَ نَوْمُہٗ صَدَقَۃً عَلَیْہِ (سنن النسائی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۳۴۴، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فيمن نام عن حزبه من الليل، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۱۷۰، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۵۸۸، صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۱۷۳.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه، والذى عندى أنهما علّلاه بتوقيف روى عن زائدة.

وقال شعيب الارنؤوط: اسنادهٗ جيد (حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] رقم الحديث ۱۷۸۴، کتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب من كان له صلاة بالليل فغلبه عليها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی رات کو (کسی وقت اٹھ کر) نماز پڑھتا ہے، پھر (کسی دن) اس پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے وہ سوتا رہ جاتا ہے، اور صبح ہونے تک اٹھ نہیں پاتا) تو اللہ، اس کے لئے اس کی نماز کا اجر لکھ دیتا ہے، اور اس کی نینداس پر صدقہ ہو جاتی ہے (نسائی)

نماز کا اجر لکھے جانے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی عادت اور معمول کی وجہ سے اس رات میں بھی نماز وعبادت کے لئے اٹھنے کی نیت رکھتا ہے، مگر نیند کے غلبہ کی وجہ سے اٹھ نہیں پاتا، تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اپنے فضل سے نماز وعبادت کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ [1]

رات کو نیند آنے کے وقت عبادت نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النوم، واللفظ لهٗ،ابوداوٗد، رقم الحديث ١١١٩، المؤطا للامام محمد، رقم الحديث ١٦٨ ،مسند احمد، رقم الحديث ٢٤٣٤١، ورقم الحديث ٢٤٤٤١، سنن البيهقى، رقم الحديث ٤٧٢٣.

حديث صحيح لغيره(حاشية مسند احمد، تحت حديث رقم ٢٤٣٤١)

حديث حسن لغيره(حاشية مسند احمد،تحت حديث رقم ٢٤٤٤١)

[1] (ما من امرء يكون له صلاة بالليل) وعزمه أن يقوم اليها (فيغلبه عليها نوم الا كتب الله تعالى له أجر صلاته وكان نومه عليه صدقة) من الله مكافأة له على نيته وهذا فيمن تعود ذلك الرد فغلبه النوم أحيانا(التيسر بشرح الجامع الصغير للمناوى، ج٢ص٣٥٨، حرف الميم)

وهذا لمن كانت عادته ذلك ، وظاهره أن له أجرَه كاملاً كما لو عمله ؛ لأن الله حبسه عنه ، وقد جاء ت بهذا ظواهر أحاديث كثيرة ......قال بعض شيوخنا :وقال بعضهم :يحتمل أن يكون اخرها غيرَ مضاعف بعشرٍ بخلاف إذا عملها ، إذ الذى يصليها أكمل أُجراً أو يكون له أجر بنيته أو أجر من يتمنى أن يصلى تلك الصلاة أو أجر تأسفه على مافاته منها ، والأول أظهر ، لاسيما مع قوله : (وكان نومه عليه صدقة) ، فلو نقصه النوم من الأجر لم تكن صدقة ، بل كان مانعاً له من خير ومفتّراً فى أجور الفضائل ، والأجور ليست على قياس ، و(نما هى (بفضل من الله)بما شاء على من شاء كيف شاء .(اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب جامع صلاة الليل)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ، فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰى لِسَانِهِ، فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ، فَلْيَضْطَجِعْ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، پھر (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) قرآن اس کی زبان پر خلط ملط ہوجائے، اور اسے اپنے پڑھنے کا پتہ نہ چلے، تو اسے چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رات کو نیند کے غلبہ کے وقت نماز وعبادت میں مشغول ہونے کے بجائے نیند کا تقاضا پورا کرنا چاہئے، کیونکہ نیند کے غلبہ میں نماز وعبادت صحیح طرح ادا نہیں ہوتی۔

نیند کی وجہ سے رات کا معمول رہ جانے پر ظہر سے پہلے ادا کرنا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَأَهٗ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهٗ كَأَنَّمَا قَرَأَهٗ مِنَ اللَّيْلِ (صحیح مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کوئی (رات کا) معمول (وظیفہ وغیرہ) یا اس کا کوئی حصہ سونے کی وجہ سے رہ گیا، پھر اس نے اس کو فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیانی وقت میں پڑھ لیا، تو اس کے لئے ایسا ہی اجر لکھا

---

[1] رقم الحدیث ۷۸۷ ''۲۲۳''، سنن ابن ماجه، رقم الحدیث ۱۳۷۲۔

[2] رقم الحدیث ۷۴۷ ''۱۴۲''، ترمذی، رقم الحدیث ۵۸۱، باب ما ذکر فیمن فاته حزبه من اللیل فقضاه بالنهار، نسائی، رقم الحدیث ۱۷۹۱۔

جائے گا، گویا کہ اس نے اس کورات ہی میں پڑھا ہو(مسلم،ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص رات کے وقت میں کوئی وظیفہ ومعمول (ذکر، تلاوت یا نماز) ادا کیا کرتا تھا، پھر کسی دن وہ سوتا رہ گیا، تو وہ اگر اگلے دن ظہر سے پہلے اُس کو پورا کر لے، تو اس کو اللہ کے فضل وکرم سے ایسا ہی ثواب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ اُس نے رات کے وقت میں ہی وہ عمل کیا ہو۔ [1]

رات کو اللہ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

کئی احادیث میں اللہ کے راستہ میں یعنی مجاہدین کے لشکر یا مسلمانوں کے ملک کی سرحدوں پر رات کو جاگ کر پہرہ دینے کی عظیم فضیلت آئی ہے، جس کی وجہ سے یہ عمل بھی افضل ترین عبادت میں داخل ہے۔

چنانچہ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] (وعن عمر رضى الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من نام عن حزبه") أى :عن ورده يعنى عن تمامه ("أو عن شىء منه ") ، أى :من حزبه يعنى عن بعض ورده من القرآن، أو الأدعية والأذكار، وفى معناه الصلاة .("فقرأ فيما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر، كتب له ") : جواب الشرط، وقوله :("كأنما قرأه") : صفة مصدر محذوف، أى :أثبت أجره فى صحيفة عمله إثباتا مثل إثباته حين قرأه ("من الليل ") : قال بعض علمائنا ;لأن ما قبل الظهر كأنه من جملة الليل، ولذا يجوز الصوم بنية قبل الزوال .اهـ .وفيه أن تقييد نية الصوم بما قبل الزوال ليس لكونه من جملة الليل، بل لتقع النية فى أكثر أجزاء النهار، والمراد بما قبل الزوال هو الضحوة الكبرى، فالوجه أن يقال فى الحديث إشارة إلى قوله تعالى :(وهو الذى جعل الليل والنهار خلفة لمن أراد أن يذكر أو أراد شكورا)قال القاضى، أى ذوى خلفة يخلف كل منهما الآخر يقوم مقامه فيما ينبغى أن يعمل فيه من فاته ورده فى أحدهما تداركه فى الآخر .اهـ .وهو منقول عن كثير من السلف، كابن عباس، وقتادة، والحسن، وسلمان، كما ذكره السيوطى فى الدر.

وأخرج عن الحسن أنه قال :من عجز بالليل كان له فى أول النهار مستعتب، ومن عجز بالنهار كان له فى أول الليل مستعتب .اهـ .فتخصيصه بما قبل الزوال مع شمول الآية النهار بالكمال إشارة إلى المبادرة بقضاء الفوت قبل إتيان الموت، فإن فى التأخير آفات خصوصا فى حق الطاعات والعبادات، أو لأن وقت القضاء أولى أن يصرف إلى القضاء ، أو لأن ما قارب الشىء يعطى حكمه، ولا منع من الجمع لاجتماع الحكم، فإن قائله أعطى جوامع الكلم(مرقاة المفاتيح،ج۳ص۹۳۵، كتاب الصلاة، باب القصد فى العمل)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : حُرِّمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ آنکھ جہنم کی آگ پر حرام ہے، جو اللہ کے راستے میں جاگتی ہے (نسائی، مسند احمد، حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۶۳۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں (جہنم کی) آگ نہیں چھو سکتی، ایک وہ کہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ کہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی (ترمذی)

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ مَرَّ عَلَيْهِ سَلْمَانُ وَهُوَ مُرَابِطٌ، فَقَالَ : مَا تَصْنَعُ هَا هُنَا يَا شُرَحْبِيْلُ؟ فَقَالَ شُرَحْبِيْلُ : أُرَابِطُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.قَالَ سَلْمَانُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ (ابن حبان، رقم الحدیث ۴۶۲۳) [3]

---

[1] رقم الحدیث ۳۱۱۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۲۱۳، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۴۳۲.

فی حاشیۃ مسند احمد: مرفوعہ حسن لغیرہ،

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

وقال الذهبی: صحيح.

[2] قال الترمذی: وفی الباب عن عثمان، وأبی ريحانة .وحديث ابن عباس حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث شعيب بن رزيق.

[3] فی حاشیۃ ابن حبان: إسناده صحيح.

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن سبط سرحد کا پہرہ دے رہے (یعنی پاسبانی کررہے) تھے، تو ان کے پاس سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ گزرے، تو انہوں نے فرمایا کہ اے شرحبیل! آپ یہاں کیا کررہے ہو، تو حضرت شرحبیل نے کہا کہ میں اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہا (اور پاسبانی کررہا) ہوں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک دن یا ایک رات کی پاسبانی، ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کے (رات کے) قیام (وعبادت) سے بہتر ہے (ابن حبان)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِلَيْلَةٍ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ حَارِسٌ حَرَسَ فِيْ أَرْضِ خَوْفٍ، لَعَلَّهُ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ

(مسند الرویانی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی رات کے بارے میں نہ بتاؤں جو کہ لیلۃُ القدر سے بھی افضل ہے؟ وہ پہرہ دینے (اور پاسبانی کرنے) والا شخص ہے، جو (دشمن) کے خوف والی زمین میں پہرہ دے (اور پاسبانی کرے) شاید کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹ سکے (مسند رویانی، حاکم)

---

[1] رقم الحدیث ۱۴۰۹، المستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۲۴۲۴.

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاه وقد أوقفه وکیع بن الجراح، عن ثور وفی یحیی بن سعید قدوة.

و قال الذھبی: علی شرط البخاری :

و قال الالبانی: أخرجه الرویانی فی "مسنده أخبرنا محمد بن بشار أخبرنا یحییبن سعید القطان أخبرنا ثور بن یزید عن عبد الرحمن بن عائذ عن مجاھد عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم -وربما لم یرفعه -قال :فذکره .قلت: وھذا إسناد صحیح، رجاله ثقات رجال البخاری غیر عبد الرحمن بن عائذ، وھو ثقة کما فی "التقریب (السلسة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۸۱۱)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلامی ملک کے ایسے حصہ وخطہ میں ایک رات پاسبانی ونگرانی کرے، کہ جہاں ہروقت دشمن کی طرف سے جان کوخطرہ لاحق ہو، ایسی ایک رات کا پہرہ وپاسبانی، لیلۃُ القدر کی عبادت سے بھی زیادہ فضیلت کا سبب ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: حَرَسُ لَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ تَعَالٰى أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ لَيْلَةٍ يُقَامُ لَيْلُهَا، وَيُصَامُ نَهَارُهَا (مسنداحمد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک رات پہرہ دینا، ایسی ہزار راتوں سے بہتر ہے کہ جن کی راتوں میں عبادت کی جائے، اور دن میں روزہ رکھا جائے (مسنداحمد)

مذکورہ اوراس جیسی احادیث سے اللہ کے راستہ میں، اور جہادی لشکر یا مسلمانوں کے ملک کی سرحد پر رات کو پہرہ دینے کے عظیم فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

رات اوردن بھر کے ذکر سے افضل کلمات

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو آپ کی رات کے ساتھ دن بھراوردن کے ساتھ رات بھر ذکر کرنے سے افضل یا زیادہ ثواب والے کلمات نہ بتلادوں، وہ یہ ہیں کہ آپ یہ پڑھیں کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْءَ مَا فِي الْأَرْضِ

---

[1] رقم الحديث ۴۳۳، مستدرک للحاکم، رقم الحديث ۲۴۲۶.
في حاشية مسند احمد: حسن.
و قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. وقال الذهبي: صحيح.

وَالسَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا أَحْصٰى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ، وَتَقُوْلُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: پاک ہےاللہ کی ذات مخلوق کی تعداد کے برابر،اور پاک ہےاللہ کی ذات مخلوق کے بھرنے کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات زمین اور آسمان والی چیزوں کی تعداد کے برابر،اور پاک ہےاللہ کی ذات زمین اورآسمان والی چیزوں کے بھرنے کے برابر، اور پاک ہے اللہ کی ذات اُن سب چیزوں کی تعداد کے برابر جن کواس کی کتاب نے شمار کیا ہے،اور پاک ہےاللہ کی ذات ہر چیز کی تعداد کے برابر،اور پاک ہےاللہ کی ذات ہر چیز کے بھرنے کے برابر۔

اورآپ الحمدللہ بھی اسی طرح سے کہیں (یعنی گزشتہ کلمات میں جہاں جہاں سبحان اللہ کے الفاظ آئے ہیں،وہاں الحمدللہ کے الفاظ ملا کر باقی وہی کلمات پڑھیں (ابن حبان) [1]

اس حدیث سے مذکورہ کلمات کے پڑھنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ ان کو پڑھنے سے رات بھراوردن بھرذکر کرنے کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔

---

[1] عن أبى أمامة الباهلى، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر به وهو يحرك شفتيه، فقال :ماذا تقول يا أبا أمامة؟ ، قال :أذكر ربى، قال :ألا أخبرك بأكثر أو أفضل من ذكرك الليل مع النهار والنهار مع الليل؟ أن تقول :سبحان الله عدد ما خلق، وسبحان الله ملء ما خلق، وسبحان الله عدد ما فى الأرض والسماء ، وسبحان الله ملء ما فى الأرض والسماء ، وسبحان الله عدد ما أحصى كتابه، وسبحان الله عدد كل شىء ، وسبحان الله ملء كل شىء ، وتقول :الحمد لله مثل ذلك (ابن حبان، رقم الحديث ۸۳۰، ذكر التسبيح الذى يكون للمرء أفضل من ذكره ربه بالليل مع النهار، والنهار مع الليل)

فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

دوسرے کو ایذاء نہ پہنچانا، رات بھر کی عبادت سے افضل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانَةَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ، وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا خَيْرَ فِيهَا، هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قَالُوا :وَفُلَانَةُ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، وَتَصَدَّقُ بِأَثْوَارٍ، وَلَا تُؤْذِي أَحَدًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (الادب المفرد للبخاري، رقم الحديث ۱۱۹، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۳۰۵) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! فلانی عورت رات بھر قیام (یعنی عبادت) کرتی ہے، اور دن بھر روزہ رکھتی ہے، اور صدقہ بھی کرتی ہے، اور فلاں نیک عمل بھی کرتی ہے، مگر اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء وتکلیف بھی پہنچاتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت میں خیر نہیں ہے، وہ جہنمیوں میں سے ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ اور فلاں عورت فرض نماز پڑھتی ہے، اور پنیر (جمے ہوئے دودھ) کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، مگر کسی کو ایذاء وتکلیف نہیں پہنچاتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ

---

[1] قال المنذری: رواه أحمد والبزار وابن حبان فی صحيحه والحاكم وقال صحيح الإسناد ورواه أبو بكر بن أبی شيبة بإسناد صحيح أيضا ولفظه وهو لفظ بعضهم قالوا يا رسول الله فلانة تصوم النهار وتقوم الليل وتؤذی جيرانها قال هی فی النار قالوا يا رسول الله فلانة تصلی المكتوبات وتصدق بالأثوار من الأقط ولا تؤذی جيرانها قال هی فی الجنة.

الأثوار بالمثلثة جمع ثور وهی قطعة من الأقط والأقط بفتح الهمزة وكسر القاف وبضمها أيضا وبكسر الهمزة والقاف معا وبفتحهما هو شیء يتخذ من مخيض اللبن الغنم (الترغيب و الترهيب، ج۳، ص ۲۴۲، كتاب البر والصلة وغيرهما)

جنتیوں میں سے ہے (الادب المفرد، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو ایذاء نہ پہنچا کر صرف فرائض، واجبات ادا کر لینے پر رات بھر کی عبادت کا اجر وثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

لہٰذا قدم قدم پر دوسروں کو ایذاء وتکلیف پہنچانے کے عمل سے بچنا چاہئے۔

حسنِ خُلق اور بیوہ ومسکین کی کفالت سے رات بھر عبادت کا ثواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّیْلِ صَائِمِ النَّھَارِ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سُنا کہ مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات بھر قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کے درجات کو پالیتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد، حاکم)

اس طرح کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے۔[2]

---

[1] رقم الحديث ۲۴۵۹۵؛ابو داؤد، رقم الحديث ۴۷۹۸؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۹)

قال الحاكم:هذا حديث على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه، وشاهده، صحيح على شرط مسلم.
وقال الذهبی فی التلخيص: على شرطهما.
وفی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

[2] عن أبي الدرداء قال :سمعت النبی صلى الله عليه وسلم يقول :ما من شيء يوضع في الميزان أثقل من حسن الخلق، وإن صاحب حسن الخلق ليبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة(ترمذی، رقم الحديث ۲۰۰۳،باب ماجاء فی حسن الخلق)

قال الترمذی:هذا حديث غريب من هذا الوجه.

حدثنا أبو كريب، قال :حدثنا قبيصة بن الليث، قال :حدثنا مطرف، عن عطاء عن أم الدرداء ، عن أبي الدرداء .حدثنا محمد بن بشار، قال :حدثنا محمد بن جعفر قال شعبة، عن القاسم بن أبي بزة، عن عطاء الكيخاراني عن أم الدرداء ، عن أبي الدرداء عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اَلسَّاعِیُ عَلَی الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ، کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ (بخاری)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور مسکین پر خرچ کرنے کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا، یا رات بھر قیام (وعبادت) کرنے اور دن بھر روزہ رکھنے والا (بخاری)

معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق کی برکت اور بیوہ ومسکین کی ضروریات کے لئے سعی وکوشش کرنے سے انسان دن بھر روزے رکھنے اور رات بھر قیام وعبادت کرنے والے شخص کے درجات کو پالیتا ہے۔

اور اچھے اخلاق سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اور دوسروں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النبی صلی الله علیه وسلم (ح)وحدثنا أبو کریب، قال :حدثنا یحیی بن أبی بکیر، قال: حدثنا، یعنی مطرف، عن عطاء الکیخارانی، عن عطاء بن نافع عن أم الدرداء عن أبی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم (ح)وحدثنا أحمد بن عبدة، قال :حدثنا ابن عیینة، عن عمرو، عن ابن أبی ملیکة عن یعلی بن مملک عن أم الدرداء ، عن أبی الدرداء ، رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال :لا یوضع فی المیزان یوم القیامة شیئا أثقل من خلق حسن وزاد ابن عیینة فی حدیثه، وإن حسن الخلق لیبلغ بصاحبه درجة الصوم والصلاة.

وهذا الحدیث لا نعلمه یروی عن أبی الدرداء إلا من هذه الوجوه التی ذکرناها فأما مطرف، عن عطاء والقاسم، عن عطاء فهو عطاء الکیخارانی فأما حدیث عمرو بن دینار، عن ابن أبی ملیکة عن یعلی بن مملک فلا نعلم رواه إلا ابن عیینة وحده ویعلی روی عنه ابن أبی ملیکة حدیثا آخر والحدیث حسن الإسناد وعطاء بن نافع هو عطاء الکیخارانی مکی(مسند البزار، رقم الحدیث ۴۰۹۵ تا ۴۰۹۸)

[1] رقم الحدیث ۵۳۵۳، باب فضل النفقة علی الأهل.

دن کے گنہگار کو رات میں توبہ کی فضیلت

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (مسلم، رقم الحديث ۳۱"۲۷۵۹")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل رات میں اپنے ہاتھ (یعنی رحمت) کو پھیلاتا ہے، تاکہ دن میں بُرائی کرنے والا توبہ کرلے، اور دن میں اپنے ہاتھ (یعنی رحمت) کو پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں بُرائی کرنے والا توبہ کرلے (اللہ عزوجل کی طرف سے رحمت کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) یہاں تک کہ (قربِ قیامت میں) سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ دن میں گناہ کرنے والے کو رات گزرنے سے پہلے پہلے اور رات میں گناہ کرنے والے کو دن گزرنے سے پہلے پہلے توبہ کرلینی چاہیئے۔

خلاصہ اس پوری فصل کی بحث کا یہ نکلا کہ رات کو عبادت کی عظیم فضیلت ہے، اس لئے ہر مسلمان کو حسبِ توفیق جب بھی جتنی عبادت کی توفیق ہوجائے، صدق واخلاص کے ساتھ کرنی چاہیئے۔

اور بعض اعمال واذکار ایسے ہیں کہ ان کو اختیار کرنے سے رات بھر کی عبادت کا اجروثواب حاصل ہوتا ہے، اس لئے ان اعمال واذکار کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے، اور دن میں جو گناہ ہوجائے، رات گزرنے سے پہلے اس سے توبہ کرنی چاہیئے، بلکہ ہر رات کو ہی سونے سے پہلے دن بھر کے اعمال کا جائزہ لے کر بُرے اعمال سے توبہ اور نیک اعمال پر پختگی کا عزم کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

(فصل نمبر۹)

سونے، لیٹنے اور رات سے متعلق متفرق مسائل

اب سونے، لیٹنے اور رات سے متعلق چند متفرق مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۱...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهٖ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۱۱۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے، اور وہ مسجد میں (نماز کے انتظار میں) ہو، تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنی نشست گاہ کو کسی اور جگہ سے تبدیل کر لے (تا کہ اس کی نیند کا خُمار دُور ہو جائے) (ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۵۲۶) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو جمعہ کے دن اونگھ آئے، تو وہ اپنی نشست گاہ کو تبدیل کر لے (تا کہ اس کی نیند کا خُمار دُور ہو جائے) (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جمعہ یا فرض نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو، اور اسے اونگھ آنے لگے،

---

[1] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

تو اسے اپنی جگہ تبدیل کرلینی چاہئے، تاکہ اس کی نیند کا خمار ٹوٹ جائے۔

مگر یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ وہاں دوسری جگہ موجود ہو، اور اس کے جگہ بدلنے سے کسی کو تکلیف نہ پہنچتی ہو، اور کسی کی حق تلفی لازم نہ آتی ہو۔ [1]

جمعہ کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ عموماً جمعہ کی نماز کے انتظار میں زیادہ دیر بیٹھنا پڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں دوسری نمازوں کے مقابلہ میں جمعہ کی نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے کو اونگھ کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ [2]

اور اگر مسجد میں فرض نماز کے انتظار میں نہ بیٹھا ہو، بلکہ ویسے ہی نفل نماز وعبادت میں مشغول ہو، یا فرض نماز پڑھنی ہو، لیکن نیند کا غلبہ ہو، اور نیند کا تقاضا پورا کرنے کے بعد نماز قضاء نہ

---

[1] النعاس فی المسجد یوم الجمعة:
قال ابن قدامة :یستحب لمن نعس یوم الجمعة أن یتحول عن موضعه، واستدل لذلک بما روی ابن عمر -رضی الله عنهما -قال :سمعت رسول الله صلی الله وسلم یقول :إذا نعس أحدکم یوم الجمعة فلیتحول من مجلسه ذلک .ولأن تحوله عن مجلسه یصرف عنه النوم .
وقال الشافعی :أحب للرجل إذا نعس فی المسجد یوم الجمعة ووجد مجلسا غیره -ولا یتخطی فیه أحدا -أن یتحول عنه لیحدث له القیام واعتساف المجلس ما یذعر عنه النوم وإن ثبت وتحفظ من النعاس بوجه یراه ینفی النعاس عنه فلا أکره ذلک له ولا أحب إن رأی أنه یمتنع من النعاس إذا تحفظ أن یتحول وأحسب من أمره بالتحول إنما أمره حین غلب علیه النعاس فظن أن لن یذهب عنه النوم إلا بإحداث تحول وإن ثبت فی مجلسه ناعسا کرهت له ذلک ولا إعادة علیه إذ لم یرقد زائلا عن حد الاستواء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۰، ص ۳۷۴، مادة ”نعاس“)

[2] (إذا نعس) بفتحتین (أحدکم) زاد فی روایة الترمذی :یوم الجمعة (وهو فی المسجد) أو نحوه مما تقام فیه الجمعة (فلیتحول) ندبا (من مجلسه) أی محل جلوسه وذلک إلی غیره یعنی ینتقل منه إلی غیره لأن الحرکة تذهب الفتور الموجب للنوم فإن لم یکن فی الصف محل یتحول له قام وجلس قال فی الأم ولو ثبت فی مجلسه وتحفظ من النعاس لم أکرهه والتحول الانتقال من موضع لآخر وهذا عام فی جمیع الأیام وتخصیصه بالجمعة فی خبر الترمذی إنما هو لإطالة مکث المبکر بل أجراه بعضهم فی کل من قعد ینتظر عبادة فی أی یوم کان وفیه وما قبله حث علی استقبال الصلاة بنشاط وخشوع وفراغ قلب وتعقل لما یقرأه أو یدعو به والمحافظة علی الإتیان بالأرکان والسنن والآداب.
(د ت عن ابن عمر) قال الترمذی حسن صحیح ورواه الحاکم وقال علی شرط مسلم (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۷۸)

ہوتی ہو، تو ایسے وقت سوجانا بہتر ہے، کیونکہ نیند کے غلبہ میں نماز کے افعال واذکار کی ادائیگی میں خلل واقع ہونے کا امکان ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِذَا نَعَسَ أَحَدُکُمْ فَلْیَرْقُدْ، حَتّٰی یَذْھَبَ عَنْہُ النَّوْمُ، فَإِنَّہُ إِذَا صَلّٰی وَھُوَ یَنْعَسُ لَعَلَّہُ یَذْھَبُ یَسْتَغْفِرُ، فَیَسُبُّ نَفْسَہُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۲۸۷) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے، تو اُسے چاہیئے کہ وہ لیٹ جائے، یہاں تک کہ اُس سے نیند دُور ہو جائے، کہ کہیں وہ استغفار (ودعاء) کرنے کے بجائے اپنے آپ کو ہی بُرا بھلا نہ کہنے لگے (مسند احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا نَعَسَ أَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاۃِ فَلْیَنَمْ، حَتّٰی یَعْلَمَ مَا یَقْرَأُ (بخاری، رقم الحدیث ۲۱۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے، تو اُسے چاہیئے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ کیا پڑھتا ہے (بخاری)

یہ حکم رات کی نفل نماز وعبادت کے علاوہ دن ورات کی فرض نماز کو بھی شامل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

وہ الگ بات ہے کہ رات کے وقت میں عموماً یہ حالت پیش آتی ہے۔ [۲]

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط الشیخین.

[۲] ولا یقال إنما ھذا فی صلاة اللیل لأن الفریضة لیست فی أوقات النوم ولا فیھا من التطویل ما یوجب ذلک لأنا نقول :العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب فیعمل به أیضا فی الفرائض إن وقع ما أمن بقاء الوقت(ارشاد الساری للقسطلانی، ج ۱ ص ۲۸۵، باب الوضوء من غیر حدث)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۲...... جوشخص کھڑے ہوکر یا بیٹھ کرنماز پڑھنے پر قادر نہ ہو، اس کوفرض نماز لیٹ کر پڑھنا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاةِ، فَقَالَ : صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری، رقم الحديث ۱۱۱۷، باب إذا لم يطق قاعدا صلى على جنب)

ترجمہ: مجھے بواسیر کی بیماری تھی، تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھڑے ہوکر نماز پڑھو، پھر اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے، تو بیٹھ کر نماز پڑھو، پھر اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے، تو اپنے پہلو پر (یعنی لیٹ کر) نماز پڑھو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی بیمار، مریض یا کمزور کو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو اسے لیٹ کر بھی فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔

پھر حنفیہ کے نزدیک چت لیٹ کر اور کمر یا سر کے نیچے کوئی چیز رکھ کر اس طرح نماز پڑھنا افضل ہے، کہ پیروں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو، اور گھٹنوں کو کچھ موڑ دیا جائے، اور سر ممکنہ حد تک قبلہ کی طرف کو اُٹھا ہوا ہو، پھر اس کے بعد کروٹ کے بل یعنی دائیں، بائیں سائیڈ پر لیٹ کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا درجہ ہے، اور دائیں کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی فضیلت بائیں کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی فضیلت سے زیادہ ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وهذا عام فى صلاة الفرض والنفل فى الليل والنهار وهذا مذهبنا ومذهب الجمهور لكن لا يخرج فريضة عن وقتها قال القاضى وحمله مالك وجماعة على نفل الليل لأنه محل النوم غالبا قوله صلى الله عليه وسلم فإن أحدكم إذا صلى وهو ناعس لعله يذهب يستغفر فيسب نفسه قال القاضى معنى يستغفر هنا يدعو (شرح النووى على مسلم، ج۶ ص۷۴، باب أمر من نعس فى صلاته أو استعجم عليه القرآن أو الذكر)

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک چت لیٹ کرنماز پڑھنے کے بجائے کروٹ کے بل قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک پہلے دائیں کروٹ کی فضیلت ہے، پھر بائیں کروٹ کی فضیلت کا درجہ ہے، اور اگر کروٹ کے بل نماز پڑھنے کی قدرت نہ ہو، تو چت لیٹ کر اور پیروں کا رُخ قبلہ کی طرف کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔ [1]

مسئلہ نمبر۳...... حنفیہ سمیت اکثر فقہائے کرام کے نزدیک بلاعذر لیٹ کر سنت ونفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔

جبکہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک جس طرح کھڑے ہونے پر قدرت ہونے کے باوجود بیٹھ کر سنت ونفل نماز پڑھنا جائز ہے، اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قدرت ہوتے ہوئے لیٹ کر سنت ونفل نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

البتہ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ملتا ہے۔

پھر بلاعذر لیٹ کر سنت ونفل نماز جائز ہونے کے قائل بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ رکوع

---

[1] العجز عن القیام والجلوس:

إن تعذر على المريض القيام والجلوس فى آن واحد صلى على جنبه دون تحديد للشق الأيمن أو الأيسر، وهذا هو مذهب المالكية، والشافعية، والحنابلة، وذهب المالكية، والحنابلة إلى أنه من الأفضل أن يصلي على جنبه الأيمن ثم الأيسر، فإن لم يستطع على جنبه يصلي مستلقيا على قفاه ورجلاه إلى القبلة وأومأ بطرفه .والدليل على ما سبق قول النبى -صلى الله عليه وسلم -لعمران بن حصين :صل قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، فإن لم تستطع فعلى جنب.

وقال المالكية :إن لم يستطع أن يصلي مستلقيا على ظهره صلى على بطنه ورأسه إلى القبلة، فإن قدمها على الظهر بطلت.

وذهب الحنفية إلى أنه إن تعسر القعود أومأ مستلقيا على قفاه، أو على أحد جنبيه والأيمن أفضل من الأيسر، والاستلقاء على قفاه أولى من الجنب إن تيسر، والمستلقي يجعل تحت رأسه شيئا كالوسادة؛ ليصير وجهه إلى القبلة لا إلى السماء ، وليتمكن من الإيماء.

وصلاة المريض بالهيئة التي ذكرها الفقهاء فيما سبق لا ينقص من أجره شيئا؛ لحديث أبي موسى -رضي الله عنه -مرفوعا :إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحا

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۶، مادة "صلاة المريض")

وسجدہ کے وقت بیٹھنا اور حقیقی سجدہ کرنا ضروری ہوگا؛ لیٹے لیٹے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں ہوگا، مگر یہ کہ کوئی حقیقی سجدہ کرنے سے معذور ہو۔ ل

ل (ولا يصح) النفل (من مضطجع لغير عذر) لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما، ولم ينقل عنه -صلى الله عليه وسلم -فعل ذلك ليخصص به العموم (و) التنفل (له) أى لعذر مضطجعا (يصح) كالفرض وأولى (ويسجد) المتنفل مضطجعا (إن قدر عليه) أى على السجود (وإلا) بأن لم يقدر على السجود (أومأ) به لحديث إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم (كشاف القناع عن متن الاقناع، ج ا ص ۴۴۱، كتاب الصلاة، باب صلاة التطوع)

الصلاة مضطجعا :وأما صلاة التطوع مضطجعا فظاهر قول أصحاب أبى حنيفة عدم الجواز لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما.

وقول الجواز مروى عن الحسن البصرى لقوله صلى الله عليه وسلم :من صلى نائما فله نصف أجر القاعدوقد قال الحسن :إن شاء الرجل صلى صلاة التطوع قائما أو جالسا أو مضطجعا وقال ابن تيمية :التطوع مضطجعا لغير عذر لم يجوزه إلا طائفة قليلة من أصحاب الشافعي وأحمد، ولم يبلغنا عن أحد منهم أنه صلى مضطجعا بلا عذر، ولو كان هذا مشروعا لفعلوه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ ص۱۶۳، مادة"صلاة التطوع"، الصلاة مضطجعا)

ولو تنفل مضطجعا بالإيماء بالرأس مع قدرته على القيام والقعود فوجهان.

(أحدهما)لا تصح صلاته لأنه يذهب صورتها بغير عذر وهذا أرجحهما عند إمام الحرمين والثانى وهو الصحيح صحتها لحديث عمران ولو صلى النافلة قاعدا أو مضطجعا للعجز عن القيام والقعود فثوابه ثواب القيام بلا خلاف كما فى صلاة الفرض قاعدا أو مضطجعا للعجز فإن ثوابها ثواب القائم بلا خلاف والحديث ورد فيمن يصلى النفل قاعدا أو مضطجعا مع قدرته على القيام يستوى فيما ذكرناه جميع النوافل المطلقة والراتبة وصلاة العيد والكسوف والاستسقاء وحكى الخراسانيون وجها أنه لا يجوز العيد والكسوف والاستسقاء قاعدا مع القدرة كالفرائض وبه قطع ابن كج وهذا شاذ ضعيف.

وأما الجنازة فسبق فى باب التيمم بيان نصوص الشافعي وطرق الأصحاب فيها والمذهب أنها لا تصح قاعدا مع القدرة لان القيام ومعظم أركانها والثانى يجوز والثالث إن تعينت لم يجز والاجاز قال الرافعى إذا جوزنا الاضطجاع فى النفل مع قدرته فهل يجزء الاقتصار على الإيماء بالركوع والسجود أم يشترط أن يركع ويسجد كالقاعد فيه وجهان أصحهما الثانى.

قال إمام الحرمين عندى أن من جوز الاضطجاع لا يجوز الاقتصار فى الأركان الذكرية كالتشهد والتكبير وغيرهما على ذكر القلب وهذا الذى قاله إمام الحرمين لابد منه فلا يجزى ذكر القلب قطعا لأنه حينئذ لا يبقى للصلاة صورة أصلا وإنما ورد الحديث بالترخيص فى القيام والقعود فيبقى ما عداهما على مقتضاه والله أعلم (المجموع شرح المهذب ،ج۳ص۲۷۵ وص۲۷۶،كتاب الصلاة، مسائل تتعلق بالقيام)

اتفق الفقهاء على جواز التنفل قاعدا لعذر أو غير عذر، أما الاضطجاع فقد ذهب الحنفية والمالكية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۴...... اگر کسی کو غصہ آئے، تو حدیث میں اس کا ایک علاج یہ آیا ہے، کہ اگر وہ کھڑا ہوا ہو، تو بیٹھ جائے، اور اگر پھر بھی غصہ دُور نہ ہو، تو لیٹ جائے۔

چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا:

إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے، اور وہ کھڑا ہوا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے چاہئے کہ لیٹ جائے (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر۵...... جب کسی پر موت کے آثار ظاہر ہوجائیں، یا وہ فوت ہوجائے، تو اس کو قبلہ کی طرف رُخ کر کے لٹا دینا بہتر ہے، کیونکہ حدیث میں بیتُ اللہ کو زندہ اور مُردہ دونوں کا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والحنابلة ومقابل الأصح عند الشافعية إلى أنه لا يجوز للقادر على القيام أو الجلوس أن يصلى النفل مضطجعا إلا لعذر، وذهب الشافعية إلى جواز التنفل مضطجعا مع القدرة على القيام فى الأصح، لحديث عمران بن الحصين أنه سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن صلاة الرجل قاعدا قال :من صلى قائما فهو أفضل ومن صلى قاعدا فله نصف أجر القائم، ومن صلى نائما فله نصف أجر القاعد. والأفضل أن يصلى على شقه الأيمن فإن اضطجع على الأيسر جاز ويلزمه أن يقعد للركوع والسجود قيل :يومء بهما أيضا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴ص ۱۰۹ ، مادة"قيام")

[1] رقم الحديث ۴۷۸۲، كتاب الادب، باب ما يقال عند الغضب، مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۳۴۸، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۶۸۸.

قال الهيثمى:

رواه أحمد ، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۹۹۵ ،باب ما يقول ويفعل إذا غضب)

وفى حاشية مسند احمد:

رجاله ثقات رجال الصحيح.

وفى حاشية ابنِ حبان:

حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

قبلہ قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

[۱] عبيد بن عمير، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم حين سئل عن الكبائر قال فيهن :واستحلال البيت الحرام قبلتكم أحياء وأمواتا (السنن الصغير للبيهقي، رقم الحديث ۱۱۰۹، باب السنة فى سل الميت من قبل رجل القبر)

قال إبراهيم النخعي " :كانوا يستحبون أن يستقبلوا به القبلة، يعني إذا حضر الميت (السنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ما يستحب من توجيهه نحو القبلة)

عن يحيى بن عبد الله بن أبي قتادة، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة سأل عن البراء بن معرور، فقالوا :توفي وأوصى بثلثه لک يا رسول الله، وأوصى أن يوجه إلى القبلة لما احتضر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أصاب الفطرة وقد رددت ثلثه على ولده ، ثم ذهب فصلى عليه، فقال :اللهم اغفر له وارحمه، وأدخله جنتک، وقد فعلت هذا حديث صحيح فقد احتج البخاري بنعيم بن حماد، واحتج مسلم بن الحجاج بالدراوردي، ولم يخرجا هذا الحديث، ولا أعلم في توجه المحتضر إلى القبلة غير هذا الحديث (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۳۰۵)

وروينا، عن الحسن، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه :أنه ذكر الكعبة فقال " :والله ما هي إلا أحجار نصبها الله قبلة لأحيائنا، ونوجه إليها موتانا (السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۶۷۲۴)

ثالثا :التوجيه:

يوجه المحتضر للقبلة عند شخوص بصره إلى السماء ، لا قبل ذلک، لئلا يفزعه، ويوجه إليها مضطجعا على شقه الأيمن اعتبارا بحال الوضع في القبر؛ لأنه أشرف عليه .وفي توجيه المحتضر إلى القبلة ورد :أن النبي صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة سأل عن البراء بن معرور .فقالوا: توفي وأوصى بثلث ماله لک، وأن يوجه للقبلة لما احتضر .فقال النبي صلى الله عليه وسلم : أصاب الفطرة، وقد رددت ثلث ماله على ولده، ثم ذهب فصلى عليه، وقال :اللهم اغفر له وارحمه وأدخله جنتک، وقد فعلت .قال الحاكم :ولا أعلم في توجيه المحتضر إلى القبلة غيره.

وفي اضطجاعه على شقه الأيمن قيل :يمكن الاستدلال عليه بحديث النوم، فعن البراء بن عازب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

إذا أتيت مضجعک فتوضأ وضوء ک للصلاة، ثم اضطجع على شقک الأيمن، وقل :اللهم إني أسلمت نفسي إليک . . .إلى أن قال :فإن مت مت على الفطرة وليس فيه ذكر القبلة.

ولم يذكر ابن شاهين في باب المحتضر من كتاب الجنائز له غير أثر عن إبراهيم النخعي قال ": يستقبل بالميت القبلة "وزاد عطاء بن أبي رباح " :على شقه الأيمن .ما علمت أحدا تركه من ميت "، ولأنه قريب من الوضع في القبر، ومن اضطجاعه في مرضه، والسنة فيهما ذلک، فكذلک فيما قرب منهما .ويستدل عليه أيضا بما روى أحمد أن فاطمة رضي الله عنها عند موتها استقبلت القبلة، ثم توسدت يمينها.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۶ ...... مسلمان میت کو قبر میں قبلہ کی طرف رُخ کر کے لٹانا سنت و مستحب ہے۔
اور حنفیہ کے نزدیک سنت یہ ہے کہ میت کا صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنے کے بجائے کروٹ دے کر اُس کا سینہ قبلہ کی طرف کیا جائے، البتہ اگر کسی ضرورت (مثلاً جگہ کی تنگی) سے اس طرح قبر بنا کر لٹایا جائے کہ اس کے پیر تھوڑا سا اوپر موڑ کر قبلہ کی طرف کر دیے جائیں، اور سر کو کچھ اوپر قبلہ کی طرف کر کے اُٹھا دیا جائے، تو بھی جائز ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ويصح أن يوجه المحتضر إلى القبلة مستلقيا على ظهره، فذلك أسهل لخروج الروح، وأيسر لتغميضه وشد لحييه، وأمنع من تقوس أعضائه، ثم إذا ألقى على القفا يرفع رأسه قليلا ليصير وجهه إلى القبلة دون السماء .

ويقول بعض الفقهاء :إنه لم يصح حديث في توجيه المحتضر إلى القبلة، بل كره سعيد بن المسيب توجيهه إليها .فقد ورد عن زرعة بن عبد الرحمن " :أنه شهد سعيد بن المسيب في مرضه، وعنده أبو سلمة بن عبد الرحمن، فغشي على سعيد، فأمر أبو سلمة أن يحول فراشه إلى الكعبة، فأفاق، فقال :حولتم فراشي؟ قالوا :نعم، فنظر إلى أبي سلمة.

فقال :أراه بعلمك، فقال :أنا أمرتهم .فأمر سعيد أن يعاد فراشه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۸۱، مادة "احتضار")

[1] ز -توجيه الميت للقبلة:

اتفق الفقهاء على استحباب توجيه الميت إلى القبلة لأنها أشرف الجهات، ولكن اختلفوا في طريقة توجيه الميت إلى القبلة على أقوال:

فذهب الحنفية إلى أنه يسن أن يوجه المحتضر للقبلة على يمينه مثل توجيهه في القبر وجاز الاستلقاء على ظهره وقدماه إليها ولكن يرفع رأسه قليلا ليتوجه للقبلة، وقيل:
يوضع كما تيسر على الأصح وإن شق عليه ترك على حاله .

وذهب المالكية إلى أنه يستحب توجيهه للقبلة على يمينه، فإن لم يمكن فعلى يساره، فإن لم يمكن فعلى ظهره ورجلاه للقبلة، فإن لم يمكن فعلى بطنه ورأسه لها، وهذا بشرط أن يكون ذلك بعد شخوص بصره لا قبله لئلا يفزعه ذلك .

وذهب الشافعية في الصحيح عندهم إلى أنه يستحب توجيهه على جنبه الأيمن كما يوضع في اللحد إلى القبلة فإن تعذر وضعه على يمينه لضيق مكان أو لعلة في جنبه أو غيرها فإنه يوضع على جنبه الأيسر، فإن تعذر ألقى على قفاه ووجهه وأخمصاه للقبلة بأن يرفع رأسه قليلا، كأن يوضع تحت رأسه مرتفع ليتوجه وجهه إلى القبلة.

ومقابل الصحيح أن هذا الاستلقاء أفضل، فإن تعذر اضطجع على جنبه الأيمن، فإن تعذر وضع على جنبه الأيسر .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۷...... لیٹ کر قرآن مجید کی تلاوت یا کوئی دوسرا ذکر واذکار کرنا جائز ہے، اور اس میں قرآن یا ذکر کی بے ادبی لازم نہیں آتی۔ [۱]

مسئلہ نمبر۸...... لیٹ کر کھانا، کھانا مکروہ اور بُرا فعل ہے۔ [۲]

اور لیٹ کر کھانے میں بھی اوندھے منہ یعنی اُلٹا لیٹ کر کھانے کی بُرائی زیادہ ہے، حدیث میں بطورِ خاص اس کی ممانعت آئی ہے۔ [۳]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وللحنابلة فی کیفیة توجیه المیت للقبلة قولان:

أحدهما :أنه یجعل علی جنبه الأیمن وهو الصحیح من المذهب.

والثانی :أن یکون مستلقیا علی قفاه ویرفع رأسه قلیلا، لیصیر وجهه إلی القبلة دون السماء .

وقال القاضی :إن کان الموضع واسعا فعلی جنبه، وإلا فعلی ظهره .واشترط بعضهم أنه لا یوجه قبل تیقن موته، والصحیح من المذهب أن الأولی التوجیه قبل ذلک(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۴۹، ص۴۱۵، مادة "میت")

[۱] ثانیا -التربع عند تلاوة القرآن:

لا بأس بقراء ة القرآن فی کل حال :قائما أو جالسا، متربعا أو غیر متربع، أو مضطجعا أو راکبا أو ماشیا، لحدیث عائشة قالت :کان النبی صلی الله علیه وسلم یتکء فی حجری وأنا حائض ثم یقرأ القرآن وعنها قالت :إنی لأقرأ القرآن وأنا مضطجعة علی سریری (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۱، ص۱۶۲، مادة "تربع")

[۲] الاتکاء بالید أثناء الأکل:

نص الحنفیة علی أنه لا بأس بالأکل متکئا إذا لم یکن بالتکبر، وفی الظهیریة :هو المختار.

وفی الفتاوی العتابیة :یکره الأکل والشرب متکئا أو واضعا شماله علی الأرض أو مستندا.

ونص المالکیة علی کراهة الأکل متکئا، وفسروا الاتکاء بأن یأکل مائلا علی مرفقه الأیسر، وقیل :متربعا.

وقال الشافعیة :ویکره الأکل متکئا، قال الخطابی :وهو الجالس معتمدا علی وطاء تحته، کقعود من یرید الإکثار من الطعام، وأشار غیره إلی أنه المائل إلی جنبه، ومثله المضطجع بالأولی .ونص الحنابلة علی أنه یکره الأکل مضطجعا(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۴۵، ص۲۷۲، مادة "ید")

[۳] عن سالم، عن أبیه، رضی الله عنه، قال " :نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن مطعمین :الجلوس علی مائدة یشرب علیها الخمر أو یأکل الرجل وهو منبطح علی بطنه (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۱۷۱، کتاب الاطعمة، الناشر :دار الکتب العلمیة -بیروت؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۵۵۸۸، مَا وَرَدَ فِی النَّهْیِ عَنِ الْأَکْلِ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَی بَطْنِهِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۹......قبرستان میں سونایا مستقل رہائش اختیار کرنا مکروہ ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۱۰...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک رمضان کے روزہ کی رات کے وقت میں نیت کرنا ضروری ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمضان کے روزہ کی رات کے وقت میں نیت کرنا مستحب ہے، اور ضحوۂ کبریٰ (یعنی زوال سے کچھ پہلے) تک نیت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ طلوعِ فجر سے لے کر اب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

اور رات کے وقت سے مراد سورج غروب ہونے سے لے کر طلوعِ فجر کے درمیان کا وقت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: على شرط مسلم (حواله بالا)

وقال الالباني: اخرجه أبو داود و الحاكم و ابن ماجة بالشطر الثانى منه عن جعفر بن برقان عن الزهرى عن سالم عن أبيه قال :فذكره .وقال الحاكم " :صحيح على شرط مسلم !و وافقه الذهبى !و أعله أبو داود بقوله عقبه " :هذا الحديث لم يسمعه جعفر من الزهرى ، و هو منكر ." ثم ساق بإسناده الصحيح عن جعفر أنه بلغه عن الزهرى بهذا الحديث .قلت :و جعفر ثقة من رجال مسلم ، لكنهم ضعفوا حديثه عن الزهرى خاصة ، و لذلك قال الحافظ " :صدوق ، يهم فى حديث الزهرى . "و ذكر الحافظ فى "التهذيب "أن هذا الحديث مما أنكره العقيلى أيضا من حديثه عن الزهرى .قلت :لكن الحديث ثابت (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۳۹۴؛ الناشر :مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

عن على بن أبى طالب، رضى الله عنه قال :نهانى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاتين وقراء تين وأكلتين ولبستين .نهانى أن أصلى بعد الصبح حتى ترتفع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الشمس، وأن آكل وأنا منبطح على بطنى، ونهانى أن ألبس الصماء وأحتبى فى ثوب واحد ليس بين فرجي وبين السماء ساتر (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۷۱۳۰، كتاب الاطعمة)

قال الحاكم:هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذه السياقة.

وقال الذهبى: عمر واه.

[1] المبيت فى المقبرة والنوم فيها.

نص الشافعية على أنه يكره المبيت فى المقبرة من غير ضرورة، لما فيها من الوحشة، فإن لم تكن وحشة كأن كانوا جماعة، أو كانت المقبرة مسكونة فلا كراهة.

وقال الحنفية :يكره النوم عند القبر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۸، ص۳۴۸، مادة "مقبرة")

ہے۔

اورطلوعِ فجر (یا انتہائے سحر) سے لے کر سورج غروب ہونے تک کے پورے عرصہ کا درمیانی وقت ''ضحوۂ کبریٰ'' کہلاتا ہے، جو کہ زوال سے کچھ پہلے ہوتا ہے، اور اس کو شرعی زبان میں ''عرفی نصف النہار'' کے مقابلہ میں ''شرعی نصف النہار'' بھی کہا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى وجوب تبييت النية فى صوم رمضان ما بين غروب الشمس إلى طلوع الفجر الثاني .وذهب أبو حنيفة إلى أنه يستحب التبييت، لكن تجزء النية نهارا إلى الزوال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٠ ١، ص٦ ٢ ١، مادة "تبييت")

ثالثا -التبييت :وهو شرط فى صوم الفرض عند المالكية والشافعية والحنابلة والتبييت :إيقاع النية فى الليل، ما بين غروب الشمس إلى طلوع الفجر، فلو قارن الغروب أو الفجر أو شک، لم يصح، كما هو قضية التبييت.

وفى قول للمالكية، يصح لو قارنت الفجر، كما فى تكبيرة الإحرام، لأن الأصل فى النية المقارنة للمنوى.

ويجوز أن تقدم من أول الليل، ولا تجوز قبل الليل.

وذلک لحديث ابن عمر، عن حفصة رضى الله تعالى عنهم عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: من لم يجمع الصيام قبل الفجر، فلا صيام له.

ولأن صوم القضاء والكفارات، لا بد لها من تبييت النية، فكذا كل صوم فرض معين.

ولا تجزء بعد الفجر ويجزء مع طلوع الفجر إن اتفق ذلک، وإن روى ابن عبد الحكم أنها لا تجزء مع الفجر، وكلام القرافى وآخرين يفيد أن الأصل كونها مقارنة للفجر، ورخص تقدمها عليه للمشقة فى مقارنتها له.

والصحيح عند الشافعية والحنابلة :أنه لا يشترط فى التبييت النصف الآخر من الليل، لإطلاقه فى الحديث، ولأن تخصيص النية بالنصف الأخير يفضى إلى تفويت الصوم، لأنه وقت النوم، وكثير من الناس لا ينتبه فيه، ولا يذكر الصوم، والشارع إنما رخص فى تقديم النية على ابتدائه، لحرج اعتبارها عنده، فلا يخصها بمحل لا تندفع المشقة بتخصيصها به، ولأن تخصيصها بالنصف الأخير تحكم من غير دليل، بل تقرب النية من العبادة، لما تعذر اقترانها بها.

والصحيح أيضا :أنه لا يضر الأكل والجماع بعد النية ما دام فى الليل، لأنه لم يلتبس بالعبادة، وقيل :يضر فتحتاج إلى تجديدها، تحرزا عن تخلل المناقض بينها وبين العبادة، لما تعذر اقترانها بها. والصحيح أيضا :أنه لا يجب التجديد لها إذا نام بعدها، ثم تنبه قبل الفجر، وقيل :يجب، تقريبا للنية من العبادة بقدر الوسع .

والحنفية لم يشترطوا التبييت فى رمضان .ولما لم يشترطوا تبييت النية فى ليل رمضان، أجازوا النية بعد الفجر دفعا للحرج أيضا، حتى الضحوة الكبرى، فينوى قبلها ليكون الأكثر منويا، فيكون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ عام نفل روزہ کی نیت حنفیہ کے ساتھ ساتھ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بھی ضحوۂ کبریٰ تک کرنا جائز ہے۔

جہاں تک رمضان کے قضا روزہ، کفارہ کے روزہ اور عام منت والے روزوں کا تعلق ہے، تو ان روزوں میں حنفیہ کے نزدیک رات سے ہی نیت کرنا ضروری ہے، اور اگر کوئی روزہ متعین دن کی منت والا ہو، تو اس کی رمضان کے ادائی روزہ اور عام نفل روزہ کی طرح ضحوۂ کبریٰ سے پہلے نیت کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

له حكم الكل، حتى لو نوى بعد ذلك لا يجوز، لخلو الأكثر عن النية، تغليبا للأكثر.

والضحوة الكبرى :نصف النهار الشرعي، وهو من وقت طلوع الفجر إلى غروب الشمس.

وقال الحنفية، منهم الموصلي :والأفضل الصوم بنية معينة مبيتة للخروج عن الخلاف .

ودليل الحنفية على ما ذهبوا إليه، من صحة النية حتى الضحوة الكبرى، وعدم شرطية التبييت : حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن الناس أصبحوا يوم الشك، فقدم أعرابي، وشهد برؤية الهلال، فقال صلى الله عليه وسلم :أتشهد أن لا إله إلا الله، وأني رسول الله؟ فقال :نعم، فقال عليه الصلاة والسلام :الله أكبر، يكفي المسلمين أحدهم، فصام وأمر بالصيام، وأمر مناديا فنادى :ألا من أكل فلا يأكل بقية يومه، ومن لم يأكل فليصم .

فقد أمر بالصوم، وأنه يقتضي القدرة على الصوم الشرعي، ولو شرطت النية من الليل لما كان قادرا عليه، فدل على عدم اشتراطها .

واستدلوا أيضا، بما ورد في الحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم أرسل غداة عاشوراء إلى قرى الأنصار :من أصبح مفطرا فليتم بقية يومه، ومن أصبح صائما فليصم .وكان صوم عاشوراء واجبا، ثم نسخ بفرض رمضان (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸، ص۲۵، مادة "صوم")

[1] اور مالکیہ کے نزدیک ہر قسم کے روزہ کے لئے رات سے یعنی طلوعِ فجر ہونے سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔

واشترط الحنفية تبييت النية في صوم الكفارات والنذور المطلقة وقضاء رمضان.

أما النفل فيجوز صومه عند الجمهور -خلافا للمالكية -بنية قبل الزوال، لحديث عائشة رضي الله تعالى عنها قالت :دخل على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم، فقال :هل عندكم شيء؟ ، فقلنا : لا، فقال :فإني إذا صائم، ولأن النفل أخف من الفرض، والدليل عليه :أنه يجوز ترك القيام في النفل مع القدرة، ولا يجوز في الفرض.

وعند بعض الشافعية يجوز بنية بعد الزوال، والمذهب في القديم والجديد :لا يجوز، لأن النية لم تصحب معظم العبادة

ومذهب المالكية :أنه يشترط في صحة الصوم مطلقا، فرضا أو نفلا -نية مبيتة ، وذلك لإطلاق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ حنفیہ کے نزدیک ہر قسم کے روزوں میں فجر طلوع ہونے کے ساتھ یااس سے پہلے نیت کر لینا افضل ہے،تا کہ روزہ کا وقت شروع ہونے کے ساتھ ہی روزہ کی نیت بھی موجود ہو۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۱۱...... بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ مُردوں کی روحیں جمعہ یا جمعرات کی رات کو اپنے گھروں میں آتی ہیں اور گھر کے ایک کونے میں کھڑی ہوکر دیکھتی رہتی ہیں کہ ہم کوکون ثواب بخشتا ہے اور خیرات کرنے کی درخواست کرتی ہیں اور خیرات نہ کرنے والوں پر بددعاء کرتی ہیں، پھران کو اگر کچھ ثواب مل جائے تو خیر ورنہ مایوس ہوکر لوٹ جاتی ہیں، اور بعض لوگوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد مُردوں کی روحیں روزانہ ایک ماہ تک اپنے گھر کا گشت کرتی رہتی ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کا خصوصاً عورتوں کا خیال ہے کہ شبِ برأت، شبِ قدر وغیرہ میں بھی روحیں اپنے گھروں پر آتی ہیں اس لئے ان راتوں میں وہ ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث المتقدم :من لم يجمع الصيام من الليل، فلا صيام له .

ومذهب الحنابلة جواز النية فى النفل، قبل الزوال وبعده، واستدلوا بحديث عائشة، وحديث صوم يوم عاشوراء ، وأنه قول معاذ وابن مسعود وحذيفة رضى الله عنهم وأنه لم ينقل عن أحد من الصحابة ما يخالفه صريحا، والنية وجدت فى جزء من النهار، فأشبه وجودها قبل الزوال بلحظه .

ويشترط لجواز نية النفل فى النهار عند الحنابلة :أن لا يكون فعل ما يفطره قبل النية، فإن فعل فلا يجزئه الصوم، قال البهوتى :بغير خلاف نعلمه، قاله فى الشرح، لكن خالف فيه أبو زيد الشافعى.

وعند الشافعية وجهان فى اعتبار الثواب :من أول النهار، أم من وقت النية؟ أصحهما عند الأكثرين : أنه صائم من أول النهار، كما إذا أدرك الإمام فى الركوع، يكون مدركا لثواب جميع الركعة، فعلى هذا يشترط جميع شروط الصوم من أول النهار (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸، ص۲۵، وص۲۶، مادة "صوم")

۱؎ وأما الثالث وهو وقت النية :فالأفضل فى الصيامات كلها أن ينوى وقت طلوع الفجر إن أمكنه ذلک، أو من الليل، لأن النية عند طلوع الفجر تقارن أول جزء من العبادة حقيقة ومن الليل تقارنه تقديرا، وإن نوى بعد طلوع الفجر فإن كان الصوم دينا لا يجوز بالإجماع، وإن كان عينا وهو صوم رمضان وصوم التطوع خارج رمضان، والمنذور المعين يجوز، وقال زفر :إن كان مسافرا لا يجوز صومه عن رمضان بنية من النهار، وقال الشافعى :لا يجوز بنية من النهار إلا التطوع، وقال مالک: لا يجوز التطوع أيضا، ولا يجوز صوم التطوع بنية من النهار بعد الزوال عندنا وللشافعى فيه قولان (بدائع الصنائع، ج۲ص۸۵، فصل شرائط انواع الصيام)

اس طرح کا اعتقاد رکھنا غلط اور گناہ ہے، شریعت کی کسی مستند دلیل سے ان چیزوں کا ثبوت نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر۱۲...... بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے یا منہ سے چراغ بجھانے یا رات کو آئینہ میں چہرہ دیکھنے یا عصر کے بعد جھاڑو دینے کو معیوب یا بُرا اور منحوس سمجھتے ہیں۔

حالانکہ رات یا شام کے وقت ان کاموں کے کرنے میں شرعاً کوئی عیب اور نحوست یا گناہ کی بات نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر۱۳...... بعض لوگ اور بطور خاص عورتیں رات کو ناخن کاٹنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے نیستی اور نحوست آتی ہے۔

جبکہ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، ویسے ہی توہُّم پرستی میں داخل ہے۔

مسئلہ نمبر۱۴...... بعض لوگ اور خاص کر عورتیں رات کو درخت ہلانے اور کاٹنے سے اس لیے منع کرتی ہیں کہ اس سے وہ بے چین یا بے آرام ہو جاتا ہے۔

مگر اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، البتہ رات کو بلاضرورت درخت کی چھیڑ چھاڑ کرنا اس لیے مناسب نہیں کہ درخت پر مختلف قسم کے جانور یا پرندے موجود ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ آرام میں مشغول ہوتے ہیں، یہ اُن کی تکلیف کا باعث ہے اور بعض اوقات کوئی موذی جانور گر کر کاٹ بھی لیتا ہے۔

مسئلہ نمبر۱۵...... بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ رات کو انگلیاں چٹخانے سے نحوست آتی ہے۔

مگر شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاوجہ انگلیاں چٹخانا ناپسندیدہ نہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

(فصل نمبر۱۰)

جاگنے یا سوکر اُٹھنے کے احکام وآداب

جس طرح شریعت کی طرف سے رات کے وقت اور سونے کے متعلق پاکیزہ تعلیمات، ہدایات اور احکام وآداب آئے ہیں، اسی طرح نیند سے جاگنے یا سوکر اٹھنے کے بعد بھی انتہائی پاکیزہ تعلیمات، ہدایات اور احکام وآداب آئے ہیں، آگے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سوکر اُٹھنے پر ذکر کرنا

سوکر اُٹھنے یا بیدار ہونے پر اسلامی آداب میں سے اہم ادب یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ کا ذکر کیا جائے، جس سے شیطان کا زور ٹوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگا دیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہیئے۔

پھر اگر وہ شخص بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۴۲، واللفظ لہٗ، مسلم رقم الحدیث ۷۷۶.

اگر وہ (اُٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ خبیثُ النفس اور کاہل ہو کر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے سوکر اٹھنے پر اللہ کا ذکر کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی، جس میں سوکر اٹھنے کی مسنون دعائیں واذکار بھی داخل ہیں۔

اور ساتھ ہی سوکر اٹھنے کے بعد وضو کرنے اور نماز پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوئی، اور اس کا یہ فائدہ بھی معلوم ہوا کہ اس عمل سے تروتازگی اور نفس میں پاکیزگی وبشاشت پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سوکر اٹھنے کے بعد یہ عمل نہیں کرتا، تو اس کے نفس میں خباثت اور کسل وسستی پیدا ہوتی ہے۔ [1]

آگے سوکر اُٹھنے کی چند مسنون دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں سے حسبِ موقع وحسبِ منشاء کوئی بھی دعاء پڑھ لینا جائز ہے، اور کوئی ایک سے زیادہ دعائیں پڑھے، تو اس میں بھی حرج نہیں، بلکہ زیادہ فائدہ کی بات ہے۔

سوکر اُٹھنے کی مسنون دعاء

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعاء فرماتے کہ:

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارے مرجانے کے

---

[1] فیہ فوائد منھا الحث علی ذکر اللہ تعالی عند الاستیقاظ وجاء ت فیہ أذکار مخصوصة مشھورة فی الصحیح وقد جمعتھا وما یتعلق بھا فی باب من کتاب الأذکار ولا یتعین لھذہ الفضیلة ذکر.
لکن الأذکار المأثورة فیہ أفضل ومنھا التحریض علی الوضوء حینئذ وعلی الصلاة وإن قلت (شرح النووی، کتاب صلاة المسافرین، باب الحث علی صلاة الوقت وان قلت)

بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف (مرنے کے بعد) لوٹ کر جانا ہے (بخاری) ۱؎

اس طرح کی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲؎

سوکر اُٹھنے کی ایک اور مسنون دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیدار ہونے پر یہ دعاء پڑھنی چاہئے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَأَذِنَ لِیْ بِذِكْرِهٖ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے ہیں، جس نے میرے جسم کو عافیت عطاء فرمائی، اور مجھ پر میری روح کو لوٹا دیا، اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشی (ترمذی) ۳؎

۱؎ عن حذيفة رضى الله عنه، قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل، وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ قال: الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۱۴، باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن)

۲؎ عن أبى ذر رضى الله عنه، قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل قال: اللهم باسمك أموت وأحيا فإذا استيقظ قال: الحمد لله الذى أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور (بخارى، رقم الحديث ۶۳۲۵، باب ما يقول إذا أصبح)

۳؎ عن أبى هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ": إذا قام أحدكم عن فراشه ثم رجع إليه فلينفضه بصنفة إزاره ثلاث مرات، فإنه لا يدرى ما خلفه عليه بعد، فإذا اضطجع فليقل: باسمك ربى وضعت جنبى، وبك أرفعه، فإن أمسكت نفسى فارحمها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين، فإذا استيقظ فليقل: الحمد لله الذى عافانى فى جسدى، ورد على روحى وأذن لى بذكره (ترمذى، رقم الحديث ۳۴۰۱، ابواب الدعوات)

قال الترمذى: وفى الباب عن جابر، وعائشة، " :وحديث أبى هريرة حديث حسن، وروى بعضهم هذا الحديث وقال :فلينفضه بداخلة إزاره.

وقال الحافظ العسقلانى: هذا حديث حسن من هذا الوجه بهذا السياق، وأصل شطره الأول صحيح (نتائج الافكار، ج ۱، ص ۱۱۳)

سوکراُٹھنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب بیدار ہوتے تو یہ دعاء فرماتے کہ:

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ، وَأَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ إِذْ هَدَیْتَنِیْ، وَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً إِنَّکَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

ترجمہ: آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میرے علم میں زیادتی فرمایئے، اور میرے دل کو آپ ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہ کیجئے، اور مجھے اپنے پاس سے رحمت ہبہ (وعطا) کیجئے، بے شک آپ بہت ہبہ (وعطا) فرمانے والے ہیں (سنن کبریٰ نسائی، ابوداؤد، ابنِ حبان، بیہقی، حاکم) [1]

تہجد میں سوکراُٹھنے کی مسنون دعاء

اگر کوئی رات کو تہجد کے لئے بیدار ہو تو اس وقت بیدار ہونے کے بعد کی بھی کئی مسنون دعاؤں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جن میں سے بعض دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

---

[1] عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا استيقظ من الليل قال :لا إله إلا أنت سبحانک، اللهم إنى أستغفرک لذنبى، وأسألک رحمتک، اللهم زدنى علما، ولا تزغ قلبى بعد إذ هديتنى، وهب لى من لدنک رحمة إنک أنت الوهاب
(سنن کبریٰ نسائی، رقم الحديث ۱۰۶۳۵؛ ابوداوٗد، رقم الحديث ۵۰۶۱؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۵۳۱؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۴۴۷؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۸۱)

قال الحافظ: هذا حديث حسن، أخرجه النسائى فى الكبرى (نتائج الافكار لابن حجر، ج ۱، ص۱۱۸؛ الناشر :دار ابن كثير)

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

حضرت عاصم بن حمید سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ : بِمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ : لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُسَبِّحُ عَشْرًا، وَيُهَلِّلُ عَشْرًا، وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا، وَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن نسائی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کا قیام کس طرح شروع فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے میرے سے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا ہے، جس کے متعلق کسی نے بھی اب تک میرے سے سوال نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتے، اور دس مرتبہ حمد (یعنی الحمد للہ) کہتے، اور دس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) کہتے، اور دس مرتبہ تہلیل (یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کہتے، اور دس مرتبہ استغفار کہتے، اور یہ دعاء پڑھتے کہ:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ضِيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اے اللہ! میری مغفرت فرمادیجئے مجھے ہدایت دے دیجئے، مجھے رزق عطا فرمادیجئے، مجھے عافیت عطا فرمادیجئے، میں قیامت کے دن کی تنگی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں (نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ١٦١٧، باب ذكر ما يستفتح به القيام، ابوداوٗد، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ١٣٥٦، مسند احمد، رقم الحديث ٢٥١٠٢.

في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

تہجد میں سوکر اُٹھنے کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں سویا کرتا تھا، میں سنتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات کو نماز کے لیے بیدار ہوتے تو کافی دیر تک یہ دعاء پڑھتے کہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ربُّ العالمین کے لئے ہیں، سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

(مسند احمد) [1]

تہجد میں سوکر اُٹھنے کی تیسری مسنون دعاء

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتے تھے، تو یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا

---

[1] عن ربيعة بن كعب الأسلمي قال : كنت أنام في حجرة النبي صلى الله عليه وسلم فكنت أسمعه إذا قام من الليل يصلي يقول " :الحمد لله رب العالمين "، الهوى، قال :ثم يقول " :سبحان الله العظيم وبحمده "، الهوى (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٥٧٤)
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، صحابيه من رجاله، وبقية رجاله ثقات رجال للشيخين.

قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ:اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں،تو ہی آسمانوں اورزمین کا نور ہے، اور تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں،تو ہی آسمانوں اورزمین کوقائم رکھنے والا ہے،اور تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں،تو آسمانوں اورزمین اوران میں جو چیزیں موجود ہیں،ان کا ربّ ہے، تیری ذات حق ہے،اور تیراوعدہ حق ہے،اور تیرافرمان حق ہے،اور تجھ سے ملاقات حق ہے،اور جنت حق ہے،اور جہنّم حق ہے،اور قیامت حق ہے،اے اللہ! تیرے لیے ہی میں اسلام لایا،اور تجھ ہی پر ایمان لایا،اور تجھ پر ہی میں نے توکل اختیار کیا،اور تیری ہی طرف میں نے توبہ اور رجوع کیا،اور تیری ہی مدد سے میں نے (دشمنوں سے) مقابلہ کیا،اور تیری ہی طرف میں نے اپنے معاملات کوفیصلے کے لیے پیش کیا،پس تو میری مغفرت فرمادے،اُن کمزوریوں کی جو پہلے اور بعد میں مجھ سے سرزد ہوئیں،اور جو میں نے خفیہ اور علانیہ کیں،تو ہی میرا معبود ہے،تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں (مسلم) [1]

تہجد میں سوکراُٹھنے کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کونماز کے لئے اُٹھتے تھے،تو نماز کے شروع میں یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ، وَمِيْكَائِيْلَ، وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

---

[1] رقم الحديث ٧٦٩ "١٩٩" كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب الدعاء فی صلاة الليل وقيامه؛ موطا امام مالک، رقم الحديث ٤٥١.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اے اللہ! جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپی ہوئی اور ظاہر چیز کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ فرمائے گا، جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں، مجھے اپنے حکمِ خاص سے اُن چیزوں میں حق کی ہدایت عطا فرمادیجئے، جس میں اختلاف ہو، بے شک تو جسے چاہتا ہے، صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے (مسلم) [1]

سوکراُٹھنے کے بعد آنکھوں پر ہاتھ پھیرنا

سوکراُٹھنے کے اسلامی آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اُٹھتے ہی اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں پر پھیر لے، تاکہ نیند کا خمار ٹوٹ جائے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِنْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ، اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ (مسلم، رقم الحديث ۷۶۳، ۱۸۲)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، یہاں تک کہ جب آدھی رات ہوگئی، یا اس سے پہلے یا اس کے بعد کا کچھ وقت تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، پھر اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے چہرے سے نیند کا اثر مل کر ختم کرنے

---

[1] أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف، قال :سألت عائشة أم المؤمنين، بأى شىء كان نبى الله صلى الله عليه وسلم يفتتح صلاته إذا قام من الليل؟ قالت :كان إذا قام من الليل افتتح صلاته :اللهم رب جبرائيل، وميكائيل، وإسرافيل، فاطر السماوات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدنى لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدى من تشاء إلى صراط مستقيم (مسلم، رقم الحديث ۲۰۰ "۷۷۰")

لگے (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے بیدار ہونے پر جب اٹھنے کا ارادہ ہو، تو اپنے ہاتھوں کو آنکھوں پر مل لینا بہتر ہے، تا کہ نیند کا خمار ٹوٹ جائے، اور شیطان کا غلبہ دور ہو جائے۔ [1]

جاگنے کے بعد برتن میں ہاتھ دھوئے بغیر نہ ڈالنا

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ سوکر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کسی برتن میں نہ ڈالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۷۸،۸۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو، تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، یہاں تک کہ اس کو تین مرتبہ دھولے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کسی برتن وغیرہ میں ڈالنا مناسب نہیں، ایسی ضرورت پڑنے پر پہلے ہاتھوں کو دھولینا چاہئے۔ [2]

جاگنے کے بعد مسواک کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو سونے سے پہلے، اور سوکر اٹھنے کے بعد، مسواک کرنا

---

[1] قوله فجعل يمسح النوم عن وجهه معناه أثر النوم وفيه استحباب هذا واستعمال المجاز (شرح النووى، باب صلاة النبى صلى الله عليه وسلم ودعائه بالليل)

[2] ويستحب أن يغسل ثلاثا ، لقول النبى (صلى الله عليه وسلم) " فلا يغمس يده فى الإناء حتى يغسلها ثلاثا (شرح السنة للامام البغوى، ج۲، ص۷۷، باب غسل دم الحيض)

ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقُدُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ تَسَوَّكَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۴۹۲۱) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوجاتے تھے، پھر جب سوکر اُٹھتے تو مسواک کرتے تھے، پھر وضو کرتے تھے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ، فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا اسْتَاكَ قَبْلَ الْوُضُوْءِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۲۷۳) [2]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں اور رات میں جب بھی سوکر اُٹھتے تھے، تو وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

وَيَنَامُ وَطَهُوْرُهُ مُغَطًّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوْعٌ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ (سنن أبي داوٗد، رقم الحديث ۱۳۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوجاتے، اور آپ کے وضو کا پانی آپ کے سر کی طرف ڈھکا ہوا رکھا ہوتا، اور آپ کی مسواک بھی رکھی ہوتی، یہاں تک کہ رات میں جس وقت اللہ چاہتا آپ کو اٹھا دیتا، پھر آپ مسواک کرتے اور اچھی طرح وضو کرتے (ابوداؤد)

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ (بخاری) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف فرمایا کرتے تھے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاکُ عِنْدَہٗ، فَإِذَا اسْتَیْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ (مسند احمد) ؎۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کے وقت مسواک ضرور ہوا کرتی تھی، پھر جب آپ بیدار ہوتے، تو پہلے مسواک فرماتے (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ:

؎۱ رقم الحدیث ۱۱۳۶، کتاب الجمعة، باب طول القیام فی صلاة اللیل، دارطوق النجاة، بیروت.

؎۲ عن ابن شھاب، قال :حدثنی حمید بن عبد الرحمن بن عوف، أن رجلا من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :قلت وأنا فی سفر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :واللہ لأرقبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلاة حتی أری فعلہ، فلما صلی صلاة العشاء وھی العتمة، اضطجع ھویا من اللیل، ثم استیقظ فنظر فی الأفق، فقال " :(ربنا ما خلقت ھذا باطلا) حتی بلغ (إنک لا تخلف المیعاد)، ثم أھوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی فراشہ، فاستل منہ سواکا، ثم أفرغ فی قدح من إداوة عندہ ماء فاستن، ثم قام فصلی حتی قلت :قد صلی قدر ما نام، ثم اضطجع حتی قلت :قد نام قدر ما صلی، ثم استیقظ ففعل کما فعل أول مرة، وقال مثل ما قال، ففعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات قبل الفجر (سنن النسائی، رقم الحدیث ۱۶۲۶)

؎۳ رقم الحدیث ۵۹۷۹.

فی حاشیة مسند احمد:إسنادہ حسن.

لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا آكُلُ وَبَعْدَ مَا آكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا قَالَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور کھانے سے فارغ ہوکر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا (مسند احمد)

اگرچہ مسواک وضو کے ساتھ کرنا سنت ہے، لیکن مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ سوکر اُٹھنے کے بعد وضو سے پہلے بھی مسواک کرنا سنت ومستحب ہے، اور پھر وضو کے ساتھ دوبارہ مسواک کرنی چاہئے۔ [2]

بیدار ہونے کے بعد اہتمام سے ناک صاف کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلٰى خَيَاشِيمِهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۳۸ "۲۳")

---

[1] رقم الحديث ۹۱۹۴، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۲۵۱۶.

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوي، الحسن بن سوار صدوق لا بأس به، ومن فوقه ثقات من رجال الشيخين. الليث: هو ابن سعد، وخالد بن يزيد: هو الجمحي المصري.

وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ا ص ۲۲۱، باب في السواك)

[2] يستحب الاستياك بعد النوم وقبله اقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم لحديث أن النبي صلى الله عليه وسلم: كان إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك، وحديث عائشة -رضي الله عنها-: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يرقد من ليل أو نهار إلا تسوك قبل أن يتوضأ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص ۱۹، وص ۲۰، السواك قبل النوم وبعده، مادة "نوم")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ تین مرتبہ اپنی ناک جھڑک لے، کیونکہ شیطان ناک کے سوراخوں پر رات گزارتا ہے (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِسْتَنْثِرُوْا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۱۱) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو یا تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر اسے خوب اچھی طرح صاف کیا کرو (مسند احمد)

وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا تو مستقل سنت ہے، جو صفائی کے لئے مقرر کیا گیا ہے، لیکن مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ جاگنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے ناک کو جھڑکنے کا حکم مستقل ہے، جو وضو کا حصہ نہیں، جس کا مقصد شیطان کے اثر کو دُور کرنا ہے، اس لئے اگر بسہولت ممکن ہو تو وضو سے پہلے بھی تین مرتبہ ناک جھڑک لے، ورنہ وضو کے دوران تو تین مرتبہ ناک صاف کر ہی لینا چاہئے۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده قوى.

[2] والمراد أن ذلک يشرع فی الوضوء كما بينه فی حديث أبی داود الطيالسی وهو إذا توضأ أحدكم وانتثر فليفعل ذلک مرتين أو ثلاثا قال ابن حجر :وإسناده حسن لكن قوله فی الحديث المار إذا استيقظ أحدكم من منامه فليستنثر ثلاثا فإن الشيطان إلخ يقتضی عدم اختصاص الأمر بالوضوء وعليه فالمراد الاستنثار فی الوضوء للتنظيف وللمتيقظ لطرد الشيطان ذكره ابن حجر وظاهر الأمر الوجوب فليزم من قال بوجوب الاستنشاق كأحمد القول بوجوبه واستدل الذاهبون للندب بقول المصطفى صلى الله عليه وسلم للأعرابی فی خبر الترمذی وغيره توضأ كما أمرک الله فأحاله على الآية ولا ذكر للاستنشاق ولا للانتثار فيها ونوزع باحتمال أن يراد بالأمر ما هو أعم من آية الوضوء فقد أمر الله تعالى باتباع نبيه ولم يحک أحد ممن وصف وضوء ه أنه ترک الاستنشاق بل ولا المضمضة وبه رد على من لم يوجب المضمضة أيضا ذكره ابن حجر ويسن كونه بيده اليسرى كما بوب عليه النسائی وأخرجه مقيدا بها (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۱۰۰۳)

بیدار ہونے کے بعد پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہونا

بیدار ہونے کے بعد اور خاص طور پر صبح کو نیند سے اُٹھنے کے بعد وضو وغیرہ سے پہلے پیشاب، پاخانے سے فارغ ہونا چاہئے، کیونکہ جو کچھ روزانہ کھایا پیا جاتا ہے اس کا عمدہ حصہ جسم کی غذاء بن جاتا ہے، باقی خراب حصہ پیشاب، پاخانے کی شکل میں آنتوں اور مثانہ میں جمع رہتا ہے، رات بھر سونے اور لمبے وقفہ کی وجہ سے اس کو صبح نیند سے اٹھتے ہی خارج کرنے کا معمول بنانا صحت کے لئے بھی مفید ہے، اور اس تقاضے کو نماز سے پہلے پورا کرلینے کا شریعت کی طرف سے بھی حکم ہے۔

البتہ ابتدائے اسلام میں گھروں میں بیت الخلاء کا رواج نہیں تھا، اس لئے یہ تقاضا پورا کرنے کے لئے گھروں سے باہر جنگل وغیرہ میں جانا پڑتا تھا۔ [1]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوْكَ قَالَ : الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (مسلم، رقم الحديث ۱۰۵ ”۲۷۴“)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے، میں لوٹا اُٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیا (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ

---

[1] قالت عائشة رضى الله عنها: وكنا لا نخرج إلا ليلا إلى ليل، وذلك قبل أن نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا، قالت :وأمرنا أمر العرب الأول فى البرية قبل الغائط، وكنا نتأذى بالكنف أن نتخذها عند بيوتنا (بخارى، رقم الحديث ۴۱۴۱)

قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا حِيْنَ شَاءَ، فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَتَوَضَّئُوْا إِلٰى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ، فَقَامَ فَصَلّٰى (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۷۱)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام ایک مرتبہ سفر میں) نماز کے وقت سوتے رہ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے قبض کرلیتا ہے اور جب چاہے واپس لوٹا دیتا ہے، پھر انہوں نے قضائے حاجت کی، اور وضو کیا، یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو چکا تھا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھائی (بخاری)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [1]

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهٖ قَبْلَ الصَّلَاةِ (ابن حبان) [2]

---

[1] عن عمران بن حصين ,قال :سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى غزوة أو قال :فى سرية فلما كان آخر السحر عرسنا ,فما استيقظنا حتى أيقظنا حر الشمس فجعل الرجل منا يثب فزعا دهشا ,فلما استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا فارتحلنا ثم سرنا حتى ارتفعت الشمس ,فقضى القوم حوائجهم ثم أمر بلالا فأذن فصلينا ركعتين ثم أمر فأقام فصلى الغداة ,فقلنا: يا نبى الله ألا نقضيهما لوقتهما من الغد؟ فقال لهم صلى الله عليه وسلم :أينهاكم الله عن الربا ويقبله منكم؟ (سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۱۴۴۱)

[2] رقم الحديث ۲۰۷۱، سنن الترمذى، رقم الحديث ۱۴۲، ابوداؤد، رقم الحديث ۸۸، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۵۹۷.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

وقال الترمذى: وفى الباب عن عائشة، وأبى هريرة، وثوبان، وأبى أمامة، حديث عبد الله بن الأرقم حديث حسن صحيح هكذا روى مالک بن أنس،ويحيى بن سعيد القطان، وغير واحد من الحفاظ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے، ایک دن (فجر کی) نماز کا وقت ہوگیا، تو آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، پھر واپس تشریف لا کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو بیتُ الخلاء کا تقاضا ہو، تو وہ نماز سے پہلے بیتُ الخلاء سے فارغ ہوجائے (ابن حبان، ترمذی، ابوداؤد، حاکم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : لَا يَقُوْمُ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ حَاقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ (ابن ماجه، رقم الحديث ٦١٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص (نماز کے لئے) اس حال میں کھڑا نہ ہو کہ وہ اپنے پیشاب، پاخانہ کے تقاضہ کو دبائے ہوئے ہو، یہاں تک کہ وہ (پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہوکر) ہلکا نہ ہوجائے (ابن ماجہ)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن الأرقم، وروى وهيب، وغيره، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن رجل، عن عبد الله بن الأرقم وهو قول غير واحد من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، والتابعين، وبه يقول أحمد، وإسحاق، قالا :لا يقوم إلى الصلاة وهو يجد شيئا من الغائط والبول، وقالا :إن دخل فى الصلاة فوجد شيئا من ذلک، فلا ينصرف ما لم يشغله "وقال بعض أهل العلم: لا بأس أن يصلى وبه غائط أو بول ما لم يشغله ذلک عن الصلاة.

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وله شهود بأسانيد صحيحة.

وقال الذهبى: على شرطهما.

[1] عن أبى أمامة عن النبى ﷺ أنه قال " :لا يأتى أحدكم الصلاة وهو حاقن (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٢٤١) في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

(نهى أن يصلى الرجل وهو حاقن) وفى رواية وهو حقن حتى يتخفف والحاقن من حبس بوله كالحاقب بموحدة للغائط (هـ عن أبى أمامة) الباهلى رمز المصنف لحسنه(فيض القدير، تحت رقم الحديث ٩٥٥٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَقُوْمُ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ الْغَائِطَ وَالْبَوْلَ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی بھی کھانا موجود ہوتے ہوئے نماز کے لئے کھڑا نہ ہو، اور نہ ناپاک چیزوں یعنی پاخانہ اور پیشاب کو دبا کر نماز کے لئے کھڑا ہو (ابن حبان، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [2]

معلوم ہوا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد پیشاب پاخانہ کے تقاضہ سے فارغ ہونا چاہئے، اوراس تقاضہ سے فارغ ہو کر ہی وضو وغیرہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔

وضو یا غسل کرنا

صبح کو بیدار ہونے کے بعد مذکورہ اُمور سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا چاہئے، اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرنا چاہئے۔

یہ حدیث شریف پہلے گزر چکی ہے، اور آگے بھی آتی ہے کہ وضو کرنے سے شیطان کی طرف سے گدّی پر لگائی ہوئی ایک گرہ کُھل جاتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّيْ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَذَّنَ

---

[1] رقم الحديث ۲۰۷۳، مسلم، رقم الحديث ٦٧" ٥٦٠".
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح

[2] عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا يصل أحدكم وهو يدافعه الأخبثان (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۷۲)
في حاشية ابن حبان: إسناده قوي.

الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ، اِغْتَسَلَ وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں سوتے تھے، اور آخری حصہ میں بیدار ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے، پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ جاتے تھے، پھر جب مؤذن (فجر کی) اذان دیتا تھا، تو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے، پھر اگر آپ کو ضرورت ہوتی تھی، تو غسل کر لیتے تھے، ورنہ وضو کر کے (نماز کے لئے) نکل جاتے تھے (بخاری)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ، وَيَصُومُ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہوجاتی تھی کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ (سے حقِ زوجیت) کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہوجاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے، اور آپ روزہ سے ہوتے تھے (بخاری، ترمذی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو بیدار ہونے کے بعد نماز سے پہلے وضو کرنا چاہئے، اور غسل کی حاجت ہو تو غسل کرنا چاہئے۔

فجر کی نماز پڑھنا

صبح کو بیدار ہونے کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت پر فجر کی نماز پڑھنی چاہئے، جس کی

---

[1] رقم الحديث ۱۹۲۶، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا، واللفظ لهٗ، سنن الترمذى، رقم الحديث ۷۷۹.

قال الترمذى: حديث عائشة وأم سلمة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، وغيرهم، وهو قول سفيان، والشافعى، وأحمد، وإسحاق، "وقد قال قوم من التابعين :إذا أصبح جنبا يقضى ذلك اليوم، والقول الأول أصح (سنن الترمذى)

بڑی تاکیداور فضیلت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

(بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے، تو شیطان اس کی گدی (یعنی گردن) پر تین گرہ لگادیتا ہے، اور ہر گرہ پر یہ کہہ دیتا ہے کہ آپ پر رات لمبی ہے، پس آپ سوتے رہئے۔

پھر اگر وہ شخص بیدار ہوتا ہے، اور اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ (اُٹھ کر) وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر اگر وہ نماز پڑھ لیتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے، پھر وہ تروتازہ اور پاکیزُ النفس ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ خبیثُ النفس اور کاہل ہو کر صبح کرتا ہے (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کو فجر کے وقت وضو وغیرہ کرنے کے بعد فجر کی نماز پڑھنی چاہئے، جس سے نفس میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔

فجر کی نماز کو بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی شریعت میں بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ، فَقَالَ:

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴۲، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۷۷۶.

أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوا: لَا، قَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوا: لَا، قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(ابو داوٗد، رقم الحدیث ۵۵۴، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۲۶۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر ان دو (عشاء اور فجر کی) نمازوں سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے اجر وثواب کو جان لو، تو ان نمازوں میں ضرور آ ؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ ہو، اور بے شک پہلی صف (درجہ ومقام کے اعتبار سے) فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو، تو تم ضرور اس کے لئے پیش قدمی کروگے، اور ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور دو آدمیوں کا مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے بھی زیادہ لوگ ہوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن.

ہیں۔ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ أَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ

(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۰۹۹) [2]

ترجمہ: ہم جب فجر اور عشاء کی نماز میں کسی انسان کو موجود نہیں پاتے تھے، تو ہمیں اس سے بدگمانی ہونے لگتی تھی (ابن حبان)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحْدَهُ، فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۶۰ "۶۵۶")

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، اور تنہا بیٹھ گئے، پس میں بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے آدھی رات عبادت کرلی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی،

---

[1] عن أبي هريرة، قال :قال النبي صلى الله عليه وسلم :ليس صلاة أثقل على المنافقين من الفجر والعشاء ، ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا، لقد هممت أن آمر المؤذن، فيقيم، ثم آمر رجلا يؤم الناس، ثم آخذ شعلا من نار، فأحرق على من لا يخرج إلى الصلاة بعد (بخاري، رقم الحديث ۶۵۷)

[2] في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الجبار بن العلاء ، فإنه من رجال مسلم وحده.

تو گویا کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی (اور عبادت کی)(مسلم)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ، قَالَ : لَأَنْ أُصَلِّيَهُمَا فِيْ جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا (مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لوں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس کے مقابلہ میں کہ میں ان دونوں نمازوں کے درمیان (پوری رات) جاگ کر عبادت کروں (ابن ابی شیبہ)

اس طرح کی روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث وروایات سے فجر کی نماز کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوئی، لہٰذا صبح وقت پر اُٹھ کر فجر کی نماز کو ادا کرنا چاہئے۔

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَإِنْ كُنْتُ

---

[1] رقم الحديث ۳۳۷۷، فی التخلف فِي الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ ، وَفَضْلِ حُضُورِهِمَا.

[2] عن ابن أبی لیلی ، عن عمر ، قال :لأن أشهد العشاء والفجر فی جماعة أحب إلی من أن أحیی ما بینهما (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۳۳۷۸، فی التخلف فِي الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ ، وَفَضْلِ حُضُورِهِمَا)

عن یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب ، قال :کان عمر إذا هبط من السوق مر علی الشفاء ابنة عبد الله ، فمر علیها یوما من رمضان ، فقال :أین سلیمان ؟ ابنها ، قالت : نائم ، قال :وما شهد صلاة الصبح ؟ قالت :لا ، قام بالناس اللیلة ، ثم جاء فضرب برأسه ، فقال عمر :شهود صلاة الصبح أحب إلی من قیام لیلة حتی الصبح (ایضاً، رقم الحدیث ۳۳۷۹)

عن الحسن ، قال :لأن أشهد العشاء والفجر فی جماعة أحب إلی من أن أحیی ما بینهما (ایضاً، رقم الحدیث ۳۳۸۰)

مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِى، وَإِلَّا اِضْطَجَعَ (مسلم) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرضوں سے پہلے) فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے، تو اگر میں بیدار ہوتی، تو مجھ سے بات چیت کر لیتے تھے، ورنہ لیٹ جایا کرتے تھے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فجر کی دو رکعتوں کے بعد فرضوں سے پہلے دائیں جانب لیٹنے کی قولی حدیث بھی مروی ہے۔ [۲]

جس کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام فجر کی سنتوں کے بعد اگر وقت ہو، تو کچھ دیر کے لئے لیٹ جانے کو مستحب قرار دیتے ہیں، جبکہ بیشتر فقہائے کرام اس کو مستحب قرار نہیں دیتے۔

بہر حال اگر وقت میں گنجائش ہو، اور بالخصوص جبکہ ضرورت محسوس ہو، تو فجر کی سنتوں کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے کچھ دیر لیٹ جانا ثواب سے خالی نہیں، بشرطیکہ اس لیٹنے سے نماز قضاء نہ ہوتی ہو، اور نیند میں مشغولی لازم نہ آتی ہو۔ [۳]

ملحوظ رہے کہ فجر کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک جاری رہتا ہے، اس درمیان جب بھی فجر کی نماز پڑھ لی جائے، ادا ہو جاتی ہے۔

---

[۱] رقم الحديث ۱۳۳۳ "۷۴۳"، باب صلاة الليل، وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم فى الليل، واللفظ لهٗ؛ بخارى، رقم الحديث ۱۱۶۸.

[۲] عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا صلى أحدكم الركعتين قبل صلاة الصبح، فليضطجع على جنبه الأيمن (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۳۶۸)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۳] قوله :(ثم اضطجع) واعلم أن الحنفية رأوا الاضطجاع بعد سنة الفجر جائزا، ولم يروه سنة مقصودة فى حقه صلى الله عليه وسلم أما لو أراد أحد أن يقتدى بعادات النبى صلى الله عليه وسلم يؤجر أيضا، ويصير مقصودا فى حقه .وقال إبراهيم النخعى :إنه بدعة .ثم نسب إلينا أن الاضطجاع بدعة عندنا، مع أن الحنفية لم يقولوا به(فيض البارى شرح البخارى ،للكشميرى، ج ۱، ص۴۱۷،باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره)

والاضطجاع بعد سنة الفجر -على صورة لا ينتقض معها الوضوء -مندوب لفعل النبى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۱۱۱، مادة "اضطجاع")

البتہ فجر کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد جلدی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے یا کچھ تاخیر سے روشنی ہوجانے کے بعد؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تاخیر سے روشنی میں پڑھنا افضل ہے، اور دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک جلدی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ [1]

سوتے ہوئے کو نماز کے لئے بیدار کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ (بخاری، رقم الحديث ۵۱۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو نفل) نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، اور میں آپ کے بستر پر سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی، پھر جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے، تو مجھے بیدار کردیا کرتے تھے، پھر میں وتر پڑھ لیا کرتی تھی (بخاری)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] التغليس أو الإسفار بالفجر:
يرى جمهور الفقهاء أن التغليس :أى أداء صلاة الفجر بغلس أفضل من الإسفار بها ؛ لقوله صلى الله عليه وسلم :أفضل الأعمال الصلاة فى أول وقتها .
وقال الحنفية :ندب تأخير الفجر إلى الإسفار، لقوله عليه الصلاة والسلام :أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. قال الزيلعى :ولا يؤخرها بحيث يقع الشك فى طلوع الشمس، بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلاته يمكنه أن يعيدها فى الوقت بقراء ة مستحبة . ويستثنى من الإسفار صلاة الفجر بمزدلفة يوم النحر، حيث يستحب فيها التغليس عند الجميع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص ۳۲۱، و ۳۲۲، مادة "الصلوات الخمس المفروضة")

[2] عن عبيد الله قال :سمعت القاسم بن محمد يحدث، عن عائشة قالت :لقد رأيتمونى معترضة بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فإذا أراد أن يسجد غمز رجلى فضممتها إلى، ثم يسجد (سنن النسائى،رقم الحديث ۱۶۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ، وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِيْ

(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ١٢٦٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے آخری حصہ میں اپنی (نفل) نماز پوری کرلیا کرتے تھے، تو دیکھتے تھے کہ اگر میں بیدار ہوتی، تو مجھ سے بات کرلیا کرتے تھے، اور اگر میں سوئی ہوتی تھی تو مجھے بیدار کردیا کرتے تھے (ابوداؤد)

فجر سے پہلے تہجد اور رات کی عبادت نفل عمل ہے، جس کے لئے بیوی کو بیدار کرنا ضروری نہیں، اگرچہ کوئی عذر نہ ہو، تو افضل ضرور ہے، اور وِتروں کی تاکید زیادہ ہے، اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وتر کی نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں ان کو بیدار کردیتے تھے، تاکہ وہ وتر کا وقت ختم اور فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیں۔

اور فجر کی نماز فرض ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کا وقت ہونے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہرحال بیدار کردیا کرتے تھے۔

جس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز کے لئے بیوی وغیرہ کو بیدار کردینا چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا موسى بن أيوب، حدثني عمي إياس بن عامر، سمعت علي بن أبي طالب، يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسبح من الليل، وعائشة معترضة بينه وبين القبلة (مسند احمد، رقم الحديث ٧٧٢)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن في الشواهد.

عن مسروق، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وسط السرير، وأنا مضطجعة بينه وبين القبلة، تكون لي الحاجة، فأكره أن أقوم فأستقبله، فأنسل انسلالا (بخاري، رقم الحديث ٢٢٧٦)

[1] واستدل به على استحباب جعل الوتر آخر الليل سواء المتهجد وغيره ومحله إذا وثق أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر کوئی عاقل، بالغ شخص بیمار ومریض ہو، جس کو بیدار کرنے سے طبیب نے منع کیا ہو، تو پھر اس کو بیدار نہیں کرنا چاہئے۔ لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يستيقظ بنفسه أو بإيقاظ غيره واستدل به على وجوب الوتر لكونه صلى الله عليه وسلم سلك به مسلك الواجب حيث لم يدعها نائمة للوتر وأبقاها للتهجد وتعقب بأنه لا يلزم من ذلك الوجوب نعم يدل على تأكد أمر الوتر وأنه فوق غيره من النوافل الليلية وفيه استحباب إيقاظ النائم لإدراك الصلاة ولا يختص ذلك بالمفروضة ولا بخشية خروج الوقت بل يشرع ذلك لإدراك الجماعة وإدراك أول الوقت وغير ذلك من المندوبات قال القرطبي ولا يبعد أن يقال إنه واجب في الواجب مندوب في المندوب لأن النائم وإن لم يكن مكلفا لكن مانعه سريع الزوال فهو كالغافل وتنبيه الغافل واجب (فتح الباري لابن حجر، ج٢، ص٤٨٧، وص٤٨٨، قوله باب إيقاظ النبي صلى الله عليه وسلم أهله بالوتر)

هل يجب إيقاظ النائم الذي لم يصل؟ فنقول :أما الأول الذي نام بعد الوجوب عاصيا، فيجب إيقاظه من باب النهي عن المنكر.

وأما الذي نام قبل الوقت فلا؛ لأن التكليف لم يتعلق به، لكن إذا لم يخش عليه ضررا فالأولى إيقاظه؛ لينال الصلاة في الوقت، قال صلى الله عليه وسلم :(رحم الله امرء ا قام من الليل فصلى، ثم أيقظن زوجته فصلت، فإن أبت نضح في وجهها الماء)، فإذا كان هذا في قيام الليل، فما ظنك بالفريضة (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقي الدين السبكي، ج١، ص٢٠،الوجه التاسع والعشرون)

لے الإيقاظ في اللغة مصدر أيقظه :إذا نبهه من نومه ولا يختلف معناه في الفقه عنه في اللغة.

الحكم الإجمالي:

ترد على الإيقاظ الأحكام الشرعية التالية - :فيكون فرضا، إذا ترتب على نومه ترك فرض .أو كان في تركه تعريض حياته لخطر محقق.

-وقد يكون واجبا، إذا كان يغلب على الظن أن تركه نائما قد يعرضه لخطر، أو يغلب على الظن أن تركه يفوت فرضا عليه إن نام بعد دخول الوقت.

-وقد يكون سنة، كإيقاظ من نام بعد صلاة العصر أو بعد صلاة الفجر؛ لورود أخبار بالنهي عن النوم في هذين الوقتين وكذلك يندب الإيقاظ لغسل يديه أو ثوبه من بقايا الطعام -لا سيما اللحم - لورود النهي عن النوم على تلك الحال .قال :من بات، وفي يده غمر، فأصابه شيء فلا يلومن إلا نفسه. -وكذلك إيقاظ من نام في المحراب أو في قبلة المصلين في الصف الأول.

-وقد يكون حراما، كما لو كان في إيقاظه ضرر محقق، كالمريض إذا نهى الطبيب عن إيقاظه.

هذا ولا بد من مراعاة القاعدة الشرعية في دفع الضرر الأكبر بارتكاب ما هو أخف منه؛ لأنه يرتكب أهون الضررين.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فجر کی نماز کے لئے جاتے وقت کی مسنون دعاء

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح فجر کی نماز کو جاتے وقت یہ دعاء فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا، وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ نُوْرًا.

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کردیجئے، اور میری زبان میں نور کردیجئے، اور میری نظر میں نور کردیجئے، اور میرے پیچھے نور کردیجئے، اور میرے آگے نور کردیجئے، اور میرے اوپر نور کردیجئے، اور میرے نیچے نور کردیجئے، اور مجھے عظیم نور عطا کردیجئے (مسلم) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على أنه إذا انتفى سبب مما سبق، فإن الأصل كراهة إيقاظ النائم لما فيه من الإيذاء، ولما ورد من أخبار تراعى فيها حال النائم، كمنع السلام على النائم، وخفض الصوت لمن يصلى جهرا بحضرة نائم.

من مواطن البحث:

يذكر الفقهاء حكم الإيقاظ فى كتاب الصلاة، حين الكلام على أوقاتها، بمناسبة التعرض لكراهة النوم قبل الصلاة خوف تضييعها بخروج الوقت (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص ٢٢٠، مادة "ايقاظ")

[1] عن عبد الله بن عباس، أنه رقد عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاستيقظ فتسوك وتوضأ وهو يقول: (إن فى خلق السماوات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولى الألباب) فقرأ هؤلاء الآيات حتى ختم السورة، ثم قام فصلى ركعتين، فأطال فيهما القيام والركوع والسجود، ثم انصرف فنام حتى نفخ، ثم فعل ذلك ثلاث مرات ست ركعات، كل ذلك يستاك ويتوضأ ويقرأ هؤلاء الآيات، ثم أوتر بثلاث، فأذن المؤذن فخرج إلى الصلاة، وهو يقول: اللهم اجعل فى قلبى نورا، وفى لسانى نورا، واجعل فى سمعى نورا، واجعل فى بصرى نورا، واجعل من خلفى نورا، ومن أمامى نورا، واجعل من فوقى نورا، ومن تحتى نورا، اللهم أعطنى نورا (مسلم، رقم الحديث ٧٦٣"١٩١")

نمازِ فجر سے قبل رزق میں برکت کا وظیفہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں تنگ دست ہوگیا ہوں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ فرشتوں کی دعاء سے اور مخلوق کی اُس تسبیح سے جس کے ذریعے اُنہیں رزق دیا جاتا ہے، کیوں غافل ہو؟

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ میں نے (اس موقعہ کو) غنیمت سمجھا، اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! وہ (دعاء اور تسبیح) کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کے بیٹے! صبح طلوعِ ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تک سو مرتبہ (یہ کلمات پڑھو گے تو) دنیا آپ کے پاس ذلیل وحقیر ہو کر آئے گی، اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ تخلیق پائے گا جو قیامت تک تسبیح کرے گا۔

وہ کلمات یہ ہیں کہ:

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ.

(موطامالک،رقم الحدیث ۳۸۷) [1]

---

[1] عبد اللـه بن نافع الجمحى المدنى، قراب (حدثنا) علـى بن محمد بن أحمد بن يعقوب . عن محمد بن عبد اللـه بن نعيم النيسابورى، أخبرنا محمد بن أحمد النضرابادى، حدثنا العباس بن حمزة، حدثنا أحمد بن خالد الشيبانى، حدثنا عبد الله بن نافع الجمحى المدنى، عن مالك بن أنس، عن نافع، عن ابن عمر، قال شهدت النبى صلى الله عليه وسلم وأتاه رجل، فقال يا رسول الله قَلَّتُ ذَاتَ يَدَیَّ. فقال أين أنت عن صلاة الملائكة، وتسبيح الخلائق التى بها يرزقون؟ قال ابن عمر فاغتنمت، فقلت يا رسول الله ما هو؟ فقال يا ابن عمر من حين يطلع الصبح إلى حين يصلى الفجر، سبحان اللـه وبحمده سبحان الله العظيم استغفر الله، مائة مرة تأتيک الدنيا صاغرة راغمة، ويخلق من كل (تسبيح) ملک يسبح إلى يوم القيامة (موطا مالک، رقم الحديث ۳۸۷)

مگرملحوظ رہے کہ اس روایت کی بعض سندوں کے راویوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، اوران کو ضعیف اوران کی وجہ سے اس حدیث کو بھی ضعیف وغریب قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن مذکورہ کلمات سے مخلوق کورزق دیے جانے کی صحیح سند کے ساتھ حدیث مروی ہے، جس سے ان کلمات میں رزق میں برکت کی تاثیر ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] وفيه إسحاق بن إبراهيم الطبرى وقد ورد من طريق أخرى الله أعلم بها، قال السيوطى :ورواه الحاكم فى تاريخه من طريق آخر، فيه الجويبارى.

قلت :قال الحافظ ابن حجر فى لسان الميزان :أخرجه الدارقطنى فى الرواة عن مالك من طريق إسحاق بن إبراهيم الطبرى، وقال :لا يصح عن مالك ولا أظن إسحاق لقى مالكا وقد رواه جماعة بأسانيد كلها ضعاف، ثم أخرجه من وجه آخر عن إسحاق بن إبراهيم المذكور عن عبد الله بن الوليد العدنى عن مالك وأخرجه من طريق إبراهيم ابن جعفر بن أحمد بن أيوب عن أحمد بن حرب عن عبد الله بن الوليد ثم ذكر أنه روى عن عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبى رواد عن مالك بزيادة، انتهى، وقضيته أن هذا الحديث ضعيف لا موضوع، وقال الحافظ العراقى فى تخريج الإحياء أخرجه المستغفرى فى الدعوات وقال غريب من حديث مالك ولا أعرف له أصلا فى حديث مالك، ولأحمد من حديث عبد الله بن عمرو، إن نوحا قال لابنه آمرك بلا إله إلا الله الحديث ثم قال :وبسبحان الله وبحمده فإنها صلاة كل شىء وبها يرزق الخلق؛ وإسناده صحيح انتهى، وكأنه أورد حديث أحمد شاهدا للحديث والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة، ج۲، ص۳۱۸)

[2] عن عبد الله بن عمرو، قال :أتى النبى صلى الله عليه وسلم أعرابى، عليه جبة من طيالسة، مكفوفة بديباج، أو مزرورة بديباج، فقال :إن صاحبكم هذا يريد أن يرفع كل راع ابن راع، ويضع كل فارس ابن فارس فقام النبى صلى الله عليه وسلم مغضبا، فأخذ بمجامع جبته فاجتذبه، وقال " :لا أرى عليك ثياب من لا يعقل "، ثم رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجلس، فقال:

إن نوحا عليه السلام لما حضرته الوفاة، دعا ابنيه، فقال :إنى قاصر عليكما الوصية، آمركما باثنتين، وأنهاكما عن اثنتين، أنهاكما عن الشرك والكبر، وآمركما بلا إله إلا الله، فإن السماوات والأرض وما فيهما لو وضعت فى كفة الميزان، ووضعت لا إله إلا الله فى الكفة الأخرى، كانت أرجح، ولو أن السماوات والأرض كانتا حلقة، فوضعت لا إله إلا الله عليهما، لفصمتها، أو لقصمتها، وآمركما بسبحان الله وبحمده، فإنها صلاة كل شىء ،، وبها يرزق كل شىء (مسند احمد، رقم الحديث ۷۱۰۱)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

فجر کی نماز کے بعد کی مسنون دعاء

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد یہ دعاء کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے پاکیزہ رزق، اور نفع دینے والے علم، اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں (طبرانی) [1]

فجر کی نماز کے بعد کا ایک مسنون ذکر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، کَانَ کَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِیْلَ (سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: جس نے فجر کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے کہ:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے

---

[1] عن أم سلمة: كان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یقول بعد صلاة الفجر: اللهم، إنی أسألک رزقا طیبا، وعلما نافعا، وعملا متقبلا (المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۳۵)

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الصغیر، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۶۹۷۲، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

[2] رقم الحدیث ۳۷۹۹، کتاب الادب، باب فضل لا إله إلا الله.

ملک وحکومت ہے، اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''

تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر حاصل ہوگا (ابنِ ماجہ)

صبح کے وقت میں برکت کا ہونا

صبح کا وقت بہت بابرکت ہے، کئی احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۲۲۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے اُن کی صبح میں برکت عطا فرمایئے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا (مسنداحمد،رقم الحديث ۱۳۲۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے اُن کی صبح میں برکت عطا فرمایئے (مسند احمد)

اور حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا، قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً، أَوْ جَيْشًا، بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ،

---

[1] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ، فَأَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۲۱۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے اُن کی صبح میں برکت عطا فرمایئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ کرتے تو انہیں صبح بھیجتے، اور حضرت صخر ایک تاجر آدمی تھے، اور وہ بھی جب تاجروں کو بھیجتے تو شروع دن میں ہی بھیجا کرتے تھے، پس وہ امیر ہو گئے اور ان کے پاس مال کی کثرت ہو گئی (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت میں برکت ہوتی ہے۔ [2]

اور صبح کے وقت سے مراد فجر کی نماز کے بعد کا وقت ہے۔ [3]

کھلی آنکھوں صبح کے کاموں کی برکت کا مشاہدہ بھی کیا جاسکتا ہے، جو لوگ صبح سویرے کام کے عادی ہوتے ہیں ان کے پورے دن میں برکت رہتی ہے اور اس کے برخلاف جو لوگ صبح پڑ کر اور سو کر گزار دیتے ہیں ان کے سارے کام ویسے ہی پڑے رہتے ہیں اور ختم نہیں ہوتے، اور ایسے لوگوں کے دن بھر کے معمولات و مشاغل اور رزق میں بے برکتی، اور جسم میں سستی رہتی ہے۔

لہٰذا صبح کے وقت کو کارآمد بنانا چاہیے، اور اسے فضول ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

---

[1] قال الترمذی: وفی الباب عن علی، وابن مسعود، وبریدة، وأنس، وابن عمر، وابن عباس، وجابر :.حدیث صخر الغامدی حدیث حسن، ولا نعرف لصخر الغامدی عن النبی صلی الله علیه وسلم غیر هذا الحدیث، وقد روی سفیان الثوری، عن شعبة، عن یعلی بن عطاء هذا الحدیث.

[2] (اغدوا) اذهبوا وقت الغداة وهی أول النهار فلیس معنی الغدو هنا معناه فیما قبله کما ظن (فی طلب العلم) أی فی طلب تحصیله بکرة النهار أی أوله (فإنی سألت ربی أن یبارک لأمتی فی بکورها) أی فیما تفعله فی أول النهار أی سألته فأعطانی ذلک وفی القاموس الغدوة بالضم البکرة أو ما بین صلاة الفجر وطلوع الشمس (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۲۱۴)

[3] (بکر) بکورا خرج أول النهار قبل طلوع الشمس(المعجم الوسیط، ج۱،ص ۱۴۰، مادة "بکر")

صبح کو چہل قدمی (Walking) کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا صَلَّی الْفَجْرَ فِی السَّفَرِ مَشٰی (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۱۹۵۱) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب فجر کی نماز ادا کر لیتے، تو (کچھ دور) پیدل چلتے (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ فِیْ سَفَرٍ مَشٰی عَنْ رَاحِلَتِهٖ، قَلِیْلًا (حلیة الاولیاء، ج۸، ص۱۸۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب صبح کی نماز ادا کر لیتے، تو اپنی سواری سے اتر کر تھوڑا سا پیدل چلتے تھے (طبرانی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّی الْفَجْرَ فِی السَّفَرِ مَشٰی. زَادَ فِیْهِ غَیْرُہٗ قَلِیْلًا وَنَاقَتُهٗ تُقَادُ (السنن الکبری للبیهقی، رقم الحدیث ۱۰۳۳۸) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب فجر کی نماز ادا کر لیتے، تو پیدل چلتے

---

[۱] قال الطبرانی: لم یرو هذا الحدیث عن یحیی بن سعید إلا سلیمان بن بلال، ولا عن سلیمان إلا ابن المبارک، ولا عن ابن المبارک إلا محمد بن أعین، تفرد به :محمد بن عبد اللہ بن قهزاذ.
قال الهیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیه محمد بن علی المروزی، وفیه کلام، وقد وثق (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۵۳۱۳، باب المشی عن الرواحل)

[۲] وقال الالبانی: وقال أبو نعیم: "تفرد به عبد اللہ بن المبارک ."قلت :وهو ثقة إمام من رجال الشیخین وکذلک من فوقه .ومن دونه ثقتان فالسند صحیح (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۰۷۷)

تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ تھوڑا سا پیدل چلتے تھے، اور آپ کی سواری کو آپ کے پیچھے پیچھے ہنکایا جاتا تھا (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فجر کی نماز کے بعد کچھ دیر پیدل چلنے سے معلوم ہوا کہ فجر کے بعد کچھ دیر کے لئے پیدل چلنا اور چہل قدمی کرنا سنت سے ثابت ہے۔ [1]

صبح کا ناشتہ (Breakfast) کرنا

احادیث سے صبح کے ناشتہ کا ثبوت بھی ملتا ہے، جس کو عربی میں ''غداء'' کہا جاتا ہے۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتٰى بِنَا أَهْلَهُ، فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِحْتَلِبُوْا هٰذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا، فَكُنَّا نَحْتَلِبُهُ، فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيْبَهُ، وَنَرْفَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبَهُ، فَيَجِيْءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا، لَا يُوْقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَأْتِيْ شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ (ترمذی، رقم الحديث ۲۷۱۹) [2]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ہمیں اپنے گھر تشریف لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان

---

[1] (كان إذا صلى الغداة في سفر مشى عن راحلته قليلا) الراحلة الناقة التي تصلح لأن ترتحل فظاهر صنيع المصنف أن هذا هو الحديث بتمامه والأمر بخلافه بل بقيته كما وقفت عليه في سنن البيهقي وناقته تقاد ولعل المصنف حذفه سهوا.

(حل) من حديث سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد عن أنس قال :غريب من حديث سليمان ويحيى (هق عن أنس) ورواه الطبراني في الأوسط بلفظ كان إذا صلى الفجر في السفر مشى .قال الحافظ العراقي :وإسناده جيد (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۶۷۴۲)

[2] قال الترمذى:هذا حديث حسن صحيح .

بکریوں کا اپنے اور میرے لئے دودھ نکال لیا کرو، پس ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے، اور ہر ایک اپنے حصے کا دودھ پی لیتا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ دیتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر مسجد جاتے اور نماز پڑھتے پھر واپس آتے اور اپنے حصے کا دودھ پیتے (ترمذی)

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناشتہ میں دودھ کا نوش فرمانا معلوم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ناشتہ صبح کو جلدی بلکہ فجر کی نماز سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے، اسی لئے کئی احادیث میں سحری کے کھانے کو ناشتہ قرار دیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے نفلی روزے رکھنا سب کو معلوم ہے۔ [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِرْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ، فَأَحْيَيْنَا، أَوْ: سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي هَلْ أَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَآوِيَ إِلَيْهِ، فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ، ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اِضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِيْ هَلْ أَرٰى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ،

---

[1] عن العرباض بن سارية قال: دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى السحور في رمضان، فقال: هلم إلى الغداء المبارك (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۳۴۴)

فَقَالَ : هٰكَذَا، ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى، فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقُلْتُ : اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۶۵۲)

ترجمہ: ہم (یعنی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت) مکہ سے چلے، تو ہم رات بھر جاگتے رہے، یا رات اور دن چلتے رہے، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا، اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہوگیا، پھر میں نے اپنی نظر دائیں بائیں ڈالی کہ ہمیں کوئی سایہ مل جائے، جہاں ہم آرام کریں، تو میں نے ایک پتھر دیکھا، تو میں اس کی طرف گیا، تو میں نے اس کا سایہ دیکھا، میں نے وہاں سے جگہ صاف کی، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہیں چادر وغیرہ بچھا کر آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ لیٹ جائیے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے، پھر میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا چلا کہ کوئی مجھے دکھائی دے، اتفاق سے بکریوں کا ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کو اسی پتھر کے پاس ہانکے جا رہا تھا، وہ بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا، جو ہم نے چاہا تھا (یعنی سایہ حاصل کرنا چاہتا تھا) میں نے اس سے معلوم کیا کہ تو کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں قریشی کا، اس نے اس کا نام بتلایا، میں نے اس کو پہچان لیا، پھر میں نے اس سے معلوم کیا کہ کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ہے، میں نے کہا کہ کیا تو ہمارے لئے دودھ نکال لے گا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! پھر میں نے اس سے بکری کے پاؤں باندھنے کو کہا، پھر میں نے اس کو بکری کے تھن سے گرد وغبار صاف کرنے کو کہا، پھر میں نے اس کو اس طرح ایک ہتھیلی پر دوسری ہتھیلی مار کر اپنے ہاتھ جھاڑنے کو کہا، پھر اس نے

میرے لئے ایک برتن میں دودھ نکالا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑے کا برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا، پھر میں نے (پانی لیکر) دودھ میں ڈالا جس سے وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا (اور کچی لسّی بن گئی) پھر میں اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، میں نے آپ کو بیدار پایا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ دودھ نوش فرمائیے، تو آپ نے وہ دودھ نوش فرمالیا، جس سے میں خوش ہوگیا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناشتہ میں دودھ نوش فرمایا تھا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عذر سے ناشتہ میں تاخیر ہوجانے میں بھی حرج نہیں، اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ اور دوسری غذاؤں کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے، اور اس کو گردوغبار وغیرہ سے بچانا چاہئے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گرمی وغیرہ کے موسم میں دودھ میں پانی شامل کرلینا مناسب ہے، جس کو آج کل کچی لسی کہا جاتا ہے، اس سے دودھ کی خاصیت ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔

دودھ عمدہ مشروب ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین غذاء بھی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ شَيْءٌ يَجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: کھانے اور پینے (دونوں کی بیک وقت) کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دودھ سے زیادہ کوئی چیز کفایت کرنے والی نہیں ہے (ترمذی)

موجودہ تحقیق بھی دودھ کے اندر بے شمار فوائد ومنافع کو تسلیم کرتی ہے۔

اور دودھ میں کئی قسم کے عمدہ وٹامنز پائے جاتے ہیں۔

---

[1] رقم الحدیث ۳۴۵۵، باب ومن سورة ألهاكم التكاثر.
قال الترمذی: هذا حديث حسن.

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناشتہ میں مختلف میووں کا مشروب تناول فرمانا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْتَبَذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ، وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ، وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرٰى، وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ، فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ، أَوْ أَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ

(مسلم، رقم الحديث ۷۹ "۲۰۰۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کے شروع میں نبیذ (یعنی میوے کا مشروب) تیار کیا جاتا تھا، جس کو آپ اُس دن صبح ہونے پر نوش فرماتے تھے، اور آنے والی (یعنی اگلی) رات میں بھی نوش فرماتے تھے، اور اگلے دن بھی، اور اس کے بعد والی (یعنی تیسری) رات کو بھی، اور اس سے اگلے (یعنی تیسرے) دن عصر تک، پھر اگر اس میں سے کچھ باقی رہ جاتا تھا، تو خادم کو پلادیتے تھے، یا اس کو پھینکنے کا حکم فرمادیتے تھے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكٰى أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ، نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً

(مسلم، رقم الحديث ۸۵ "۲۰۰۵")

ترجمہ: ہم رسول اللہ کے لئے ایک مشکیزے میں نبیذ بناتے تھے اور اس مشکیزے کے اوپر کے حصہ کو باندھ دیتے تھے اور اس مشکیزے میں نیچے سے (پانی لینے کے لئے ٹونٹی نما) سوراخ تھا، صبح کو ہم نبیذ بھگوتے تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو پی لیتے اور شام کو نبیذ بھگوتے تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو پی لیتے تھے (مسلم)

اور بعض روایات میں مشکیزہ کے بجائے پتھر کے برتن میں نبیذ بنانے کا ذکر ہے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

ثُمَّ تَنۡبِذُ لَهٗ بِاللَّيۡلِ فَإِذَا أَصۡبَحَ تَغَدّٰى فَشَرِبَ عَلٰى غَدَائِهٖ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات میں نبیذ تیار کرتی تھیں، پس جب آپ صبح کرتے، تو اپنے ناشتہ کے ساتھ اس کو نوش فرماتے تھے (ابوداؤد)

نبیذ کسی بھی قسم کے برتن میں بنانا اور پینا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں نشہ آور کیفیت نہ ہو۔ [3]

نبیذ سے مراد ایسا مشروب ہے، جو پانی میں کشمش، منقیٰ، کھجور، چھوارا یا دوسرا کوئی میوہ، وغیرہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے، مثلاً رات کو پانی میں اس طرح کا کوئی میوہ ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور صبح ہونے پر اس مشروب کو استعمال کرلیا جاتا ہے، اس مشروب میں میوے کے ضروری اجزاء اور وٹامنز شامل ہوجاتے ہیں، اور پانی کے ساتھ رقیق اور نرم ہوکر جسم میں اچھے طریقہ سے سرایت کرتے ہیں، عرب میں اس طرح کے نبیذ والے مشروب کا رواج تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے صبح کو ناشتہ میں اسی قسم کا مشروب نوش فرمایا کرتے تھے، جس کا نہار منہ نوش کرنا صحت کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن میں بھی ضرورت پڑنے پر اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے، اور دوسرے، تیسرے دن اس وقت تک اس کو استعمال فرماتے رہتے تھے، جب تک وہ باسی ہونے کی وجہ سے نشہ کی کیفیت سے محفوظ رہتا تھا۔

---

[1] عن جابر بن عبد الله، أن النبى صلى الله عليه وسلم كان ينبذ له فى تور من حجارة (مسلم، رقم الحديث ۶۱"۱۹۹۹")

عن جابر بن عبد الله، قال: كان ينبذ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فى سقاء، فإذا لم يجدوا سقاء نبذ له فى تور من حجارة (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۷۰۲)

[2] رقم الحديث ۳۷۱۲، باب فى صفة النبيذ.

[3] عن ابن بريدة، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كنت نهيتكم عن الأشربة فى ظروف الأدم، فاشربوا فى كل وعاء غير أن لا تشربوا مسكرا (مسلم، رقم الحديث ۶۵"۱۹۹۹")

اورآخری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشروب کے ساتھ ناشتہ میں دوسری چیزیں بھی تناول کی جاسکتی ہیں۔ [1]

آج کل عام معاشرہ میں احادیث میں مذکوراس طرح کے دیسی اورمقوی وعمدہ مشروبات اور دیسی دودھ کے بجائے بازار کے مصنوعی مشروبات (مثلاً کولڈ ڈرنک، جوس وغیرہ) کا استعمال زیادہ ہے، جوکہ صحت کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ہیں، ان کے بجائے مسنون مشروبات کواختیار کرنا چاہئے۔

اس کےعلاوہ قولی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نےصبح نہارمنہ عجوہ کھجور کےاستعمال کوبھی انتہائی مفیدقراردیاہے،اگرکسی کومیسر ہوں توان کاناشتہ بھی انتہائی فائدہ مند ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ فِىْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً - أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ - أَوَّلَ الْبُكْرَةِ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالیہ مقام کی عجوہ میں شفاء ہے، یا یہ زہر کاتوڑ ہے،صبح کےاول حصہ میں (یعنی نہارمنہ کھانے میں)(مسلم،مسند احمد)

---

[1] (ونهيتكم عن النبيذ) أى عن إلقاء التمر والزبيب وغيرهما من الحلاوى فى الماء (إلا فى سقاء) أى قربة، فإنه جلد رقيق لا يجعل الماء حارا، فلا يصير مسكرا عن قريب، بخلاف سائر الظروف، فإنها تجعل الماء حارا فيصير النبيذ مسكرا، فرخص لهم شرب النبيذ من كل ظرف، ما لم يصر مسكرا فقال (فاشربوا فى الأسقية) أى الظروف والأوانى (كلها) فيه تغليب لما عرف من تعريف السقاء (ولا تشربوا مسكرا) ، قال الطيبى :وذلك أن السقاء يبرد الماء فلا يشتد ما يقع فيه اشتداد ما فى الظروف والأوانى، فيصير خمرا، والحاصل أن المنهى هو المسكر لا الظروف بعينها (مرقاة، باب زيارة القبور، الفصل الأول)

النبيذ فى اللغة من النبذ بمعنى الترك، يقال :نبذته نبذا :ألقيته، وهو فى الاصطلاح ما يلقى من التمر أو الزبيب ونحوهما أو الحبوب فى الماء ليكسبه من طعمه، والانتباذ اتخاذ النبيذ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۹، ص۲۶۰، النبيذ، حرف الالف)

[2] رقم الحديث ۲۰۴۸، واللفظ لهٔ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۸۷.

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

اگرچہ ہر کھجور میں شفاء ہے، لیکن عجوہ کھجور میں دوسری کھجوروں کے مقابلہ میں اضافی شفاء ہے، جس کا حدیث میں ذکر کیا گیا۔ [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَصَبَّحَ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَۃً، لَمْ یَضُرَّہٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر دن صبح کے وقت میں سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے اس دن زہر اور جادو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

ویسے تو ہر کھجور غذائیت سے بھرپور اور مفید پھل اور میوہ ہے، اور اس کا نہار منہ استعمال انتہائی مفید ہے، کیونکہ سو کر اٹھنے اور کھانے کے طویل وقفہ کے بعد جسم کو حرارتِ غریزیہ کی ضرورت ہوتی ہے، جو کھجور کے ذریعہ سے بہت عمدہ طریقہ پر حاصل ہوتی ہے، اور کھجور کے ذریعہ سے روزہ افطار کرنے میں بھی یہ حکمت موجود ہے۔

---

[1] (وعن عائشة -رضى الله تعالى عنها :أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال :إن فى عجوة العالية) : اسم موضع بالمدينة (شفاء) : أى شفاء زائدا بالنسبة إلى عجوة غيرها، أو تقييد للإطلاق السابق .وقال النووى رحمه الله :العالية ما كان من الحوائط والقرى والعمران من جهة المدينة العلياء مما يلى نجدا، والسافلة من الجهة الأخرى مما يلى تهامة، وأدنى العالية ثلاثة أميال، وأبعدها ثمانية من المدينة (وإنها) : أى :عجوة العالية (ترياق) : بكسر التاء ويضم معجون معروف ينفع لأنواع السم .وقال النووى :هو بكسر التاء وضمها لغتان، ويقال درياق أيضا وقوله : (أول البكرة) : بضم الموحدة ظرف أى :أكلها فى أول الصبح يفيد كالترياق :وقال الطيبى :هو ظرف للخبر على تأويل أنها نافعة للسم كقوله تعالى :(وهو الله فى السماوات)أى :معبود فيها، وهذه الجملة معطوفة على الأولى إما على سبيل البيان، كما فى قوله تعالى :(وإن من الحجارة لما يتفجر منه الأنهار) أو على أنه من عطف خاص على العام اختصاصا ومزية، كما فى قوله -صلى الله عليه وسلم -ومن كانت هجرته لدنيا تصيبه أو امرأة يتزوجها ."(رواه مسلم)(مرقاة ج٧ص٢٧٠٥، كتاب الاطعمة)

اورسات عدد عجوہ کھجور کے نہار منہ کھانے کی جو خاصیت گزشتہ احادیث میں بیان کی گئی، یہ مذکورہ کھجور کی مخصوص تاثیر ہے، اور عجوہ کھجور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مدینہ منورہ میں لگایا تھا۔

اوراگر کسی کو عجوہ کھجور میسر نہ ہوں، تو دوسری کھجوروں کا ناشتہ میں استعمال بھی بہت مفید ہے، اور اگر کھجوروں کے ساتھ دودھ بھی نوش کیا جائے، تو اس کی طاقت وخاصیت انتہائی مقوی ومفید بن جاتی ہے، نیز کھجوروں کو رات میں پانی میں بھگو کر بھی مشروب بنانا ممکن ہے۔ [1]

اس کے علاوہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ناشتہ میں مرغی وغیرہ کا سالن استعمال کرنا بھی ثابت ہے۔ [2]

اورحضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا نَقِیْلُ وَنَتَغَدّٰی بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] (وعن سعد) : أى :ابن أبى وقاص أحد العشرة -)رضى الله عنه -قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول :من تصبح) : بتشديد الموحدة (بسبع تمرات) : الباء للتعدية أى : يأكلها فى الصباح قبل أن يطعم شيئا، وقوله :(عجوة) : بالجر على أنه عطف بيان لتمرات، وهو نوع جيد من تمر المدينة، لونه أسود كذا فى روضة الأحباب، وفى نسخة بالإضافة، وقال ابن الملک :عجوة نصب على التمييز .(لم يضره) : بتشديد الراء المفتوحة وفى نسخة بضمها، وأما كسرها فغير صحيح مع الضمير (ذلک اليوم سم) : بفتح السين ويجوز تثليثها (ولا سحر) : فى النهاية :العجوة نوع من تمر المدينة أكبر من الصبحانى يضرب إلى السواد من غرس النبى -صلى الله عليه وسلم .-قال المظهر :يحتمل أن يكون فى ذلک النوع من التمر ما يدفع السم والسحر، وأن يكون رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قد دعا لذلک النوع من التمر بالبركة وبما كون فيه من الشفاء ، وقال النووى فيه فضيلة تمر المدينة وعجوتها، وفضيلة التصبح بسبع تمرات منه، وتخصيص عجوة المدينة، وعدد التسبيع من الأمور التى علمها الشارع لا نعلم نحن حكمتها، فيجب الإيمان بها واعتقاد فضلها والحكمة فيها، وهذا كأعداد الصلاة ونصب الزكاة وغيرها(مرقاة ج۷ص۲۷۰۵، كتاب الاطعمة)

[2] عن أبى قلابة، عن زهدم، قال :لما قدم أبو موسى أكرم هذا الحى من جرم، وإنا لجلوس عنده، وهو يتغدى دجاجا، وفى القوم رجل جالس، فدعاه إلى الغداء (بخارى، رقم الحديث ۴۳۸۵)

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۸۴۷، بخارى، رقم الحديث ۶۲۷۹) [3]

[3] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرطهما.

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیلولہ (یعنی دوپہر کا آرام) اور صبح کا کھانا (ناشتہ) جمعہ کی نماز کے بعد کھایا کرتے تھے (مسند احمد، بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے ناشتہ کا اصل وقت فجر کے بعد ہے، اور ضرورت کی وجہ سے تاخیر سے کرنا بھی صحابہؓ کرام سے ثابت ہے۔

صبح ہونے پر دنیا کے مقابلہ میں دین کو ترجیح دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا، أَوْ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا (مسلم، رقم الحديث ۱۸۶ "۱۱۸")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن تاریک فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرلو، جو اندھیری رات کی تہ بتہ (اوراوپر نیچے) تاریکیوں کی طرح ہوں گے، آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے میں اپنا دین بیچتا پھرے گا (مسلم)

معلوم ہوا کہ فتنوں کے دور میں صبح شام دین فروشی عام ہوگی، آج کل فتنوں کا دور دورہ ہے، روزانہ صبح اور شام ہونے پر اپنے ایمان کو بچانے کی فکر واہتمام کرنا چاہئے، کہ کہیں کسی وقت اس فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائے۔

صبح ہونے پر زبان کی حفاظت کا عہد کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ : اِتَّقِ اللّٰهَ

فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: جب ابنِ آدم صبح کرتا ہے، تو تمام اعضاء زبان کے سامنے تذلُّل اور تواضع (وعاجزی) اختیار کر کے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کیونکہ بس ہم تو آپ کے رحم وکرم پر ہیں، اگر آپ درست رہیں، تو ہم بھی درست رہیں گے، اور اگر آپ ٹیڑھی ہوگئیں، تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے

(ترمذی، مسند احمد، ابویعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ ہر روز صبح ہونے پر تمام اعضاء زبان سے درست رہنے اور ٹیڑھا نہ ہونے کی مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں، کیونکہ زبان کی وجہ سے دوسرے اعضاء اچھا اور بہتر کلام کرنے کی صورت میں سلامت رہتے ہیں، اور غلط کلام کرنے کی صورت میں مختلف طریقوں سے نقصان اور ضرر اُٹھاتے ہیں، چنانچہ زبان کی بے احتیاطی یا بُرے وغلط استعمال سے جسم کے کسی حصہ پر ضرب یا زخم لگ جاتا ہے، یا اس کی صلاحیت ضائع ہوجاتی ہے، اور وہ عضو مفلوج وتلف ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جانے سے تمام اعضاء ہی کا کام تمام ہوجاتا ہے، جس کی آج کے معاشرہ میں بے شمار مثالیں اور نمونے ملتے ہیں۔

اس لئے ہر دن صبح ہونے پر زبان کا احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کا عزم وعہد کرنا چاہئے۔

صبح ہونے پر ابلیس کے لشکر سے حفاظت کا اہتمام کرنا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَصْبَحَ إِبْلِيسُ بَثَّ جُنُودَهُ،

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۰۷، ابواب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۹۰۸؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۱۱۸۵.

فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وفی حاشية مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحيح.

فَيَقُوْلُ : مَنْ أَضَلَّ الْيَوْمَ مُسْلِمًا أَلْبَسْتُهُ التَّاجَ، قَالَ : فَيَخْرُجُ هٰذَا، فَيَقُوْلُ : لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَيَقُوْلُ : أَوْشَكَ أَنْ يَّتَزَوَّجَ، وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ : لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيْهِ، فَيَقُوْلُ : أَوْشَكَ أَنْ يَّبَرَّ، وَيَجِيْءُ هٰذَا، فَيَقُوْلُ: لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى أَشْرَكَ فَيَقُوْلُ: أَنْتَ أَنْتَ، وَيَجِيْءُ، فَيَقُوْلُ : لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى زَنٰى فَيَقُوْلُ : أَنْتَ أَنْتَ، وَيَجِيْءُ هٰذَا، فَيَقُوْلُ : لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى قَتَلَ فَيَقُوْلُ : أَنْتَ أَنْتَ، وَيُلْبِسُهُ التَّاجَ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٦١٨٩) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابلیس صبح کرتا ہے، تو اپنے لشکر کو (مختلف اطراف میں) پھیلا دیتا ہے، پھر (لشکر کے واپس آنے کے بعد) کہتا ہے کہ جس نے آج مسلمان کو گمراہ کیا، اس کو میں تاج پہناؤں گا، پھر لشکر میں سے ایک ابلیس نکل کر کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ شخص (دوبارہ) نکاح کرلے، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک اُس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، تو ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ والدین کا فرمانبردار ہو جائے، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ وہ شرک میں مبتلا ہو گیا، تو ابلیس کہتا ہے کہ تُو نے بڑا اچھا کام کیا، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس نے زنا کرلیا، تو ابلیس کہتا ہے کہ تُو نے بھی بڑا اچھا کام کیا، پھر لشکر میں سے ایک اور ابلیس آتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ میں برابر کوشش میں لگا رہا، یہاں تک کہ اس نے قتل کر دیا، تو

[1] فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح.

ابلیس کہتا ہے کہ تو نے تو بڑا ہی اچھا کام کیا، اور پھر ابلیس اس کو (شاباشی واعزازی کا) تاج پہناتا ہے (ابنِ حبان)

مذکورہ احادیث میں جو گناہ ذکر کئے گئے، وہ آج کل بہت عام ہیں، خاص طور پر مسلمان کو قتل کرنے کا گناہ بہت کثرت سے پایا جارہا ہے، جس پر ابلیس بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔

اس لئے صبح ہونے پر ابلیس کی گمراہی اور بہکاوے سے بچنے کا اہتمام اور فکر کرنی چاہئے، تاکہ دن میں ابلیس کے بہکاوے سے حفاظت رہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پہلا حصّہ دن کا یارب آج کے		بہتری کا ہو سبب حق میں مرے
پہلے حصے میں ہو اس دن کی صلاح		مجھ کو اور ہو پچھلے حصے میں فلاح
آخری حصے کو اس کے اے خدا		کامیابی کامری باعث بنا
الغرض از ابتدا تا انتہاء		ہو یہ دن یارب مرے حق میں بھلا

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ

(فصل نمبر ۱۱)

نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا

دن، رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور ہر نماز اپنے وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، اس لئے ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا چاہئے، اور اس کو قضا ہونے سے بچانا چاہئے، جس میں فجر کی نماز بھی داخل ہے، لیکن سونے کی حالت میں کیونکہ انسان مرفوعُ القلم ہوتا ہے، اور شریعت کے بہت سے احکام کا مکلّف نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنی طرف سے نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس سے غفلت وسستی اختیار نہ کرے، اس کے باوجود اتفاق سے کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، یا نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور نماز کا وقت اسی حال میں ختم ہوجائے، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد جلد از جلد اس قضا شدہ نماز کو پڑھ لے۔

اور اگر بیدار ہونے اور یاد آنے کے باوجود وقت پر نماز نہ پڑھے، یا سونے میں کوتاہی سے کام لے، مثلاً نماز کا وقت داخل ہوجانے کے باوجود اس نماز کو ادا کئے بغیر سوجائے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہوجائے، تو وہ گناہ گار ہوتا ہے۔

اور ایسی صورت میں توبہ واستغفار کے ساتھ اسے قضا شدہ نماز کا پڑھنا پھر بھی ضروری رہتا ہے۔ [1]

---

[1] الوجه السادس والعشرون.

قوله :(وعن النائم حتى يستيقظ) يقتضى ارتفاع تكليفه حالة النوم، وقد اتفق الفقهاء على أنه لو نام من أول وقت الصلاة إلى آخره وجب عليه بعد أن يستيقظ قضاء الصلاة، وذلك مجمع عليه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم :(من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها.

ولكن اختلفوا :هل ذلك بأمر جديد أو بالأمر الأول؟ والمشهور أنه بأمر جديد، وهو الوارد فى الحديث، فلا يعارض رفع القلم عنه حالة النوم .وقيل :الأول وهذا القول يحتمل أمرين : أحدهما : أن يقال :الأمر الأول اقتضى الوجوب عليه والنوم مانع، فإذا زال المانع عمل المقتضى عمله،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آ گے دلائل کے ساتھ اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتعلق ذلك الوجوب الذى اقتضاه الأول، وإن لم يتعلق به حالة النوم، وهذا لم أر من صرح به، ولكنه محتمل أن يقال، وإذا قيل به لا يعارض قوله :((رفع القلم عن ثلاثة)) لأن المراد به عدم التعلق حالة الصبا والنوم والجنون، غاية ما فى الباب اختلاف حكمهم فى ذلك، فالصبى والمجنون لا يثبت حكم الخطاب فى حقهم بعد ذلك؛ لأنهم ليسا من أهل الخطاب، فليس المقتضى فى حقهم ثابتا، وانتفاء التكليف فى حقهم لانتفاء المقتضى لا لقيام المانع، والنائم لقرب استيقاظه من أهل الخطاب، ولكن لا يتعلق به حالة النوم للغفلة كالساهى، فإذا زال النوم ظهر أثر الخطاب.

الأمر الثانى :مما يحتمله هذا القول :أن وجوب الصلاة ثبت فى حقه حالة النوم، وهذا ظاهر كلام الفقهاء ، ويؤول كلامهم إلى :أن معنى الوجوب ثبوتها فى الذمة، ويفرقون بين الوجوب ووجوب الأداء ، فأصل الوجوب مع النوم، والمراد به ما ذكرناه، ووجوب الأداء لا يحصل مع النوم، ولذلك قالوا فى وجوب الزكاة :إنها تجب على الصحيح بحولان الحول قبل التمكن، وإن كان التمكن شرطا، ولكنه شرط فى وجوب الأداء لا فى الوجوب بمعنى الثبوت فى الذمة، وإذا فسروا وجوب الصلاة على النائم بمعنى ثبوتها فى ذمته، صارت كالديون التى تثبت فى الذمة ولا يستدعى التكليف، والتحقت بخطاب الوضع، فلا تعارض قوله :((رفع القلم عن ثلاثة)) لأنه إنما اقتضى خطاب التكليف.

فإن قيل :فكان ينبغى ثبوت هذا المعنى فى الصبى والمجنون :قلت :لما كان زمن الصبا والجنون يطول، كان فى ذلك مشقة، فلم يتعلق بذمتهما أيضا .

الوجه السابع والعشرون

إذا دخل على المكلف وقت الصلاة وتمكن من فعلها وأراد أن ينام قبل فعلها؛ فإن وثق من نفسه أن يستيقظ قبل خروج الوقت بما يمكنه أن يصلى فيه -جاز، وغلا لم يجز، وكذا لو لم يتمكن، ولكن بمجرد دخول الوقت قصد أن ينام، فإن بمجرد دخول الوقت حصل الوجوب، ولكن التمكن شرط فى الاستقرار، فإن الصلاة تجب بأول الوقت، وتستقر بمضى زمان يتسع فعلها، فمتى قصد النوم بعد الوجوب ومضى زمان التمكن أولا كان الحكم كما ذكرناه .وحيث نقول بالإثم فهنا إثمان؛

أحدهما :إثم ترك الصلاة.

الثانى :التسبب إليه.

فأما إثم التسبب غليه فهو الذى أردناه بقولنا :إنه يأثم بالنوم.

فإن قيل :إما أن يأثم قبل النوم، أو حالة النوم، لا سبيل إلى الأول، لأن سبب التفويت لم يوجد، ولا إلى الثانى، لعدم تكليف النائم، والإثم بلا تكليف محال.

قلنا :لا مانع من الإثم أول النوم وقبيله؛ أما أوله فلأنه مقدور، لأن الفرض كذلك، وهو سبب للفوات وهو قادر على دفعه، فأول جزء منه يقارنه الإثم بالخطاب السابق، والمحذور أن يوجد خطاب حالة النوم .وأما قبيله فلأنه إذا قصد ترك الصلاة وتعاطى أسبابه من التهيؤ للنوم أثم .وإذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نماز کا وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہونا

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر فرض نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے، اور بغیر شرعی عذر کے اس کو قضاء کر دینا سخت گناہ ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے (سورہ نساء)

لہٰذا ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ثبت الإثم عليه بأول النوم فلا مانع من انسحاب حكم المعصية وإن لم يكن حالة النوم عاصيا بالفعل، لكنه كسائر العصاة.

وهذه المعصية بالتسبب إلى تفويت الصلاة لا تساوي المعصية بترك الصلاة، فإن مفسدة الترك لم تتحقق بعد، وقد يستيقظ على خلاف ظنه، فإن استيقظ وصلى فى الوقت لم يحصل له إثم ترك الصلاة، وأما ذلك الإثم الذى حصل فلا يرتفع إلا بالاستغفار عنه .بلى، عندنا فى كونه كبيرة نظر؛ فإن كان حصل فلا يرتفع إلا بالإستغفار عنه .بلى، عندنا فى كونه كبيرة نظر؛ فإن كان صغيرة وهو الأقرب فيزول بعدم الاصرار.

وإذا صلى والحالة هذه فى بقية الوقت :هل تكون صلاته أداء أو قضاء ؟ يحتمل أن يأتى فيه ما قاله القاضى أبو بكر والغزالى فيما إذا ظن المكلف أنه لا يعيش إلى آخر الوقت ثم عاش وصلى؟ قال القاضى :هى قضاء .وقال الغزالى :هى أداء ؛ إذ لا عبرة بالظن البين خطؤه .وههنا يحتمل أن يقال بذلك، ويحتمل أن يفرق بأنه هناك لما ظن أنه لا يعيش تضيق عليه، وهنا لم يتضيق عليه، بل هو مخاطب بأحد الأمرين؛ إما أن يعجل الصلاة، وإما أن لا ينام، ومعصيته بتفويت أحد الأمرين؛ والوقت لم يتغير فى حقه.

وإن لم يستيقظ إلا بعد الوقت فقد حصل إثم ترك الصلاة وهو كبيرة، ولكنا متى نحكم بذلك؟ يحتمل أن يقال بخروج الوقت .وإن كان نائما تبين لنا أن إثم التفويت حصل بأوله .ويحتمل أن يقال :إنه يحصل وهو نائم؛ لأن سببه صادر منه، وهو بصفة التكليف .ويبعد أن يقال :إنه لا يحصل حتى يستيقظ فيتعلق ذلك الإثم؛ فإنه لا معنى لذلك، وقد يموت فى منامه (إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقى الدين السبكى، ج ۱، ص۱۸، الىٰ ص ۲۰)

نماز کا نیند سے بہتر ہونا

دوسری بات یہ ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا نیند سے بہتر ہے، اسی لئے فجر کا وقت جو کہ عام طور پر نیند کا وقت ہوتا ہے، اس وقت کی اذان میں مؤذن یہ کلمات کہتا ہے کہ:

اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.

یعنی نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔ [1]

لہٰذا نماز کے وقت پر نیند کے مقابلہ میں نماز کو ترجیح دینی چاہئے، اور نیند کے مقابلہ میں نماز کو وقت پر پڑھنے کی اہمیت اور فکر دل میں ہونی چاہئے، جس سے نماز کے وقت بیدار ہونے میں مدد ملتی ہے۔

فجر کی نماز کا انتہائی اہم ہونا

تیسری بات یہ ہے کہ یوں تو پانچ وقت کی فرض نمازیں ہی اپنی جگہ بڑی اہم ہیں، لیکن بعض جہات سے فجر کی نماز کو بروقت اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ، فَقَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوْا: لَا، قَالَ: أَشَاهِدٌ فُلَانٌ، قَالُوْا: لَا، قَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَيْتُمُوْهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ

---

[1] عن أبى محذورة، قال كنت أؤذن فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم فى صلاة الصبح، فإذا قلت :حى على الفلاح، قلت :الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم الأذان الأول (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۳۷۸)

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح بطرقه.

الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ وَحْدَهٗ، وَصَلَاتَهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(ابو داؤد، رقم الحديث ۵۵۴، مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۲۶۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ کیا فلاں حاضر ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر ان دو (عشاء اور فجر کی) نمازوں سے زیادہ بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے، اور اگر تم ان دونوں نمازوں میں پائے جانے والے اجروثواب کو جان لو، تو ان نمازوں میں ضرور آ ؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر کیوں نہ ہو، اور بے شک پہلی صف (درجہ ومقام کے اعتبار سے) فرشتوں کی صف کی طرح ہوتی ہے، اور اگر تم پہلی صف کی فضیلت کو جان لو، تو تم ضرور اس کے لئے پیش قدمی کروگے، اور ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا اس کے تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور دو آدمیوں کا مل کر (باجماعت) نماز پڑھنا ایک آدمی کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے بھی زیادہ لوگ ہوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کے ذیل میں روایت ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھا تھا کہ:

أَمَّا الَّذِيْ يُثْلَغُ رَأْسُهٗ بِالْحَجَرِ، فَإِنَّهٗ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ، فَيَرْفِضُهٗ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (بخاری، رقم الحديث ۱۱۴۳)

ترجمہ: جس کا سَر پتھر سے کچلا جارہا تھا، وہ ایسا شخص تھا جو قرآن کو حاصل کرکے

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

پھر اُس کو چھوڑ دیتا تھا، اور فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا (بخاری)

اس میں وہ شخص بھی داخل ہے، جو کہ سُستی وغفلت کی وجہ سے عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے، اور اس کو قضا کر دے، اور وہ بھی داخل ہے، جو سُستی وغفلت کی وجہ سے فجر کی نماز کے وقت پڑ کر سوتا رہے۔ [1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ (مسلم، رقم الحديث ٢٦٠"٦٥٦")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے آدھی رات عبادت کر لی، اور جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی، تو گویا کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی (اور عبادت کی) (مسلم)

اس لئے فجر کی نماز کو اپنے وقت پر اور مرد حضرات کو باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوتے وقت گُدّی پر شیطان کا تین گرہیں لگانا

چوتھی بات یہ ہے کہ سوتے وقت انسان کی گدی پر شیطان لمبی نیند کے لئے تین گرہیں لگا دیتا ہے، جو بیدار ہونے پر اللہ کا ذکر کرنے سے کھلنا شروع ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ ثَلَاثَ عُقَدٍ إِذَا نَامَ، بِكُلِّ عُقْدَةٍ يَضْرِبُ عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيْلًا، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ

---

[1] (وينام) ذاهلا (عن الصلاة المكتوبة) العشاء حتى يخرج وقتها، أو الصبح .لأنها التي تفوت بالنوم غالبا(إرشاد السارى، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل)

عُقْدَةٌ، وَإِذَا تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عُقْدَتَانِ، فَإِذَا صَلّٰى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

(مسلم، رقم الحديث ۲۰۷ "۷۷۶"، بخارى، رقم الحديث ۱۱۴۲)

ترجمہ: شیطان تم میں سے کسی کی گُدّی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ پر یہ کہہ کر پھونک دیتا ہے کہ تمہاری رات لمبی ہے، پھر جب وہ سونے والا بیدار ہوتا ہے، پھر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو ایک گرہ کُھل جاتی ہے، اور جب وضو کرتا ہے، تو اس کی دو گرہیں کُھل جاتی ہیں، پھر جب نماز بھی پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کُھل جاتی ہیں، اور وہ تروتازہ اور پاکیزہ طبیعت کے ساتھ صبح کرتا ہے، ورنہ نفس کے خبیث اور کاہل (وسُست) ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے (مسلم، بخاری)

لہٰذا نماز کے وقت بیدار ہونے پر فوراً اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، اور اس کے بعد وضو وغیرہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے، ورنہ شیطان کی طرف سے لمبی نیند کی گُدّی پر لگائی ہوئی گرہیں کھلتی نہیں ہیں، اور سُستی وکاہلی پیدا ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

نماز کے وقت سوتے رہنے پر کان میں شیطان کا پیشاب کرنا

پانچویں بات یہ ہے کہ جو شخص صبح کو نماز کے لئے نہیں اُٹھتا، اور وہ اسی حال میں لیٹے رہ کر نماز کا وقت گزار دیتا ہے، تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقِيلَ : مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهٖ (بخارى، رقم الحديث ۱۱۴۴)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ سوتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نماز کے لئے کھڑا نہ ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَکَرُوْا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، أَوْ أَنَّ رَجُلًا قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، إِنَّ فُلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ وَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی أَصْبَحَ . قَالَ : بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ أُذُنِہٖ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۷۵۳۷) [1]

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا، یا ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی رات بھر سوتا رہا اور نماز بھی نہیں پڑھی، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا (مسند احمد)

اس لئے نماز کے وقت آنکھ کھلنے پر فوراً ذکرُ اللہ (مثلاً بیدار ہونے کی مسنون دعاء) کر کے کھڑا ہو جانا چاہئے، اور وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز پڑھنی چاہئے، اس سے شیطان کا زور ٹوٹ جاتا ہے، ورنہ شیطان کی لگائی ہوئی گرہ نہیں کھلتی، اور اوپر سے وہ کان میں پیشاب بھی کر دیتا ہے، جس سے سُستی و کاہلی واقع ہوتی ہے، اور نماز کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

نماز کے لئے بیدار ہونے کی فکر کرنا

چھٹی بات یہ ہے کہ سونے اور نیند کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ نماز کے وقت تک نیند کا تقاضا پورا ہو جائے، اور نماز کے وقت آنکھ کھل جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ اُٹھ کر نماز کو وقت پر پڑھنے کی فکر و ارادہ ہو، اور نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اس کو ادا کئے

[1] فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

بغیر نہ سویا جائے، نیز عشاء کے بعد جلد از جلد سویا جائے، اور اگر نماز کے وقت سوتے رہ جانے اور بیدار نہ ہونے اور اس طرح نماز کا وقت ہاتھ سے چلے جانے کا خطرہ ہو، اور ممکن ہو تو کسی کو نماز کے وقت بیدار کرنے کا کہہ دیا جائے، یا الارم وغیرہ لگا لیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۵، ترمذی، رقم الحدیث ۱۶۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے (بخاری، ترمذی)

عشاء سے پہلے سونے کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے مکروہ یا قضاء ہونے، یا جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

اور عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو یا دنیاوی کاموں میں مشغولی کے نتیجہ میں فجر کی نماز کے وقت تک نیند کا تقاضا پورا نہ ہونے کی وجہ سے نماز کے وقت بیدار نہ ہونے کا خطرہ ہے۔ [2]

---

[1] قال الترمذی: وفی الباب عن عائشة، وعبد الله بن مسعود، وأنس، حديث أبی برزة حديث حسن صحيح وقد كره أكثر أهل العلم النوم قبل صلاة العشاء ، ورخص فی ذلک بعضهم، وقال عبد الله بن المبارک :أكثر الأحاديث على الكراهية، ورخص بعضهم فی النوم قبل صلاة العشاء فی رمضان.

[2] قوله والحديث بعدها أی المحادثه وسيأتی بعد أبواب أن هذه الكراهة مخصوصة بما إذا لم يكن فی أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لئلا يكون سببا فی ترک قيام الليل أو للاستغراق فی الحديث ثم يستغرق فی النوم فيخرج وقت الصبح(فتح الباريلابنِ حجر، قوله باب ما يكره من النوم قبل العشاء)

قوله وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها لأن النوم قبلها قد يؤدی إلى اخراجها عن وقتها مطلقا أو عن الوقت المختار والسمر بعدها قد يؤدی إلى النوم عن الصبح أو عن وقتها المختار أو عن قيام الليل وكان عمر بن الخطاب يضرب الناس على ذلک ويقول أسمرا أول الليل ونوما آخره وإذا تقرر أن علة النهی ذلک فقد يفرق فارق بين الليالی الطوال والقصار ويمكن أن تحمل الكراهة علىالاطلاق حسما للمادة لأن الشیء إذا شرع لكونه مظنة قد يستمر فيصير مئنة والله أعلم (فتح الباری لابنِ حجر،قوله باب ما يكره من السمر بعد العشاء)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ، اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ، وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ (مسلم، رقم الحديث ۶۸۳، ۳۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے، پھر رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنی دائیں کروٹ پر سوتے تھے، اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے سوتے تھے تو اپنی کہنی کو کھڑا کر کے اپنے سر کو اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ کر سوتے تھے (مسلم)

یہ مضمون تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اور روایات میں بھی آیا ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح فرق کے ساتھ سونے کی وجہ یہ تھی کہ جب رات کا کافی وقت باقی اور صبح کا وقت دور ہوتا تھا، تو آرام کے ساتھ سونے کی صورت میں صبح کی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا تھا، اور جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا، تو کہنی کھڑی کر کے ہتھیلی پر سر رکھ کر سونے کی وجہ یہ تھی تاکہ غفلت کی نیند کی وجہ سے صبح کی نماز فوت نہ ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی عام معمول کے مطابق سوئے اور نماز کے وقت بیدار ہو جانے کی عادت و معمول ہو، تب تو خیر ہے، ورنہ اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو، خواہ تاخیر سے سونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے، تو سوتے وقت اپنی طرف سے نماز کے وقت بیدار

---

[1] عن أبى قتادة، عن النبى صلى الله عليه وسلم بمثله .وزاد قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عرس وعليه ليل توسد يمينه، وإذا عرس الصبح وضع رأسه على كفه اليمنى، وأقام ساعده (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۵۴۶)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

عن أبى قتادة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا عرس بليل اضطجع على يمينه، وإذا عرس قبل الصبح نصب ذراعيه نصبا، ووضع رأسه على كفه هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۶۳۱)

ہوجانے کا کوئی اہتمام وانتظام کرنا چاہیے۔ [۱]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ : لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوْقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوْا، وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهٖ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ : مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ، يَا بِلَالُ، قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ، فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ، قَامَ فَصَلّٰى (بخاری، رقم الحديث ۵۹۵)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے وقت سفر کررہے تھے،تو بعض لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہمیں کچھ آرام کروادیں،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ تم نماز کے وقت سوتے نہ رہ جاؤ،حضرت بلال نے عرض کیا: کہ میں تمہیں جگادوں گا،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام لیٹ کر سوگئے،حضرت بلال نے اپنی پیٹھ کا اپنے کجاوے (یعنی جانور پر رکھی جانے والی نشست) سے سہارا لے لیا،تو آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آگئی اور آپ بھی سوگئے،پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے،اور سورج طلوع ہوچکا تھا،

---

[۱] (كان إذا عرس) بالتشديد أى نزل وهو مسافر آخر الليل للاستراحة والتعريس نزول المسافر آخر الليل نزله للنوم والاستراحة (وعليه ليل) وفى رواية للترمذى بليل أى زمن ممتد منه (توسد يمينه) أى يده اليمنى أى جعلها وسادة لرأسه ونام نوم المتمكن لاعتماده على الانتباه وعدم فوت الصبح لبعده (وإذا عرس قبل الصبح) أى قبيله (وضع رأسه على كفه اليمنى وأقام ساعده) لئلا يتمكن من النوم فتفوته الصبح كما وقع فى قصة الوادى فكان يفعل ذلک لأنه أعون على الانتباه وذلک تشريع وتعليم منه لأمته لئلا يثقل بهم النوم فيفوتهم أول الوقت(فيض القدير شرح الجامع الصغير، رقم الحديث ۶۷۴۵)

آپ نے فرمایا کہ اے بلال! آپ کا وعدہ کہاں گیا؟ حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھے ایسی شدید نیند کبھی نہیں آئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہاری روحوں کو جب چاہے (نیند طاری کرکے) قبض کرلیتا ہے اور جب چاہے تم پر (بیدار کرکے) واپس لوٹا دیتا ہے۔ اے بلال! آپ کھڑے ہوکر لوگوں کے لیے نماز کی اذان دیجیے، پھر آپ نے وضو کیا، پھر جب سورج بلند ہوگیا، اور روشنی پھیل گئی، تو آپ نے کھڑے ہوکر نماز پڑھائی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سورج طلوع ہونے یعنی فجر کی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد بیدار ہوئے تھے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ:

ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلَّوُا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا. فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَقُولُونَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرُ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرُ دِينِكُمْ فَإِلَيَّ. قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا. فَقَالَ: لَا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوهَا، وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: پھر حضرت بلال نے اذان دی، اور سب نے فجر سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سوار ہوگئے، اور بعض صحابہ نے بعض کو کہا کہ ہم نے (نماز کا وقت گزرنے کے بعد بیدار ہوکر) اپنی نماز میں کوتاہی سے کام لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تمہاری دنیا کا معاملہ ہو، تو تمہیں کہنے کا حق ہے، اور اگر تمہارے دین کا معاملہ

---

[1] رقم الحديث ٢٢٥٤٦.

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ہو، تو اس کا حق مجھے ہے، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنی نماز میں کوتاہی کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں (سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر) کوتاہی نہیں ہوتی، کوتاہی تو بیداری کی حالت میں (نماز قضا کر دینے سے) ہوتی ہے، پس جب ایسا ہو جائے (یعنی تم اتفاقاً نماز کے وقت سوتے رہ جاؤ) تو تم (بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لو، اور اگلے دن اس کے وقت میں بھی (پڑھ سکتے ہو) (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جب نماز کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز کے فوت وقضا ہو جانے کا ڈر ہو، تو اُٹھ کر نماز پڑھنے کا ارادہ کر کے اور کسی کو بیدار کرنے اور جگانے کے لیے مقرر کر کے سونا چاہیے، جس میں آج کل کا ''الارم'' (Alarm) بھی داخل ہے، پھر اس کے باوجود بھی اگر آنکھ نہ کھلے اور سوتے رہ جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے، تو نماز کو قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، بشرطیکہ وقت پر آنکھ نہ کھلی ہو، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور اگر وقت پر آنکھ کھل گئی، اور شعور ہونے کے باوجود پھر بھی غفلت ولاپرواہی اختیار کی اور دوبارہ سو گیا، جب کہ اٹھ کر نماز پڑھنے میں کوئی معقول اور واقعی عذر بھی نہیں تھا، سوائے سُستی، کاہلی یا غفلت کے، جس کی وجہ سے نماز قضا ہوگئی، تو پھر گناہ گار ہوگا۔ [1]

---

[1] لا يعلم خلاف بين الفقهاء فى أن تأخير الصلاة عن وقتها بدون عذر ذنب عظيم، لا يرفع إلا بالتوبة والندم على ما فرط من العبد، وقد سمى النبى صلى الله عليه وسلم من فعل ذلك بأنه مفرط أى مقصر، حيث قال :ليس التفريط فى النوم، إنما التفريط فى اليقظة.

أما تأخيرها بعذر النسيان، فلا نعلم خلافا بين الفقهاء أيضا فى أن العبد غير مؤاخذ على هذا التأخير لقوله صلى الله عليه وسلم :رفع عن أمتى الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه.

وأما تأخيرها بعذر النوم، فالذى يفهم من قوله صلى الله عليه وسلم :ليس فى النوم تفريط، إنما التفريط فى اليقظة، فإذا نسى أحدكم صلاة أو نام عنها فليصلها إذا ذكرها.

أن النوم الذى يترتب عليه تأخير الصلاة عن وقتها لا يؤاخذ عليه العبد، ولا يعتبر مفرطا، وقد نام النبى صلى الله عليه وسلم عن صلاة الصبح فى حديث التعريس عن أبى قتادة قال :سرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة، فقال بعض القوم :لو عرست بنا يا رسول الله، قال :أخاف أن تناموا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نینداور بھول میں نماز قضاء ہونے پر کوتاہی وگناہ نہ ہونا

ساتویں بات یہ ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سونے والا سونے سے پہلے نماز کے لئے جاگنے کے ارادہ واہتمام میں کوتاہی سے کام نہ لے، یا کسی عذر کی وجہ سے دیر سے سوئے، اور پھر وہ نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے، یا اس کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حالت میں نماز کا وقت گزر جائے، تو وہ کوتاہی کرنے والا اور گناہ گار شمار نہیں ہوتا، بشرطیکہ یاد آنے یا بیدار ہونے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ: لِبَلَالٍ اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ، فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الصُّبْحُ اِسْتَنَدَ بَلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ يُوَاجِهُ الْفَجْرَ فَغَلَبَتْ بِلَالٌ عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن الصلاة، قال بلال :أنا أوقظكم، فاضطجعوا، وأسند بلال ظهره إلى راحلته، فغلبته عيناه فنام، فاستيقظ النبى صلى الله عليه وسلم وقد طلع حاجب الشمس فقال :يا بلال أين ما قلت؟ فقال :ما ألقيت على نومة مثلها قط، قال :إن الله قبض أرواحكم حين شاء، وردها عليكم حين شاء، يا بلال قم فأذن الناس بالصلاة، فتوضأ، فلما ارتفعت الشمس، وابياضت، قام فصلى بالناس .

غير أنه يفهم من هذا الحديث أنه إذا غلب على ظنه أنه لو نام تفوته الصلاة يكلف أحدا بإيقاظه، وهو ما يفهم من مذهب الحنفية والمالكية . وقد قال الحنفية :إنه يكره النوم قبل صلاة العشاء، وهو مذهب مالك والشافعية وأحمد، لحديث أنه صلى الله عليه وسلم كان يكره النوم قبلها والحديث بعدها. وفى قول للشافعية يكره النوم قبل الصلاة فى جميع الأوقات، والظاهر عندهم كراهة النوم بعد دخول الوقت، أما قبل دخوله فجائز عندهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص١٨٧، ماده، أوقات الصلاة، تأخير الصلاة بلا عذر)

حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ : أَیْ بَلَالُ" فَقَالَ بَلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِیْ أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِیْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : اِقْتَادُوْا رَوَاحِلَكُمْ ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بَلَالَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَقَالَ : مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ أَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ : وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِیْ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۰۶۹) ل

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کے غزوہ سے واپس لوٹے تو رات کو سفر کیا، یہاں تک کہ جب آپ کو لمبے سفر کی وجہ سے تھکن ہوگئی، تو آرام کیا، اور حضرت بلال سے فرمادیا کہ ہمارے لئے آپ رات کو (جاگ کر) پہرہ دو، تو حضرت بلال نے جتنی مقدر میں تھی، جاگ کر نماز پڑھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سوگئے، جب صبح کا وقت قریب آیا، تو حضرت بلال اپنی سواری کے کجاوہ (ونشست) پر سہارا لے کر طلوعِ فجر کے انتظار میں بیٹھ گئے، تو آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آ گئی، اور وہ اسی حال میں اپنے کجاوہ سے ٹیک لگائے ہوئے سورہے تھے، پھر (فجر کی نماز کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور حضرت بلال میں سے کوئی بھی بیدار نہیں ہوسکا، یہاں تک کہ اُن پر سورج کی دھوپ پڑی، تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال! تو حضرت بلال نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی اسی چیز نے پکڑلیا تھا، جس نے اے اللہ کے رسول! آپ کو پکڑلیا تھا (یعنی نیند نے) رسول اللہ صلی

ل في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی سواریوں کو یہاں سے لے کر چلو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور حضرت بلال کو اذان واقامت کا حکم فرمایا، پھر نماز کھڑی کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اس نماز کو یاد آنے (یا بیدار ہونے پر) پڑھ لے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (ابن حبان)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اس موقع پر سورج طلوع ہونے بلکہ دھوپ کے اپنے اوپر پڑنے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور فجر کی نماز قضاء ہوچکی تھی، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کُھلنے کے بعد صحابۂ کرام سے یہ بھی فرمایا کہ تم اس جگہ سے منتقل ہوجاؤ، جس میں تمہیں غفلت واقع ہوئی، پھر آگے ایک جگہ پہنچ کر نماز پڑھی۔ [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں روایت ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَّطْنَا، قَالَ : لَا، قَبَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا (مسند احمد) [2]

ترجمہ: تو ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم نے (فجر کی نماز

---

[1] عن أبي هريرة، في هذا الخبر، قال :فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تحولوا عن مكانكم الذي أصابتكم فيه الغفلة، قال فأمر بلالا فأذن وأقام وصلى (ابو داؤد، رقم الحديث ۴۳۶)

[2] رقم الحديث ۱۶۸۲۴، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۶۶۲، مسندالشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۷۴.

فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وقال الهيثمی: رواه أحمد والطبرانی فی الأوسط، ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۹۴، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

کے وقت سوتے رہ جانے کی وجہ سے) کوتاہی کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ عزوجل نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور (پھر جس وقت چاہا) اُن کو ہماری طرف لوٹا دیا (یعنی ہمیں بیدار کردیا) اور ہم نے نماز پڑھ لی (مسند احمد، طبرانی)

اور حضرت زید بن اسلم سے مروی ایک مرسل روایت میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ جانے کے واقعہ میں مروی ہے کہ:

فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ . ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، وَقَدْ رَأٰى مِنْ فَزَعِهِمْ. فَقَالَ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا . فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا، فَلْيُصَلِّهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا (موطا مالک، رقم الحديث "٣٦"، باب النوم عن الصلاة)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور آپ نے لوگوں کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا تھا، پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہماری روحوں کو (نیند کی وجہ سے) قبض کرلیا تھا، اور اگر اللہ چاہتا، تو اُن روحوں کو اس وقت کے علاوہ (کسی اور وقت) لوٹاتا (یعنی اس کے بھی بعد بیدار کرتا) پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، یا نماز کو بھول جائے، پھر نماز کے لئے گھبرا کر اُٹھے، تو (یاد آنے یا بیدار ہونے پر) اس نماز کو پڑھ لے، جیسا کہ وہ اس کے وقت میں پڑھا کرتا تھا (موطا مالک)

اس طرح کی حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحَ عَارِيَةٌ فِيْ أَجْسَادِ الْعِبَادِ يَقْبِضُهَا وَيُرْسِلُهَا إِذَا شَاءَ.

ترجمہ: اے لوگو! یہ روحیں (اللہ کی طرف سے) بندوں کے جسموں میں عاریت (وامانت) ہیں، اللہ جب چاہے اُن کو (نیند کی وجہ سے) قبض کر لیتا ہے، اور جب چاہے (بیدار کر کے) واپس کر دیتا ہے (بزار) [1]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِيْمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجِيْءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا (نسائی، رقم الحديث ۶۱۵، باب فِيمَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز قضا ہوجائے تو) کوتاہی شمار نہیں ہوتی، کوتاہی تو اس شخص کی ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، جبکہ وہ نماز کے وقت جاگا ہوا بھی تھا (نسائی)

---

[1] وحدثناه عمر بن محمد بن محمد بن الحسن، حدثنا أبي عن عتبة أبي عمرو، عن الشعبي، عن أنس، قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فقال: من يكلأنا الليلة؟ فقلت: أنا فنام ونام الناس ونمت فلم نستيقظ إلا بحر الشمس فقال: أيها الناس إن هذه الأرواح عارية في أجساد العباد يقبضها ويرسلها إذا شاء فاقضوا حوائجكم على رسلكم فقضينا حوائجنا على رسلنا وتوضأنا وتوضأ النبي صلى الله عليه وسلم وصلى ركعتي الفجر قبل الصلاة، ثم صلى بنا (مسندالبزار، رقم الحديث ۷۴۷۴)

قال البزار: وهذا الحديث لا نعلم رواه عَن الشَّعبِيّ، عَن أَنَس إلَّا عتبة، ولاَ حدث به إلَّا مُحَمد بن الحسن الأسدي.

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه عتبة أبو عمرو روى عن الشعبي وروى عنه محمد بن الحسن الأسدي، ولم أجد من ذكره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۰۶، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا (مسلم) [1]

ترجمہ: خبردار ہوجاؤ کہ نیند میں تفریط (وکوتاہی) نہیں ہے، تفریط (وکوتاہی) تو اس شخص پر ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، پس جس شخص نے (نیند کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھی، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو، تو اس وقت نماز پڑھ لے (مسلم)

اور سنن ترمذی میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ، إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ. فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (ترمذی) [2]

ترجمہ: لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی نیند کی وجہ سے نماز رہ جانے کا ذکر کیا۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند میں کوتاہی نہیں کہلاتی، بلکہ کوتاہی تو جاگتے میں کہلاتی ہے، پس جب تم میں سے کوئی نماز کو بھول جائے، یا نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو اسے چاہیے کہ جب اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز کو پڑھ لے (ترمذی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح کے واقعہ کے ذیل میں اللہ کی طرف سے اس طرح بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد نماز پڑھ لینے کی رعایت پر بہت زیادہ خوش ہونے کی

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۹۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجیل قضائها.

[2] رقم الحدیث ۱۷۷، باب ما جاء فی النوم عن الصلاة.

روایت بھی مروی ہے۔ [1]

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت اتفاق سے کوئی نماز کے وقت سوتا رہ جائے اور اس کی آنکھ نہ کھلے، یا نماز پڑھنا یاد نہ رہے، اور اسی حال میں نماز کا وقت ختم ہوجائے، تو اس کو نماز قضا کرنے کا گناہ نہیں ہوتا، بشرطیکہ بیدار ہونے اور اسی طرح یاد آنے کے بعد اس نماز کو پڑھ لے۔

یاد آنے یا بیدار ہونے پر جلد نماز پڑھنا

آٹھویں بات یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی طرف سے غفلت اختیار نہ کرے، اور پھر نماز کے وقت سوتا رہ جائے، یا نماز پڑھنا بھول جائے، تو بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ (صحیح مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا (خواہ جاگتے ہوئے یا سوتے رہ جانے کی وجہ سے) تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے (اور نیند سے بیدار ہو) تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اس کا کفارہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے (مسلم)

---

[1] عن ابن عباس، قال " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر، فعرس من الليل فرقد، فلم يستيقظ إلا بالشمس "، قال " :فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بلالا فأذن، فصلى ركعتين "قال :فقال ابن عباس " :ما تسرنى الدنيا وما فيها بها - يعنى الرخصة (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۴۹)

فى حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[2] رقم الحديث ۱۱۰۲، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها.

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ صَلَاۃً أَوْ نَامَ عَنْھَا فَکَفَّارَتُھَا أَنْ یُصَلِّیَھَا إِذَا ذَکَرَھَا (صحیح مسلم) [1]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو اس نماز کو پڑھ لے (اور اس میں کوتاہی سے کام نہ لے) (مسلم)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا رَقَدَ أَحَدُکُمْ عَنِ الصَّلَاۃِ أَوْ غَفَلَ عَنْھَا فَلْیُصَلِّھَا إِذَا ذَکَرَھَا فَإِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ أَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ (صحیح مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز سے سوتا رہ جائے یا اس سے غافل رہے تو اسے چاہئے کہ جب اسے نماز یاد آئے (اور بیدار ہو تو) اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو (مسلم)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرِہِ الَّذِیْ نَامُوْا فِیْہِ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّکُمْ کُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَرَدَّ اللّٰہُ إِلَیْکُمْ أَرْوَاحَکُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاۃٍ فَلْیُصَلِّھَا إِذَا اسْتَیْقَظَ، وَمَنْ نَسِیَ صَلَاۃً فَلْیُصَلِّ إِذَا ذَکَرَ (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۸۹۵) [3]

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۰۳، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا.

[2] رقم الحدیث ۱۱۰۴، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا.

[3] فی حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ: إسنادہ صحیح.

وقال الھیثمی: رواہ أبو یعلی والطبرانی فی الکبیر، ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۰۳، باب فیمن نام عن صلاۃ أو نسیھا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں وہ سورج طلوع ہونے تک سوتے رہ گئے تھے، فرمایا کہ تم (سونے کی وجہ سے) فوت ہو گئے تھے، تو اللہ نے تمہاری طرف تمہاری روحوں کو (بیدار کر کے) لوٹا دیا ہے، پس جو کوئی نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے، اور جو کوئی نماز بھول جائے، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، تو نماز پڑھ لے (ابویعلیٰ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يَكْلَؤُنَا فَقَالَ بِلَالٌ : أَنَا، فَنَامُوْا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : اِفْعَلُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ، قَالَ : فَفَعَلْنَا، قَالَ : فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوْا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۴۴۷)

ترجمہ: (صلح) حدیبیہ کے زمانہ میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پہرہ کون دے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں، پس سب لوگ سوتے رہے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، تو فرمایا کہ تم ویسا ہی کرو، جیسا کرتے تھے (یعنی حسبِ معمول نماز پڑھو) پس ہم نے ایسا ہی کیا، پس اسی طرح جب کوئی سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو تم بھی ایسا ہی کرو (ابوداؤد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے کے بعد بیدار ہوئے تھے، اور آپ نے وضو وغیرہ کر کے اسی وقت فجر کی قضا نماز پڑھ لی تھی۔

اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا

فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا (مسند البزار، رقم الحديث ٣٦٩٤) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی نماز بھول جائے، یا نماز سے سوتا رہ جائے، تو اسے چاہئے کہ جب اُسے نماز یاد آئے (یا بیدار ہو) تو وہ نماز پڑھ لے (بزار)

اس طرح کی احادیث حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ (ترمذی، رقم الحديث ٤٦٥)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر کی نماز سے سوتا رہ گیا، یا اس کو بھول گیا، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے، اور جب بیدار ہو، تو وتر کی نماز پڑھ لے (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِي إِذَا صُمْتُ وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ . قَالَ فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٨٠٤، باب فيمن نام عن صلاة أو نسيها)

[2] عن سمرة بن جندب، قال :أحسبه مرفوعا، "من نسى صلاة فليصلها حين يذكرها، ومن الغد للوقت (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٠٢٥٧)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عن عمران بن حصين قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من نسى صلاة فليصلها إذا ذكرها (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٤١٥)

قَوْلُهَا يَضْرِبُنِىْ إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا. قَالَ فَقَالَ لَوْ كَانَتْ سُوْرَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ . وَأَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِىْ فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُوْمُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلاَ أَصْبِرُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَوْمَئِذٍ لاَ تَصُوْمُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا . وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّىْ لاَ أُصَلِّىْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لاَ نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ

(سنن أبي داود) [1]

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ہم اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے شوہر صفوان بن معطل مجھے مارتے ہیں، جب میں نماز پڑھتی ہوں، اور جب میں (نفلی) روزہ رکھتی ہوں تو وہ روزہ تُڑوا دیتے ہیں، اور فجر کی نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں پڑھتے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ (اس خاتون کے شوہر) حضرت صفوان اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیوی کی شکایت کے متعلق معلوم کیا تو حضرت صفوان نے عرض کیا کہ ان کو نماز پڑھنے پر مارنے کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ نماز میں دو (لمبی لمبی) سورتیں پڑھتی ہیں، اور میں نے ان کو ان لمبی سورتوں کے پڑھنے سے منع کر رکھا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک ہی

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۶۱، باب الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا، مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۱۷۵۹، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۴۶.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه (حواله بالا)

و في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الله بن أحمد، فقد أخرج له النسائي، وهو ثقة، وقد توبع.

سورت ہوتو بھی لوگوں کو کافی ہے (لہٰذا شوہر کی اجازت کے بغیر دو لمبی لمبی سورتیں پڑھنے کی ضرورت نہیں)

رہی ان کی روزہ تڑوا دینے کی شکایت تو یہ خود جا کر (نفلی) روزہ رکھ لیتی ہیں، اور میں جوان آدمی ہوں، مجھ سے (صحبت کئے بغیر) صبر نہیں ہوتا (اور ان کے روزہ رکھنے کی وجہ سے میرے حقِ زوجیت کے تقاضہ کے پورا ہونے میں خلل آتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت کسی دن کا (نفلی) روزہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

اور رہی ان کی یہ شکایت کہ میں سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز نہیں پڑھتا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے گھر والے ہیں کہ جن کے بارے میں (رات کو دیر تک کام کاج کی مشغولیت) سب کو معلوم ہے، جس کی وجہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہماری آنکھ نہیں کھل پاتی (اور ایسا شخص شریعت کی نظر میں معذور ہے، اور گناہ گار نہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ بیدار ہوں، تو اس وقت نماز پڑھ لیا کریں (ابوداؤد، حاکم، مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی نماز کو بھول جائے، یا کسی نماز کے وقت سوتا رہ جائے، تو یاد آنے یا آنکھ کھلنے پر جلد از جلد اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے، اور مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ایسی صورت میں امید ہے کہ وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ [1]

---

[1] الوجه الثامن والعشرون

إذا أراد أن ينام قبل الوقت، ويغلب على ظنه أن نومه يستغرق الوقت، لم يمتنع عليه ذلك؛ لأن التكليف لم يتعلق به بعد، ويشهد له ما ورد في الحديث :أن امرأة عابت زوجها بأنه ينام حتى تطلع الشمس فلا يصلي الصبح إلا ذلك الوقت، فقال :إنا أهل بيت معروف لنا ذلك -أي :ينامون من الليل حتى تطلع الشمس -فقال النبي صلى الله عليه وسلم :(إذا استيقظت فصل .(أو ما هذا معناه

(إبراز الحكم من حديث رفع القلم لتقي الدين السبكي، ج ١، ص ٢٠)

طلوع یا غروب کے وقت آنکھ کُھلنے پر فجر یا عصر پڑھنا

اب آخر میں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ مذکورہ احادیث میں نماز کے وقت سوتے رہ جانے یا بھول جانے والے شخص کو بیدار ہوتے ہی اور یاد آجاتے ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اوران احادیث میں سورج غروب یا طلوع ہونے کے وقت کی کوئی قید نہیں لگائی گئی، لہٰذا اگر کوئی فجر یا عصر کے وقت سوتا رہ گیا، یا اسے نماز پڑھنا یاد نہ رہا، اورآنکھ کھلنے اور یاد آنے کے فوراً بعد اس نے نماز پڑھنا شروع کی، مگر نماز کے درمیان سورج طلوع یا غروب ہوگیا، تو کیا اس کی نماز درست اور ادا ہوجائے گی، یا کہ نہیں؟

تواس سلسلہ میں عرض ہے کہ کئی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ اگر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور مثلاً ایک رکعت یا اس سے زیادہ پڑھنے کے بعد سورج غروب ہوگیا، یا کسی نے فجر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور مثلاً ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہوگیا، تو اس کی نماز درست ہوجائے گی۔

چنانچہ حضرت عطاء بن یسار، حضرت بسر بن سعید اور حضرت اعرج رحمہم اللہ، یہ تمام تابعین حضرات، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْـلَ أَنْ تَـطْـلُـعَ الشَّمْـسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّـنَ الْـعَـصْـرِ قَبْـلَ أَنْ تَـغْـرُبَ الشَّمْـسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ

(بخاری، رقم الحديث ۵۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا، اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی، تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا (بخاری)

اور حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۶، نسائی، رقم الحديث ۵۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی عصر کی نماز کو پورا کرے، اور جب فجر کی نماز کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے، تو اسے چاہئے کہ اپنی فجر کی نماز کو پورا کرے (بخاری، نسائی)

اور حضرت ابوسلمہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ إِلَّا أَنْ يَّقْضِيَ مَا فَاتَهُ (القراءة خلف الامام للبخاری، رقم الحديث ۱۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے نماز پالی، مگر یہ کہ جو (نماز کا حصہ) اُس سے رہ جائے، وہ اُسے (قضاء کے طور پر) پڑھ لے (قراءۃ خلف الامام)

اور حضرت بشیر بن نہیک رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَلّٰى يَعْنِيْ رَكْعَتَيِ الصُّبْحِ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ (مسند احمد) [1]

---

[1] رقم الحديث ۸۰۵۶.
في حاشية مسند احمد: صحيح.

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعت نماز کو پڑھنا شروع کیا، پھر سورج طلوع ہوگیا، تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنی (فجر کی) نماز پوری کرے (مسند احمد)

اور حضرت بشیر بن نہیک کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۵۸۱) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر کی) نماز کی ایک رکعت پالی، پھر سورج طلوع ہوا، تو اُسے چاہئے کہ اُس (ایک رکعت) کے ساتھ دوسری (رکعت) ملالے (اور اس طرح دونوں رکعتیں مکمل کرلے) (ابنِ حبان)

اور حضرت ابوصالح رحمہ اللہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ أَوْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ (مسند البزار، رقم الحديث ۹۲۵۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک یا دو رکعتیں پالیں، تو اُس نے (عصر کی) نماز

[1] في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح.

پالی (بزار)

اس طرح کی اور بھی روایت ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَرَكْعَةً بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ١٥٨٢) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، تو اُس نے (عصر کی) نماز پالی، اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی، اور ایک رکعت سورج طلوع ہونے کے بعد پائی، تو اُس نے (فجر کی) نماز پالی (ابن حبان)

ملحوظ رہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سمیت، اس حدیث کو نقل کرنے والے متعدد تابعین حضرات ہیں۔

---

[1] عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال " :من أدرك ركعة من صلاة الصبح قبل طلوع الشمس، فقد أدرك الصلاة، ومن أدرك ركعتين من العصر، قبل أن تغيب الشمس، فقد أدرك الصلاة (مسند أحمد، رقم الحديث ٩٩١٨)

في حاشية مسند احمد: حديث صحيح دون قوله " :ركعتين من العصر "فهي رواية شاذة، تفرد بها أبو صالح دون أصحاب أبي هريرة عنه.

لیکن حضرت ابوصالح کی مسند بزار کی روایت میں ایک یا دو رکعتوں کا ذکر ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، اور مطلب یہ ہے کہ جس نے عصر کی ایک یا دو رکعتیں پڑھ لیں، پھر سورج غروب ہوا، اور ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے یہ الفاظ شاذ نہیں ہیں، اور ایک یا دو رکعتوں کا ذکر بطور تمثیل کے ہے، ورنہ بعض روایات میں ركعة اور ركعتين وغیرہ کی قید کے بغیر نماز کے دوران طلوع یا غروب ہونے پر نماز پالینے یا مکمل کر لینے کا حکم مذکور ہے۔

[2] في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی یہی مضمون مروی ہے۔ ل

حضرت ابنِ عباس اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ، اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ (مسلم، رقم الحديث ٦٠٨)

ل عن زيد بن أسلم، عن عبد الرحمن بن الأعرج، وفلان يشهدان على أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من أدرك ركعة من صلاة الفجر قبل أن تطلع الشمس لم تفته، ومن أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس لم تفته (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ٢٩٤٢)

عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن ذكوان عن أبي هريرة قال من أدرك ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدركها ومن أدرك من العصر ركعتين قبل غروب الشمس فقد أدركها (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٢٢٨)

عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن أبي هريرة قال من أدرك ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدرك ومن أدرك من العصر ركعتين قبل غروب الشمس فقد أدرك (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٢٢٩)

عن أبي رافع، عن أبي هريرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال :من صلى ركعة من صلاة الصبح، ثم طلعت الشمس فليتم صلاته كلا الإسنادين صحيحان، فقد احتجا جميعا بخلاس بن عمرو شاهدا (مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٠١٤)

عن أبي رافع ,عن أبي هريرة رضي الله عنه ,عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :من أدرك من صلاة الغداة ركعة قبل أن تطلع الشمس فليصل إليها أخرى (شرح معاني الآثار، رقم الحديث ٢٣٢٨)

عن الزهري، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من أدرك ركعة من صلاة الغداة قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها، ومن أدرك ركعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها قال البخاري تابعه معمر، عن الزهري، ورواه، عطاء بن يسار، وكثير بن سعيد وأبو صالح، والأعرج، وأبو رافع، ومحمد بن إبراهيم، وابن عباس عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم (القراءة خلف الامام للبخاري، رقم الحديث ١٢٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عصر کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج غروب ہونے سے پہلے پالیا، یا صبح (یعنی فجر) کے سجدہ (یعنی ایک رکعت) کو سورج طلوع ہونے سے پہلے پالیا، تو اس نے عصر اور فجر کو پالیا، اور سجدہ سے مراد رکعت ہے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو امام نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، حضرت طاوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ أَدْرَکَ مِنَ الْعَصْرِ رَکْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَکَهَا" يُرْوٰى ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ أَدْرَکَ مِنَ الْفَجْرِ رَکْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَکَهَا (مسند أحمد) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو اس نے عصر کی نماز کو پالیا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا (مسند احمد)

اور حضرت طاوس رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَدْرَکَ مِنَ الصُّبْحِ رَکْعَةً قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَدْرَکَهَا (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٢٢٧)

---

[1] عن عائشة، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: من أدرک رکعة من الفجر قبل أن تطلع الشمس فقد أدرکها، ومن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرکها (نسائی، رقم الحديث ٥٥١)

[2] رقم الحديث ٧٧٩٨.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نے فجر کی نماز کو پالیا (عبدالرزاق)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ (نسائی، رقم الحدیث ۵۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی نماز کی ایک رکعت کو (وقت کے اندر) پالیا، تو اس نے اس نماز کو پالیا، مگر یہ کہ جو حصہ اس کا فوت ہوگیا، اس کو وہ قضا کرے گا (نسائی)

مذکورہ صحیح اور صریح احادیث اور ان کے ساتھ سونے والے کو بیدار ہونے اور بھول جانے والے کو یاد آنے کے فوراً بعد نماز پڑھنے کے حکم والی احادیث کے پیشِ نظر حنفیہ کے مشہور قول کے علاوہ دیگر محدثین وجمہور فقہائے کرام (شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ وغیرہ) کے نزدیک اگر کسی عذر (مثلاً سوتے ہوئے رہنے یا بھول جانے کی وجہ) سے فجر یا عصر کی نماز میں تاخیر ہوگئی اور طلوع یا غروب ہونے میں اتنا وقت باقی رہ گیا کہ عصر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج غروب ہوجائے گا، یا فجر کی نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہوجائے گا، تو تب بھی عصر اور فجر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے، اور اگر نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع ہوگیا، تو تب بھی اس کی عصر اور فجر کی نماز درست اور فریضہ ادا ہوجائے گا، اور یہ نماز باطل یا فاسد شمار نہیں ہوگی، اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ [1]

[1] وفی هذه النصوص كلها :دليل صريح على أن من صلى ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس ثم طلعت الشمس أنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلك كل من طلعت عليه الشمس وهو فی صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وكذلك كل من طلعت عليه الشمس وهو فی صلاة الفجر فإنه يتم صلاته وتجزئه، وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعدهم(فتح البارى۔ لابن رجب، كتاب الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الرافعي احتج الشافعي بهذا الحديث على أن وقت العصر يبقى إلى غروب الشمس واحتج به أيضا على أن من صلى في الوقت ركعة والباقي خارج الوقت تكون صلاته جائزة مؤداة وعلى أن المعذور إذا زال عذره وقد بقي ن الوقت قدر ركعة كما إذا أفاق المجنون أو بلغ الصبي تلزمه تلك الصلاة وعلى أن من طلعت عليه الشمس وهو في صلاة الصبح لا تبطل صلاته خلافا لقول بعضهم قال وفي الجمع بين هذه الاحتجاجات توقف انتهى والبعض المشار إليهم هم الحنفية وقال الشيخ أكمل الدين في شرح المشارق في الجواب عنهم فحمل الحديث على أن المراد فقد أدرك ثواب كل الصلاة باعتبار نيته لا باعتبار عمله وإن معنى قوله فليتم صلاته أي ليأت بها على وجه التمام في وقت آخر قلت وهذا تأويل بعيد يرده بقية طرق الحديث وقد أخرج الدارقطني من حدث أبي هريرة مرفوعا إذا صلى أحدكم ركعة من صلاة الصبح ثم طلعت الشمس فليصل إليها أخرى قال بن عبد البر لا وجه لدعوى النسخ في حديث الباب لأنه لم يثبت فيه تعارض بحيث لا يمكن الجمع ولا لتقديم حديث النهي عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها عليه لأنه يحمل على التطوع فائدة روى أبو نعيم في كتاب الصلاة الحديث بلفظ من أدرك ركعتين قبل أن تغرب الشمس وركعتين بعد ما غابت الشمس لم تفته العصر (تنوير الحوالك شرح موطا مالك للسيوطي، ج ۱، ص ۱۹، باب وقوت الصلاة)

لو دخل في الصبح أو العصر أو غيرهما وخرج الوقت وهو فيها لم تبطل صلاته سواء كان صلى في الوقت ركعة أو أقل أو أكثر لكن هل تكون أداء أم قضاء فيه خلاف سنوضحه حيث ذكره المصنف إن شاء الله تعالى هذا مذهبنا وبه قال جمهور العلماء.

وقال أبو حنيفة تبطل الصبح لأنها عبادة يبطلها الحدث فبطلت بخروج الوقت فيها كطهارة مسح الخف :دليلنا حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر ومن أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح "رواه البخاري ومسلم والجواب عن مسألة الخف أن صلاته إنما بطلت هناك لبطلان طهارته وهنا لم تبطل طهارته والله أعلم (المجموع شرح المهذب، ج۳، ص۴۷، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

فصل :ولو طلعت الشمس وهو في صلاة الصبح، أتمها .وقال أصحاب الرأي :تفسد؛ لأنها صارت في وقت النهي .ولنا، ما روى أبو هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال :إذا أدرك أحدكم سجدة من صلاة العصر، قبل أن تغيب الشمس، فليتم صلاته، وإذا أدرك سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس، فليتم صلاته .متفق عليه .وهذا نص في المسألة، يقدم على عموم غيره (المغني لابن قدامة، ج۲، ص ۱۸، فصل طلعت الشمس وهو في صلاة الصبح)

وَبِهٖ يَقُوْلُ أَصْحَابُنَا، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ لِصَاحِبِ الْعُذْرِ، مِثْلُ الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ، وَيَذْكُرُ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: اوراس (فجر اور عصر کی نماز کے درمیان غروب یا طلوع ہونے کی صورت میں نماز درست ہوجانے کے) باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اوراسی کے مطابق ہمارے (محدثین) اصحاب کا قول ہے، اورامام شافعی اورامام احمد اورامام اسحاق کا بھی قول ہے، اوراس حدیث کے ان حضرات کے نزدیک معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی صاحبِ عذر ہو، مثلاً کوئی شخص نماز کے وقت سوتا رہ گیا، یا بھول گیا، پھر وہ بیدار ہوا، اوراسے یاد آیا، سورج کے طلوع ہونے کے وقت اورسورج کے غروب ہونے کے وقت (تو وہ اسی وقت فجر وعصر کی نماز پڑھ لے، خواہ درمیان میں سورج طلوع یا غروب ہوجائے) (ترمذی)

اورامام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَهُوَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، أَنَّ صَلَاتَهٗ لَا تَبْطُلُ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ: تَبْطُلُ صَلَاتُهٗ، وَاتَّفَقُوْا عَلٰى أَنَّ الشَّمْسَ لَوْ غَرَبَتْ وَهُوَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، أَنَّ صَلَاتَهٗ لَا تَبْطُلُ (شرح السنة للبغوی) [2]

ترجمہ: اوراس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص فجر کی نماز میں ہو، اور اسی درمیان سورج طلوع ہوجائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، اوراکثر اہلِ علم

---

[1] تحت رقم الحدیث ۱۸۶، باب ما جاء فیمن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس.

[2] ج۲، ص ۲۴۹، و ۲۵۰، باب من ادرک شیئا من الوقت.

حضرات کا یہی قول ہے، اور اصحابِ رائے کا کہنا یہ ہے کہ اس کی نماز باطل ہوجائے گی، لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہوجائے، تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی (بغوی)

محدثین وجمہور فقہائے کرام کے علاوہ حنفیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہوجائے، تو عصر کی نماز درست ہوجاتی ہے، اور فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہوجائے، تو فجر کی نماز درست نہیں ہوتی، اور اس کو دوبارہ پڑھنے کا حکم ہوتا ہے۔ [1]

لیکن بعض فقہائے احناف اور بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق فجر کی نماز پڑھتے ہوئے اگر سورج طلوع ہوجائے، تو فجر کی نماز فاسد نہیں ہوتی، بلکہ ادا ہوجاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کردینے کے مقابلہ میں بہتر ہے کہ نماز کا کچھ حصہ اپنے وقت میں ادا کرلیا جائے۔ [2]

---

[1] (قوله أو طلعت الشمس في الفجر) يعني طلوعها مفسد، فإذا طلعت بعدما قعد قدر التشهد قبل أن يسلم فسدت عند أبي حنيفة خلافا لهما.

ولنستطرد ذكر الخلاف حيث لم يذكر في الكتاب.

فمذهب الشافعي وغيره عدم فساد الصلاة بطلوع الشمس فيها تمسكا بقوله -صلى الله عليه وسلم -من أدرك ركعة من الصبح قبل أن تطلع الشمس فقد أدركها (فتح القدير لابن الهمام، ج ۱، ص ۳۸۶، كتاب الصلاة،باب الحدث في الصلاة)

وإذا أشرقت الشمس وهو في صلاة الفجر بطلت (مراقي الفلاح، ج ۱، ص ۷۶)

الوجه الثالث :فيه دليل صريح في أن من صلى ركعة من العصر ثم خرج الوقت قبل سلامه لا تبطل صلاته وهذا بالإجماع، وأما في الصبح فكذلك عند الشافعي ومالك وأحمد -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ-، وعند أبي حنيفة -رَحِمَهُ اللَّهُ -تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس فيها (البناية شرح الهداية، ج ۲، ص ۲۳، كتاب الصلاة، باب المواقيت)

[2] اور اسی وجہ سے اگر کوئی عامی شخص سورج طلوع ہونے کے وقت فجر کی نماز پڑھنا چاہے، تو اسے منع نہ کرنا مناسب ہے، کہ کہیں بعد میں بالکل بھی نہ پڑھے۔

وعن أبي يوسف أن من صلى ركعة من الفجر ثم طلعت الشمس لم تفسد صلاته، ولكنه يلبث كذلك إلى أن ترتفع الشمس وتبيض ثم تتم الصلاة(المحيط البرهاني، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي تكره فيها الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی لئے بعض مشائخِ احناف نے صحیح اورصریح احادیث کے پیشِ نظرفرمایا کہ اگرچہ عین سورج طلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا منع ہے،لیکن اگرکسی نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ نماز پڑھنے کے دوران سورج طلوع ہوگیا،تواس سے فجر کی نماز کا فریضہ درست ہوجائے گا(ملاحظہ ہو:درسِ ترمذی،جلدا صفحہ۴۳۹،۴۴۰) لے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وعن أبي يوسف أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسن هذا ليكون مؤديا بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدناها كان مؤديا جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت(المبسوط للسرخسي،كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة)

وعن أبي يوسف رحمه الله أن الفجر لا يفسد بطلوع الشمس ولكنه يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم صلاته وكأنه استحسن هذا ليكون مؤديا بعض الصلاة في الوقت ولو أفسدها كان مؤديا جميع الصلاة خارج الوقت وأداء بعض الصلاة في الوقت أولى من أداء الكل خارج الوقت كذا في المبسوط (كشف الاسرار ،باب تقسيم المأمور به في حكم الوقت)

وروى عن أبي يوسف أن الفجر لا تفسد بطلوع الشمس لكنه يصبر حتى ترتفع الشمس فيتم صلاته؛ لأنا لو قلنا كذلك لكان مؤديا بعض الصلاة في الوقت ، ولو أفسدنا لوقع الكل خارج الوقت ، ولا شك أن الأول أولى والله أعلم(بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة، فصل شرائط اركان الصلاة)

قوله " :بطلت "وعن أبي يوسف لا تبطل ولكن يصبر حتى إذا ارتفعت الشمس أتم حموي عن كشف الأصول ذكره السيد وروى عن أبي يوسف أيضا جواز الفجر إذا لم يكن تأخيره إلى الطلوع قصدا (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ج ا ، ص ١٨٦)

وفي القنية كسالى العوام إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ينكر عليهم ؛ لأنهم لو منعوا يتركونها أصلا ظاهرا ولو صلوها تجوز عند أصحاب الحديث والأداء الجائز عند البعض أولى من الترك أصلا (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاوقات المنهي عن الصلاة فيها)

لے وانت تعلم مافيه من الاختلال وتزويق المقال فان قولهم النهي عن الافعال الشرعية يقتضي صحتها في انفسها ينادى باعلى نداء على جواز الصلاتين كلتيهما وان اعتراهما حرمة بعارض التشبه بعبدة الشمس فادعاء المعارضة بينهما باطل، وان قطع النظر عن ذلك فلا وجه لعدم الجواز في الفجر والجواز في العصر ، فان الوقت شرط لكلتيهما (الكوكب الدرى، على جامع الترمذى للجنجوهي ج ا ص ١٠٣)

فالمعنىٰ ان من لحق بركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد ادرك الفجر بمعنى ان النائم مثلا والساهي او المقصر اذا شرع في الصلاة والباقي من الوقت لم يكن الا قدر ركعة لو صلى واتم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور کئی صحیح احادیث کے زیادہ موافق اور فجر اور عصر کی نماز کی اہمیت وتاکید کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک بھی یہی موقف راجح ہے کہ سورج کے غروب وطلوع ہونے کے وقت نماز پڑھنا اور عصر وفجر کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے کہ نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ صلاته جازت صلاته، واما ان صلاته هل هى مكروهة اولا فامر آخر لم يبحث عنه ههنا وحاصله ان هذه الرواية تبنى عن فراغ الذمة لمن صلى فى شيئ من هذين الوقتين وان لم يخل فعله ذلك من كراهة ولايعارضه حديث النهى عن الصلاة فى الوقتين لان النهى عن الافعال الشرعية لما كان هو المبنى عن صحتها كان مؤدى الروايتين هو الجواز غير ان الرواية الاولىٰ لم تتعرض عن القبح المجاور بخلاف الثانية فانها اظهرت صفة الصلاة فى هذين الوقتين او يقال من ههنا ليست للجنس بل هى ههنا للنوع يعنى اذا ادرك الصبى اواسلم الكافر او طهرت الحائض والنفساء والوقت من الفجر والعصر باق مقدار التحريمة اى التمكن فيه من التحريمة بعد الطهارة فقد ادرك هؤلاء الجماعة الفجر والعصر فوجبت عليهم هذا ولعل الله يحدث بعد ذلك امرا(الكوكب الدرى، على جامع الترمذى للجنجوهى ج ا ص ۱۰۵)

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: والذى يترجح بحسب الادلة من مجموع الروايات فى المسألة، مع مرعاة اصول الحنفيةهو: جواز الاتمام لمن صلى ركعة من الفجر، او العصر، قبل الطلوع اوالغروب، فان الامر بالامساك عن الصلاة وقطعها فى الفجر انما هو لنهى الصلاة فى الاوقات الثلاث؛ ، ويعارض هذا النهى النهى عن ابطال العمل، وقد صرح فى الدرالمختار وغيره : انه يلزم نفل شرع فيه قصدا، ولو عند غروب وطلوع واستواء على الظاهر، اى ظاهر الرواية عن الامام، لقوله تعالىٰ: لاتبطلوا اعمالكم، ونقل ابن عابدين عن صاحب البحر ان قطع الصلاة بغير عذر حرام ، فالنهيان : اى النهى عن الصلاة فى الاوقات الثلاثة ، والنهى عن ابطال العمل قد تعارضا، فيبقى حديث الباب ، اى حديث الادراك والاتمام سالما من المعارض، فيحكم به، وبطريق آخر: ان ابطال العمل بغير عذر ممنوع، والعذر فى هذه المسألة عند من قال بقطع الصلاة عندالطلوع انما هو كراهة الوقت، لكن دل احاديث الباب بسائر طرقها ان الشارع لم يعتبر هذا العذر فى حق مدرك الركعة قبل الطلوع، كما دل القياس عند الحنفية على عدم اعتباره فى حق مدرك الركعة قبل الغروب، بل فى حق من شرع العصر فى وقت صحيح، ثم مدها الى الغروب ايضا، فبقى العمل على النهى عن ابطال العمل، فيؤمر باتمام الصلاة فى الفجر والعصر كليهما، والله اعلم (فتح الملهم ، المجلدالرابع ص۲۸۷، باب من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك)

وجملة الكلام أن الحديث لا يفرق بين الفجر والعصر، وظاهره موافق لما ذهب إليه الجمهور، وتفريق الحنفية باشتمال العصر على الوقت الناقص دون الفجر عمل بإحدى القطعتين وترك للأخرى بنحو من القياس، وذا لا يرد على الطحاوى، فإنه ذهب إلى النسخ بالكلية من الأحاديث التى وردت فى النهى عن الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها، إلا أن المعروف من مذهب الحنفية خلافه، فإنهم قائلون فى العصر بصحتها (فيض البارى شرح البخارى، ج۲ باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب)

ہوجائے، لیکن اگر کسی عذر مثلاً سوتے رہ جانے یا بھول جانے وغیرہ کی وجہ سے تاخیر ہوگئی اور پھر کسی نے عصر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج غروب ہوگیا، یا فجر کی نماز پڑھنا شروع کی، اور درمیان میں سورج طلوع ہوگیا، تو اس کی عصر وفجر کی نماز درست قرار دے دی جائے گی، اوراس کو یہ نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

---

[1] مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو طلوع یا غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت پر بہت زور دیا جاتا ہے، بہت سی مساجد میں طلوع کے وقت اعلانات کئے جاتے ہیں، اور بعض مساجد میں طلوع کے وقت مخصوص بلب چلا کر لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے، اور مزید براں احتیاط کی خاطر طلوع وغروب سے کئی کئی منٹ پہلے یہ عمل کیا جاتا ہے، اس طرح کا طرزِ عمل غلو پر مبنی ہے، کیونکہ اولاً تو بہت سے لوگ اور گھروں میں خواتین ایسے ہوتے ہیں، جن کی اسی وقت آنکھ کھلتی ہے، اور ایسے لوگوں کو فجر یا عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع یا غروب ہوجائے، تو احادیث کی رو سے ان کی نماز درست ہوجاتی ہے، اور ساری نماز کو قضا کردینے سے بہتر یہ ہے کہ کچھ حصہ وقت میں اداء ہوجائے۔

دوسرے بہت سے عوام ایسے بھی ہوتے ہیں، کہ اگر ان کو اس وقت نماز پڑھنے سے روک دیا جائے، تو پھر وہ دوسرے اوقات میں بھی نماز نہیں پڑھتے، جن کو نماز سے منع نہ کرنے کا حکم بعض مشائخِ حنفیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

تیسرے احتیاط کو ملحوظ رکھ کر طلوع یا غروب سے جتنی دیر پہلے طلوع یا غروب کا حکم لگا دیا جاتا ہے، اتنی دیر میں تو طلوع یا غروب سے پہلے وقت کے اندر ادا نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، مثلاً پانچ منٹ یا اس سے کچھ کم وبیش وقت پہلے سورج طلوع ہونے کا حکم لگا دینے سے، جو لوگ نماز ادا پڑھ سکتے ہیں، وہ بھی رُک جاتے ہیں، اور اس طرح ان کی نماز قضاء ہوجاتی ہے۔

جن اوقاتِ نماز کے نقشوں میں اس طرح کی احتیاط شامل کی گئی ہے، ان سے بھی اس طرح کی خرابی لازم آتی ہے، حالانکہ سورج طلوع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا کنارہ اُفق پر ظاہر ہوچکا ہے، اور سورج غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کا اوپر والا کنارہ غائب ہوچکا ہے، اور جب تک سورج کا کچھ حصہ اُفق پر موجود ہے، اس کو غروب کا اور جب تک سورج کا اوپر والا کنارہ اُفق پر ظاہر نہیں ہوا، اس کو طلوع کا نام دینا ہی غلط ہے، اور احتیاط کا معاملہ اس سے الگ ہے، اس پر اہلِ علم حضرات کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد رضوان

ولا ننهى كسالى العوام عن صلاة الفجر "وقت الطلوع لأنهم قد يتركونها بالمرة والصحة على قول مجتهد أولى من الترك (مراقى الفلاح، جزء ۱ صفحه۷۶)

(عند الطلوع) أى ظهور شيء من جرم الشمس من الأفق (مجمع الانهر، ج ۱، ص ۷۳، كتاب الصلاة، الأوقات المنهى عن الصلاة فيها)

الغروب "هو أول زمان بعد غيبوبة تمام جرم الشمس (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ج ۱، ص ۱۳۱، كتاب الصوم)

قوله إذا وجبت أى غابت وأصل الوجوب السقوط والمراد سقوط قرص الشمس (فتح البارى لابن حجر، ج ۲، ص ۴۲، قوله باب وقت المغرب)

والمعنى :إذا سقط قرص الشمس وذهب فى الأرض وغاب عن أعين الناس (فتح البارى لابن رجب، ج ۴، ص ۳۵۱، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب)

(فصل نمبر۱۲)

صبح اور شام کے مسنون اذکار اور دعائیں

کئی احادیث میں صبح اور شام کی مختلف مسنون اور قیمتی دعائیں اور اذکار آئے ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے، حسبِ موقع ان میں سے جتنی اور جونسی چاہیں، دعائیں اور اذکار کیے جاسکتے ہیں۔

رات ودن (Day and Night) کا شکرادا کرنے کی مسنون دعاء

حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے، تو اُس نے اس دن کا شکرادا کردیا، اور جس نے یہ کلمات شام کے وقت کہے، تو اس نے اس رات کا شکرادا کردیا، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ، لَا شَرِيْکَ لَکَ، فَلَکَ الْحَمْدُ، وَلَکَ الشُّکْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے ساتھ جس نعمت نے بھی صبح کی، وہ تنہا آپ کی طرف سے ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں، پس تمام تعریفیں آپ ہی کے لئے ہیں، اور آپ کے لئے ہی شکر ہے (ابوداؤد) [1]

---

[1] عن عبد الله بن غنام البياضي، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال :من قال حين يصبح اللهم ما أصبح بي من نعمة فمنک وحدک، لا شريک لک، فلک الحمد، ولک الشکر، فقد أدى شکر يومه، ومن قال مثل ذلک حين يمسي فقد أدى شکر ليلته (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۷۳)

قال الحافظ العسقلاني: إسناده جيد.

قال الإمام النووي في "الأذکار لم يضعفه أبو داود (روضة المحدثين، تحت رقم الحديث ۴۶۲۵)

اورشام کودعاء کرتے وقت ''اَللّٰھُمَّ'' کے بعد ''اَصْبَحَ'' کی جگہ ''أَمْسٰی'' کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ [1]

یعنی شام کے وقت اس طرح الفاظ ادا کرے کہ:

اَللّٰھُمَّ مَا أَمْسٰی بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْکَ وَحْدَکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ، فَلَکَ الْحَمْدُ، وَلَکَ الشُّکْرُ.

صبح وشام اورسونے سے پہلے کی ایک مسنون دعاء

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح اورشام اور بستر پرآنے کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰھُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَهُ، أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِهٖ.

ترجمہ: اے اللہ! غیب اورظاہر کو جاننے والے، آسمانوں اورزمین کو پیدا کرنے والے، ہرچیز کے رب اوراس کے مالک، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کےعلاوہ کوئی معبودنہیں، میں آپ کے ذریعہ سے اپنے نفس کے شَر سے اور شیطان کے شَر اوراس کے شرک سے پناہ طلب کرتا ہوں (مسنداحمد) [2]

---

[1] لکن یقول أمسی بدل أصبح (مرقاۃ، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام)

[2] عن یعلی بن عطاء، قال: سمعت عمرو بن عاصم بن عبد اللہ، قال: سمعت أبا ھریرۃ، یقول: قال أبو بکر: یا رسول اللہ، قل لی شیئا أقولہ إذا أصبحت وإذا أمسیت، قال:قل: اللھم عالم الغیب والشھادۃ، فاطر السماوات والأرض، رب کل شیء وملیکہ، أشھد أن لا إلہ إلا أنت، أعوذ بک من شر نفسی، ومن شر الشیطان وشرکہ ،وأمرہ أن یقولہ إذا أصبح وإذا أمسی، وإذا أخذ مضجعہ (مسنداحمد، رقم الحدیث ٦٣)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح.

صبح وشام سومرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، أَوْ زَادَ عَلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۳۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سومرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا، تو قیامت کے دن کوئی بھی اُس کے برابر فضیلت لے کر نہیں آئے گا، سوائے اُس شخص کے، کہ جس نے یہی کلمات کہے ہوں، یا اس سے زیادہ تعداد میں کہے ہوں (مسند احمد)

بعض روایات میں مندرجہ ذیل کلمات کو صبح، شام سوسومرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. [2]

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ": من قال :لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير مائة مرة إذا أصبح، ومائة إذا أمسى، لم يأت أحد بأفضل منه إلا من قال أفضل من ذلك (السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۱۰۳۳۵)

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال : لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، مائتي مرة في كل يوم، لم يسبقه أحد كان قبله، ولا يدركه أحد بعده، إلا بأفضل من عمله (مسند احمد، رقم الحديث ۶۷۴۰، السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۱۰۳۳۷)

في حاشية مسند احمد: صحيح، وهذا إسناد حسن.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ایک روایت میں صبح اور شام کے وقت ان ہی مذکورہ کلمات یعنی ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ '' کوسوسومرتبہ پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اُس کے گناہ بخش دیے جائیں گے،اگر چہ وہ سمندر کے جھاگوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔ [1]

صبح وشام کا سیدُ الاستغفار

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدُ الاستغفار اور ایسے کلمات کہ جو شام کے وقت کہے،اور (رات میں) فوت ہوجائے،تو جنت میں داخل ہوجائے یا اہلِ جنت میں سے ہوجائے،اور اگر صبح کے وقت یہ کلمات کہے،اور اس دن فوت ہوجائے،تو یہی مذکورہ فضیلت پائے،وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ، لاَ إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُکَ، وَأَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ، وَأَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ، فَإِنَّہٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ.

ترجمہ:اے اللہ! آپ میرے رب ہیں،آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں،آپ نے مجھے پیدا کیا،اور میں آپ کا بندہ ہوں،اور میں اپنی استطاعت (وحیثیت) کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الالبانی ایضا: قلت :ولیس المراد من الحدیث أن یقول المائتی مرة فی وقت واحد کما تبادر لبعض المعاصرین ممن ألف فی سنیة السبحة وإنما تقسیمهما علی الصباح والمساء ، فقد جاء ذلک صریحا فی روایة شعبة عن عمرو بن شعیب به، ولفظه " :من قال ..مائة مرة إذا أصبح، ومائة مرة إذا أمسی." .. أخرجه النسائی (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۷۶۲)

[1] عن أبی هریرة قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :(من قال حین یصبح : سبحان الله وبحمده مئة مرة وإذا أمسی مئة مرة غفرت ذنوبه وإن کانت أکثر من زبد البحر (ابنِ حبان، رقم الحدیث ۸۵۹)

فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

مطابق آپ کے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں آپ کے سامنے اپنے اوپر آپ کی نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں، پس آپ مجھے معاف فرما دیجیے، اس لیے کہ آپ کے علاوہ گناہوں کو کوئی معاف کرنے والا نہیں، میں آپ کی پناہ لیتا ہوں، ہر اُس شَر سے جو میں نے کیا (بخاری) [1]

صبح وشام، اللہ کی رضا والے کلمات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ بھی صبح ہونے کے وقت اور شام ہونے کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے، تو اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن اپنی رضا نصیب فرمادے، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا.

ترجمہ: میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی (اور خوش) ہوں (مسند احمد) [2]

---

[1] عن شداد بن أوس، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :سيد الاستغفار :اللهم أنت ربى، لا إله إلا أنت، خلقتنى وأنا عبدك، وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت، أبوء لك بنعمتك على، وأبوء لك بذنبى فاغفر لى، فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت، أعوذ بك من شر ما صنعت .إذا قال حين يمسى فمات دخل الجنة -أو :كان من أهل الجنة -وإذا قال حين يصبح فمات من يومه مثله (بخارى، رقم الحديث ۶۳۲۳)

[2] عن أبى سلام، قال :مر رجل فى مسجد حمص، فقالوا :هذا خادم النبى، صلى الله عليه وسلم، قال :فقمت إليه، فقلت : حدثنى حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لا يتداوله بينك وبينه الرجال، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "ما من عبد مسلم يقول حين يصبح وحين يمسى ثلاث مرات :رضيت بالله ربا، وبالإسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا، إلا كان حقا على الله أن يرضيه يوم القيامة (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۸۹۶۷)

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

صبح وشام کے وقت کی ایک مسنون دعاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صبح اور شام یہ دعا پڑھنے کی وصیت فرمائی کہ:

یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِیْثُ، أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ کُلَّهٗ، وَلَا تَکِلْنِيْ إِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَیْنٍ.

ترجمہ: یاحیّ یاقیّوم! میں آپ کی رحمت کے ذریعہ سے آپ سے مدد طلب کرتا ہوں، میری حالت کی مکمل اصلاح فرمادیجئے، اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ فرمایئے (حاکم، نسائی، بزار) [1]

صبح وشام کے وقت کی دوسری مسنون دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ دعاء سکھاتے تھے کہ صبح کے وقت یہ کہنا چاہئے کہ:

اَللّٰهُمَّ بِکَ أَصْبَحْنَا، وَبِکَ أَمْسَیْنَا، وَبِکَ نَحْیَا وَبِکَ نَمُوْتُ

---

[1] حدثنی عثمان بن عبد اللہ بن موهب، قال :سمعت أنس بن مالک، یقول :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمة " :ما یمنعک أن تسمعی ما أوصیک به أن تقولی إذا أصبحت، وإذا أمسیت :یا حی یا قیوم برحمتک أستغیث، أصلح لی شأنی کله، ولا تکلنی إلی نفسی طرفة عین (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۰۰۰، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۳۳۰، واللفظ لهٗ؛ مسند بزار، رقم الحدیث ۶۳۶۸)

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه.

وقال المنذری: رواه النسائی والبزار بإسناد صحیح والحاکم وقال صحیح علی شرطهما (الترغیب والترهیب، تحت رقم الحدیث ۹۸۴، کتاب النوافل)

وقال الهیثمی: رواه البزار، ورجاله رجال الصحیح غیر عثمان بن موهب، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۰۰۸)

وَإِلَيْکَ الْمَصِيْرُ.

ترجمہ: اے اللہ ہم نے آپ کے (نام کے) ساتھ صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم نے شام کی، اور ہم آپ کے (نام کے) ساتھ زندہ ہوتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

اور جب شام ہو تو یہ کہنا چاہئے کہ:

اَللّٰهُمَّ بِکَ أَمْسَيْنَا وَبِکَ أَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْيَا وَبِکَ نَمُوْتُ وَإِلَيْکَ النُّشُوْرُ.

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے آپ کے (نام کے) ساتھ شام کی، اور آپ کے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم زندہ ہوتے ہیں، اور آپ کے (نام کے) ساتھ ہم فوت ہوتے ہیں، اور آپ کی طرف ہی جمع ہونا ہے (ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد)[1]

صبح وشام کے وقت کی تیسری مسنون دعاء

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَعَلٰى دِيْنِ

---

[1] عن أبي هريرة، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم أصحابه يقول: "إذا أصبح أحدكم فليقل: اللهم بک أصبحنا، وبک أمسينا، وبک نحيا وبک نموت وإليک المصير، وإذا أمسى فليقل: اللهم بک أمسينا وبک أصبحنا وبک نحيا وبک نموت وإليک النشور (ترمذی، رقم الحديث ۳۳۹۱، ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۶۸، مسند احمد، رقم الحديث ۸۶۴۹)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وفی حاشية مسند احمد: اسناده صحيح على شرط مسلم

نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰی مِلَّۃِ أَبِیْنَا إِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا، وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ.

ترجمہ: ہم نے صبح کی، فطرتِ اسلام پر، کلمہ اخلاص پر، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو انتہائی موحد اور مسلم تھے، اور مشرکین میں سے نہ تھے (مسند احمد) [1]

شام کے وقت "اَصْبَحْنَا" کی جگہ "اَمْسَیْنَا" کہنا چاہئے۔

صبح وشام کے وقت کی چوتھی مسنون دعاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے کہ:

أَمْسَیْنَا وَأَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ.

ترجمہ: ہم نے شام کی، اور ملک نے شام کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں (مسند احمد) [2]

---

[1] عن ابن عبد الرحمن بن أبزی، عن أبیه، عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال ": أصبحنا علی فطرة الإسلام، وعلی کلمة الإخلاص، وعلی دین نبینا محمد صلی الله علیه وسلم، وعلی ملة أبینا إبراهیم حنیفا مسلما، وما کان من المشرکین (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۳۶۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات.

وقال الهیثمی: رواه أحمد والطبرانی، ورجالهما رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۰۰۳)

[2] عن ابن مسعود، قال: کان رسول الله ﷺ إذا أمسی قال: أمسینا وأمسی الملک لله، والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شریک له (مسند احمد، رقم الحدیث ۴۱۹۲)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہونے پر یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ:

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ، وَمِنْ خَيْرِ مَا فِيْهِ، وَخَيْرِ مَا بَعْدَهُ. وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوْءِ الْعُمُرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: ہم نے صبح کی، اور ملک نے صبح کی اللہ کے لئے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں آپ سے اس دن کے خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن میں جتنی خیر کی چیزیں ہیں، ان کا سوال کرتا ہوں، اور اس کے بعد میں جو خیر کی چیزیں ہیں، ان کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ کے ذریعہ سے سستی اور برے بڑھاپے اور بری عمر اور دجال کے فتنہ اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں (ابن حبان) [1]

شام کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی صورت میں "اَصْبَحَ" کی جگہ "اَمْسٰی" اور "اَصْبَحْنَا" کی جگہ "اَمْسَيْنَا" پڑھنا چاہئے۔ [2]

---

[1] عن عبد الله بن مسعود، قال :كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول إذا أصبح: أصبحنا وأصبح الملك لله، والحمد لله، أسألك من خير هذا اليوم، ومن خير ما فيه، وخير ما بعده.وأعوذ بك من الكسل، والهرم، وسوء العمر، وفتنة الدجال، وعذاب القبر ، وإذا أمسى، قال مثل ذلك، قال الحسن بن عبيد الله :وحدثني زبيد، عن إبراهيم بن سويد، عن عبد الرحمن بن يزيد، عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان يقول فيه :لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير (صحيح ابن حبان،رقم الحديث ٩٦٣)

في حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] عن عبد الله بن مسعود، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا أمسى قال :أمسينا وأمسى الملك لله والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له قال الحسن :فحدثني الزبيد أنه حفظ عن إبراهيم في هذا :له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم أسألك خير هذه الليلة، وأعوذ بك من شر هذه الليلة، وشر ما بعدها اللهم إني أعوذ بك من الكسل وسوء الكبر، اللهم إني أعوذ بك من عذاب في النار وعذاب في القبر (مسلم، رقم الحديث ۷۴"۲۷۲۳"، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل)

صبح وشام کی ایک جامع مسنون دعاء

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کو یہ دعاء کبھی نہیں چھوڑتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَأَھْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ، وَآمِنْ رَوْعَاتِیْ، وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ، وَمِنْ خَلْفِیْ، وَعَنْ یَمِیْنِیْ، وَعَنْ شِمَالِیْ، وَمِنْ فَوْقِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے دنیا میں اور آخرت میں عفو (ودرگزر) اور عافیت (وسلامتی) کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں آپ سے اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے گھر والوں میں اور اپنے مال میں عفو (ودرگزر) اور عافیت (وسلامتی) کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میری ہر چھپانے والی چیز کو چھپا دیجئے اور میرے دل کو مامون کر دیجئے، اور اے اللہ! میری حفاظت فرمایئے میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کہ نیچے (یعنی زمین میں دھنسنے وغیرہ) سے ہلاک کیا جاؤں (ابنِ ماجہ، ابوداؤد)[1]

مذکورہ دعاء ہر قسم کے شر وبلاء سے بچنے کے لئے بہت جامع اور مسنون دعاء ہے۔

---

[1] ابن عمر یقول :لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدع ھؤلاء الدعوات حین یمسی، وحین یصبح :اللھم إنی أسألک العفو والعافیة فی الدنیا والآخرة، اللھم أسألک العفو والعافیة فی دینی ودنیای وأھلی ومالی، اللھم استر عوراتی، وآمن روعاتی، واحفظنی من بین یدی، ومن خلفی، وعن یمینی، وعن شمالی، ومن فوقی، وأعوذ بک أن أغتال من تحتی قال وکیع یعنی الخسف (ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۸۷۱، واللفظ لہٗ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۷۴)

ملحوظ رہے کہ اہلِ علم حضرات نے صبح اور شام کے وقت درود شریف پڑھنے کو بھی مستحب قرار دیا ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ صبح اور شام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی جامع، مبارک اور مفید ترین دعاؤں کا پڑھنا منقول ہے، جن کے پڑھنے سے نہ صرف یہ کہ آخرت کے بیش بہا انعامات اور اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، بلکہ اسی کے ساتھ دنیا میں بھی امن وسلامتی اور شرور وفتن سے سلامتی وعافیت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

---

[1] تستحب الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة فى كل الأوقات، وتتأكد فى مواطن منها :يوم الجمعة وليلتها، وعند الصباح، وعند المساء ، وعند دخول المسجد، والخروج منه، وعند قبره صلى الله عليه وسلم وعند إجابة المؤذن، وعند الدعاء ، وبعده وعند السعى بين الصفا والمروة، وعند اجتماع القوم، وتفرقهم، وعند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم وعند الفراغ من التلبية، وعند استلام الحجر، وعند القيام من النوم، وعقب ختم القرآن، وعند الهم والشدائد، وطلب المغفرة، وعند تبليغ العلم إلى الناس، وعند الوعظ، وإلقاء الدرس، وعند خطبة الرجل المرأة فى النكاح.

وفى كل موطن يجتمع فيه لذكر الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص۲۳۷، مادة"الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم")

(فصل نمبر۱۳)

نیند(Sleep)سے وضوٹوٹنے کےاحکام

نیندیا سونے کوعربی زبان میں’’نوم‘‘،انگریزی زبان میں’’Sleep‘‘ کہا جاتا ہے،اورنوم کےعربی لغت میں معنیٰ سکون واطمینان کے آتے ہیں۔

نیندکی حقیقت اوراس کے ابتدائی درجات

نیندایسی طبعی حالت کا نام ہے،جوانسان پر بلااختیار طاری ہوتی ہے،اوراس کے ذریعہ سے انسان کےحواس،اورعقل سلامت ہونے کے باوجود،عمل اورادراک کرنے سے رک جاتے ہیں،اورعاقل،بالغ شخص حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہوجاتا ہے۔

اورسائنسی اعتبار سے نیندکا سبب مخصوص بخارات کا دماغ کی طرف چڑھنا ہے،جس کے نتیجہ میں دماغ کے اعصاب اورانسان کےجسم کے اعضاء کے جوڑ ڈھیلے پڑجاتے ہیں۔ ؎۱

نیندکا بالکل ابتدائی درجہ آنکھوں کا خماریاآنکھوں کی غنودگی کہلاتا ہے،جس کوعربی زبان میں

؎۱ النوم اسم مصدر للفعل :نام، ينام .وهو فى أصل اللغة :الهدوء ، والسكون .يقال :نامت السوق :كسدت، والريح :سكنت، والبحر :هدأ.

كما يقال :استنام إليه :سكن :أى اطمأن إليه..

وفى الاصطلاح عرف النوم بتعريفات منها :هو فترة طبعية تحدث للإنسان بلا اختيار منه، تمنع الحواس الظاهرة والباطنة عن العمل مع سلامتها، وتمنع استعمال العقل مع قيامه، فيعجز المكلف عن أداء الحقوق.

ومنها :النوم حالة طبعية تتعطل معها القوى بسبب ترقى البخارات إلى الدماغ ومنها قولهم :هو استرخاء أعصاب الدماغ بسبب الأبخرة الصاعدة من المعدة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص۱۵، وص۱۶، مادة ”نوم“)

النوم عارض طبعى يطرأ على الإنسان بالضرورة فيعطل العقل عن الإدراک، ويعجز عن الفهم فى حال النوم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص۲۴، مادة ”نوم“)

''نعاس'' کہا جاتا ہے،اس حالت میں نیند کے بالکل ابتدائی اثرات پیدا ہوتے ہیں،اوروہ آنکھوں تک محدود ہوتے ہیں،اوراس حالت میں انسان ایک حدتک حاضرین کے کلام اور آوازوں کوسنتا ہے،مگر پوری طرح سمجھنے پر قادرنہیں ہوتا،اس کے بعد جب ان اثرات میں کچھ ترقی ہوتی ہے،اور یہ اثرات سرتک پہنچ جاتے ہیں،مثلاً جب کوئی بیٹھ کربغیر سہارے کے سوتا ہے،تواس کا سردائیں بائیں حرکت کرتا ہے،جس کودماغ کا خماریاغنودگی کہا جاتا ہے،یہ حالت،نعاس اورنوم کی حالتوں کے بین بین اوردرمیان میں ہوتی ہے۔

ایسی حالتوں کو انگریزی زبان میں Sleepiness، یاDrowsiness، یاBe half asleep کہا جاتا ہے۔

اور جب نیند کے اثرات ترقی کر کے اپنی انتہاء وکمال کو پہنچ جاتے ہیں،یعنی دل پر بھی اثر انداز ہوجاتے ہیں،اور انسان مختلف قسم کے خواب دیکھنا شروع کر دیتا ہے،تو یہ کامل نیند کہلاتی ہے، اور اس کو عربی زبان میں ''نوم'' اور انگریزی زبان میں (Sleep) کہا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] کتاب آداب النوم:هو غشية ثقيلة تهجم على القلب فتقطعه عن المعرفة بالأشياء ولذا قيل هو آفة لأن النوم أخو الموت، وقيل النوم مزيل للقوة والعقل، وقيل مغط لهما، أما السنة ففى الرأس والنعاس فى العين .قيل السنة هى النعاس، وقيل هى ريح النوم تبدو فى الوجه ثم تنبعث إلى القلب فينعس الإنسان فينام، كذا فى المصباح مع زيادة حكاية أنه مغط للعقل قال الفقهاء :الجنون يزيل العقل، والسكر والإغماء يغلبانه، والنوم يستره، وعلامة النوم الرؤيا، وعلامة النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهم معناه (دليل الفالحين، ج۵ص ۲۹۳، کتاب آداب النوم)

وعلامة النوم الرؤيا، وعلامة النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهمه(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،ج۷ص ۲۴۴،باب ما يقوله عند نومه)

هذا (باب) حكم (الوضوء من النوم) الكثير والقليل (و) باب (من لم ير من النعسة والنعستين) تثنية نعسة على وزن فعلة مرة من النعس من نعس بفتح العين ينعس من باب نصر ينصر، (أو الخفقة وضوءا) من خفق بفتح الفاء يخفق خفقة إذا حرك رأسه وهو ناعس، أو الخفقة النعسة، فلو زادت الخفقة على الواحدة أو النعسة على الاثنتين يجب الوضوء لأنه حينئذ يكون نائما مستغرفا، وآية النوم الرؤيا، وآية النعاس سماع كلام الحاضرين وإن لم يفهمه(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى، ج ۱ ص ۲۸۴، باب الوضوء من النوم، ومن لم ير من النعسة والنعستين أو الخفقة وضوءا)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

نیند سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا حکم

جمہور فقہاء ومحدثین اور اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے، البتہ وضو اس نیند سے ٹوٹتا ہے، جس میں گہراپن اور غفلت پائی جائے، اور یہ کیفیت کس قسم کی نیند میں پائی جاتی ہے، اور کس قسم کی نیند میں نہیں پائی جاتی؟ اس میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

لیکن انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند سے بہر حال وضونہیں ٹوٹتا، کیونکہ صحیح احادیث کے مطابق نیند کی حالت میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا، اس لئے ان پر نیند کی حالت میں غفلت طاری نہیں ہوتی، اور ان کے حواس اور ادراک معطل نہیں ہوتے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الألفاظ ذات الصلة:أ -النعاس:النعاس فى اللغة :من نعس نعسا، ونعاسا :فترت حواسه، وهو بداية النوم.

وفى الاصطلاح :هو قليل نوم لا يشتبه على صاحبه أكثر ما يقال عنده، أو هو ريح لطيفة تأتى من قبل الدماغ فتغطى العين ولا تصل إلى القلب، فإن وصلت إليه كان نوما.

والعلاقة بين النعاس والنوم :أن النعاس مبدأ النوم.

ب -السنة:السنة لغة :هى من وسن يوسن وسنا وسنة :أخذ فى النعاس.

وفى الاصطلاح :فتور يعترى الإنسان ولا يفقد معه عقله والعلاقة بين السنة والنوم :أن السنة مبدأ النوم.

ج -الإغماء :الإغماء :هو فقد الحس والحركة .كالغشى .

وفى الاصطلاح :آفة فى القلب أو الدماغ تعطل القوى المدركة والمحركة عن أفعالها مع بقاء العقل مغلوبا.والعلاقة بين النوم والإغماء :أن كلا منهما يعطل القوى المدركة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص۱۶، مادة "نوم")

[1] النوم ناقض للوضوء فى الجملة فى قول عامة أهل العلم إلا ما حكى عن أبى موسى الأشعرى - رضى الله عنه -وأبى مجلز وحميد الأعرج :أنه لا ينقض الوضوء .وعن سعيد بن المسيب :أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة ثم يصلى ولا يعيد الصلاة.

واستدل الجمهور بحديث :العين وكاء السه فمن نام فليتوضأ ، وخبر :إن العينين وكاء السه، فإذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیند سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی احادیث وروایات

پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ کے متعلّقہ پہلوؤں کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ تْ مَلائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ

(بخاری، رقم الحدیث ۷۲۸۱)

ترجمہ: فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے، تو بعض فرشتوں نے کہا کہ سوئے ہوئے ہیں، اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے، اور دل بیدار ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تو تھے، لیکن اس طرح سوئے ہوئے تھے کہ آپ کی صرف آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، مگر دل سویا ہوا نہیں تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معراج کے واقعہ کی ایک لمبی حدیث میں مروی ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نامت العينان استطلق الوكاء.

ثم اختلفوا فى بعض التفاصيل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص۲۰، مادة "نوم")

النوم، وهو ناقض للوضوء فى الجملة، فى قول عامة أهل العلم، إلا ما حكى عن أبى موسى الأشعرى وأبى مجلز وحميد الأعرج، أنه لا ينقض .وعن سعيد بن المسيب، أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة، ثم يصلى ولا يعيد الوضوء .ولعلهم ذهبوا إلى أن النوم ليس بحدث فى نفسه، والحدث مشكوك فيه، فلا يزول عن اليقين بالشك .ولنا :قول صفوان بن عسال " :لكن من غائط وبول ونوم "وقد ذكرنا أنه صحيح وروى على -رضى الله عنه -عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال :العين وكاء السه، فمن نام فليتوضأ رواه أبو داود، وابن ماجه؛ ولأن النوم مظنة الحدث، فأقم مقامه، كالتقاء الختانين فى وجوب الغسل أقيم مقام الإنزال (المغنى لابن قدامة، ج۱، ص۱۲۸، مسألة زوال العقل هل ينقض الوضوء)

کہ:

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ (بخاری، رقم الحديث ۳۵۷۰)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، اور دل سویا ہوا نہیں تھا، اور اسی طریقہ سے انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کے دل نہیں سوتے (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَنَامُ عَيْنِيْ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (مسند احمد، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلّٰى (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۷۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، یہاں تک کہ آپ کو خراٹے آنے لگے، پھر آپ اٹھ گئے، پھر (وضو کئے بغیر) نماز پڑھی (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ، فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

---

[1] رقم الحديث ۷۴۱۷،صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۴۸، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۳۸۶.

فی حاشية مسند احمد:إسناده قوی.

وقال شعيب الانؤوط:إسناده حسن على شرط مسلم(حاشية صحيح ابنِ حبان)

وقال محمد مصطفىٰ الأعظمی :إسناده صحيح(حاشية صحيح ابنِ خزيمة)

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۱۲) [۱]

ترجمہ: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے (اور سو گئے) یہاں تک کہ آپ کو خراٹے آنے لگے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا، پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور وضو نہیں کیا (مسند احمد)

حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی رحمہ اللہ، حضرت سعید بن جبیر سے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ:

حَتّٰى إِذَا أَضَاءَ الْفَجْرُ، قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ وَضَعَ جَنْبَهٗ فَنَامَ، حَتّٰى سَمِعْتُ فَخِيْخَهٗ، ثُمَّ جَاءَهٗ بِلَالٌ، فَآذَنَهٗ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَمَا مَسَّ مَاءً " فَقُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ : مَا أَحْسَنَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ : أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ قُلْتُ ذَاكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : مَهْ إِنَّهَا لَيْسَتْ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ، إِنَّهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ كَانَ يُحْفَظُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۴۹۰) [۲]

ترجمہ: یہاں تک کہ جب فجر ظاہر ہو گئی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، پھر (فجر کی) دو رکعتیں پڑھیں، پھر اپنے پہلو پر لیٹ کر سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی، پھر آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے، جنہوں نے آپ کو نماز کی اطلاع دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، پھر نماز پڑھی، اور آپ نے پانی کو نہیں چھوا (یعنی وضو نہیں کیا، حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت سعید بن جبیر سے عرض کیا کہ یہ کتنی اچھی بات ہے؟ (جس میں سونے کے بعد وضو کا ذکر نہیں پایا جاتا) تو حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ یاد رکھو، اللہ کی قسم! میں نے یہ بات حضرت ابنِ عباس سے ذکر کی تھی،

---

[۱] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۲] فی حاشیة مسند احمد: حديث حسن.

تو حضرت ابنِ عباس نے فرمایا تھا کہ یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے جائز نہیں (کہ سونے کے بعد وضو کئے بغیر نماز پڑھ لیں)

بے شک یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، کیونکہ آپ کو (نیند میں سب کچھ) یاد ہوتا تھا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں قلبی غفلت پیدا نہیں ہوتی تھی، اور آپ کو نیند کی حالت میں بھی ریح وغیرہ خارج ہونے کا علم ہوتا تھا۔

نیند چونکہ بذاتِ خود وضو ٹوٹنے کا سبب نہیں، بلکہ اصل سبب غفلت کا پیدا ہونا اور اعضاء بشمول مقعد (یعنی ہوا خارج ہونے والے مقام) کا ڈھیلا ہونا ہے، جس میں ریح وغیرہ خارج ہونے کا عادتاً اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے نبی تو اس کیفیت سے محفوظ ہیں، لیکن دوسرے انسان محفوظ نہیں، اس لئے عام لوگوں کے حق میں شریعت کی طرف سے بذاتِ خود نیند کو ہی وضو ٹوٹنے کا سبب قرار دے دیا گیا، جیسا کہ شرعی سفر کو مشقت کے قائم مقام قرار دے کر قصر کا سبب قرار دے دیا گیا ''والثابت عادةً كالمتيقن'' [1]

---

[1] ثم النوم نفسه ليس بحدث ، وإنما الحدث ما لا يخلو النائم عنه فأقيم السبب الظاهر مقامه كما فى السفر ونحوه (تبيين الحقائق، ج ا ص ١٠، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء)

فقال الحنفية :النوم الناقض هو ما كان مضطجعا أو متكئا أو مستندا إلى شىء لو أزيل منه لسقط، لأن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يعرى عن خروج شىء عادة، والثابت عادة كالمتيقن . والاتكاء يزيل مسكة اليقظة، لزوال المقعدة عن الأرض .بخلاف النوم حالة القيام والقعود والركوع والسجود فى الصلاة وغيرها، لأن بعض الاستمساك باق، إذ لو زال لسقط، فلم يتم الاسترخاء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧، ص١١٥، مادة ”حدث“)

(مفاصله) جمع مفصل، وهو رؤس العظام والعروق، يعنى أن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يخلو عن خروج شىء من الريح عادة، أى هو من عادة النائم المضطجع، والثابت بالعادة كالمتيقن به .واعلم أنه اختلف الناس فى انتقاض الوضوء بالنوم على أقوال ثمانية، ذكرها النووى فى شرح مسلم، وتبعه غيره، وهذه الأقوال ترجع إلى ثلاثة :الأول أن النوم ينقض الوضوء مطلقاً على كل حال قليلة وكثيرة .والثانى أنه لا ينقض مطلقاً .والثالث الفرق بين قليل النوم وكثيره، وهو قول فقهاء الأمصار، والصحابة الكبار، والتابعين، وهو قول الأئمة الأربعة، وهذا هو الحق، فالنوم ليس بحدث أى ليس بناقض للوضوء بنفسه، بل لأنه سبب لاسترخاء المفاصل الداعى للخروج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: تَنَامُ عَيْنِىْ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِىْ

(بخاری، رقم الحدیث ۳۵۶۹)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (اور اٹھ کر وضو کئے بغیر فجر کی نماز پڑھ لیتے ہیں، تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ جانتی تھیں کہ سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کے بعد وضو کئے بغیر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو ان کو شبہ پیدا ہوا، جس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا، یعنی مجھے نیند میں ایسی قلبی غفلت پیدا نہیں ہوتی، جو وضو ٹوٹنے کا سبب ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نیند کی حالت میں بھی بیدار اور متیقّظ رہتے ہیں، اور انہیں ریح خارج ہونے نہ ہونے کا نیند میں بھی پتہ چلتا ہے، اور اسی وجہ سے اُن کی نیند سے اُن کا وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خواب میں بھی وحی کے ذریعہ سے احکام عطا کئے جاتے ہیں، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی خواب والی وحی اور اس کے یاد رہنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، جس طرح سے کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔

ساتھ ہی مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی خصوصیت ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عادة (مرعاة المفاتيح، ج ۲ ص ۳۳، كتاب الطهارة، باب مايوجب الوضوء)

والمعنى: أن اليقظة هى الحافظة لما يخرج، والنائم قد يخرج منه الشىء ولا يشعر به فاعتبر النوم ونحوه ناقضا للوضوء مع أنه قد لا يخرج من دبره شىء أثناء النوم.

قال القرافى: النوم ليس حدثا فى نفسه فهو يوجب الوضوء لكونه مظنة الريح للحديث السابق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۸ ص ۱۴۶، مادة "مظنة")

کہ ان کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ [1]

حضرت زِربن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا مُسَافِرِيْنَ أَنْ نَمْسَحَ عَلٰى خِفَافِنَا وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ (نسائی) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے خفین پر مسح کے بارے

---

[1] وفيه :أنه صلى الله عليه وسلم لا ينتقض وضوؤه بالنوم لكون قلبه لا ينام، وهذا من خصائص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، كما ثبت في الصحيح من قوله :(وكذلك الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم) ، وفيه :أن النوم ناقض للطهارة(عمدة القارى للعينى، ج۷ص ۲۰۴، كتاب التهجد، باب قيام النبى صلى الله عليه وسلم بالليل فى رمضان وغيره)

قال بعض علمائنا :وإنما لم يتوضأ وقد نام حتى نفخ ;لأن النوم لا ينقض الطهر بنفسه، بل لأنه مظنة خروج الخارج، ولما كان قلبه -عليه السلام -يقظان لا ينام ولم يكن نومه مظنة فى حقه، فلا يؤثر، ولعله أحس بتيقظ قلبه بقاء طهره، وهذا من خصائصه عليه السلام .قال الطيبى :فيقظة قلبه تمنعه من الحدث وما منع النوم قلبه ليعى الوحى إذ أوحى إليه فى المنام .اهـ .فالوضوء الأول إما لنقض آخر، أو لتجديد وتنشيط، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۹۰۴، باب صلاة الليل)

كان يوحى إليه فى نومه كما يوحى إليه فى يقظته، ورؤيا الأنبياء وحى، ولهذا كانت تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم، فكانوا يخشون أن يقطعوا عليه الوحى إليه بإيقاظه.

ولا تنافى بين نومه حتى طلعت الشمس وبين يقظة قلبه؛ فإن عينيه تنامان، والشمس إنما تدرك بحاسة البصر لا بالقلب(فتح البارى لابن رجب، ج۲ص ۲۷۱)

محمد، قال :أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال :توضأرسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج إلى المسجد، فوجد المؤذن قد أذن، فوضع جنبه فنام حتى عرف منه النوم، وكانت له نومة تعرف، كان ينفخ إذا نام ثم قام فصلى بغير وضوء قال إبراهيم :إن النبى صلى الله عليه وسلم، ليس كغيره قال محمد :وبقول إبراهيم نأخذ بلغنا أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إن عينى تنامان ولا ينام قلبى فالنبى صلى الله عليه وسلم فى هذا ليس كغيره، فأما من سواه، فمن وضع جنبه فنام، فقد وجب عليه الوضوء ، وهو قول أبى حنيفة رضى الله عنه(الآثار لمحمد بن الحسن، تحت رقم الحديث ۱۶۵، ج۱ ص ۲۳۴،باب النوم قبل الصلاة وانتقاض الوضوء منه)

[2] رقم الحديث ۱۲۷، باب التوقيت فى المسح على الخفين للمسافر، ترمذى، رقم الحديث ۹۶؛ ابن ماجه، رقم الحديث ۴۷۸)

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں، تو اپنے موزوں پر مسح کریں، اور اُن کو نہ اُتاریں تین دن تک پیشاب پاخانے سے بھی اور نیند سے بھی، مگر یہ کہ جنابت لاحق (یعنی غسل واجب) ہو جائے (نسائی؛ ترمذی؛ ابنِ ماجہ)

اور حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا، أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ، وَبَوْلٍ، وَنَوْمٍ (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے موزوں کو اُتارا نہ کریں، تین دن تک مگر یہ کہ جنابت لاحق (یعنی غسل واجب) ہو جائے، لیکن پاخانے سے، اور پیشاب سے اور نیند سے (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

جس نے وضو کرنے کے بعد خفین یعنی چمڑے کے موزے پہنے ہوں، وہ اگر مسافر ہو، تو تین دن اور مقیم ہو تو ایک دن تک مسح کرتے رہنا جائز ہے، ایسا شخص جب پیشاب، پاخانہ یا نیند کرے، تو ان تینوں چیزوں کی وجہ سے اس کو وضو کے وقت موزے اُتارنا ضروری نہیں، بلکہ موزوں کے اوپر سے مسح کرنا درست ہے، لیکن جنابت کی حالت میں جبکہ غسل واجب ہو، تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

اس حدیث میں پیشاب، پاخانہ کے ساتھ نیند کو بھی ذکر کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح پیشاب، پاخانہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۴۷۸، مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۰۹۱.
حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.

[2] النوم، وهو ناقض للوضوء في الجملة، في قول عامة أهل العلم، إلا ما حكي عن أبي موسى الأشعري وأبي مجلز وحميد الأعرج، أنه لا ينقض. وعن سعيد بن المسيب، أنه كان ينام مرارا مضطجعا ينتظر الصلاة، ثم يصلي ولا يعيد الوضوء. ولعلهم ذهبوا إلى أن النوم ليس بحدث في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۲۰۳، مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھیں، دُبر (یعنی مقعد) کا بندھن ہیں (یعنی انسان جب تک جاگ رہا ہو، اسے اپنا وضو ٹوٹنے کی خبر ہو جاتی ہے اور سوتے ہوئے کچھ پتہ نہیں چلتا) پس جو شخص سو جائے اسے چاہئے کہ (بیدار ہونے کے بعد) وضو کرلے (مسند احمد، ابوداؤد)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

اوراس طرح کی حدیث حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نفسه، والحدث مشكوك فيه، فلا يزول عن اليقين بالشك .ولنا :قول صفوان بن عسال " :لكن من غائط وبول ونوم "وقد ذكرنا أنه صحيح وروى علي -رضي الله عنه -عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال :العين وكاء السه، فمن نام فليتوضأ رواه أبو داود، وابن ماجه؛ ولأن النوم مظنة الحدث، فأقيم مقامه، كالتقاء الختانين في وجوب الغسل أقيم مقام الإنزال (المغنى لابن قدامة، ج ا ، ص۱۲۸ ، مسألة زوال العقل هل ينقض الوضوء)

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف، بقية يدلس تدليسَ التسوية وهو شر أنواعه، فيشترط من مثله التصريح بالسماع في جميع طبقات السند، والوضين بن عطاء مختلف فيه، وقد قال الحافظ في "التقريب :"سيء الحفظ، وعبد الرحمن بن عائذ حديثُه عن علي مرسل، قال ابنُ أبي حاتم في "العلل، سألت أبي عن حديث رواه بقية عن الوضين بن عطاء ، عن محفوظ بن علقمة، عن ابن عائذ، عن علي، عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وعن حديث أبي بكر بن أبي مريم عن عطية بن قيس، عن معاوية، عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :العين وِكَاءُ السّهِ"، فقال :ليسا بقويين، وسئل أبو زرعة عن حديث ابنِ عائذ عن علي بهذا الحديث فقال :ابن عائذ عن علي مرسل .قلنا :قوله: "السَّهُ وِكَاءُ العَيْنِ "كذا وقع في الأصول الخطية للمسند مقلوباً، وهو خطأ والصواب "العين وِكَاء السَّه."

وأخرجه الطبراني في "مسند الشاميين"من طريق علي بن بحر، بهذا الإسناد.

وأخرجه أبو داود ، وابن ماجه ، والطحاوي في "مشكل الآثاروالطبراني ، والدارقطني والحاكم في "معرفة علوم الحديث "والبيهقي من طرق .بقية بنِ الوليد، به.

اوراس حدیث کو بھی بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱؎

لیکن اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کو کئی محدثین اور اہلِ علم حضرات نے حسن قرار دیا ہے،اوراس حدیث سے کئی فقہائے کرام نے استدلال کیا ہے۔ ۲؎

۱؎ قال عبد الله بن أحمد :وجدت هذا الحديث فی كتاب أبی بخط يده :حدثنا بكر بن يزيد، وأظنی قد سمعته منه فی المذاكرة فلم أكتبه، وكان بكر ينزل المدينة، أظنه كان فی المحنة كان قد ضرب علی هذا الحديث فی كتابه قال :حدثنا بكر بن يزيد، قال :أخبرنا أبو بكر يعنی ابن أبی مريم، عن عطية بن قيس الكلابی، أن معاوية بن أبی سفيان، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن العينين وكاء السه، فإذا نامت العينان استطلق الوكاء (مسند احمد، رقم الحديث ۱٦٨٧٩)

فی حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لضعف أبی بكر بن أبی مريم .وبكر بن يزيد :هو الطويل الحمصی نزيل بغداد، من رجال "التعجيل"، وترجم له الخطيب فی "تاريخه "، روی عنه جمع، وذكره ابن حبان فی "الثقات."

وأخرجه الخطيب فی "تاريخه "من طريق عبد الله بن أحمد، بهذا الإسناد.

وأخرجه الدارمي وأبو يعلى ، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثارو، والطبرانی فی "الكبير، وفی مسند "الشاميين "، والدارقطنی فی "السنن "والبيهقی فی "السنن "من طريقين عن أبی بكر بن أبی مريم، به .وزاد الطبراني" :فمن نام فليتوضأ."

وأخرجه البيهقی فی "السنن "من طريق الوليد بن مسلم، عن مروان بن جناح، عن عطية بن قيس، عن معاوية موقوفاً، وقال :قال الوليد بن مسلم :ومروان أثبت من أبی بكر بن أبی مريم.

وقد سلف من حديث علی بن أبی طالب برقم وإسناده ضعيف كذلک، ونقل الحافظ فی "التلخيص "عن الإمام أحمد قوله :حديث عليٍّ أثبت من حديث معاوية فی هذا الباب.

۲؎ واحتج أصحابنا بحديث علی رضی الله عنه (العينان وكاء السه فمن نام فليتوضأ) وهو حديث حسن كما سبق بيانه وبحديث صفوان (لكن من غائط أو بول أو نوم) وهو حديث حسن سبق بيانه وفی المسألة أحاديث كثيرة ولأن النائم غير الممكن يخرج منه الريح غالبا فأقام الشرع هذا الظاهر مقام اليقين كما أقام شهادة الشاهدين التی تفيد الظن مقام اليقين فی شغل الذمة (المجموع شرح المهذب، ج۲، ص۱۸)

عن علی رضی الله تعالى عنه قال :قال رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ":وِكَاءُ السهِ العينان؛ فمن نام فليتوضأ ."(قلت :إسناده حسن، وكذا قال النووی، وحسنه المنذری وابن الصلاح) . إسناده: حدثنا حيوة بن شُرَيح الحمصی -فی آخرين -قالوا :ثنا بَقِية عن الوَضِينِ بن عطاء عن محفوظ بن علقمة عن عبد الرحمن بن عائذ عن علی بن أبی طالب.

وهذا إسناد حسن؛ حيوة وبقية ثقتان تقدما؛ وإنما يخشى من بقية التدليس، وقد صرح بالتحديث فی غير هذه الرواية كما يأتی.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ہمارے نزدیک اس حدیث کا حسن ہونا راجح ہے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید اور احادیث وروایات کے مفہوم ومضمون سے بھی ہوتی ہے، جن میں نیند سے وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے۔

مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی چیز کو منہ سے ڈوری وغیرہ باندھ کر بند کر دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے اندر کی چیز باہر خارج نہیں ہوتی، اسی طرح سے مقعد (یعنی ریح خارج ہونے والے مقام) کا سوراخ جس سے اس کو بند رکھا جاتا ہے، وہ آنکھیں یعنی بیداری ہے، اور جب نیند کی غفلت کی وجہ سے آنکھوں کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، یعنی نیند میں آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، تو یہ وضو ٹوٹ جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

اور مذکورہ حدیث میں کیونکہ نوم کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حکم اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والوضين بن عطاء مختلف فيه؛ وقد وثقه أحمد وابن معين ودُحَيم وغيرهم.

وقال الأجرى عن المؤلف :إنه "صالح الحديث ."وضعفه ابن سعد والجوزجانى وغيرهما .وقال ابن عدى ":ما أرى بأحاديثه بأساً ."قلت :فهو حسن الحديث على أقل الدرجات إذا لم يظهر خطأُه .ومحفوظ بن علقمة وشيخه عبد الرحمن بن عائذ؛ وثقهما النسائى وابن حبان، ووثق الأول ابن معين أيضا ودحيم وغيرهما.

والآخر قيل :إنه صحابى؛ لكن قال الحافظ فى "التلخيص ":وهو تابعى معروف عن على، لكن قال أبو زرعة :لم يسمع منه .وفى هذا النفى نظر؛ لأنه يروى عن عمر، كما جزم به البخارى ."

والحديث أخرجه ابن ماجه عن محمد بن المُصَفى الحمصى، والدارقطنى عن سليمان بن عمر الأقطع، والبيهقى عن أبى عتبة -وأسمه أحمد بن الفرج -، وكذا الحاكم فى "علوم الحديث "عن إبراهيم بن موسى الفراء ، وأحمد عن على بن بحر، كلهم عن بقية ...به .ثم قال الحاكم ":هذا حديث مروى من غير وجه؛ لم يَذْكُر فيه " :فمن نام فليتوضأ "غير إبراهيم بن موسى الرازى؛ وهو ثقة مأمون !"كذا قال !وهذه الزيادة ثابتة من جميع الوجوه التى سقناها إلى بقية، وقد صرح بالتحديث فى رواية على بن بحر، وهو ثقة اتفاقاً، وجعله بعضهم من أقران أحمد فى الفضل والصلاح؛ فزالت بذالك شبهة تدليسه .ولذلك قال النووى فى "المجموع "إسناده حسن "، وحسنه من قبلُ :المنذرىّ وابن الصلاح، كما ذكره الحافظ . وأما قول الصنعانى فيه : "حسنه الترمذى !" فما أراه إلا وهماً؛ لأنه لم يذكر ذلك أحد غيره، كالحافظ والزيلعى وغيرهما، وليس الحديث فى "سنن الترمذى ."والله أعلم.

وللحديث شاهد من حديث معاوية، سوف نتكلم عليه إن شاء الله فى "صحيح الدارمى"، وقد قال أحمد ":حديث على أثبت من حديث معاوية فى هذا الباب (صحيح ابى داؤد للالبانى، تحت رقم الحديث ١٩٩، باب الوضوء من النوم)

وقت ہے، جبکہ نوم یعنی نیند کی حقیقت پائی جائے، اور نیند کے ابتدائی درجات یعنی اونگھ وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ، حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ، اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں سونے والے پر وضو ضروری نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ لیٹ نہ جائے، پس جب وہ لیٹ جائے، تو اس کے اعضاء کے جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہیں (مسند احمد، ابنِ ابی شیبہ)

اس حدیث کی سند کو محدثین نے فی نفسہٖ ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] قوله " :وكاء السه "مبتدأ، و "العينان "خبره .السه :حلقة الدبر،وهو من الاست، وأصلها سته بوزن فرس، وجمعها أستاه كأفراس فحذفت الهاء وعوض منها الهمزة فقيل :است، فإذا رددت إليها الهاء وهى لامها وحذفت العين التى هى التاء ، انحذفت الهمزة التى جيء بها عوض الهاء ، فتقول :سه بفتح السين، ويروى :وكاء الست بحذف الهاء وإثبات العين، والمشهور الأول، و "الوكاء "بكسر الواو :الحفظ الذى تشد به الصرة والكيس وغيرهما، ومعنى الحديث :أن الإنسان مهما كان مستيقظا كانت إسته كالمشدودة الموكىء عليها، فإذا نام انحل وكاؤها،كنى بهذا اللفظ عن الحدث وخروج الريح، وهو من أحسن الكنايات وألطفها، حيث جعل اليقظة للإست كالوكاء للقربة، كما أن الوكاء يمنع ما فى القربة أن يخرج، كذلك اليقظة تمنع الاست أن تحدث إلا باجتهاد،وكنى بالعين عن اليقظة؛ لأن النائم لا عين له تبصر.

وقد استدل بهذا الحديث من زعم أن قليل النوم وكثيره ناقض،وعلى أى هيئة كانت .والجواب: أن هذا النوع لا يسمى نوما مطلقا،وإنما يسمى نعاسا، وذلك لأنه إذا وجد منه النوم عدم معه التماسك أصلا(شرح ابى داوٗد للعينى، ج ا ص۴۶۷، ۴۶۸، باب الوضوء من النوم)

[2] رقم الحديث ۲۳۱۵ ،مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۱۴۰۷ ، مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وَ قَاعِدًا وُضُوء.

[3] فى حاشية مسند احمد:إسناده ضعيف، يزيد بن عبد الرحمن -وهو أبو خالد الدالانى- مختلف فيه، قال أحمد وابن معين والنسائى :ليس به بأس، وقال أبو حاتم :صدوق ثقة، وقال أبو أحمد الحاكم :لا يتابع فى بعض حديثه، وقال ابن سعد :منكر الحديث، وقال ابن عبد البر :ليس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ مضمون مروی ہے، اگر چہ وہ روایت موقوف یعنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنُ نَامَ وَهُوَ جَالِسٌ فَلاَ وُضُوءَ عَلَيُهِ، فَإِنِ اضُطَجَعَ فَعَلَيُهِ الُوُضُوءُ (مصنف ابن ابی شیبة) ؎۱

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو سو جائے اور وہ بیٹھا ہوا ہو، تو اس پر وضو نہیں، اور جو لیٹ جائے (اور سو جائے) تو اس پر وضو ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنُ نَامَ جَالِسًا فَلَا وُضُوءَ عَلَيُهِ وَمَنُ وَضَعَ جَنُبَهُ فَعَلَيُهِ الُوُضُوءُ (سنن الدارقطنی) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیٹھ کر سویا تو اس پر وضو نہیں ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بحجة، وقال ابن حبان فی "الضعفاء": "كان كثير الخطأ فاحش الوهم، خالف الثقات فی الروايات حتى إذا سمعها المبتدی فی هذه الصناعة، علم أنها معمولة ومقلوبة لا يجوز الاحتجاجُ به إذا وافق، فكيف إذا انفرد، وقال ابن عدی: فی حديثه لين إلا أنه يُكتب حديثه.

وقال الترمذی فی "العلل الكبير": "سألت محمد بن إسماعيل عن هذا الحديث فقال: هذا لا شیء، رواه سعيد بن أبی عروبة، عن قتادة، عن ابن عباس، قوله، ولم يذكر فيه أبا العالية، ولا أعرف لأبی خالد سماعا من قتادة، وأبو خالد صدوق، وإنما يهم فی الشیء.

وقال أبو داود: هو حديث منكر لم يروه إلا يزيد أبو خالد الدالانی عن قتادة، وقال أيضاً: وذكرت حديث يزيد الدالانی لأحمد بن حنبل، فانتهرنی استعظاماً له، وقال: ما ليزيد الدالانی يدخل على أصحاب قتادة ولم يعبأ بالحديث.

وهو فی "المصنف" لابن أبی شيبة ومن طريقه أخرجه أبو يعلى، والطبرانی.

وأخرجه عبد بن حميد، وأبو داود، والترمذی، والطبرانی، وابن عدی والدارقطنی والبيهقی من طرق عن عبد السلام بن حرب، بهذا الإسناد. وقال الدارقطنی: لا يصح.

؎۱ رقم الحديث ۱۴۰۹، مَنُ قَالَ لَيُسَ عَلَى مَنُ نَامَ سَاجِدًا وَ قَاعِدًا وُضُوء.

؎۲ رقم الحديث ۵۹۹، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۰۶۰.

اور جو لیٹ (کرسو) گیا، تو اس پر وضو ہے (دارقطنی، طبرانی)

اس حدیث کی سند بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، لیکن اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے۔ [1]

لیٹ کر سونے میں کیونکہ غفلت پائی جاتی ہے، اس لئے لیٹ کر سونے کی حالت میں وضو ٹوٹنے کا حکم بیان کیا گیا۔

حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوفاً مروی ہے کہ:

قَالَا: مَنْ نَامَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ لَا يَعْقِلُ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ (مسند الحارث) [2]

ترجمہ: حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص کسی بھی حالت میں ایسے طریقہ پر سو گیا کہ اس کو شعور (وادراک) نہیں رہا، تو اس پر وضو ہے (مسند الحارث)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى عَلٰى مَنْ نَامَ قَاعِدًا وُضُوْءًا (مصنف ابن ابی شیبۃ) [3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، بیٹھ کر سونے والے شخص پر وضو ضروری خیال نہیں فرماتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا، ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ (مؤطا مالک، رقم الحديث ۵۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سو جاتے تھے، پھر نماز پڑھ لیتے تھے، اور

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه الحسن بن أبي جعفر الجفري، ضعفه البخاري وغيره، وقال ابن عدي: له أحاديث صالحة، ولا يتعمد الكذب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۸۷، باب في الوضوء من النوم)

[2] رقم الحديث ۸۸، باب ما جاء في النوم.

[3] رقم الحديث ۱۴۱۲، مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وَ قَاعِدًا وُضُوء.

وضو نہیں کرتے تھے (مؤطا امام مالک)

اور ایک تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَا يَتَوَضَّأُ، وَإِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا أَعَادَ الْوُضُوءَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۴۸۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ کر سوجاتے تھے، پھر وضو نہیں کرتے تھے، اور جب لیٹ کر سوتے تھے، تو وضو کا اعادہ کرتے تھے (عبدالرزاق)

مذکورہ روایات کی بعض سندوں میں اگرچہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ سب مل کر آپس میں قوت حاصل کرلیتی ہیں، اوران کے ذریعہ مخصوص نیند سے وضو ٹوٹنے پر استدلال کرنے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُوْنَ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّئُوْنَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام سوجاتے تھے، پھر نماز پڑھ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے (مسلم، مسند احمد، ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۲۵ ”۳۷۶“، مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۹۴۱ ،سنن ترمذی، رقم الحديث ۷۸.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح، وسمعت صالح بن عبد الله، يقول :سألت عبد الله بن المبارك عمن نام قاعدا معتمدا؟ فقال :لا وضوء عليه، وقد روى حديث ابن عباس، سعيد بن أبی عروبة، عن قتادة، عن ابن عباس قوله، ولم يذكر فيه أبا العالية، ولم يرفعه "واختلف العلماء فی الوضوء من النوم، فرأى أكثرهم :أن لا يجب عليه الوضوء إذا نام قاعدا أو قائما حتى ينام مضطجعا، وبه يقول الثوری، وابن المبارك، وأحمد "وقال بعضهم :إذا نام حتى غلب على عقله وجب عليه الوضوء ، وبه يقول إسحاق "، وقال الشافعی :من نام قاعدا فرأى رؤيا أو زالت مقعدته لوسن النوم، فعليه الوضوء.

كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُءُ وْسُهُمْ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّئُوْنَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۲۰۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام (بیٹھ کر) عشاء کی نماز کا انتظار کررہے ہوتے تھے، یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے تھے، پھر وہ نماز پڑھ لیتے تھے، اور وضو نہیں کرتے تھے (ابوداؤد)

اور حضرت قتادہ کی سند سے حضرت انس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابۂ کرام سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ كَانُوْا يَضَعُوْنَ جُنُوْبَهُمْ فَيَنَامُوْنَ مِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ (مسند ابی یعلیٰ) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام لیٹ کر سوجاتے تھے، پھر بعض تو وضو کرتے تھے، اور بعض وضو نہیں کرتے تھے (ابویعلیٰ، بزار)

بعض صحابۂ کرام کے وضو کرنے اور بعض کے وضو نہ کرنے کی بظاہر وجہ یہی تھی کہ جو حضرات غفلت کی نیند سوجاتے تھے، وہ وضو کرلیا کرتے تھے، اور جو غفلت کی نیند نہیں سوتے تھے، بلکہ ویسے ہی یا صرف غنودگی کی حالت میں لیٹے رہتے تھے، وہ وضو کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۱۹۹،مسند البزار، رقم الحديث ۷۷۰۶.
قال حسين سليم أسد :إسناده صحيح(تعليق ابى يعلىٰ)
وقال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح.
ورواه أبو يعلى عن أنس .وعن أناس من أصحاب النبى -صلى الله عليه وسلم -كانوا يضعون جنوبهم فينامون، فمنهم من يتوضأ، ومنهم من لا يتوضأ.
ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۸۹ ،ورقم الحديث ۱۲۹۰، باب فى الوضوء من النوم)

[2] فى هذا الحديث من الفقه أن عين النوم ليس بحدث ولو كان حدثا لكان على أى حال وجد ناقضا للطهارة كسائر الأحداث التى قليلها وكثيرها وعمدها وخطؤها سواء فى نقض الطهارة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض تابعین سے بھی ایسی کئی روایات مروی ہیں کہ جن میں کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یا رکوع وسجدہ کی حالت میں سونے سے وضو نہ ٹوٹنے کا اور لیٹ کر سو جانے کی صورت میں وضو ٹوٹ جانے کا حکم مذکور ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإنما هو مظنة للحدث موهم لوقوعه من النائم غالبا فإذا كان بحال من التماسك والاستواء فى القعود المانع من خروج الحدث منه كان محكوما له بالسلامة، وبقاء الطهارة المتقدمة فإذا زال عن مستوى القعود بأن يكون مضطجعا أو راكعا أو ساجدا أو قائماً أو مائلا إلى أحد شقيه أو على حال يسهل معها خروج الحدث من حيث لا يشعر بذلك كان أمره محمولا على أنه قد أحدث لأنه قد يكون منه الحدث فى تلك الحالة غالبا ولو كان نوم القاعد ناقضا للطهارة لم يجز على عامة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بين أظهرهم والوحى ينزل عليه أن يصلوا محدثين بحضرته فدل على أن النوم إذا كان بهذه الصفة غير ناقض للطهور (معالم السنن للخطابى، ج ۱، ص ۷۱، ومن باب الوضوء من النوم)

ل حدثنا إسماعيل بن عياش ، عن شرحبيل بن مسلم ، ومحمد بن زياد الألهانى قالا : كان أبو أمامة ينام وهو جالس حتى يمتلىء نوما ، ثم يقوم فيصلى ولا يتوضأ (مصنف ابن ابى شيبة،رقم الحديث ۱۴۱۳ ، من قال ليس على من نام ساجدا و قاعدا وضوء)

حدثنا زيد بن الحباب ، قال : أخبرنى مالك بن أنس ، قال : أخبرنى زيد بن أسلم ، أن عمر بن الخطاب ، قال : من وضع جنبه فليتوضأ (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۴)

حدثنا وكيع ، عن ابن عون . وابن إدريس ، عن هشام ، عن ابن سيرين ، قال : سألت عبيدة عنه ؟ فقال : هو أعلم بنفسه (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۵)

حدثنا هشيم ، قال : أخبرنا عبد الملك ، عن عطاء ، أنه قال : من نام ساجدا ، أو قائما ، أو جالسا فلا وضوء عليه ، فإن نام مضطجعا فعليه الوضوء (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۶)

حدثنا هشيم ، قال أخبرنا مغيرة ، عن إبراهيم ، مثله (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۷)

حدثنا ابن علية ، عن أيوب ، عن عكرمة ؛ أنه كان لا يرى بأسا بالنوم فى القعود ، ويكرهه فى الاضطجاع (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۸)

حدثنا ابن إدريس ، عن هشام ، قال : رأيت ابن سيرين يخفق برأسه ، ثم يقوم فيصلى (ايضاً رقم الحديث ۱۴۱۹)

حدثنا وكيع ، عن شعبة ، قال : ذاكرته الحكم وحمادا فقالا : ليس عليه الوضوء حتى يضع جنبه (ايضاً رقم الحديث ۱۴۲۱)

حدثنا أبو الأحوص ، عن أبى حمزة ، عن إبراهيم ، قال : إذا نام الرجل قائما ، أو قاعدا لم يجب عليه الوضوء ، فإذا وضع جنبه وجب عليه الوضوء (ايضاً رقم الحديث ۱۴۲۲)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض آثار میں بغیر کسی قید کے یا بیٹھ کر سونے کی صورت میں وضو ٹوٹنے کا حکم مذکور ہے۔[1]

اور ہمارے نزدیک اِن روایات وآثار کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی غفلت کی نیند نہ سوئے، یا بالفاظِ دیگر اونگھ وغیرہ سے آگے بڑھ کر مکمل نیند یا نوم میں داخل نہ ہو جائے، اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا، اور یہ حالت چونکہ عموماً لیٹ کر سونے میں پائی جاتی ہے، اس لئے بعض روایات میں لیٹنے کا ذکر کر دیا گیا، اور بعض حضرات نے یہ سمجھا کہ اگر کوئی لیٹے بغیر بھی کسی طرح پر ایسی نیند سوئے، تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحےکابقیہ حاشیہ﴾

حدثنا يحيى بن سعيد ، عن طارق بياع النوى ، قال :حدثتني منيعة ابنة وقاص ، عن أبيها ؛ أن أبا موسى كان ينام بينهن حتى يغط ، فننبهه ، فيقول :هل سمعتموني أحدثت؟ فنقول :لا، فيقوم فيصلي (ايضاً رقم الحديث ١٤٢٦)

محمد، قال :أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال :إذا نمت قاعدا أو قائما أو راكعا أو ساجدا أو راكبا فليس عليك وضوء قال محمد :وبه نأخذ، فإذا وضع جنبه فنام وجب عليه الوضوء .وهو قول أبي حنيفة رضي الله عنه(الآثار لمحمد بن الحسن، تحت رقم الحديث ١٦٦، ج ١ ص ٤٣٦،باب النوم قبل الصلاة وانتقاض الوضوء منه)

[1] حدثنا هشيم ، وابن علية ، عن الجريري ، عن خالد بن غلاق العيشي ، عن أبي هريرة ، قال :من استحق نوما فقد وجب عليه الوضوء .زاد ابن علية :قال الجريري : فسألنا عن استحقاق النوم ؟ فقالوا :إذا وضع جنبه (مصنف ابن ابی شیبة،رقم الحديث ١٤٢٧، من كان يقول إذا نام فليتوضأ)

حدثنا عبد الله بن إدريس ، عن ليث ، عن طاووس ؛ أنه سئل عن الرجل ينام وهو جالس؟ قال :إنما هو وكاء ، فإذا ضيعته .أي :يقول :يتوضأ (ايضاً رقم الحديث ١٤٢٨)

حدثنا وكيع ، عن عمر بن الوليد الشني ، عن عكرمة ، قال :إنما هو وكاء فإذا نام توضأ (ايضاً رقم الحديث ١٤٢٩)

حدثنا ابن إدريس ، عن هشام ، عن الحسن ، قال :كان يرى على من نام جالسا وضوء (ايضاً رقم الحديث ١٤٣٠)

حدثنا حفص ، عن أشعث ، وعمرو ، عن الحسن ، أنه كان يقول :من دخله النوم فليتوضأ (ايضاً رقم الحديث ١٤٣١)

حدثنا وكيع ، عن سعيد ، عن قتادة ، عن سعيد بن المسيب ، والحسن قالا :إذا خالط النوم قلبه قائما ، أو جالسا توضأ (ايضاً رقم الحديث ١٤٣٢)

حدثنا عفان ، قال :حدثنا أبان العطار ، عن هشام بن عروة ، عن أبيه ، قال :إذا استثقل نوما وهو قاعد توضأ (ايضاً رقم الحديث ١٤٣٣)

نیند سے وضوٹوٹنے کے متعلق فقہائے کرام کے اقوال

نیند سے وضوٹوٹنے کے بارے میں تو جمہور فقہائے کرام اور اکثر اہلِ علم حضرات متفق ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے،لیکن کس کیفیت ونوعیت کی نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے،اور کس سے وضونہیں ٹوٹتا؟اس بارے میں فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں۔

چنانچہ حنفیہ کے نزدیک لیٹ کر یا تکیہ وٹیک لگا کر یا کسی چیز کی طرف دائیں، بائیں یاپُشت سے اس طرح سہارا لے کرسونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے کہ اگراس چیز کا سہارا ہٹایا جائے،تو یہ سونے والا شخص زمین پرگر پڑے، کیونکہ لیٹ کرسونا ایسی غفلت والی نیند کا سبب ہے،جس میں اعضاء اور بالخصوص مقعد (یعنی پیٹ سے ہوا خارج ہونے والے حصہ) کی پکڑ ڈھیلی ہوجاتی ہے،جوکہ عادتاً ریح وغیرہ خارج ہونے کا سبب ہے۔

اورتکیہ وٹیک لگا کر یا کسی چیز کا کمر یا پہلو سے سہارا لے کراس طرح سونا کہ وہ تکیہ وٹیک یا سہارا اگر ہٹالیا جائے،تووہ سونے والا شخص گر پڑے،اس میں بھی مذکورہ کیفیت پائی جاتی ہے۔

اور کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یا رکوع کی حالت میں یا مرد کے مسنون سجدہ کی حالت میں سونے میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی ،اس لئے ان حالتوں میں سونے سے وضونہیں ٹوٹتا،اگر چہ نماز میں سوئے یا غیرنماز میں۔

لیکن اگرسجدہ میں اس طرح سوئے کہ اپنے پیٹ یا کہنیوں کوزمین پرٹیک لے،جس طرح کہ عموماً عورتیں سجدہ کرتی ہیں،تو پھرزمین پرسہارا حاصل ہوجاتا ہے،اور یہ مرد کے سجدہ کی مسنون کیفیت نہیں،اس لئے اس طرح سجدہ میں سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح اگرکوئی بیٹھ کراپنی ران وغیرہ پراس طرح سہارا لگا کرسوئے کہ اس کا مقعد (یعنی پیٹ سے ہوا خارج ہونے والا حصہ)زمین پرٹِکا ہوا نہ ہو،مثلاً دونوں پاؤں ایک طرف نکال کرمقعدزمین سے ہٹا کر بیٹھے،تواس طرح بیٹھ کرسونے سے حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وضوٹوٹ جاتا ہے۔

اور اگر کوئی کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر بغیر سہارے کے سوئے، پھر وہ زمین پر گر پڑے، تو اگر وہ گرنے سے پہلے یا گرتے وقت یا گرکر فوراً بیدار ہو جائے، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، ورنہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، الا یہ کہ کوئی کسی چیز کا سہارا لے کر اور ٹیک لگا کر ایسے طریقہ سے سوئے کہ اس کا پورا مقعد زمین یا کسی چیز پر ٹکا ہوا ہو، مثلاً کوئی شخص کرسی یا گاڑی وغیرہ کی سیٹ پر پیچھے

لے واختلفت عباراتهم فى كيفية النوم الناقض للوضوء :

فقال الحنفية :النوم الناقض هو ما كان مضطجعا أو متكئا أو مستندا إلى شىء لو أزيل منه لسقط، لأن الاضطجاع سبب لاسترخاء المفاصل فلا يعرى عن خروج شىء عادة، والثابت عادة كالمتيقن. والاتكاء يزيل مسكة اليقظة، لزوال المقعدة عن الأرض .بخلاف النوم حالة القيام والقعود والركوع والسجود فى الصلاة وغيرها، لأن بعض الاستمساك باق، إذ لو زال لسقط، فلم يتم الاسترخاء(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧، ص١١٥، مادة ”حدث“)

أ -النوم:اختلف الفقهاء فى نقض الوضوء بالنوم إلى رأيين:

الرأى الأول:يرى جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة أن النوم ناقض للوضوء فى الجملة، واستدلوا بحديث "العين وكاء السه، فمن نام فليتوضأ "

وحديث إن العينين وكاء السه، فإذا نامت العينان استطلق الوكاء "

ثم اختلفوا فى بعض التفاصيل :أما الحنفية فالنائم عندهم إما أن يكون مضطجعا أو متوركا، أو يكون مستندا على شىء لو أزيل عنه لسقط، أو نام قائما أو راكبا أو ساجدا.

أ -فإن كان مضطجعا أو متوركا نقض وضوؤه لحديث " :إنما الوضوء على من نام مضطجعا "إن من اضطجع استرخت مفاصله غاية الاسترخاء بحالة الاضطجاع، فيكون بمظنة خروج الريح.

ب -وألحق به من نام متوركا لزوال مقعديهما من الأرض.

وإن كان مستندا إلى شىء لو أزيل عنه لسقط :فهذا لا يخلو :إما أن يكون مقعدته زائلة من الأرض أو لا، فإن كانت زائلة نقض بالإجماع بين أئمتهم، وإن كانت غير زائلة ذكر القدورى أنه ينقض، وهو مروى عن الطحاوى.

وقال الزيلعى :الصحيح أنه لا ينقض، ورواه أبو يوسف عن أبى حنيفة.

ج -وإن كان النائم قائما أو راكعا أو ساجدا، فإنه إن كان فى الصلاة لا ينتقض وضوءه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم " :لا وضوء على من نام قائما أو راكبا أو ساجدا "وإن كان خارج الصلاة، فكذلك على الصحيح إن كان على هيئة السجود بأن كان رافعا بطنه عن فخذيه مجافيا عضديه عن جنبيه وإلا انتقض وضوءه.

د -واختلفوا فى المريض إذا كان يصلى مضطجعا فنام، قال الزيلعى :فالصحيح انتقاض وضوئه؛ للحديث " :إنما الوضوء على من نام مضطجعا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٣ص٣٨٧ وص ٣٨٨،مادة ”وضوء“ نواقض الوضوء)

ٹیک لگا کراس طرح سوئے کہ اس کا پورا مقعد کسی چیز پر ٹِکا ہوا ہو، یا مثلاً گھٹنے کھڑے کر کے ہاتھوں سے پکڑ لے، اور گھٹنوں پر سر رکھ کر سو جائے، یا چوکڑی مار کر کہنیوں سے رانوں پر ٹیک لگا کر سو جائے، لیکن پورا مقعد زمین یا کسی چیز پر ٹِکا ہوا ہو، یا اپنے مقعد کو ایڑی وغیرہ سے دَبا رکھا ہو، جس سے ریح خارج ہونے کا خدشہ نہ ہو، تو پھر وضو نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی کہ نیند سے بذاتِ خود وضو نہیں ٹوٹتا، بلکہ یہاں وضو ٹوٹنے کا اصل سبب اعضاء ڈھیلے ہونے کی وجہ سے ریح وغیرہ کے عادتاً خارج ہونے کا امکان ہے، جس کو وضو ٹوٹنے کے قائم مقام قرار دے دیا گیا ہے'' کالسفر ونحوہ''

لہٰذا وضو بھی ایسی گہری نیند سے ٹوٹے گا کہ جس میں ایسی غفلت پائی جاتی ہو کہ اس میں اپنے اختیار کے بغیر ریح خارج ہونے کا امکان ہو، اور اس طرح کی نیند کی مختلف شکلیں وہی ہیں، جن میں وضو ٹوٹنے کا ذکر کیا گیا۔

اور مذکورہ صورتوں اور شکلوں کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں پائی جانے والی مختلف روایات اور آثار میں بھی اجتماع، تطبیق اور اتفاق ہو جاتا ہے۔ [1]

---

[1] هـ -ولو نام قاعدا أو قائما فسقط على وجهه أو جنبه، إن انتبه قبل سقوطه، أو حالة سقوطه، أو سقط نائما وانتبه من ساعته -لا ينتقض الوضوء ، وإن استقر بعد السقوط نائما ثم انتبه انتقض؛ لوجود النوم مضطجعا، وعن أبى يوسف :ينتقض بالسقوط؛ لزوال الاستمساک حيث سقط.

وعن محمد بن الحسن :إن انتبه قبل أن تزايل مقعدته الأرض لم ينتقض، وإن زايلها وهو نائم انتقض، وهو مروى عن أبى حنيفة وقال الزيلعى :والظاهر الأول.

وقال الحنفية :الصحيح أن النوم نفسه ليس بحدث، وإنما الحدث :ما لا يخلو عنه النائم، فأقيم السبب الظاهر -وهو النوم هنا -مقامه كالسفر ونحوه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳ص۳۸۷ وص ۳۸۸،مادة ''وضوء'' نواقض الوضوء)

الاستناد فى غير الصلاة:

أ -استناد النائم المتوضء:

ذهب الحنفية فى ظاهر الرواية، والشافعية، وهو رواية للحنابلة إلى أنه إذا نام مستندا إلى شىء -بحيث لو زال لسقط -لا ينتقض وضوء المستند فى الأصح، وعليه عامة المشايخ، وهذا إذا لم تكن مقعدته زائلة عن الأرض وإلا نقض اتفاقا.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل تو حنفیہ کے نزدیک تھی۔

اور مالکیہ کے نزدیک ایسی ثقیل وگہری نیند جس میں اس کو اپنے قریب کی بلند آواز سنائی نہ دے، یا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو، اور وہ گر پڑے، اور اسے اس کا علم نہ ہو، تو ایسی نیند سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وذهب المالكية، وهو غير ظاهر الرواية عند الحنفية إلى أنه ينقض الوضوء ، لأنه يعتبر من النوم الثقيل، فإن كان لا يسقط فهو من النوم الخفيف الذى لا ينقض.

والمذهب عند الحنابلة أن نوم المستند قليلا كان أو كثيرا ينقض(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴ص۱۰۶،مادة "استناد")

وأما من نام واضعا أليتيه على عقبيه وصار شبه المنكب على وجهه واضعا بطنه على فخذيه لا ينتقض وضوءه كذا فى النهاية والمعراج وعزاه فى فتح القدير إلى الذخيرة ثم قال :وفى غيرها لو نام متربعا ورأسه على فخذيه نقض، وهذا يخالف ما فى الذخيرة اهـ.

وفى المحيط لو نام قاعدا واضعا أليتيه على عقبيه شبه المنكب قال محمد عليه الوضوء وقال أبو يوسف :لا وضوء عليه، وهو الأصح اهـ .فأفاد أن فى المسألة اختلافا بين الصاحبين وأن ما فى النهاية وغيرها هو الأصح أطلق فى المضطجع فشمل المريض إذا نام فى صلاته مضطجعا وفيه خلاف والصحيح النقض وقيل لا؛ لأن نومه قاعدا كنوم الصحيح قائما، وأما التورك فلفظ مشترك، فإن كان بمعنى أن جلسته تكشف عن المخرج كما إذا نام على أحد وركيه أو معتمدا على أحد مرفقيه فهذا ناقض، وهو مراد المصنف بدليل ما علل به فى الكافى

وإن كان بمعنى أن يبسط قدميه من جانب ويلصق أليتيه بالأرض فهذا غير ناقض كما فى الخلاصة ولم يذكر المصنف الاستناد إلى شىء لو أزيل عنه لسقط؛ لأنه لا ينقض فى ظاهر المذهب عن أبى حنيفة إذا لم تكن مقعدته زائلة عن الأرض كما فى الخلاصة وبه أخذ عامة المشايخ، وهو الأصح كما فى البدائع، وإن كان مختار القدورى النقض، وأما إذا كانت مقعدته زائلة، فإنه ينقض اتفاقا، وهو بمعنى التورك فلذا تركه وفى الخلاصة، ولو نام على رأس التنور وهو جالس قد أدلى رجليه كان حدثا وفى المبتغى، ولو نام محتبيا ورأسه على ركبتيه لا ينقض وفى المحيط لو نام على دابة، وهى عريانة قالوا إن كان فى حالة الصعود والاستواء لا يكون حدثا، وإن كان فى حالة الهبوط يكون حدثا؛ لأن مقعدته متجافية عن ظهر الدابة اهـ.

وفى هذه المواضع التى يكون فيها حدثا فهو بمعنى التورك فلم يخرج عن كلام المصنف وقيد المصنف بنوم المضطجع والمتورك؛ لأنه لا ينقض نوم القائم ولا القاعد، ولو فى السراج أو المحمل كما فى الخلاصة ولا الراكع ولا الساجد مطلقا إن كان فى الصلاة

وإن كان خارجها فكذلك إلا فى السجود، فإنه يشترط أن يكون على الهيئة المسنونة له بأن يكون رافعا بطنه عن فخذيه مجافيا عضديه عن جنبيه، وإن سجد على غير هذه الهيئة انتقض وضوءه؛ لأن فى الوجه الأول الاستمساك باق والاستطلاق منعدم بخلافه فى الوجه الثانى(البحر الرائق شرح كنز الدقائق،ج۱،ص۴۰،كتاب الطهارة،نواقض الوضوء)

وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اور اگر ایسی نیند نہ ہو، بلکہ اس سے کمزور درجہ کی نیند ہو، تو اس سے مالکیہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ پھر بھی وضو کر لینا بہتر ہے۔ [1]

اور شافعیہ کے نزدیک ہر قسم کی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر جس نے اپنے مقعد کو زمین یا کسی اور چیز سے ٹِکا رکھا ہو، تو بہرحال اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ [2]

---

[1] البتہ بعض مالکیہ کے نزدیک اگر لیٹ کر یا سجدہ کی حالت میں سوئے، تو غیر ثقیل یا غیر شدید نیند سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وذهب المالكية إلى أن الناقض هو النوم الثقيل بأن لم يشعر بالصوت المرتفع، بقربه، أو بسقوط شيء من يده وهو لا يشعر، طال النوم أو قصر .ولا ينقض بالخفيف ولو طال، ويندب الوضوء إن طال النوم الخفيف(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧، ص١١٦، مادة "حدث")

وللمالكية طريقتان فى اعتبار النوم ناقضا:

الأولى :طريقة اللخمى، وظاهر هذه الطريقة :أن المعتبر فى النقض صفة النوم ولا عبرة بهيئة النائم من اضطجاع أو قيام أو غيرهما، فمتى كان النوم ثقيلا :نقض، سواء كان النائم مضطجعا أو ساجدا أو جالسا أو قائما، وعلامة النوم الثقيل هو ما لا يشعر.

صاحبه بصوت مرتفع أو كان بيده مروحة فسقطت ولم يشعر بها، وإن كان النوم غير ثقيل فلا ينتقض على أى حال.

الطريقة الثانية :اعتبر بعضهم صفة النوم مع الثقل، وصفة النائم مع النوم غير الثقيل، وقالوا :إن النوم ثقيل يجب منه الوضوء على أى حال، وأما غير الثقيل فيجب الوضوء فى الاضطجاع والسجود، ولا يجب فى القيام والجلوس.

وعزى هذه الطريقة لعبد الحق وغيره.

ولكن الطريقة الأولى هى الأشهر عندهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٤٣ص٣٨٨ وص٣٨٩،مادة "وضوء" نواقض الوضوء)

[2] وعند الشافعية خمسة أقوال :الصحيح منها أن من نام ممكنا مقعدته من الأرض أو نحوها لم ينقض وضوءه، وإن لم يكن ممكنا ينتقض على أية هيئة كان فى الصلاة وغيرها لحديث أنس قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينتظرون العشاء فينامون، أحسبه قال :قعودا حتى تخفق رء وسهم ثم يصلون ولا يتوضئون .وروى عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ليس على من نام قائما أو قاعدا وضوء حتى يضع جنبه إلى الأرض ويندب الوضوء عندهم إلا مع التمكين خروجا من الخلاف(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧، ص١١٦، مادة "حدث")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحنابلہ کےنزدیک اس سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ لیٹ کرسونے سے بہرحال وضوٹوٹ جاتاہے۔

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

وقال الشافعية :إن النوم ينقض الوضوء كيفما كان إلا نوم المتمكن مقعده من الأرض أو غيرها، فلا ينقض وضوء ه، وإن استند إلى ما لو زال لسقط لأمن خروج شيء حينئذ من دبره.
ولا عبرة لاحتمال خروج شيء من قبله، لأنه نادر، والنادر لا حكم له، ولأثر أنس رضي الله عنه قال: "كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينامون ثم يصلون ولا يتوضئون "وفي رواية ": كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينتظرون العشاء الآخرة حتى تخفق رء وسهم "
وحمل على نوم المتمكن مقعده في الأرض جمعا بين الحديثين، ودخل في ذلك ما لو نام محتبيا.
وذكر النووي مسائل تتعلق بالتفريع على المذهب، وهو أن نوم المتمكن مقعده لا ينقض وغيره ينقض:
المسألة الأولى :قال الشافعي في الأم والمختصر والأصحاب :يستحب للنائم ممكنا أن يتوضأ؛ لاحتمال خروج حدث، وللخروج من خلاف العلماء .
المسألة الثانية :لو تيقن النوم وشك هل كان ممكنا أم لا فلا وضوء عليه.
المسألة الثالثة :نام جالسا فزالت ألياه أو إحداهما عن الأرض، فإن زالت قبل الانتباه انتقض؛ لأنه مضى لحظة وهو نائم غير ممكن، وإن زالت بعد الانتباه أو معه، أو لم يدر أيهما سبق لم ينتقض؛ لأن الأصل الطهارة.
المسألة الرابعة :نام ممكنا مقعده من الأرض مستندا إلى حائط أو غيره لا ينتقض وضوء ه، سواء أكان بحيث لو وقع الحائط لسقط أم لا، وهذا لا خلاف فيه بين أصحابنا.
المسألة الخامسة :قليل النوم وكثيره عندنا سواء ، نص عليه الشافعي والأصحاب، فنوم لحظة ونوم يومين سواء في جميع التفصيل والخلاف.
المسألة السادسة :قال أصحابنا :لا فرق في نوم القاعد الممكن بين قعوده متربعا أو مفترشا أو متوركا أو غيره من الحالات بحيث يكون مقعده لاصقا بالأرض أو غيرها متمكنا، وسواء القاعد على الأرض وراكب السفينة، والبعير وغيره من الدواب، فلا ينتقض الوضوء بشيء من ذلك، نص عليه الشافعي في الأم، واتفق عليه الأصحاب.
ولو نام محتبيا -وهو أن يجلس على أليبه رافعا ركبتيه محتويا عليهما بيديه أو غيرهما -ففيه ثلاثة أوجه حكاها الماوردي والروياني :أحدها :لا ينتقض كالمتربع، والثاني :ينتقض كالمضطجع، والثالث :إن كان نحيف البدن بحيث لا تنطبق ألياه على الأرض انتقض، وإلا فلا، والمختار الأول.
المسألة السابعة :إذا نام مستلقيا على قفاه وألصق أليبه بالأرض فإنه يستبعد خروج الحدث منه، ولكن اتفق الأصحاب على أنه ينتقض وضوء ه؛ لأنه ليس كالجالس الممكن، فلو استثفر وتلجم بشيء فالصحيح المشهور الانتقاض أيضا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳ص۳۹۰ ،مادة ”وضوء“ نواقض الوضوء)

اوراگر بیٹھ کرزیادہ سوئے، تووضوٹوٹ جاتا ہے، اورکم سوئے تووضونہیں ٹوٹتا۔

اورکھڑے ہوکر یا رکوع یاسجدہ کی حالت میں سونے سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے بارے میں حنابلہ کی دونوں قسم کی روایات ہیں۔ [۱]

---

[۱] وأما الحنابلة فقسموا النوم إلى ثلاثة أقسام:

الأول :نوم المضطجع فينقض به الوضوء قليلا كان أو كثيرا أخذا لعموم الحديثين السابقين .

الثانى :نوم القاعد، فإن كان كثيرا نقض بناء على الحديثين، وإن كان يسيرا لم ينقض لحديث أنس الذى ذكره الشافعية .

الثالث :ما عدا هاتين الحالتين، وهو نوم القائم والراكع والساجد .وقد روى عن أحمد فى هذه الحالات روايتان :إحداهما :ينقض مطلقا للعموم فى الحديثين، والثانية :لا ينقض، إلا إذا كثر، لحديث ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسجد وينام ثم يقوم فيصلى فقلت له: صليت ولم تتوضأ، وقد نمت، فقال إنما الوضوء على من نام مضطجعا فإنه إذا اضطجع استرخت مفاصله.

والعبرة فى تحديد الكثير واليسير فى الصحيح عندهم العرف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۷، ص۱۱۶، مادة "حدث")

وقال الحنابلة :النوم ينقسم إلى ثلاثة أقسام:

أ -نوم المضطجع، فينقض الوضوء يسيره وكثيره فى قول كل من يقول بنقضه بالنوم.

ب -ونوم القاعد إن كان كثيرا نقض، وإن كان يسيرا لم ينقض.

واستدلوا بعموم حديث " :فإذا نامت العينان استطلق الوكاء "وحديث " :فمن نام فليتوضأ ."

وقول صفوان بن عسال -رضى الله عنه " :-كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرنا إذا كنا سفرا أن لا ننزع خفافنا ثلاثة أيام ولياليهن إلا من جنابة، ولكن من غائط وبول ونوم "وقالوا :وإنما خصصناهما فى اليسير :لحديث أنس -رضى الله عنه " :-كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ينامون ثم يقومون فيصلون ولا يتوضئون "وليس فيه بيان كثرة ولا قلة، فإن النائم يخفق رأسه فى يسير النوم، فهو يقين فى اليسير فيعمل به، وما زاد عليه فهو محتمل لا يترك له العموم المتيقن، ولأن نقض الوضوء بالنوم يعلل بإفضائه إلى الحدث، ومع الكثرة والغلبة يفضى إليه، ولا يحس بخروجه منه، بخلاف اليسير، ولا يصح قياس الكثير على اليسير لاختلافهما فى الإفضاء إلى الحدث، وعن الإمام أحمد :ينقض، وعنه :لا ينقض نوم الجالس ولو كان كثيرا.

واختاره الشيخ ابن تيمية، وحكى عنه لا ينقض غير نوم المضطجع.

ج -وما عدا هاتين الحالتين هو "نوم القائم والراكع والساجد "فروى عن أحمد فى جميع ذلك روايات إحداها :ينقض وهو المذهب؛ لأنه لم يرد فى تخصيصه من عموم أحاديث النقض نص، ولا هو فى معنى المنصوص؛ لكون القاعد متحفظا لاعتماده بمحل الحدث إلى الأرض، والراكع والساجد ينفرج محل الحدث منهما.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہ بات مخفی نہیں کہ فقہائے حنفیہ نے نیند سے وضوٹوٹنے، نہ ٹوٹنے کی جوشکلیں اورصورتیں بیان فرمائی ہیں،اور جوتقسیم فرمائی ہے، وہ نیند سے وضوٹوٹنے کے سبب کے زیادہ لائق ہیں۔

ملحوظ رہے کہ جس نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے،اس نیند سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے،یعنی اگر کسی نے عذر کی وجہ سے تیمّم کیا ہوا تھا،اور پھر وہ ایسی نیند سو گیا،جس سے وضوٹوٹ جاتا ہے، تواس سے اس کا تیمّم بھی ٹوٹ جائے گا۔

آخر میں یہ بات ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی وضو یا تیمّم کی حالت میں بے ہوش

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والثانية :لا ينقض إلا إذا كثر، وعليه جمهور الأصحاب.

والثالثة :لا ينقض نوم الراكع، وينقض نوم الساجد.

وأما نوم القاعد المستند والمحتبى فقد اختلف الحنابلة فى أثره على الوضوء .

فالصحيح من المذهب أنه ينقض يسيره؛ لأنه معتمد على شىء فهو كالمضطجع.

وعن أحمد :لا ينقض يسيره.

قال أبو داود :سمعت أحمد قيل له :الوضوء من النوم؟ قال :إذا طال، قيل :فالمحتبى؟ قال : يتوضأ، قيل :فالمتکىء؟ قال :الاتكاء شديد، والمتساند كأنه أشد -يعنى من الاحتباء- ورأى منها كلها الوضوء إلا أن يغفو قليلا .

وقال ابن قدامة :والأولى أنه متى كان معتمدا بمحل الحدث على الأرض أن لا ينقض منه إلا الكثير؛ لأن دليل انتفاء النقض فى القاعد لا تفريق فيه فيسوى بين أحواله.

ثم اختلف علماء الحنابلة فى تحديد الكثير من النوم الذى ينقض الوضوء .

فقال أبو يعلى :ليس للقليل حد يرجع إليه، وهو على ما جرت به العادة، وقيل :حد الكثير :ما يتغير به النائم عن هيئته :مثل أن يسقط على الأرض، ومنها أن يرى حلما.

وقال ابن قدامة :والصحيح أنه لا حد له؛ لأن التحديد إنما يعرف بتوقيف، ولا توقيف فى هذا، فمتى وجدنا ما يدل على الكثرة :مثل سقوط المتمكن وغيره انتقض وضوءه، وإن شک فى كثرته لم ينتقض وضوءه؛ لأن الطهارة متيقنة فلا تزول بالشک.

وقال :من لم يغلب على عقله فلا وضوء عليه؛ لأن النوم الغلبة على العقل، وقال بعض أهل اللغة فى قوله تعالى :(لا تأخذه سنة ولا نوم) : هى ابتداء النعاس فى الرأس، فإذا وصل إلى القلب صار نوما، ولأن الناقض زوال العقل، ومتى كان ثابتا وحسه غير زائل، مثل من يسمع ما يقال عنده ويفهمه فلم يوجد سبب النقض من حقه.

وإن شک :هل نام أم لا، أو خطر بباله شىء لا يدرى أرؤيا هو أم حديث نفس؟ فلا وضوء عليه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۳ص ۳۹۲ وص ۳۹۳،مادة "وضوء" نواقض الوضوء)

ہوجائے، تو بے ہوش ہوجانے سے بھی وضواور تیمّم ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ بے ہوشی میں نیند سے زیادہ غفلت پائی جاتی ہے۔ [1]

اور وہ بے ہوشی خواہ شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز کے استعمال کرنے سے ہو، یا پھر دورہ وغیرہ پڑنے سے، یا کسی چوٹ وحادثہ وغیرہ کے اثر سے، یا کمزوری وبیماری کی وجہ سے، سب کا حکم برابر ہے، مگر شرط یہی ہے کہ واقعتاً بے ہوشی ہو، جس میں نیند جیسی کیفیت پیدا ہوئی ہو۔

وَاللّٰهُ سُبُحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحُكَمُ

---

[1] أثر الإغماء فی العبادات البدنية:

أ -فی الوضوء والتيمم: أجمع الفقهاء علی أن الإغماء ناقض للوضوء قياسا علی النوم، بل هو أولی، لأن النائم إذا أوقظ استيقظ بخلاف المغمی عليه. ونص الفقهاء علی أن كل ما يبطل الوضوء يبطل التيمم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص۲۶۸، مادة ''إغماء'')

(فصل نمبر۱۴)

نیند میں احتلام کے احکام

نیند میں احتلام بھی نیند کے احکام سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے موضوع کی مناسبت سے اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

منی، مذی اور ودی کی حقیقت

پیشاب کے علاوہ، مرد وعورت کے پیشاب کے راستہ سے خارج ہونے والا سیال مادہ (Substance Liquid) عام طور پر تین طرح کا ہوسکتا ہے، جس میں سے ایک منی کہلاتا ہے، جس کو انگریزی زبان میں Semen کہا جاتا ہے۔

یہ شہوت کی تکمیل کے موقع پر خارج ہونے والا مادہ ہے، جس میں توالد وتناسل کے اجزاء یعنی جنسی خلیے (Germ Cell) شامل ہوتے ہیں، اور اس کے خارج ہونے پر ابھری ہوئی شہوت کی تسکین ہوجاتی ہے، یعنی وہ شہوت ٹھنڈی ہوجاتی ہے، یہ مادہ شرعی زبان میں منی کہلاتا ہے، جس کے خارج ہونے پر غسل واجب ہوجاتا ہے، اور یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے۔

منی (Semen) کے علاوہ ایک دوسرا مادہ مذی کہلاتا ہے، جس کو انگریزی زبان میں Pre-ejaculate کہا جاتا ہے۔

یہ شہوت کے موقع پر خارج ہونے والا مادہ ہے، مگر اس کے خارج ہونے پر ابھری ہوئی شہوت کی تسکین نہیں ہوتی، اور اس کی مقدار عموماً منی کی مقدار سے کم ہوتی ہے، یہ مادہ شرعی زبان میں مذی کہلاتا ہے، جس کے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہوتا ہے، اور اس کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

منی (Semen) اور مذی کے علاوہ ایک تیسرا مادہ ''ودی'' کہلاتا ہے، جو عام طور پر پیشاب

کے بعد یا کوئی بوجھ وغیرہ اُٹھانے کے وقت بغیر شہوت کے خارج ہونے والا مادہ ہے،اور اس کی مقدار بھی عموماً منی کی مقدار سے کم ہوتی ہے،اور شرعی اعتبار سے اس کا حکم بھی مذی کی طرح ہے، کہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے،اور اس کے خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے،مگر اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

مذی اور ودی کا مادہ عام طور پر منی کے مقابلہ میں رقیق اور پتلا ہوتا ہے،اور منی کا مادہ عام طور پر تیزی اور شدت کے ساتھ خارج ہوتا ہے،جبکہ مذی اور ودی میں یہ کیفیت نہیں پائی جاتی۔ [1]

---

[1] و "الْمَذْى "مَا يخرج من الذّكر عِنْد الملاعبة، والودى :مِنْهُ بعد الْبَوْل، والمنى :مَا يخرج عِنْد الْجِمَاع .يُقَال :منى، وأمنى، وودى وأودى، ومذى وأمذى، وَقد أنكر أودى .وَقَالَ الْأَبْهَرِىّ: وَذى بِالذَّالِ الْمُعْجَمَة وَلَا نعلمهُ من أَيْن قَالَ ذَلِك.

و "الْمَنِىّ "من منى الله الشَّىْء إِذا قدره وهيأه ليَكُون مِنْهُ الْمَوْلُود .وَسمى الْمَذْى مذيا لبياضه شبه بالعسل الماذى وَهُوَ الْأَبْيَض، وَيُشبه أَن يكون من قَوْلهم :مذيت فرسى وأمذيته :إِذا أَرْسلتهُ ليرعى، وَتركته يذهب حَيْثُ شَاءَ.

و "الودى "من قَوْلهم :ودى الشَّىْء إِذا سَالَ، وَمِنْه :الْوَادى لسيلانه بِالْمَاء (مشكلات موطأ مالك بن أنس،للبطليوسى ، ج ا ، ص ٦۴)

مذاء) : بالتشديد والمد :أى كثير المذى بالمعجمة من أمذى وهو أرق من المنى يخرج عند الملاعبة أو النظر .قال ابن حجر :وهو ماء رقيق أصفر يخرج عند الشهوة الضعيفة وفى حكمه الودى بالمهملة .وهو ماء أبيض ثخين يخرج عقب البول أو عند حمل شىء ثقيل(مرقاة المفاتيح، ج ا ، ص ۳۵۹، كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء)

الفروق بين المنى والمذى الودى-:

المنى :هو السائل المنوى الذى تفرزه غدتا البروستاتا والحويصلة المنوية وتختلط به والنطف الذكرية التى تم تكوينها بالخصيتين (ثم خزنت فى نهاية البربخ وبداية الوعاء الناقل) وسحبت أثناء عملية الإنزال بواسطة انقباض العضلات التى تحيط بالأوعية أو القنوات الناقلة تحت تأثير هرمون الأوكسى توسن Oxytocin)) والهرمونات الجنسية فيخرج المنى فى نهاية عملية الجماع أو الإثارة الجنسية للذكر .والسائل المنوى لونه أبيض تتراوح كميته ما بين 6-3مل لتر أو أكثر بقليل ,قلوى التركيز ويحتوى على النطف الذكرية والتى يصل عددها إلى مئات الملايين وهى تعادل %10من حجم السائل المنوى .وكذلك يحتوى السائل المنوى على مواد غذائية ومنشطة للنطف الذكرية وبعض الهرمونات -وخروجه من الذكر يوجب الغُسُل.

المذى :هو سائل لزج صافى غير كدر يفرز بكمية قليلة جداً من قناة الغدة البولية التناسلية أثناء أو قبل العملية الجنسية وأحياناً بعد البول وكما أسلفنا فإن وظيفته هو تنظيف مجرى القناة البولية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور عورت کی آگے والی شرم گاہ سے خارج ہونے والا ایک سیال مادہ لیکوریا Leukorrhea کہلاتا ہے، جو عام طور سے بیماری کے سبب سے خارج ہوتا ہے، شرعی اعتبار سے اس کا حکم بھی ودی کی طرح ہے، کہ یہ مادہ شرعاً ناپاک ہے، اور اس کے عام حالات میں خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ [1]

منی، مذی اور ودی سے متعلق احادیث وروایات

اس تمہید کے بعد پہلے منی، مذی اور ودی کے سلسلہ میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ نیند میں احتلام کے احکام کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَّسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ (بخارى، رقم الحديث ٢٦٩)

ترجمہ: مجھے کثرت سے مذی خارج ہوتی تھی، تو میں نے ایک آدمی کو کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے، آپ کی بیٹی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التناسلية وترطيب الأحليل أو القضيب ,وخروجه لوحده دون المنى يوجب الوضوء .

الودى : هو عبارة عن سائل منوى يخرج من غير شهوة أو رغبة جنسية(بدون تدفق) نتيجة للانقباضات اللاإرادية للعضلات والتى تحيط بالأوعية والقنوات للجهاز التناسلى للذكر ,ويخرج غالباً مع أو بعد التبول .وله عدة أسباب منها عدم الجماع لفترة طويلة فتتجمع هذه السوائل إلى موقع التخزين (نهاية البربخ) فيخرج جزء من هذه السوائل إلى الوعاء الناقل ثم إلى الخارج بشكل غير اعتيادى نتيجة لضغط السوائل داخل هذه الأوعية .والفرق الرئيسى بينه وبين المنى أنه يخرج دون أن تكون هناك أية إثارة جنسية ,ويخرج بشكل لا إرادى من الذكر وبدون تدفق ويكون أقل بكثير من كمية السائل المنوى (المختصر المفيد فى تحديد جنس الوليد، لعبدالرحمن عبدالله اليحى، ج ا ، ص ۴٦، و ۴۷)

[1] البتہ اگر کوئی شرعی معذور ہو کہ ہر وقت اس کی شرم گاہ سے یہ رطوبت جاری ہوتی ہو، تو پھر اس کا حکم معذوروں والا ہے۔

وجہ سے (مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے میں حیا آتی تھی) انہوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لیجئے
اور اپنے ذَکر (یعنی عضوِ مخصوص) کو دھو لیجئے (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ : مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ، وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (بالواسطہ) مذی کے بارے میں سوال
کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مذی سے وضو (ٹوٹ جاتا) ہے، اور منی
سے غسل (لازم ہو جاتا) ہے (ترمذی)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے صرف وضو ٹوٹتا ہے، مگر غسل واجب نہیں
ہوتا، جبکہ منی کے خارج ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴، باب ما جاء في المني والمذي.
قال الترمذي: وفي الباب عن المقداد بن الأسود، وأبي بن كعب، هذا حديث حسن صحيح وقد روي عن علي بن أبي طالب، عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير وجه :من المذي الوضوء، ومن المني الغسل، وهو قول عامة أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، والتابعين، وبه يقول سفيان، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.

[2] عن سهل بن حنيف، قال :كنت ألقى من المذي شدة وعناء ، فكنت أكثر منه الغسل، فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وسألته عنه، فقال :إنما يجزئك من ذلك الوضوء ، فقلت :يا رسول الله، كيف بما يصيب ثوبي منه، قال : يكفيك أن تأخذ كفا من ماء فتنضح به ثوبك حيث ترى أنه أصاب منه، هذا حديث حسن صحيح، لا نعرفه إلا من حديث محمد بن إسحاق في المذي مثل هذا "وقد اختلف أهل العلم في المذي يصيب الثوب، فقال بعضهم :لا يجزء إلا الغسل، وهو قول الشافعي، وإسحاق، وقال بعضهم :يجزئه النضح "وقال أحمد :أرجو أن يجزئه النضح بالماء (سنن الترمذي، رقم الحديث ۱۱۵)

سُئِلَ عُمَرُ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ: ذَاکَ الْفَطْرُ، وَمِنْهُ الْوُضُوْءُ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۷۵، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْیِ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ آغاز (یا افتتاح) ہے (یعنی اس سے شہوت کا آغاز ہوتا ہے، شہوت کی تکمیل نہیں ہوتی) اور اس سے وضو کرنی ہوتی ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ کی ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

ثُمَّ أَتَيْتُ عُمَرَ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيْکَ فِيْ ذٰلِکَ غُسْلٌ، ذٰلِکَ النَّشَرُ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۷۶، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْیِ)

ترجمہ: پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور میں نے اُن سے مذی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ پر اس میں غسل واجب نہیں، یہ (شہوت کی) حرکت ہے (شہوت کی تکمیل نہیں) (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَذْيِ؟ فَقَالَ: ذَاکَ النَّشَاطُ، فِيْهِ الْوُضُوْءُ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۸۳، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْیِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ تو حرکت (یعنی جوش یا بشاشت) ہے، جس میں وضو کا حکم ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبدِ ربہ بن موسیٰ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اَلْمَنِيُّ مِنْهُ الْغُسْلُ، وَالْمَذْيُ وَالْوَدْيُ يُتَوَضَّأُ مِنْهُمَا (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۹۸۲، فی المنی وَالْمَذْيِ وَالْوَدْیِ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ منی کی وجہ سے غسل ہوتا ہے، اور مذی اور ودی کی وجہ سے وضو کیا جاتا ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اور عبدربہ بن موسیٰ کی والدہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَتْ: إِنَّ كُلَّ فَحْلٍ يَمْذِىُ، وَإِنَّهُ الْمَذْىُ وَالْوَدْىُ وَالْمَنِيُّ، فَأَمَّا الْمَذْىُ فَالرَّجُلُ يُلَاعِبُ امْرَأَتَهُ فَيَظْهَرُ عَلٰى ذَكَرِهِ الشَّيْءُ فَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثَيَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الْوَدْىُ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْبَوْلِ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثَيَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يَغْتَسِلُ، وَأَمَّا الْمَنِيُّ الْأَعْظَمُ مِنْهُ الشَّهْوَةُ وَفِيْهِ الْغُسْلُ (الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۵)

ترجمہ: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ فحل (یعنی بالغ مرد وعورت) کو مذی آتی ہے، اور بے شک مذی اور ودی اور منی (یہ تین چیزیں ہیں) پس مذی تو وہ ہوتی ہے جو (مثلاً) مرد اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرے، پھر اس کے عضوِ تناسل پر کوئی چیز ظاہر ہوجائے، تو یہ اپنے عضوِ تناسل اور خصیتین کو دھولے گا، اور وضو کرے گا، اور ودی پیشاب کے بعد ہوتی ہے، جس میں اپنے عضوِ تناسل اور خصیتین کو دھولے گا، اور وضو کرے گا، اور غسل نہیں کرے گا، اور منی بڑی شہوت ہوتی ہے، اور اس میں غسل کرے گا (ابن المنذر)

اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

هِىَ ثَلَاثَةٌ اَلْمَذْىُ، وَالْوَدْىُ، وَالْمَنِيُّ،
فَأَمَّا الْمَذْىُ......[1]......فَهُوَ الَّذِىْ يَكُوْنُ مَعَ الْبَوْلِ وَبَعْدَهُ فِيْهِ غَسْلُ

[1] قال حبيب الرحمان الاعظمى فى تعليق المصنف لعبدالرزاق: ليس هنا فى الاصل بياض، بل انا تركت البياض لان تفسيره وحكمه اسقطهما الناسخ خطأ فيما أرى واسقط كلمة "اما الودى" قبل التفسير الذى ذكره، فلتراجع نسخة اخرى.

الْفَرْجِ وَالْوُضُوْءُ أَيْضًا.

وَأَمَّا الْمَنِيُّ : فَهُوَ الْمَاءُ الدَّافِقُ الَّذِیْ يَكُوْنُ فِيْهِ الشَّهْوَةُ، وَمِنْهُ يَكُوْنُ الْوَلَدُ فَفِيْهِ الْغُسْلُ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٦١١)

ترجمہ: یہ تین چیزیں ہوتی ہیں، ایک مذی، ایک ودی اور ایک منی، پس مذی (تو شہوت میں بغیر قوت کے خارج ہونے والی چیز ہے، جس سے شہوت ٹھنڈی نہیں ہوتی، جس میں شرم گاہ کو دھوئے گا، اور وضو بھی کرے گا، اور ودی) وہ ہوتی ہے، جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے، اس میں بھی شرم گاہ کو دھوئے گا، اور وضو کرے گا، اور منی وہ پانی ہے، جو کود کر (قوت کے ساتھ) خارج ہوتی ہے، جس میں شہوت (پوری) ہوتی ہے، اور اس میں اولاد ہوتی ہے (یعنی اس مادہ میں جنین Embryo ہوتے ہیں) اس میں غسل ہے (عبدالرزاق)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : اَلْمَنِيُّ وَالْوَدْیُ وَالْمَذْیُ ، فَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ، وَأَمَّا الْمَذْیُ وَالْوَدْیُ فَفِيْهِمَا الْوُضُوْءُ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ٩٨٩، فی المنی وَالْمَذْیِ وَالْوَدْیِ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منی، ودی اور مذی (یہ تین چیزیں ہیں) پس منی میں تو غسل ہے، اور مذی اور ودی میں وضو ہے، اور اپنے عضوِ تناسل کو بھی دھوئے گا (ابنِ ابی شیبہ)

اس طرح کی روایات حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن رحمہم اللہ سے بھی مروی ہیں۔ [1]

---

[1] عن عكرمة، قال: المنى والودى والمذى، فأما المنى ففيه الغسل، وأما المذى والودى فيغسل ذكره ويتوضأ (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ٩٨٥، فی المنی والمذی والودی)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث وروایات سے منی، مذی اور ودی میں فرق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ منی کے خارج ہونے پر تو غسل واجب ہوتا ہے، لیکن مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل واجب نہیں ہوتا، صرف وضو ٹوٹتا ہے، اور یہ مادہ شرعاً ناپاک ہوتا ہے۔

احتلام سے غسل کے متعلق احادیث وروایات

منی، مذی اور ودی میں فرق اور ان کے احکام کے بعد احتلام سے غسل واجب ہونے نہ ہونے کے متعلق احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَرَأَىٰ بَلَلاً، وَلَمْ يَرَ أَنَّهُ اِحْتَلَمَ، اِغْتَسَلَ، وَإِذَا رَأَىٰ أَنَّهُ قَدْ اِحْتَلَمَ، وَلَمْ يَرَ بَلَلاً، فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٦١٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اپنی نیند سے بیدار ہو، اور وہ (لباس یا جسم پر) تَری دیکھے، اور اُسے احتلام کا ہونا یاد نہ ہو (تو وہ) غسل کرے، اور جب اُسے احتلام کا ہونا یاد ہو، اور وہ تَری نہ دیکھے، تو اُس پر غسل لازم نہیں (ابن ماجہ)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

جَاءَ تْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن مجاهد ، قال: المنى والودى والمذى ، ففى المنى الغسل ، والودى والمذى الوضوء (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٩٨٧، فى المنى والمذى والودى)

عن سعيد بن جبير ؛ أنه قال فى المذى: يغسل الحشفة ثلاثا ، ويتوضأ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٩٨٨، فى المنى وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ)

عن الحسن: فى المذى والودى, قال: يغسل فرجه, ويتوضأ وضوء ه للصلاة (شرح معانى الآثار،رقم الحديث ٢٦١)

رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ، تَعْنِىْ وَجْهَهَا، وَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا (بخارى، رقم الحديث ۱۳۰)

ترجمہ: حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ کے رشتہ سے خالہ) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور کہنے لگیں کہ اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ حق بات سے نہیں شرماتا، تو یہ بتایئے کہ کیا عورت پر جبکہ اُسے احتلام ہوجائے (یعنی اُسے خواب میں قضائے شہوت ہوجائے) غسل ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ پانی (یعنی منی) کو دیکھے (تو غسل کرنا ہوگا) تو حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا منہ چھپالیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہوجائے، ورنہ عورت کی اولاد اس کے مشابہ کیوں ہوتی؟ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اولاد جس طرح بعض اوقات مرد کے مشابہ ہوتی ہے، اسی طرح عورت کے بھی مشابہ ہوتی ہے، کیونکہ اس کی ولادت میں مرد اور عورت دونوں کے نطفے کے اجزاء (جنین Embryo) شامل ہوتے ہیں۔

اور یہ بات موجودہ میڈیکل سائنس (Medical Science) میں بھی تسلیم کی گئی ہے۔

اور حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَهَلْ لِلْمَرْأَةِ مَاءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَأَنّٰى يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا هُنَّ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧١١٨) [1]

ترجمہ: عورت پر غسل واجب ہوگا، جبکہ وہ پانی (یعنی احتلام کے اثرات) کو پائے، حضرت اُمِ سلمہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی اولاد اس عورت کے مشابہ کہاں سے ہوجاتی ہے؟ عورتیں تو (اس سلسلہ میں) مردوں کے مشابہ (اور ان کے مثل) ہوتی ہیں (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ : يَغْتَسِلُ، وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ، وَلَا يَرٰى بَلَلًا، قَالَ: لَا غُسْلَ عَلَيْهِ.

فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرٰى ذٰلِكَ شَيْءٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٦١٩٥، سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٢٣٦) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جو (بیدار ہونے کے بعد) تری (یعنی منی کے اثرات) پائے، لیکن اس کو احتلام (یعنی شہوت والا خواب) ہونا یاد نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ غسل کرے گا، اور اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، جس کو (خواب میں) احتلام ہو، لیکن وہ (بیدار ہونے کے بعد) تری (یعنی منی کے اثرات) نہ پائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر غسل نہیں ہے، تو حضرت اُمِ سلیم نے عرض

---

[1] فی حاشية مسند احمد:حديث صحيح دون قوله" :هنَّ شقائق الرِّجال "فحسنٌ لغيره

[2] فی حاشية مسند احمد:حديث حسن لغيره.

کیا کہ کیا عورت پر بھی یہ دیکھنے پر کچھ ہوگا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، بس عورتیں تو (اس سلسلہ میں) مرد حضرات کے مشابہ ہیں (مسند احمد، ابوداؤد)

عورتوں کے مرد حضرات کے مشابہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مرد حضرات میں مادۂ منویہ ہوتا ہے، اسی طرح عورتوں میں بھی مادۂ منویہ ہوتا ہے، اور جس طرح مرد حضرات کے مادۂ منویہ میں جرثومے ہوتے ہیں، جو اولاد کا سبب بنتے ہیں، اسی طرح خواتین کے مادۂ منویہ میں بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ بات موجودہ میڈیکل سائنس (Medical Science) سے بھی طے شُدہ ہے، جس کو انہوں نے مختصراً X-Chromosomes اور Y-Chromosomes کا نام دیا ہے۔

نیند میں احتلام سے متعلق چند مسائل

احادیث وروایات کے بعد اب احتلام سے غسل واجب ہونے نہ ہونے کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱...... بالغ مرد یا عورت جب سوتے ہوئے خواب میں مباشرت کرنے کا عمل دیکھے، اور اس کی منی خارج ہوجائے، تو اسے احتلام کہا جاتا ہے۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۲...... احتلام جس طرح بالغ مرد کو ہوتا ہے، اسی طرح بالغ عورت کو بھی ہوسکتا ہے۔

---

[۱] احتلام:

التعریف : من معانی الاحتلام فی اللغة رؤیا المباشرة فی المنام .ویطلق فی اللغة أیضا علی الإدراک والبلوغ .ومثله الحلم .وهو عند الفقهاء اسم لما یراه النائم من المباشرة، فیحدث معه إنزال المنی غالبا.

الألفاظ ذات الصلة : أ -الإمناء :یذکر الاحتلام ویراد به الإمناء ، إلا أن الإمناء أعم منه، إذ لا یقال لمن أمنی فی الیقظة محتلم.

ب -الجنابة :أعم من وجه من الاحتلام فقد تکون من الاحتلام، وقد تکون من غیره کالتقاء الختانین کما أن الاحتلام قد یکون بلا إنزال فلا تحصل الجنابة.

ج -البلوغ :البلوغ یحصل بعلامات کثیرة منها الاحتلام، فهو علامة البلوغ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲،ص ۹۵ ، ماده،احتلام)

وہ الگ بات ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کو احتلام کی نوبت کم آتی ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر ۳...... نیند میں ایسا احتلام کہ جس میں منی خارج ہو جائے، اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ [2]

مسئلہ نمبر ۴...... اگر بالغ مرد یا عورت بیدار ہو کر اپنے جسم یا کپڑے پر منی کے اثرات دیکھے، لیکن اسے احتلام یاد نہ ہو، تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اور اس کے برعکس اگر خواب میں احتلام دیکھے، لیکن بیدار ہونے کے بعد جسم یا کپڑے پر منی وغیرہ کے اثرات نہ پائے، تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ [3]

پھر حنفیہ کے نزدیک اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں، جن میں سے بعض صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب ہے، اور بعض میں بالاتفاق غسل واجب نہیں، اور بعض صورتوں میں غسل

---

[1] ممن يكون الاحتلام؟

الاحتلام كما يكون من الرجل يكون من المرأة، فقد روى مسلم والبخارى أن أم سليم حدثت أنها سألت النبى صلى الله عليه وسلم فقالت :هل على المرأة من غسل إذا هى احتلمت؟ قال :نعم إذا رأت الماء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۶، ماده، احتلام)

[2] اتفق الفقهاء على أن خروج المنى من موجبات الغسل، بل نقل النووى الإجماع على ذلك، ولا فرق فى ذلك بين الرجل والمرأة فى النوم أو اليقظة ، والأصل فى ذلك حديث أبى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إنما الماء من الماء، ومعناه -كما حكاه النووى -يجب الغسل بالماء من إنزال الماء الدافق وهو المنى(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۱، ص۱۹۷، ماده، غسل)

[3] لو استيقظ النائم ووجد المنى، ولم يذكر احتلاما فعليه الغسل، ومن احتلم ولم يجد منيا فلا غسل عليه، لما روت عائشة رضى الله عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن الرجل يجد البلل ولا يذكر احتلاما؟ قال :يغتسل، وعن الرجل يرى أنه قد احتلم ولم يجد بللا؟ قال :لا غسل عليه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۱، ص۱۹۷، مادة "غسل")

الاحتلام بلا إنزال: من احتلم ولم يجد منيا فلا غسل عليه .قال ابن المنذر :أجمع على هذا كل من أحفظ عنه من أهل العلم ولو استيقظ ووجد المنى ولم يذكر احتلاما فعليه الغسل، لما روت عائشة رضى الله عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن الرجل يجد البلل ولا يذكر الاحتلام، قال: يغتسل، وعن الرجل يرى أنه احتلم ولا يجد البلل قال :لا غسل عليه ولا يوجد من يقول غير ذلك، إلا وجها شاذا للشافعية، وقولا للمالكية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۶، ماده، احتلام)

واجب ہونے نہ ہونے میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔

جن صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق غسل واجب ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)...... اس نکلنے والے مادہ کے منی ہونے کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو، خواہ احتلام ہونا یاد ہو یا یاد نہ ہو۔

(۲)...... مذی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۳)...... مذی اور منی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۴)...... منی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۵)...... مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

(۶)...... منی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو۔

ان تمام مذکورہ چھ صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق غسل واجب ہے، کیونکہ پہلی صورت میں تو منی کا یقین یا غالب ہونے کی وجہ سے غسل واجب ہونا متعین ہے، اور باقی تمام صورتوں میں احتلام یاد ہونے اور منی یا مذی کا شک پائے جانے کی وجہ سے غسل واجب ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ [1]

---

[1] إذا استيقظ الرجل ووجد على فراشه بللاً وهو يذكر احتلاماً، إن تيقن أنه منى أو تيقن أنه مذى أو شك أنه منى أو مذى، فعليه الغسل، وليس فى هذا إيجاب الغسل بالمذى بل فيه إيجاب الغسل بالمنى.

لأن سبب خروج المنى قد وجد وهو الاحتلام، فالظاهر خروجه إلا أن طبع المنى الرقة بإطالة المدة، فالظاهر أنه منى إلا أنه رق قبل أن يستيقظ، وإن تيقن أنه ودى لا غسل عليه (المحيط البرهانى، ج ١ ص ٨٥، كتاب الطهارات، الفصل الثالث فى تعليم الاغتسال)

اعلم أن هذه المسألة على أربعة عشر وجها؛ لأنه إما أن يعلم أنه منى أو مذى أو ودى أو شك فى الأولين أو فى الطرفين أو فى الأخيرين أو فى الثلاثة، وعلى كل إما أن يتذكر احتلاما أو لا فيجب الغسل اتفاقا فى سبع صور منها وهى ما إذا علم أنه مذى، أو شك فى الأولين أو فى الطرفين أو فى الأخيرين أو فى الثلاثة مع تذكر الاحتلام فيها، أو علم أنه منى مطلقا (ردالمحتار، ج ١، ص ١٦٣، كتاب الطهارة، سنن الغسل)

والمراد بالتيقن هنا غلبة الظن لأن حقيقة اليقين متعذرة مع النوم (حاشية الطحطاوى على المرقى،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حنفیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل صورتوں میں بالاتفاق غسل واجب نہیں۔

(۱)...... ودی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد ہو یا نہ ہو۔

(۲)...... مذی ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

(۳)...... مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

ان مذکورہ تینوں صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک غسل واجب نہیں ہوتا، کیونکہ احتلام یاد نہ ہونے اور منی کا شک نہ پائے جانے کی وجہ سے غسل واجب ہونے کی کوئی وجہ ترجیح نہیں پائی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ج ا ص ۹۹، فصل مایوجب الاغتسال)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے منحۃ الخالق میں صاحبِ بحر کے اس قول کے ضمن میں کہ ’’جب مذی کا یقین ہو اور احتلام یاد ہو، تو بالاتفاق غسل واجب ہے‘‘ فرمایا کہ علامہ ابنِ امیر حاج نے حلیۃ شرح منیہ میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے، اور اس میں بالاجماع وجوبِ غسل کا ذکر کیا ہے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہ حکم اکثر کتبِ معتبرہ کے مطابق ہے، جبکہ فتاویٰ ظہیریہ وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت امام ابویوسف اور طرفین کے نزدیک اختلافی ہے، اس لئے یہ احتمال موجود ہے کہ امام ابویوسف سے دو قسم کی روایات مروی ہوں، اور مختلفات میں یہ بات مذکور ہے کہ جب احتلام ہونے کا یقین ہو، اور مذی ہونے کا بھی یقین ہو، تو بالاتفاق غسل واجب نہیں۔

فيجب الغسل اتفاقا فيما إذا تيقن أنه مني وتذكر الاحتلام أو لا وفيما إذا تيقن أنه مذي وتذكر الاحتلام أو شك أنه مني أو مذي أو مني أو ودي. أو مذي أو ودي وتذكر الاحتلام في الكل ولا يجب الغسل اتفاقا فيما إذا تيقن أنه ودي تذكر الاحتلام أو لا أو شك أنه مذي أو ودي ولم يتذكر الاحتلام أو تيقن أنه مذي ولم يتذكر الاحتلام، ويجب الغسل عندهما لا عند أبي يوسف فيما إذا شك أنه مني أو مذي أو مني أو ودي ولم يتذكر الاحتلام فيهما(البحر الرائق، ج ا ص ۵۸، كتاب الطهارة ، موجبات الغسل)

(قوله :وفيما إذا تيقن أنه مذي وتذكر الاحتلام) أقول :ذكر العلامة ابن أمير حاج في الحلية شرح المنية هذه المسألة وذكر وجوب الغسل فيها بالإجماع ثم قال بعده هذا على ما في كثير من الكتب المعتبرة وفي المصفى ذكر في الحصر والمختلف والفتاوى الظهيرية أنه إذا استيقظ فرأى مذيا وقد تذكر الاحتلام أو لم يتذكر فلا غسل عليه عند أبي يوسف وقالا عليه الغسل.

فيحتمل أن يكون عن أبي يوسف روايتان وذكر في المختلفات إذا تيقن بالاحتلام وتيقن أنه مذي، فإنه لا يجب الغسل عندهم جميعا اهـ.

أقول :وعلى ما في المصفى يجرى الخلاف أيضا فيما إذا شك أنه مذي أو ودي مع تذكر الاحتلام وذلك بالطريق الأولى(منحة الخالق على البحر الرائق، ج ا ،ص ۵۸، كتاب الطهارة ، موجبات الغسل)

جاتی۔ [1]

اور مندرجہ ذیل صورتوں میں غسل واجب ہونے نہ ہونے کے درمیان حنفیہ کا اختلاف ہے۔

(۱)......منی یا مذی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔ [2]

(۲)......منی یا ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

(۳)......منی، مذی اور ودی ہونے میں شک ہو، اور احتلام ہونا یاد نہ ہو۔

ان مذکورہ تینوں صورتوں میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہے، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک غسل واجب نہیں، ان صورتوں میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے احتلام نہ ہونے کے باوجود منی کا شک پائے جانے کی وجہ سے احتیاطاً غسل واجب ہونے کو ترجیح دی ہے، جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے احتلام یاد نہ ہونے کی وجہ سے غسل واجب نہ ہونے کو ترجیح دی ہے، اور شک کے کمزور ہونے کی وجہ سے غسل کو واجب نہیں کیا "لأن الأصل براء ة الذمة فلا یجب إلا بیقین، وھو القیاس" [3]

---

[1] ولا یجب اتفاقا فیما إذا علم أنه ودی مطلقا، وفیما إذا علم أنه مذی أو شک فی الأخیرین مع عدم تذکر الاحتلام(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۳، کتاب الطھارة، سنن الغسل)

وإن رأی بللاً إلا أنه لم یتذکر الاحتلام، فإن تیقن أنه (مذی) لا یجب الغسل.

لأن سبب خروج المنی ھھنا لم یوجد، فلا یمکن أن یقال بأنه منی ثم رق لطول المدة، بل ھو مذی حقیقة، والمذی لا یوجب الغسل(المحیط البرھانی، ج ۱ ص ۸۵، کتاب الطھارات، الفصل الثالث فی تعلیم الاغتسال)

[2] البتہ بعض مشائخِ حنفیہ کی تصریح کے مطابق اس صورت میں اگر سونے سے پہلے عضوِ تناسل میں انتشار موجود تھا، تو بالاتفاق غسل واجب نہیں، ورنہ واجب ہے۔

إذا استیقظ الرجل من منامه فوجد علی طرف إحلیله منی أو مذی فإنه یغتسل إلا أن یکون قد انتشر ذکره قبل النوم فلما استیقظ وجد البلة فھاھنا لا غسل علیه لأنه إذا کان منتشراً قبل النوم فما وجد من البلة بعد الانتباہ یکون من آثار ذلک الانتشار فلا یلزمه الغسل إلا أن یکون أکثر رأیه أنه منی فحینئذ یلزمه الغسل، *أما إذا کان ذکره ساکناً حین نام یجعل تلک البلة منیاً ویلزمه الغسل *قال شمس الأئمة الحلوانی رحمه الله تعالی ھذہ مسألة یکثر وقوعھا والناس عنھا غافلون فلا بد من حفظھا (فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۴۳، فصل فیما یوجب الغسل)

[3] مشائخِ حنفیہ کا فتویٰ ان صورتوں میں اگرچہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول پر ہے، لیکن بعض مشائخ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحنفیہ کےعلاوہ دیگر فقہائے کرام کے اقوال اس سلسلہ میں حنفیہ سے کچھ مختلف ہیں۔

چنانچہ مالکیہ کے نزدیک اگرمنی اور مذی وغیرہ ہونے میں شک ہو، اور کسی جانب رجحان نہ ہوتو احتیاطاً غسل واجب ہے، اور کسی ایک کی طرف رجحان ہوتو اسی کے مطابق حکم ہوگا۔

اورشافعیہ کے نزدیک اگرخارج ہونے والے مادہ میں منی اورغیرمنی (یعنی مذی، ودی) کا

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

نزدیک اگر کسی شخص کوان میں سے کوئی صورت ایسے مقام پر پیش آجائے، جہاں اسے غسل کرنے میں حیاء آتی ہو، یا اس کے دل میں یہ خوف ہو کہ غسل کرنے سے وہاں کے لوگوں کو بدکاری وغیرہ کا شبہ پیدا ہوگا، تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرلینا جائز ہے۔

وإن شک أنه منی أو مذی، قال أبو یوسف رحمه الله :لا یوجب الغسل حتی یتیقن بالاحتلام، وقالا یجب الغسل، هکذا ذکر شیخ الإسلام رحمه الله(المحیط البرهانی، ج ا ص۸۵، کتاب الطهارات،الفصل الثالث فی تعلیم الاغتسال)

ویجب الغسل عندهما لا عند أبی یوسف فیما إذا شک أنه منی أو مذی أو منی أو ودی ولم یتذکر الاحتلام فیهما(البحر الرائق، ج ا ص ۵۹،کتاب الطهارت، موجبات الغسل)

ویجب عندهما فیما إذا شک فی الأولین أو فی الطرفین أو فی الثلاثة احتیاطا، ولا یجب عند أبی یوسف للشک فی وجود الموجب(ردالمحتار، ج ا ، ص۱۶۳ ، کتاب الطهارة، سنن الغسل)

وإن شک أنه منی أو ودی فکذلک عندهما وقال أبو یوسف لا یجب علیه حتی یتذکر الاحتلام لأن الأصل براءة الذمة فلا یجب إلا بیقین، وهو القیاس وهما أخذا بالاحتیاط لأن النائم غافل والمنی قد یرق بالهواء فیصیر مثل المذی فیجب علیه احتیاطا(درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج ا ص ۱۹ ، کتاب الطهارة،موجبات الغسل)

ومنها مستیقظ وجد بثوبه أو فخذه بللا ولم یتذکر احتلاما وشک فی أنه مذی أو منی یجب عندهما لاحتمال انفصاله عن شهوة ثم نسی ورق هو بالهواء خلافا له، وفیه نظر، فإن هذا الاحتمال ثابت فی الخروج کذلک کما هو ثابت فی الانفصال کذلک فالحق أنها لیست بناء علیه بل هو یقول لا یثبت وجوب الغسل بالشک فی وجود الموجب وهما احتاط لقیام ذلک الاحتمال، وقیاسا علی ما لو تذکر الاحتلام ورأی ماء رقیقا حیث یجب اتفاقا حملا للرقة علی ما ذکرنا(فتح القدیر، ج ا ،ص ۶۲ ،کتاب الطهارات،فصل فی الغسل)

وقال فی "الینابیع "یعمل بقول أبی یوسف فی نفی وجوب الغسل إذا کان فی بیت إنسان ویستحی منه أو یخاف أن تقع فی قلبه ریبة بأنه طاف حول أهل بیته(البنایة شرح الهدایة، کتاب الطهارات، فصل فی الغسل)

احتمال ہوتو معتمد قول کے مطابق وضواور غسل کے درمیان اختیار ہوگا۔ [1]

[1] الغسل منه:
إذا استيقظ إنسان من نومه ووجد في ثوبه أو فخذه بللا ولم يتذكر احتلاما فقد نص الحنفية على أنه يجب عليه الغسل لاحتمال انفصاله عن شهوة ثم نسي ورق هو بالهواء .
وقال أبو يوسف :لا يجب عليه الغسل، ولو تيقن أنه مذي لا يجب اتفاقا، قال أبو علي الدقاق :لو أغشي عليه فأفاق فوجد مذيا، أو كان سكران فأفاق فوجد مذيا لا غسل عليه، ولا يشبه النائم إذا استيقظ فوجد على فراشه مذيا حيث كان عليه الغسل إن تذكر الاحتلام بالإجماع لأنه في النوم ظهر تذكر، ثم إنه يحتمل أنه مني رق بالهواء أو للغذاء فاعتبرناه منيا احتياطا ولا كذلك السكران والمغشي عليه، لأنه لم يظهر فيهما هذا السبب.
وقال المالكية :إن شك من وجد بفرجه أو ثوبه أو فخذه شيئا من بلل أو أثر مذي أو مني وكان شكه مستويا اغتسل وجوبا للاحتياط كمن تيقن الطهارة وشك في الحدث، وهذا هو المشهور، وروي عن ابن زياد أنه لا يلزمه إلا الوضوء مع غسل ذكره وإن ترجح لديه أحدهما عمل بمقتضى الراجح .
ونص الشافعية على أنه إن احتمل كون الخارج منيا أو غيره كودي أو مذي تخير بين الغسل والوضوء على المعتمد، فإن جعله منيا اغتسل أو غيره توضأ وغسل ما أصابه، لأنه إذا أتى بمقتضى أحدهما برء منه يقينا والأصل براء ته من الآخر .
وعند الحنابلة قال ابن قدامة :قال أحمد :إذا وجد بلة اغتسل إلا أن يكون به بردة أو لاعب أهله فإنه ربما خرج منه المذي فأرجو ألا يكون به بأس وكذلك إن كان انتشر من أول الليل بتذكر أو رؤية لا غسل عليه لأنه مشكوك فيه يحتمل أنه مذي وقد وجد سببه فلا يوجب الغسل مع الشك، وإن لم يكن وجد ذلك فعليه الغسل، لخبر عائشة، ولأن الظاهر أنه احتلام، ثم قال ابن قدامة :وقد توقف أحمد في هذه المسألة في مواضع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣٦، ص ٣١٦، مادة "مذي")
ولو استيقظ فوجد شيئا وشك في كونه منيا أو غيره (والشك :استواء الطرفين دون ترجيح أحدهما على الآخر) فللفقهاء في ذلك عدة آراء :
أ -وجوب الغسل، وهو قول الحنفية والمالكية والحنابلة، إلا أن الحنفية أوجبوا الغسل إن تذكر الاحتلام وشك في كونه منيا أو مذيا، أو منيا أو وديا، وكذا إن شك في كونه مذيا أو وديا؛ لأن المني قد يرق لعارض كالهواء ، لوجود القرينة، وهي تذكر الاحتلام .فإن لم يتذكر الاحتلام فالحكم كذلك عند أبي حنيفة ومحمد، أخذا بالحديث في جوابه صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجد البلل ولم يذكر احتلاما قال :يغتسل . للإطلاق في كلمة "البلل ."وقال أبو يوسف :لا يجب، وهو القياس؛ لأن اليقين لا يزول بالشك، وهذا كله مقيد عند الحنفية والحنابلة بألا يسبقه انتشار قبل النوم، فإن سبقه انتشار ترجح أنه مذي . وزاد الحنابلة :أو كانت بها إبردة؛ لاحتمال أن يكون مذيا، وقد وجد سببه . ويجب منه حينئذ الوضوء ، وقصر المالكية وجوب الغسل على ما إذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۵...... اگر ایک بستر پرسونے والے دو بالغ افراد (مثلاً میاں بیوی) بیدار ہونے کے بعد بستر پر منی کے اثرات دیکھیں، اور کسی کو احتلام یاد نہ ہو، تو حنفیہ کے نزدیک احتیاطاً دونوں پر غسل کرنا واجب ہے۔

جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دونوں کو غسل کرنا مستحب ہے، لیکن واجب کسی پر نہیں۔

اور مالکیہ کے نزدیک اگر وہ دونوں آپس میں میاں بیوی ہوں، تو صرف شوہر پر غسل کرنا واجب ہے، کیونکہ عورت کے مقابلہ میں عموماً مرد کی منی خارج ہوا کرتی ہے، اور اگر وہ آپس میں میاں بیوی نہ ہوں، تو پھر دونوں پر غسل واجب ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۶ ...... اگر کسی شخص کو کفر کی حالت میں احتلام ہوگیا، پھر وہ بغیر غسل کے اسلام لے آیا، تو جمہور واکثر فقہائے کرام کے نزدیک اس پر غسل کرنا واجب ہوگا، اور اس کو بغیر غسل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كان الشك بين أمرين أحدهما منى .فإن شك فى كونه واحدا من ثلاثة فلا يجب الغسل، لضعف الشك بالنسبة للمنى، لتعدد مقابله.

ب -عدم وجوب الغسل، وهو وجه للشافعية، وقول مجاهد وقتادة؛ لأن اليقين لا يزول بالشك . والأولى الاغتسال لإزالة الشك .وأوجبوا من ذلك الوضوء مرتبا.

ج -التخيير فى اعتباره واحدا مما اشتبه فيه، وهو مشهور مذهب الشافعية، وذلك لاشتغال ذمته بطهارة غير معينة.

د -وللشافعية وجه آخر وهو لزوم مقتضى الجميع .أى الغسل والوضوء ، للاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۷، وص۹۸، ماده،احتلام)

[1] وإذا رأى المنى فى فراش ينام فيه مع غيره ممن يمكن أن يمنى، ونسبه كل منهما لصاحبه، فالغسل مستحب لكل واحد منهما عند الشافعية والحنابلة، ولا يلزم، ولا يجوز أن يصلى أحدهما خلف الآخر قبل الاغتسال، للشك، وهو لا يرتفع به اليقين . وقال الحنفية بوجوب الغسل على كل منهما.

وفصل المالكية فقالوا :إنه إن كانا زوجين وجب على الزوج وحده؛ لأن الغالب خروج المنى من الزوج وحده، ويعيد الصلاة من آخر نومة، ويجب عليهما معا الغسل إن كانا غير زوجين ولا فرق بين الزوجين وغيرهما عند بقية المذاهب.

والثوب الذى ينام فيه هو وغيره كالفراش عند الشافعية والحنابلة، ويعيد كل صلاة لا يحتمل خلوها عن الإمناء قبلها عند الشافعية ومن آخر نومة عند الحنابلة ما لم تظهر أمارة على أنه حدث قبلها .وقال المالكية يستحب الغسل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۷، ماده،احتلام)

کےنماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر ۷...... اگرکسی نے احتلام کے بعد غسل کرلیا، پھر غسل کے بعد بغیر شہوت کے منی خارج ہوئی، تو اگر وہ منی نیند یا پیشاب یا غیر معمولی چلنے کے بعد خارج ہوئی، تو دوبارہ غسل کرنا بالاتفاق واجب نہیں۔

اور اگر ان میں سے کوئی عمل پائے جانے کے بغیر خارج ہوئی، تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دوبارہ غسل کرنا واجب ہوگا، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دوبارہ غسل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

لیکن پہلے غسل کے بعد اور دوبارہ منی خارج ہونے سے پہلے جو نماز پڑھی گئی، وہ بالاتفاق معتبر ہوجائے گی۔ [2]

---

[1] أثر الاحتلام في الغسل؟

إن كان المحتلم كافرا ثم أسلم فللعلماء في ذلك رأيان:

الأول :وجوب الغسل من الجنابة، وهو مذهب الشافعية والحنابلة والأصح عند الحنفية، وهو قول للمالكية، لبقاء صفة الجنابة بعد الاحتلام، ولا يجوز أداء الصلاة ونحوها إلا بزوال الجنابة .

الثاني :ندب الغسل، وهو قول ابن القاسم والقاضي إسماعيل من المالكية، ومقابل الأصح عند الحنفية؛ لأن الكافر وقت الاحتلام لم يكن مكلفا بفروع الشريعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲،ص ۹٦ ،ماده،احتلام)

[2] بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک اگر مذکورہ صورت کسی ایسی جگہ مثلاً مہمانداری میں پیش آئی کہ جہاں غسل کرنے کی صورت میں تہمت کا اندیشہ ہے، تو امام ابویوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

فلو خرج بقية المني بعد البول أو النوم أو المشي لا يجب الغسل إجماعا؛ لأنه مذي وليس بمني؛ لأن البول والنوم والمشي يقطع مادة الشهوة اهـ.

وفي فتح القدير وكذا لا يعيد الصلاة التي صلاها بعد الغسل الأول قبل خروج ما تأخر من المني اتفاقا وقيد المشي بالكثير في المجتبى وأطلقه كثير والتقييد أوجه؛ لأن الخطوة والخطوتين لا يكون منهما ذلك كما لا يخفى وفي المبتغى بخلاف المرأة يعني تعيد تلك الصلاة إذا كانت مكتوبة إذا اغتسلت ثانيا بخروج بقية منيها وفيه نظر ظاهر والذي يظهر أنها كالرجل وفي المستصفى يعمل بقول أبي يوسف إذا كان في بيت إنسان واحتلم مثلا ويستحيي من أهل البيت أو خاف أن يقع في قلبهم ريبة بأن طاف حول أهل بيتهم اهـ.

وفي السراج الوهاج والفتوى على قول أبي يوسف في الضيف وعلى قولهما في غيره اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۸...... اگر کوئی روزہ سے ہو یا حج وعمرہ کے احرام میں ہو، اور سوتے ہوئے اس کو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(البحرالرائق، ج ا ، ص۵۸، کتاب الطهارة، احكام الغسل)

وكذا لو خرج منه بقية المنى بعد الغسل قبل النوم أو البول أو المشى الكثير نهر أى لا بعده؛ لأن النوم والبول والمشى يقطع مادة الزائل عن مكانه بشهوة فيكون الثانى زائلا عن مكانه بلا شهوة فلا يجب الغسل اتفاقا زيلعى، وأطلق المشى كثير، وقيده فى المجتبى بالكثير وهو أوجه؛ لأن الخطوة والخطوتين لا يكون منهما ذلك حلية وبحر .قال المقدسى :وفى خاطرى أنه عين له أربعون خطوة فلينظر .اهـ

(قوله :خاف ريبة) أى تهمة.

(قوله :وبقول أبى يوسف نأخذ) أى فى الضيف وغيره .وفى الذخيرة أن الفقيه أبا الليث وخلف بن أيوب أخذا بقول أبى يوسف .وفى جامع الفتاوى أن الفتوى على قول إسماعيل.

(قوله :قلت إلخ) ظاهره الميل إلى اختيار ما فى النوازل، ولكن أكثر الكتب على خلافه حتى البحر والنهر، ولا سيما قد ذكروا أن قوله قياس وقولهما استحسان وأنه الأحوط، فينبغى الإفتاء بقوله فى مواضع الضرورة فقط تأمل(ردالمحتار، ج ا ص ۱۶۰، كتاب الطهارة، سنن الغسل)

ب -خروج المنى بعد الغسل:

اختلف الفقهاء فى إيجاب الغسل فى حالة خروج المنى بعد الاغتسال.

فذهب الحنفية إلى أنه إذا اغتسل ثم خرج المنى، فإن كان خروجه بعد النوم أو البول أو المشى الكثير فلا غسل عليه اتفاقا، وإن خرج المنى بلا شهوة قبل النوم أو البول أو المشى فإنه يعيد الغسل عند أبى حنيفة ومحمد خلافا لأبى يوسف.

وذهب المالكية إلى أنه إن كانت اللذة ناشئة عن غير جماع، بل بملاعبة، فيجب إعادة الغسل عند خروج المنى ولو اغتسل قبل خروجه؛ لأن غسله لم يصادف محلا، وإن كانت اللذة ناشئة عن جماع، بأن غيب الحشفة ولم ينزل، ثم اغتسل ثم أمنى، فلا غسل عليه؛ لأن الجنابة لا يتكرر غسلها، ولكن يتوضأ.

وقال الشافعية :إذا أمنى واغتسل ثم خرج منه منى على القرب بعد غسله لزمه الغسل ثانيا، سواء كان ذلك قبل أن يبول بعد المنى أو بعد بوله، لقول النبى صلى الله عليه وسلم :إنما الماء من الماء، ولم يفرق؛ ولأنه نوع حدث فنقض مطلقا، كالبول والجماع وسائر الأحداث .

وذهب الحنابلة إلى أنه إذا خرج المنى بعد الغسل فلا يجب الغسل ثانيا، لما روى سعيد عن ابن عباس رضى الله عنهما أنه سئل عن الجنب يخرج منه الشىء بعد الغسل؟

قال :يتوضأ، وكذا ذكره أحمد عن على رضى الله عنه؛ ولأنه منى واحد فأوجب غسلا واحدا كما لو خرج دفقة واحدة؛ ولأنه خارج لغير شهوة أشبه الخارج لبرد، وبه علل أحمد، قال لأن الشهوة ماضية، وإنما هو حدث أرجو أن يجزيه الوضوء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱،ص۱۹۸، ماده،غسل)

احتلام ہوجائے، تواس سے روزہ یا حج وعمرہ پرکوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۹...... اگراعتکاف کی حالت میں سوتے ہوئے احتلام ہوجائے، تو اس سے اعتکاف پربھی کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۲؎

مسئلہ نمبر۱۰...... اگرکوئی لڑکی یالڑکا بالغ نہیں تھا، مگر بالغ ہونے کے قریب تھا، پھراسے سوتے ہوئے احتلام ہوگیا، تواس کی وجہ سے وہ لڑکی یالڑکا بالغ شمارہوجائے گا۔ ۳؎

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ.

فقط، وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

محمدرضوان۔ مورخہ۹/ ذوالقعدہ/۱۴۳۴ھ۔16 /ستمبر/2013ءبروزپیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

۱؎ أثر الاحتلام فی الصوم والحج:

لا أثر للاحتلام فی الصوم، ولا يبطل به باتفاق، لقوله عليه الصلاة والسلام :ثلاث لا يفطرن الصائم: الحجامة، والقیء ، والاحتلام .

ولأن فيه حرجا، لعدم إمكان التحرز عنه إلا بترک النوم، والنوم مباح، وتركه غير مستطاع .ولأنه لم توجد صورة الجماع، ولا معناه وهو الإنزال عن شهوة بمباشرة ولا أثر له كذلک فی الحج باتفاق (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۸، ماده،احتلام)

۲؎ أثر الاحتلام فی الاعتكاف :يتفق الفقهاء على أن الاعتكاف لا يبطل بالاحتلام، ولا يفسد إن خرج المعتكف للاغتسال خارج المسجد، إلا فی حالة واحدة ذكرها الحنفية وهی إن أمكنه الاغتسال فی المسجد، ولم يخش تلويثه فإن خيف تلويثه منع؛ لأن تنظيف المسجد واجب.

وبقية الفقهاء منهم من يجيز الخروج للاغتسال ولو مع أمن المسجد فی التلوث، ومنهم من يوجب الخروج ويحرم الاغتسال فی المسجد مطلقا، فإن تعذر الخروج فعليه تيمم والخروج لا يقطع التتابع باتفاق ما لم يطل .

وفی اعتبار زمن الجنابة من الاعتكاف خلاف بين الفقهاء .فالشافعية لا يعدون زمن الجنابة من الاعتكاف إن اتفق المكث معها لعذر أو غيره؛ لمنافاة ذلک للاحتلام، وهو قول الحنفية والمالكية، ويحسب عند الحنابلة، فقد صرحوا بعدم قضائه لكونه معتادا، ولا كفارة فيه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۸، وص۹۹، ماده،احتلام)

۳؎ البلوغ بالاحتلام :يتفق الفقهاء على أن البلوغ يحصل بالاحتلام مع الإنزال، وينقطع به اليتم لما روی عن علی رضی الله عنه عن النبی عليه الصلاة والسلام قال :لا يتم بعد احتلام ولا صمات يوم إلى الليل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۹۹، ماده،احتلام)

(دوسرا باب)

خواب (Dream) کے احکام وآداب

انسان سونے کے بعد نیند میں جو مختلف مناظر اور احوال دیکھتا ہے، اس کو اردو زبان میں خواب، عربی زبان میں ''رؤیا'' یا ''حُلُم'' اور انگریزی زبان میں Dream کہا جاتا ہے۔[1]

انسان کو سونے کی حالت میں جو مختلف قسم کے خواب (Dreams) نظر آتے ہیں، شریعتِ مطہرہ نے ان پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اور ان کی حقیقت اور ان کے احکام کا وضاحت اور صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگ شریعت کی ان مضبوط و مستحکم تعلیمات وہدایات سے ناواقف یا غافل نظر آتے ہیں، اور خواب کے بارے میں نظریاتی و عملی طور افراط وتفریط میں مبتلا پائے جاتے ہیں، اور عوام الناس کے ساتھ ساتھ بعض اہلِ علم حضرات بھی اس سلسلہ میں کئی غلط فہمیوں کا شکار ہیں، چنانچہ بعض لوگ تو خواب کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، یہاں تک کہ خواب کے مقابلہ میں اپنے جاگتے ہوئے فرض، واجب اور حرام اعمال کو بھی اتنی اہمیت نہیں دیتے، اور اپنے اختیاری اعمال کی اصلاح نہیں کرتے۔

اور بعض لوگ ہر طرح کے خواب کو ایک نفسیاتی اور خیالاتی چیز سمجھتے ہیں، اور ان کے نزدیک ہر طرح کے خواب کی حیثیت ''بلی کو خواب میں چھیچھڑے نظر آنے'' سے زیادہ نہیں ہوتی۔

جبکہ بعض لوگ خواب کو زیادہ اہمیت تو نہیں دیتے، مگر وہ ہر طرح کے خوابوں کو ایک ہی درجہ دیتے ہیں، اور وہ خوابوں کی قسموں سے ناواقف ہوتے ہیں۔

---

[1] الحلم بضم الحاء وسكون اللام وبضمها هو الرؤيا وبالضم والسكون فقط هو رؤية الجماع فى النوم(الترغيب والترهيب،للمنذرى، ج٢،ص ٣٠١،الترغيب فيما يقوله ويفعله من رأى فى منامه ما يكره)

اور بعض لوگ خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں مختلف قسم کی بے اعتدالیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔
چنانچہ بعض لوگ کسی بھی قسم کا کوئی خواب نظر آنے پر اس کی تعبیر اور نتائج کے درپے ہوجاتے ہیں، اور اچھا خواب نظر آنے پر خوش اور اس کے مقابلہ میں بُرا خواب نظر آنے پر غمگین ہوتے ہیں۔
اور بعض لوگ ہر طرح کے خواب کی تعبیر وتاویل اور مطلب سمجھنے کے لئے ایسی چیزوں کا سہارا لیتے ہیں کہ جن کو قرآن وسنت میں کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔
اور بعض لوگ خواب کی تعبیر حاصل کرنے اور خواب سُنانے کے لئے کسی قید وشرط کی رعایت نہیں کرتے، اور ہر کس وناکس کو اپنا خواب سنا کر ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی کئی مرتبہ تعبیرات حاصل کرتے ہیں، اور ایک ہی خواب کی مختلف تعبیرات سامنے آنے کے بعد پھر پریشان ہوتے ہیں، جبکہ بہت سے لوگ خواب کی تعبیرات کے متعلق بازاروں سے مختلف قسم کی کتابیں حاصل کرکے، ان سے اپنے خوابوں کی تعبیرات تلاش کرتے ہیں، اور یہ نہیں دیکھتے کہ خواب کی تعبیر سے متعلق وہ کتابیں مستند بھی ہیں یا نہیں، اور ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ قرآن وسنت کے مطابق بھی ہے، یا نہیں؟ اور اس سے بڑھ کر جو خواب دیکھا گیا ہے، وہ قابلِ تعبیر بھی ہے یا نہیں؟
اسی طرح تعبیر دینے والے بعض اہلِ علم حضرات بھی اس طرح کی کئی بے اعتدالیوں کا شکار ہیں، اور وہ خواب کی تعبیر دینے میں مختلف بدعنوانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔
جب ایک مدتِ دراز تک خواب اور اس کی تعبیر سے متعلق اس طرح کی افراط وتفریط اور بے اعتدالیوں وبدعنوانیوں کا مشاہدہ ہوتا رہا تو ارادہ ہوا کہ قرآن مجید اور مستند احادیث کی روشنی میں اس موضوع کی ضروری اور مفید مباحث کو جمع کیا جائے۔
اس لئے قرآن وسنت اور مستند ومعتبر احادیث کی روشنی میں خواب کے موضوع اور اس کے احکام پر روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ شریعتِ مطہرہ کی صحیح تعلیمات سے واقفیت حاصل ہو، اور افراط وتفریط سے حفاظت اور اعتدال قائم رہے۔

(فصل نمبرا)

خواب(Dream) کی اقسام وانواع

خواب کے بارے میں دنیا میں مختلف طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں، بعض نفسیات کے ماہرین کے مطابق خواب، درحقیقت انسان کے شعور وخیال میں چھپی ہوئی خواہشات کا مظہر ہوتا ہے، کہ انسان میں جو جذبات پوشیدہ طور پر موجود ہوتے ہیں، سوتے وقت غیر شعوری طور پر وہی خیالات خواب بن کر نظر آ جاتے ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا انسان کے شعور سے تعلق نہیں ہوتا، اور وہ خواب میں ایسی چیزیں دیکھتا ہے کہ جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتیں، اور بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا جاگتے ہوئے حالات میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ انسانی دسترس سے بالاتر ہوتے ہیں، جبکہ بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو حقائق پر مبنی ہوتے ہیں، اور خواب دیکھنے کے بعد ہی ان کو عملی جامہ حاصل ہوتا ہے۔

اس لئے دنیا کے مختلف شعبوں کے ماہرین نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، وہ جامع معلوم نہیں ہوتا، اور اس کے برعکس خواب کے بارے میں دینِ اسلام نے جو نظریہ پیش کیا ہے، وہ انتہائی جامع اور حقائق پر مبنی ہے۔

چنانچہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب مجموعی طور پر تین طرح کا ہوتا ہے، ایک خواب اچھا اور سچا ہوتا ہے، جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو رحمانی خواب کہا جاتا ہے، اور اس خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جزء بھی قرار دیا گیا ہے، اور دوسرا خواب مکروہ، بُرا اور جھوٹا ہوتا ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو شیطانی خواب کہا جاتا ہے، اور تیسرا خواب نفسیاتی اور خیالاتی ہوتا ہے، جو نفس اور خیال کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو نفسیاتی اور

خیالاتی خواب کہا جاتا ہے۔

اور کوئی خواب بھی ان تین قسموں سے باہر نہیں ہوتا، البتہ بعض خواب ایسے ہو سکتے ہیں کہ ان میں انہی تین قسموں میں سے ایک سے زیادہ قسموں کی ملاوٹ ہو جائے۔

آگے معتبر احادیث کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

خواب کی تین قسمیں

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ، وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي يَقَظَتِهِ، فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ، وَمِنْهَا جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ (سنن ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک ان میں سے شیطان کی طرف سے گھبراہٹ پیدا کرنے والے ہیں، تاکہ شیطان ان کے ذریعہ سے ابنِ آدم کو غمگین کرے، اور دوسرے وہ خواب ہیں، جن چیزوں کا آدمی اپنی بیداری کی حالت میں ارادہ وخواہش کرتا ہے، پھر ان چیزوں کو اپنی نیند میں دیکھ لیتا ہے، اور تیسرے خواب وہ ہیں، جو نبوت کا چھیالیسواں جزو ہیں (ابنِ ماجہ، ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں، ایک خوف وگھبراہٹ پیدا کرنے والا خواب، جو شیطانی خواب ہوتا ہے، تاکہ شیطان ابنِ آدم کو غمگین کرے، اور دوسرا انسان کی سوچ اور خواہشات کو ظاہر کرنے والا خواب، جو کہ نفسیاتی اور خیالاتی خواب کہلاتا ہے، اور تیسرا خواب سچا اور اچھا ہوتا ہے، جو نبوت کا چھیالیسواں جزء اور اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۳۹۰۷، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۰۴۲.
فی حاشية ابنِ حبان: اسناده صحيح.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلرُّؤْيَا عَلٰى ثَلَاثَةِ مَنَازِلَ : فَمِنْهَا مَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ، وَمِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ، وَمِنْهَا رُؤْيَا مِنَ اللّٰهِ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے، اُن میں سے ایک تو وہ ہوتا ہے، کہ جس میں آدمی اپنے نفس سے بات کرتا ہے (یعنی نفسیاتی وخیالاتی خواب ہوتا ہے) تو یہ کوئی چیز نہیں ہے، اور اُن میں سے دوسرا وہ ہوتا ہے، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، تو یہ خواب ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، اور اُن میں سے تیسرا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے (نسائی)

اس حدیث سے خوابوں کی تین قسموں کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور یہ وہی خواب ہوتا ہے، جس کو دیگر روایات میں نبوت کا چھیالیسواں جزء قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فَرُؤْيَا حَقٌّ، وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، وَرُؤْيَا تَحْزِيْنٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ (ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک حق خواب، دوسرا وہ خواب جس میں آدمی اپنے نفس سے گفتگو کرتا ہے (یعنی نفسیاتی وخیالاتی خواب) اور تیسرا شیطان کی جانب سے غم پیدا کرنے والا خواب (ترمذی)

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۶۷۹، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم الحدیث ۹۰۹.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جوخواب نفس کی طرف سے خیالی نہ ہو،اور شیطان کی طرف سے غم پیدا کرنے والا بھی نہ ہو، وہ حق ہوتا ہے،اور دوسری احادیث میں اسی حق خواب کونبوت کا چھیالیسواں حصہ یااللہ کی طرف سے کہا گیا ہے،جس کومبشرات بھی کہا گیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

اَلرُّؤْیَا ثَلَاثٌ:فَبُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ، وَحَدِیْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِیْفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ (سنن ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: خواب تین طرح کا ہوتا ہے،ایک اللہ کی جانب سے خوشخبری والا،اور دوسرا حدیثِ نفس (یعنی نفسیاتی وخیالاتی خواب)اور تیسرا شیطان کی طرف سے خوف اورڈردلانے والاخواب (ابنِ ماجہ،مسنداحمد)

اس روایت میں بھی خوابوں کی تین قسمیں ہونے کا ذکر کیا گیا ہے،اوراس روایت میں اللہ کی جانب سے خواب کوخوشخبری والاقرار دیا گیا ہے،جس سے معلوم ہوا کہ جوخواب،اللہ کی طرف سے ہوتا ہے،اس میں مؤمن کے لئے خوشخبری ہوتی ہے،اورگزشتہ روایت سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ وہ حق اورنبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالرُّؤْیَا ثَلَاثَةٌ:اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ بُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالرُّؤْیَا یُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، وَالرُّؤْیَا تَحْزِیْنٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ (مسند احمد) [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٩٠٦، مسند احمد، رقم الحديث ٩١٢٩.

فی حاشية مسند احمد:حديث صحيح، وهذا إسناد قوی، هوذة صدوق لا بأس به، وباقی رجال الإسناد ثقات من رجال الشيخين.

[2] رقم الحديث ٧٦٤٢، واللفظ له، ورقم الحديث ١٠٥٩٠، سنن دارمی، رقم الحديث ٢١٨٩.

فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح علی شرط الشيخين.

وفی حاشية سنن الدارمی:إسناده صحيح.

ترجمہ: اورخواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک اچھا خواب، جو کہ اللہ عزوجل کی جانب سے خوشخبری ہے، اور دوسرا وہ خواب جس میں آدمی اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے (یعنی نفسیاتی وخیالاتی خواب) اور تیسرا شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا خواب (مسند احمد، دارمی)

اس روایت سے بھی خواب کی تین قسمیں ہونا معلوم ہوا۔

اس روایت میں اللہ کی جانب سے ہونے والے خواب کو اچھے خواب کا بھی نام دیا گیا ہے۔

شیطان کو برا خواب دکھانے پر قدرت کس طرح ہوتی ہے؟

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو یہ صلاحیت کس طرح حاصل ہوتی ہے کہ وہ انسان کو بُرا خواب دِکھا سکے؟

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ شیطان انسان کے خون جاری ہونے کی جگہ تک پہنچ جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ بُرے خواب دکھانے پر قادر ہو جاتا ہے، اور اسی وجہ سے شیطان جاگتے ہوئے مختلف قسم کے وساوس بھی دل میں ڈالتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اِبْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ

(ابوداوٗد، رقم الحديث ۴۷۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ابنِ آدم کے خون جاری ہونے کی جگہ میں چلتا ہے (ابوداؤد)

اس طرح کا مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن علی بن حسين، أن النبی صلی الله عليه وسلم أتته صفية بنت حيی فلما رجعت انطلق معها، فمر به رجلان من الأنصار فدعاهما، فقال :إنما هی صفية، قالا: سبحان الله، قال :إن الشيطان يجری من ابن آدم مجری الدم (بخاری، رقم الحديث ۷۱۷۱)

خواب کی تین قسموں کی تحقیق اور نفسیاتی خواب کی طبّی توجیہ

مذکورہ مستند اور صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔

ایک حق تعالیٰ کی طرف سے سچا، نیک اور اچھا خواب ہوتا ہے، جس میں مومن بندہ کو خوش کیا جاتا ہے، اور کوئی سبق وہدایت دی جاتی ہے، اس خواب کو رحمانی اور مبشرات میں سے کہا گیا ہے، اور اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اور دوسرا خواب شیطانی ہوتا ہے، جس میں انسان، مکروہ، خوف وگھبراہٹ اور غم پیدا کرنے والی چیزیں دیکھتا ہے، اس خواب سے شیطان کا مقصد مومن کو غمگین کرنا اور خوف میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔

اور تیسرا خواب وہ ہوتا ہے کہ جو انسان کے خیالات اور سوچوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس کا دماغ جو کچھ سوچ وفکر کر رہا ہوتا ہے، یا اس کے شعور میں کوئی چیز چھپی ہوئی ہوتی ہے، ویسا ہی اس کو خواب نظر آ جاتا ہے۔

اس نفسیاتی وخیالاتی خواب میں انسان کی طبیعت اور مزاج کو بھی دخل ہوتا ہے۔

اسی لئے اطباء نے مختلف قسم کے مزاج والے لوگوں کو ان کے مزاج کے موافق خواب نظر آنے کا حکم لگایا ہے، بلکہ خواب کو مریض کے مزاج کا پتہ چلانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اطباء کے نزدیک خواب میں زرد اور پیلی چیزوں کو دیکھنا، مثلاً خواب میں آگ اور زرد رنگ کے جھنڈے وغیرہ دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط، جن کو عربی میں ''السوائل الجسمية'' اور انگریزی زبان میں **Body fluid** کہا جاتا ہے، ان میں صفراء (Bilious) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اور اطباء کے نزدیک خواب میں سفید چیزوں کو دیکھنا، مثلاً خواب میں پانی کی نہریں، اولے، برف، بارشیں اور بادل کی گرج کے ساتھ ژالہ باری کا برستا ہوا دیکھنا اس بات کی علامت

سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں بلغم (Lymphatics) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اوراطباء کے نزدیک خواب میں سیاہ اورخوفناک وڈراؤنی چیزوں کو دیکھنا،مثلاً خواب میں تاریکیاں،خندق اورخوفناک مناظر کا دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں سوداء(Phlegm) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

اوراطباء کے نزدیک خواب میں سرخ چیزوں کو دیکھنا مثلاً خواب میں بہت سا خون دیکھنا، یا خون میں ڈوبا ہوا دیکھنا اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ اس شخص کے جسمانی اخلاط میں خون(Blood) کا غلبہ پایا جاتا ہے۔

اورصحت منداورمعتدل مزاج والا شخص جوخواب دیکھتا ہے،وہ دلچسپ اورمزیدار ہوتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے تمام خواب،اورنیک صالح،معتدل مزاج والے لوگوں کے بہت سے خواب رحمانی ہوتے ہیں،جن میں بحکمِ الٰہی شیطانی،طبعی ونفسیاتی چیزوں کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔

خلاصہ اس بحث کا یہ نکلا کہ عام لوگوں کے خواب کی تین قسمیں ہیں،ایک نفسیاتی وخیالاتی، دوسرے شیطانی اورتیسرے رحمانی،جن کی تفصیل ماقبل میں ذکر کی جاچکی ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ

(فصل نمبر۲)

انبیائے کرام کے خواب کا رحمانی اور وحی ہونا

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو نظر آنے والا خواب، اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور برحق وسچ ہوتا ہے۔

اس لئے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب کو شیطانی یا نفسیاتی وخیالاتی نہیں کہا جاسکتا، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب ایک ہی طرح کا ہوتا ہے، یعنی سچا اور اچھا، جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اور اس کو رحمانی خواب کہا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں نیند میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نہیں سوتے، بلکہ صرف آنکھیں سوتی ہیں، اس لئے انہیں خواب یادرکھنے میں کوئی غلطی بھی واقع نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذبح کا حکم خواب کے ذریعہ ہی دیا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى، قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (سورة الصافات، رقم الآية ۱۰۲)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کررہا ہوں، سوتم غور کرلو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل نے کہا کہ اے میرے والد! جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے کرگزریئے (سورہ صافات)

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا،

جس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حکمِ الٰہی قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حکمِ الٰہی اور وحی ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی ایک اہم سچا خواب دیکھا تھا، جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۴)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (سورہ یوسف)

جو بعد میں سچا ثابت ہوا، جیسا کہ قران مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ یٰٓاَبَتِ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْ یَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَھَا رَبِّیْ حَقًّا (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے دیکھا تھا، بے شک میرے رب نے اسے حق کر دیا ہے (سورہ یوسف)

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے خواب کے سچا ہونے کو حق قرار دیا، جس سے

---

[1] قلنا لعمرو إن ناسا يقولون :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه قال عمرو سمعت عبيد بن عمير يقول " :رؤيا الأنبياء وحي، ثم قرأ إني أرى في المنام أني أذبحك (بخاری، تحت رقم الحديث ۱۳۸)

قَالَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ :رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، وَقَرَأَ :(إني أرى في المنام أني أذبحك فانظر ماذا ترى قال يا أبت افعل ما تؤمر) (شرح السنة للبغوی، ج۱۲ ص۲۰۳، باب تحقيق الرؤيا)

قال بعض أهل التفسير :فالوحي أول ما أرى الله سبحانه وتعالى الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام - في منامهم كما أمر إبراهيم -عليه السلام -في منامه بذبح ابنه ، فقال فيما أخبر عن إبراهيم عليه السلام :(إني أرى في المنام أني أذبحك فانظر ماذا ترى قال يا أبت افعل ما تؤمر، قال الإمام المطلبي الشافعي رضي الله عنه :قال غير واحد من أهل التفسير :رؤيا الأنبياء وحي ؛ لقول ابن إبراهيم الذي أمر بذبحه :(افعل ما تؤمر) (الاسماء والصفات للبيهقي، باب قول الله عز وجل وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا الخ)

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حق اور سچ ہوتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ خواب کی تفسیر میں روایت ہے کہ:

كَانَتْ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَحْيًا (شرح مشكل الآثار للطحاوى)[1]

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں (طحاوی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ (مستدرک حاکم)[2]

ترجمہ: انبیائے کرام کے خواب وحی ہیں (حاکم، طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ (بخارى، رقم الحديث ۴۹۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وحی کے سلسلہ میں) سب سے پہلی چیز جو عطا کی گئی، وہ نیند میں سچے خواب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے تھے، تو وہ صبح کی روشنی پھوٹنے (اور روزِ روشن) کی طرح پورا (یعنی سچ ثابت) ہوجاتا تھا (بخاری)

پس جس طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جاگتے ہوئے وحی فرماتے ہیں،

---

[1] باب بيان مشكل ما روى عن عبد الله بن عباس، من قوله: كانت رؤيا الأنبياء وحيا الخ.

[2] رقم الحديث ۳۶۱۳، واللفظ لهٔ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۲۳۰۲.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى ومسلم

اسی طرح سوتے ہوئے بھی خواب میں وحی فرماتے ہیں۔ [1]

پھر یہ جان لینا ضروری ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب میں یا اس کے یاد رکھنے میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا، جس طرح کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں آنے والی وحی میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سونے کی حالت میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کا دل نہیں سوتا، اور دل بیدار و باشعور رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تَنَامُ عَيْنِىْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۶۹)

ترجمہ: میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ (صحيح ابنِ خزيمة) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں، اور میرا دل نہیں سوتا (ابن خزیمہ)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے معراج کے واقعہ کی ایک لمبی حدیث میں مروی ہے

---

[1] وكان أحسن ما حضرنا مما يؤول عليه هذا الحديث :أن رؤيا الأنبياء صلوات الله عليهم كانت مما يوحيه الله إياها إليهم، فيوحى إليهم فى مناماتهم ما شاء أن يوحى إليهم فيها، ويوحى إليهم فى يقظاتهم ما شاء أن يوحيه إليهم فيها، وكل ذلك وحى منه إليهم ,يجعل منه ما شاء فى مناماتهم، ويجعل منه ما شاء فى يقظاتهم (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن عبد الله بن عباس، من قوله :كانت رؤيا الأنبياء وحيا الخ)

[2] رقم الحديث ۴۸، واللفظ لهٗ، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۳۸۶.
قال شعيب الانؤوط:إسناده حسن على شرط مسلم(حاشية صحيح ابنِ حبان)
وقال محمد مصطفیٰ الأعظمى :إسناده صحيح(حاشية صحيح ابنِ خزيمة)

کہ:

وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَائِمَۃٌ عَیْنَاہُ وَلاَ یَنَامُ قَلْبُہُ، وَکَذٰلِکَ الْأَنْبِیَآءُ تَنَامُ أَعْیُنُھُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۵۷۰)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، اور دل سویا ہوا نہیں تھا، اور اسی طریقہ سے انبیائے کرام کی (صرف) آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کے دل نہیں سوتے (بخاری)

پس جب انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نیند کی حالت میں بھی بیدار اور متیقّظ رہتے ہیں، تو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خواب میں بھی وحی کے ذریعہ سے احکام عطا کئے جاتے ہیں، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی خواب والی وحی اور اس کے یاد رہنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی، جس طرح سے کہ جاگتے ہوئے ہونے کی حالت میں وحی میں غلطی نہیں ہوتی، اور اسی وجہ سے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، جس کی تفصیل ہم نے آگے ''نیند سے وضو ٹوٹنے کے احکام'' میں ذکر کردی ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب وحی اور رحمانی ہوا کرتا ہے، شیطانی اور نفسانی نہیں ہوا کرتا، اور ان کو خواب کے یاد رکھنے میں غلطی اور بھول نہیں ہوتی۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

---

[1] کان یوحی إلیہ فی نومہ کما یوحی إلیہ فی یقظتہ، ورؤیا الأنبیاء وحی، ولھذا کانت تنام أعینھم ولا تنام قلوبھم، فکانوا یخشون أن یقطعوا علیہ الوحی إلیہ بإیقاظہ.

ولا تنافی بین نومہ حتی طلعت الشمس وبین یقظۃ قلبہ؛ فإن عینیہ تنامان، والشمس إنما تدرک بحاسۃ البصر لا بالقلب(فتح الباری لابنِ رجب، ج۲ص ۲۷۱)

وأظن الأنبیاء مخصوصین بأن تنام أعینھم ولا تنام قلوبھم علی ما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم (التمھید لما فی المؤطا ،ج۵ص۲۰۷)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(فصل نمبر ۳)

صالح مومن کے نیک اور سچے خواب کا بشارت ہونا

شیطانی خواب، جس میں شیطان کا مقصود بندہ کو غمگین کرنا اور خوف دلانا ہوتا ہے، اور یہ خواب بندہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، خاص کر جبکہ اعوذ باللہ وغیرہ پڑھ لیا جائے، اور نفسانی وخیالی خواب کی بھی کوئی حیثیت نہیں، البتہ جو خواب اچھا اور سچا ہوتا ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن کا نیک اور اچھا وسچا خواب، اس کے لئے نہ صرف یہ کہ بشارت اور خوشخبری ہوتا ہے، بلکہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا؟ قَالَ : هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرٰى لَهٗ

(ترمذی، رقم الحديث ۲۲۷۵،مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۷۴۰) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (قرآن مجید میں مذکور) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا ''لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا'' کہ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خوشخبری نیک خواب ہیں، جن کو مومن دیکھتا ہے یا مؤمن کو دکھائے جاتے ہیں (ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابوالدرداء اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث

---

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

مروی ہے۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ کے جس قول کے بارے میں مذکورہ حدیث میں تفسیر بیان کی گئی ہے، اس سے پہلی آیت اس طرح ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (سورة حم السجدة، رقم الآيات ۳۰، و ۳۱)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں، کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سُنو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے ولی ہیں (سورہ حم سجدہ)

اس سے معلوم ہوا کہ استقامت اختیار کرنے والے یعنی نیک صالح مؤمنوں کو دنیا میں ان کے عمل کے مطابق نیک صالح خواب دکھا کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت اور خوشخبری دی

---

[1] عن عطاء بن يسار، عن رجل، من أهل مصر، قال: سألت أبا الدرداء، عن قول الله تعالى (لهم البشرى في الحياة الدنيا) (يونس: 64) فقال: ما سألني عنها أحد غيرك إلا رجل واحد منذ سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما سألني عنها أحد غيرك منذ أنزلت، هي الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له وفي الباب عن عبادة بن الصامت هذا حديث حسن (سنن الترمذي، رقم الحديث ۲۲۷۳)

عن عبد الله بن عمرو، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال: (لهم البشرى في الحياة الدنيا)، قال " : الرؤيا الصالحة، يبشرها المؤمن، هي جزء من تسعة وأربعين جزءا من النبوة، فمن رأى ذلك فليخبر بها، ومن رأى سوى ذلك، فإنما هو من الشيطان ليحزنه، فلينفث عن يساره ثلاثا، وليسكت، ولا يخبر بها أحدا (مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۴۴)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، ابن لهيعة -وإن كان في حفظه شيء- متابع، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح، غير دراج -وهو ابن سمعان أبو السمح-، وهو صدوق، روى له أصحاب السنن.

جاتی ہے۔

نبوت کے بعد مبشرات یعنی نیک خواب باقی ہیں

حضرت اُمِ کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۸۹۶)

ترجمہ: نبوت ختم ہوگئی، اور مبشرات باقی رہ گئے (ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا : وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ : الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (بخاری، رقم الحديث ۶۹۹۰، باب المبشرات)

ترجمہ: نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ (اے اللہ کے رسول) مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک مومن کے) اچھے خواب (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبوت کا سلسلہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، لیکن اچھے خوابوں کے ذریعہ سے نبوت کے علم میں سے ایک خوشخبری کے درجہ کی چیز باقی ہے، جو نیک صالح مؤمن کو حاصل ہے، اور نیک صالح مؤمن کے لئے نیک خواب کا بشارت ہونا کبھی اچھے کام پر حوصلہ دلا کر اور ہمت بڑھا کر ہوتا ہے، اور کبھی بُرے کام سے ڈرا کر یا غفلت سے یاددھیانی کرا کر ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] (لم يبق من النبوة) أى :من أجزائها (إلا المبشرات) : بكسر الشين المشددة .قال السيوطى :أى :الوحى منقطع بموتى، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، والتعبير بالمبشرات خرج مخرج الأغلب، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهى صادقة يريها الله للمؤمن رفقا به، ليستعد لما يقع قبل وقوعها .(قالوا) أى :بعض الصحابة (وما المبشرات؟ قال :الرؤيا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ، قَالَ : فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ : لٰکِنِ الْمُبَشِّرَاتُ . قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ : رُؤْیَا الْمُسْلِمِ، وَھِیَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ (سنن ترمذی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں، یہ بات صحابۂ کرام پر دشوار ہوئی (کہ آپ کے بعد نبوت سے کس طرح تعلق ہوگا؟) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لیکن مبشرات (میرے بعد باقی رہیں گے) صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک، صالح) مسلم کا خواب، جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے (ترمذی، مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت تو مکمل ومنقطع ہوگئی، لیکن مبشرات کی شکل میں نیک صالح اور اچھے مؤمنوں کے لئے نیک صالح اور اچھے خواب باقی ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصالحة)، أی :الحسنة أو الصادقة، وهی ما فیه بشارة أو تنبیه عن غفلة وأمثال ذلک .قال الطیبی: ومعنی الصالحة الحسنة، ویحتمل أن تجری علی ظاهرها، وأن تجری علی الصادقة، والمراد بها صحتها، وتفسیر رسول الله -صلی الله علیه وسلم -المبشرات علی الأول ظاهر ;لأن البشارة کل خبر صدق یتغیر به بشرة الوجه واستعمالها فی الخیر أکثر، وعلی الثانی مؤول إما علی التغلیب، أو یحمل علی أصل اللغة(مرقاة، ج۷ص۱۳ ۲۹، کتاب الرؤیا)

[۱] رقم الحدیث ۲۲۷۲، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۸۲۴.

قال الترمذی:وفی الباب عن أبی هریرة، وحذیفة بن أسید، وابن عباس، وأم کرز هذا حدیث صحیح غریب من هذا الوجه من حدیث المختار بن فلفل.

وفی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر المختار بن فلفل، فمن رجال مسلم.

مؤمن صالح کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّةِ (بخاری، رقم الحديث ۶۹۸۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک (صالح) آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء وحصہ ہے (بخاری)

بعض احادیث میں مسلمان یا مومن کے خواب کو اور بعض میں نیک خواب کو، اور بعض میں نیک صالح مومن کے خواب کو نبوت کا مخصوص حصہ قرار دیا گیا ہے۔

اور مراد نیک صالح مومن کا اچھا خواب ہی ہے کہ نیک صالح مومن کے خواب ہی کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

اور چھیالیسواں جزء وحصہ ہونے کی تفصیل اسی فصل کے آخر میں آگے آتی ہے۔

سب سے سچا خواب کس کا ہوتا ہے؟

بعض احادیث میں یہ وضاحت وصراحت بھی پائی جاتی ہے کہ سب سے سچا خواب اس مؤمن بندہ کا ہوتا ہے، جو بات کرنے میں سب سے سچا ہو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا (مسند احمد) [1]

---

[1] رقم الحديث ۷۶۴۲، واللفظ لهٗ، ورقم الحديث ۱۰۵۹۰، سنن دارمی، رقم الحديث ۲۱۸۹.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وفی حاشية سنن الدارمی: إسناده صحيح.

ترجمہ: اور تم میں زیادہ سچے خواب والا وہ شخص ہے، جو بات کے اعتبار سے زیادہ سچا ہو (مسند احمد، دارمی)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بات میں سب سے سچا ہو، اس کا خواب بھی دوسروں کے مقابلے میں سب سے سچا اور اچھا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں سحری کے وقت کے خواب کو زیادہ سچا خواب قرار دیا گیا ہے، جس سے بظاہر خواب دیکھنے والے کے بجائے، خواب دیکھے جانے والے وقت سے سچے خواب کا تعلق ہونا معلوم ہوتا ہے۔

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اس لئے یہ حدیث سند کے لحاظ سے گزشتہ حدیث کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جلیل القدر تابعی حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دن کا خواب رات کے خواب کی طرح ہوتا ہے۔ [2]

البتہ یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ نیک صالح مومن کے تمام خوابوں کا سچا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بعض خواب نفسانی یا شیطانی بھی ہوسکتے ہیں۔

جہاں تک فاسق یا کافر لوگوں کے خوابوں کا تعلق ہے، تو ان کے خوابوں کو یہ مقام حاصل نہیں، کیونکہ ان کے اکثر خواب نفسانی یا شیطانی ہوتے ہیں، البتہ کسی حکمت سے اللہ تعالیٰ ان کو سچا

---

[1] حدثنا سريج، حدثنا ابن وهب، عن عمرو بن الحارث، أن دراجا أبا السمح، حدثه، عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "أصدق الرؤيا بالأسحار (مسند احمد، رقم الحديث ١١٦٥٠)

في حاشية مسند احمد: إسناده ضعيف لضعف دراج -وهو ابن سمعان- في روايته عن أبي الهيثم -وهو سليمان بن عمرو العتواري- وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غير سريج -وهو ابن النعمان- فمن رجال البخاري. ابن وهب: هو عبد الله.

تنبيه: قد وقع في "أطراف المسند" أن شيخ أحمد في هذا الحديث هو هارون بدل سريج، وهو سبقُ قلم من الحافظ رحمه الله، فالنسخ الخطية التي عندنا جميعُها اتفقت على أنه سريج، وهو كذلك في الطبعة الميمنية.

[2] وقال ابن عونٍ: عن ابن سيرين: رؤيا النهار مثل رؤيا الليل (بخاري، باب الرؤيا بالنهار)

خواب بھی دکھا سکتے ہیں، جس سے کسی فاسق یا کافر کا مقبول ہونا لازم نہیں آتا۔

اور رہا نبیوں کے خوابوں کا معاملہ، تو ان کے سب خواب سچے بلکہ وحی کے درجہ میں ہوتے ہیں، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔ [1]

مؤمن کے خواب کا قُربِ قیامت میں زیادہ سچّا ہونا

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک صالح مومن کو قربِ قیامت میں سچے خواب زیادہ نظر آئیں گے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ

---

[1] قوله الرؤيا الحسنة من الرجل الصالح هذا يقيد ما أطلق فى غير هذه الرواية كقوله رؤيا المؤمن جزء ولم يقيدها بكونها حسنة ولا بأن رائيها صالح ووقع فى حديث أبى سعيد الرؤيا الصالحة وهو تفسير المراد بالحسنة هنا قال المهلب المراد غالب رؤيا الصالحين وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلة تمكن الشيطان منهم بخلاف عكسهم فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم قال فالناس على هذا ثلاث درجات الأنبياء ورؤياهم كلها صدق وقد يقع فيها ما يحتاج إلى تعبير والصالحون والأغلب على رؤياهم الصدق وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبير ومن عداهم يقع فى رؤياهم الصدق والأضغاث وهى على ثلاثة أقسام مستورون فالغالب استواء الحال فى حقهم وفسقة والغالب على رؤياهم الأضغاث ويقل فيها الصدق وكفار ويندر فى رؤياهم الصدق جدا ويشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه وسلم وأصدقهم رؤيا أصدقهم حديثا أخرجه مسلم من حديث أبى هريرة وستأتى الإشارة إليه فى باب القيد فى المنام إن شاء الله تعالى وقد وقعت الرؤيا الصادقة من بعض الكفار كما فى رؤيا صاحبى السجن مع يوسف عليه السلام ورؤيا ملكهما وغير ذلك وقال القاضى أبو بكر بن العربى رؤيا المؤمن الصالح هى التى تنسب إلى أجزاء النبوة ومعنى صلاحها استقامتها وانتظامها قال وعندى أن رؤيا الفاسق لا تعد فى أجزاء النبوة وقيل تعد من أقصى الأجزاء وأما رؤيا الكافر فلا تعد أصلا وقال القرطبى المسلم الصادق الصالح هو الذى يناسب حاله حال الأنبياء فأكرم بنوع مما أكرم به الأنبياء وهو الاطلاع على الغيب وأما الكافر والفاسق والمخلط فلا ولو صدقت رؤياهم أحيانا فذاك كما قد يصدق الكذوب وليس كل من حدث عن غيب يكون خبره من أجزاء النبوة كالكاهن والمنجم وقوله من الرجل ذكر للغالب فلا مفهوم له فان المرأة الصالحة كذلك قاله بن عبد البر (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۲ ص ۳۶۲، قوله باب رؤيا الصالحين)

تَكْذِبرُؤْيَا الْمُؤْمِن (بخاری، رقم الحديث ۷۰۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا زمانہ قریب ہوگا، تو (نیک صالح) مومن کا خواب قریب ہے کہ جھوٹا نہ ہو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک صالح مؤمن کا خواب قیامت کے قریب زیادہ سچا ثابت ہوگا۔

ملحوظ رہے کہ حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی مؤمن کے اچھے خواب کے نبوت کا چھیالیسواں جزء ہونے کی احادیث مروی ہیں۔ [1]

البتہ بعض احادیث میں مسلمان کے اچھے خواب کو نبوت کا سترّواں (۷۰) حصہ قرار دیا گیا ہے۔ [2]

اور بعض روایات میں اس سے کم وبیش مقدار کوذکر کیا گیا ہے۔ [3]

---

[1] عن عبادة بن الصامت، عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال :رؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزء ا من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۷)

عن أبی هریرة رضی الله عنه، :أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال :رؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزء ا من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۸)

عن أبی سعید الخدری :أنه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم، یقول :الرؤیا الصالحة جزء من ستة وأربعین جزء ا من النبوة (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۸۹)

[2] حدثنا عاصم بن کلیب، قال :حدثنی أبی، قال :سمعت أبا هریرة، ذکر النبی صلی الله علیه وسلم "رؤیا الرجل المسلم جزء من سبعین جزء ا من النبوة (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۵۰۶)

فی حاشیة مسند احمد:إسناده قوی، عاصم بن کلیب من رجال مسلم.

[3] قوله جزء من ستة وأربعین جزء ا من النبوة كذا وقع فی أكثر الأحادیث ولمسلم من حدیث أبی هریرة جزء من خمسة وأربعین أخرجه من طریق أیوب عن محمد بن سیرین عنه وسیأتی للمصنف من طریق عوف عن محمد بلفظ ستة كالجادة ووقع عند مسلم أیضا من حدیث بن عمر جزء من سبعین جزء ا وكذا أخرجه بن أبی شیبة عن بن مسعود موقوفا وأخرجه الطبرانی من وجه آخر عنه مرفوعا وله من وجه آخر عنه جزء من ستة وسبعین وسندها ضعیف وأخرجه بن أبی شیبة أیضا من روایة حصین عن أبی صالح عن أبی هریرة موقوفا كذلك وأخرجه أحمد مرفوعا لكن أخرجه مسلم من روایة الأعمش عن أبی صالح كالجادة ولابن ماجه مثل حدیث بن عمر مرفوعا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبیوں کا خواب کیونکہ سچا اور وحی ہوتا ہے، اور نیک صالح مومن کے اکثر خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصلت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سچے ہوتے ہیں، اور چھیالیسواں یا اس سے کم وبیش حصہ ہونے کا یہ فرق مومن کے اپنے اپنے نیک عمل کے قوی یا کمزور ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔

جتنا کسی کا عمل نبی کی سیرت کے قریب ہوتا ہے، اُتنا ہی اس کا خواب نبوت کے علم کا قریبی جز ہوتا ہے، مگر وہ پھر بھی نبوت کے علم سے چالیس درجوں سے زیادہ فاصلہ پر ہوتا ہے، کیونکہ بذاتِ خود کسی غیر نبی کے خواب سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبی کے احکام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وسنده لين وعند أحمد والبزار عن بن عباس بمثله وسنده جيد وأخرج بن عبد البر من طريق عبد العزيز بن المختار عن ثابت عن أنس مرفوعا جزء من ستة وعشرين والمحفوظ من هذا الوجه كالجادة وسيأتي للبخارى قريبا ومثله لمسلم من رواية شعبة عن ثابت وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبرى فى تهذيب الآثار من طريق الأعرج عن سليمان بن عريب بمهملة وزن عظيم عن أبى هريرة كالجادة قال سليمان فذكرته لابن عباس فقال جزء من خمسين فقلت له أنى سمعت أبا هريرة فقال بن عباس فإني سمعت العباس بن عبد المطلب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الرؤيا الصالحة من المؤمن جزء من خمسين جزءا من النبوة.

وللترمذى والطبرى من حديث أبى رزين العقيلي جزء من أربعين وأخرجه الترمذى من وجه آخر كالجادة.

وأخرجه الطبرى من وجه آخر عن بن عباس أربعين وللطبرى من حديث عبادة جزء من أربعة وأربعين.

والمحفوظ عن عبادة كالجادة كما سيأتي بعد باب وأخرج الطبرى وأحمد من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص جزء من تسعة وأربعين.

وذكره القرطبي فى المفهم بلفظ سبعة بتقديم السين فحصلنا من هذه الروايات على عشرة أوجه أقلها جزء من ستة وعشرين وأكثرها من ستة وسبعين وبين ذلك أربعين وأربعة وأربعين وخمسة وأربعين وستة وأربعين وسبعة وأربعين وتسعة وأربعين وخمسين وسبعين أصحها مطلقا الأول ويليه السبعين ووقع فى شرح النووى وفى رواية عبادة أربعة وعشرين وفى رواية بن عمر ستة وعشرين وهاتان الروايتان لا أعرف من أخرجهما إلا أن بعضهم نسب رواية بن عمر هذه لتخريج الطبرى ووقع فى كلام بن أبى جمرة أنه ورد بألفاظ مختلفة فذكر بعض ما تقدم وزاد فى رواية اثنين وسبعين وفى أخرى اثنين وأربعين وفى أخرى سبعة وعشرين وفى أخرى خمسة وعشرين فبلغت على هذا خمسة عشر لفظا(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۲ ص ۳۶۲، ۳۶۳، قوله باب رؤيا الصالحين)

وارشادات کے ماتحت ہوتا ہے۔ ۱

خلاصہ یہ کہ نیک صالح مؤمن کا اچھا اور سچا خواب اس کے لئے بشارت اور نبوت کا چھیالیسواں یااس سے کم وبیش حصہ ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

---

۱ قلت وتمامه أن يقول فى الثمانية والسبعين بالنسبة لرواية السبعين ألغى فيها الكسر وفى التسعة والثلاثين بالنسبة لرواية الأربعين جبر الكسر ولا تحتاج إلى العدد الأخير لما فيه من ذكر النصف وما عدا ذلک من الأعداد قد أشار إلى أنه يعتبر بحسب ما يقدر من الخصال ثم قال وقد ظهر لى وجه آخر وهو أن النبوة معناها أن الله يطلع من يشاء من خلقه على ما يشاء من أحكامه ووحيه إما بالمكالمة وإما بواسطة الملک وإما بإلقاء فى القلب بغير واسطة لكن هذا المعنى المسمى بالنبوة لا يخص الله به إلا من خصه بصفات كمال نوعه من المعارف والعلوم والفضائل والآداب مع تنزهه عن النقائص أطلق على تلک الخصال نبوة كما فى حديث التؤدة والاقتصاد أى تلک الخصال من خصال الأنبياء والأنبياء مع ذلک متفاضلون فيها كما قال تعالى ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض ومع ذلک فالصدق أعظم أوصافهم يقظة ومناما فمن تأسى بهم فى الصدق حصل من رؤياه على الصدق ثم لما كانوا فى مقاماتهم متفاوتين كان أتباعهم من الصالحين كذلک وكان أقل خصال الأنبياء ما إذا اعتبر كان ستة وعشرين جزء ا وأكثرها ما يبلغ سبعين وبين العددين مراتب مختلفة بحسب ما اختلفت ألفاظ الروايات وعلى هذا فمن كان من غير الأنبياء فى صلاحه وصدقه على رتبة تناسب حال نبى من الأنبياء كانت رؤياه جزء ا من نبوة ذلک النبى ولما كانت كمالاتهم متفاوتة كانت نسبة أجزاء منامات الصادقين متفاوتة على ما فصلناه قال وبهذا يندفع الاضطراب إن شاء الله وذكر الشيخ أبو محمد بن أبى جمرة وجها آخر ملخصه أن النبوة لها وجوه من الفوائد الدنيوية والأخروية خصوصا وعموما منها ما يعلم ومنها ما لا يعلم وليس بين النبوة والرؤيا نسبة إلا فى كونها حقا فيكون مقام النبوة بالنسبة لمقام الرؤيا بحسب تلک الأعداد راجعة إلى درجات الأنبياء فنسبتها من أعلاهم وهو من ضم له إلى النبوة الرسالة أكثر ما ورد من العدد ونسبتها إلى الأنبياء غير المرسلين أقل ما ورد من العدد وما بين ذلک ومن ثم أطلق فى الخبر النبوة ولم يقيدها بنبوة نبى بعينه ورأيت فى بعض الشروح أن معنى الحديث أن للمنام شبها بما حصل للنبى وتميز به عن غيره بجزء من ستة وأربعين جزء ا فهذه عدة مناسبات لم أر من جمعها فى موضع واحد فلله الحمد على ما ألهم وعلم ولم أقف فى شىء من الأخبار على كون الإلهام جزء ا من أجزاء النبوة مع أنه من أنواع الوحى إلا أن بن أبى جمرة تعرض لشىء منه كما سأذكره فى باب من رأى النبى صلى الله عليه وسلم إن شاء الله تعالى(فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۲ ص ۳۶۸، قوله باب رؤيا الصالحين)

(فصل نمبر۴)

خواب نظر آنے کے بعد مسنون اعمال

پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کا خواب تین طرح کا ہوسکتا ہے، ایک رحمانی، دوسرا شیطانی، تیسرا نفسانی۔

ان تینوں قسم کے خوابوں کے نظر آنے پر، احادیث میں قیمتی ہدایات اور مسنون اعمال کی تعلیم دی گئی ہے، جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

بُرے خواب پر تھتکارنے، کروٹ بدلنے، تعوّذ یا نماز کا حکم

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۲۹۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک صالح خواب، اللہ کی جانب سے ہے، اور پریشان کُن خواب شیطان کی طرف سے ہے، پس جو شخص خواب میں مکروہ وناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے (یعنی تھوتھو کردے) اور شیطان سے تعوذ کرے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) تو یہ خواب اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا.

فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۰۵۹) [1]

ترجمہ: پس جب تم میں سے کوئی شخص (خواب میں) مکروہ وناپسندیدہ (مثلاً ڈراؤنی) چیز دیکھے، تو اسے چاہئے کہ جب وہ بیدار ہو تو اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے (یعنی تھوتھو کردے) اور اللہ کے ذریعہ اس کے شر سے پناہ طلب کرے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) تو بلاشبہ وہ خواب ان شاء اللہ اس کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ برا ومکروہ یا ناپسندیدہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور ایسا خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر بائیں طرف تھتکار دینا چاہئے، اور تین مرتبہ تھتکارے، تو بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہئے، مثلاً ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنی چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ وناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے (یعنی تھوتھو کردے) اور اللہ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے (یعنی تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے) اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کروٹ کو بدل دے (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بُرا، مکروہ وناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارنا اور تین مرتبہ اعوذ باللہ پڑھنا بہتر ہے، اور عذر نہ ہو، تو کروٹ

---

[1] فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

بدل لینا بھی مناسب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنْ رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ يُصَلِّيْ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٩٠٦، مسند احمد، رقم الحديث ٩١٢٩) [1]

ترجمہ: اور اگر (خواب میں) کوئی مکروہ وناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے، بلکہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برا خواب نظر آنے کے بعد بیدار ہونے پر گزشتہ احادیث میں مذکور چیزوں کے ساتھ ساتھ دفعِ شر اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت وپناہ طلب کرنے کے لئے اگر حسبِ توفیق نماز بھی پڑھ لے، تو اور زیادہ بہتر ہے۔

مذکورہ مسنون اعمال کو اختیار کرنے کی برکت سے بُرے سے بُرے اور مکروہ وناپسندیدہ خواب سے ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر ونقصان نہیں پہنچے گا۔

پھر اگر بُرا ومکروہ خواب نظر آنے کے فوراً بعد آنکھ کھل جائے، تو ان مذکورہ مسنون اعمال کو اسی وقت اختیار کرنا مناسب ہے، اور اگر تاخیر سے آنکھ کھلے، تو پھر آنکھ کھلنے پر ان مسنون اعمال کو اختیار کرنا چاہئے، کیونکہ بعض احادیث میں بیدار ہونے کے بعد ان اعمال کو اختیار کرنے کی وضاحت پائی جاتی ہے، اور اگر آنکھ کھلنے پر برا خواب یاد نہ آئے، بلکہ تاخیر سے یاد آئے، تو اسی وقت ان مسنون اعمال یا ان میں سے بعض اعمال (مثلاً اعوذ باللہ اور نماز پڑھنے) کو اختیار کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہوجائے گا۔

اور اگر مذکورہ مسنون اعمال میں سے بعض اعمال فی الحال اختیار کرے، اور بعض اعمال بعد میں اختیار کرے، تو اس کی بھی گنجائش پائی جاتی ہے۔

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى، هوذة صدوق لا بأس به، وباقي رجال الإسناد ثقات من رجال الشيخين.

بُرے خواب سے پیشگی حفاظت کی مسنون دعاء

بعض احادیث میں بُرے خواب سے پیشگی حفاظت کی دعاء کا بھی ذکر آیا ہے، کہ اگر کوئی سونے سے پہلے اس دعاء کو پڑھ لے، تو شیطانی یعنی مکروہ وناپسندیدہ خوابوں سے حفاظت رہتی ہے۔

چنانچہ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَا إِلَيْهِ أَهَاوِيْلَ يَرَاهَا فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل اليوم والليلة) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیند میں پریشان کُن چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ

---

[1] ج ا، ص ۶۷۱، باب ما يقول من ابتلى بالأهوال يراها فى منامه.

فى حاشية مسند احمد: وهو عند ابن السنى(۷۵۵)من حديث خالد بن الوليد، رواه من طريق مسدد، عن سفيان بن عيينة، عن أيوب بن موسى، عن محمد بن يحيى بن حبان، أن خالد بن الوليد، وهذا منقطع أيضاً.

وهو فى "الموطأ۲/۹۵۰"عن يحيى بن سعيد، أنه قال :بلغنى أن خالد بن الوليد قال لرسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إنى أروع فى منامى ...وآخر عند ابن السنى (۷۴۷)عن محمد بن عبد الله بن غيلان، عن أبى هشام الرفاعى، عن وكيع بن الجراح، عن سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال : جاء رجل إلى النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فشكا إليه أهاويل يراها فى المنام، فقال له النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..وأبو هشام الرفاعى -واسمه محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة مختلف فيه، قال ابنُ معين والعجلى وسلمة بن قاسم :لا بأس به .وقال البرقانى :ثقة، أمرنى الدارقطنى أن أخرج حديثه فى إلصحيح، واحتج به مسلم، وضعفه البخارى وأبو حاتم والحكم أبو أحمد والنسائى، وباقى رجاله ثقات (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۲۶۹۶)

وقال الالبانى: وجملة القول :أن الحديث بهذا الشاهد حسن (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۶۴)

وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اپنے بستر پر آئیں، تو یہ دعاء پڑھ لیا کریں کہ:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ (عمل الیوم واللیلة)

بُرا و مکروہ خواب دوسرے کو بتانے یا سنانے کی ممانعت

کئی احادیث میں بُرا، مکروہ و ناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد دوسرے کو بتانے یا سنانے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۴)

ترجمہ: اور جب مکروہ و ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اللہ کے ذریعہ سے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے (یعنی اعوذ باللہ پڑھے) اور تین مرتبہ (بائیں طرف) تھتکار دے، اور اس (مکروہ و ناپسندیدہ خواب) کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے، پس (ایسا کرنے پر) وہ خواب اس کو ہرگز بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

وَإِذَا رَأٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۵)

ترجمہ: اور جب اس (پسندیدہ خواب) کے علاوہ کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، پس اس کے شر سے پناہ مانگے (یعنی اعوذباللہ پڑھے) اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرے، تو وہ خواب اس کو ہرگز بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ عُنُقِيْ ضُرِبَتْ، فَسَقَطَ رَأْسِيْ، فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ مَكَانَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ، فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۳۸۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات اس چیز میں کہ جس میں کہ سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب میں) یہ دیکھا کہ گویا کہ میری گردن ماردی (یعنی کاٹ دی) گئی ہے، پھر میرا سرا لگ ہوکر گر پڑا، پھر میں اس کی طرف گیا، اور پھر میں نے اسے لے کر اپنی جگہ واپس لگا دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ کھیل کرے (یعنی شیطانی خواب غم یا خوف دلانے والا نظر آئے) تو اس کو لوگوں سے ہرگز بیان نہ کرے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُخْبِرُ أَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ

(مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸ "۱۲")

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص پریشان کن خواب دیکھے، تو (یہ شیطان کا کھیل

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوي على شرط مسلم.

ہے،اس لئے) شیطان کے نیند میں کھیلنے کی کسی کوخبر نہ کرے(مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: قَالَ:اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يُبَشَّرُهَا الْمُؤْمِنُ، هِيَ جُزْءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ، فَمَنْ رَأٰى ذٰلِكَ فَلْيُخْبِرْ بِهَا، وَمَنْ رَأٰى سِوٰى ذٰلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيُحْزِنَهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا، وَلْيَسْكُتْ، وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا

(مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۴۴) [۱]

ترجمہ: ان (نیک) لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے، یعنی نیک صالح خواب ہیں، جن کے ذریعہ سے مومن کوخوشخبری دی جاتی ہے، اور نیک صالح خواب نبوت کا انچاسواں جزو ہے، پس جو شخص یہ (نیک صالح) خواب دیکھے، تواسے چاہئے کہ (اپنے سے محبت کرنے والے شخص کو) اس کو بیان کردے، اور جواس کے علاوہ (ناپسندیدہ) خواب دیکھے، تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، تاکہ وہ (شیطان) اس کوغمگین کرے، پس (ایسی صورت میں) اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے (یعنی تھوتھو کردے) اور (اس خواب سے) خاموشی اختیار کرے، اوراس کی کسی کوخبر نہ کرے(مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگرکوئی بُرا، مکروہ وناپسندیدہ یعنی غم یا خوف پیدا کرنے والا خواب نظر آئے، تواسے نفس وشیطان کی طرف سے سمجھنا چاہئے، اور ایسا خواب کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ایسی حالت میں مسنون اعمال اختیار کرنے چاہئیں، مثلاً

[۱] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، ابن لهيعة -وإن كان في حفظه شيء -متابع، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح، غير دراج -وهو ابن سمعان أبو السمح-، وهو صدوق، روى له أصحاب السنن.

ایسے خواب کے نظر آنے پر تین مرتبہ بائیں طرف تھتکار دینا چاہئے، اور اگر ہو سکے تو اُٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے، یا ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھ لینی چاہئے، اور اس کے بعد سونے کی ضرورت ہو، تو کروٹ بدل کر سو جانا چاہئے، اور مذکورہ مسنون اعمال کی خاصیت وتاثیر یہ ہے کہ برے سے برے خواب کے ضرر ونقصان سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے، اور ایسا خواب بحکمِ الٰہی اس کو ہرگز کوئی ضرر ونقصان نہیں پہنچاتا۔ [1]

لیکن آج کل بُرا، مکروہ وناپسندیدہ خواب نظر آنے کے بعد اس کو جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے، اور اس کی تعبیر معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور ایسے خواب کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے دُور دراز کا سفر کیا جاتا ہے، اور علماء وبزرگوں سے رابطہ کیا جاتا ہے، اور کم علم حضرات ایسے خوابوں کی بُری تعبیر دے کر دوسروں کو پریشان کرتے ہیں، اور بعض خواب کی تعبیر والی کتابوں میں بھی بُرے خوابوں کی تعبیرات درج ہوتی ہیں، مگر بُرا خواب نظر آنے کے بعد کے مسنون اعمال کو اختیار نہیں کیا جاتا، یہ طرزِ عمل درست نہیں، اور قابلِ اصلاح ہے۔ [2]

اچھا وپسندیدہ خواب دوسرے کو بتانے یا سُنانے کی اجازت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِنْ رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّهَا، إِنْ شَاء (سنن ابنِ ماجه) [3]

---

[1] وإذا رأى الرؤيا القبيحة فلا يفسرها ولا يخبر بها أحداً فعدم ذكرها لما فيه من شرّها من أسباب الوقاية من ضرّها كما قال (فإنها) أى الرؤيا المذكورة (لا تضره) أى لا يحصل له ضر بسببها فالإسناد إلى السبب (دليلُ الفالحين، ج۵، ص۳۱۸، كتاب اللباس، باب الرؤيا)

[2] (فلا يقصه) : بتشديد الصاد المفتوحة وفى نسخة بضمها، فالأول نص على أنه نهى، والثانى يحتمل النهى والنفى، لكنه بمعنى النهى، أى :لا يحكيه (على أحد) ، يستوى فيه المحب وغيره (مرقاة، كتاب الرؤيا، الفصل الاول)

[3] رقم الحديث ۳۹۰۶، مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۲۹،مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۱۱۴۸.

فى حاشية مسند احمد:حديث صحيح، وهذا إسناد قوى، هوذة صدوق لا بأس به، وباقى رجال الإسناد ثقات من رجال الشيخين.

ترجمہ: پس تم میں سے جو کوئی ایسا خواب دیکھے، جو اسے اچھا لگے، تو اسے چاہئے کہ اگر وہ چاہے، تو اسے (کسی خیر خواہ کے سامنے) بیان کردے (ابنِ ماجہ، مسند احمد، ابنِ ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اپنا دیکھا ہوا اچھا و پسندیدہ خواب دوسرے کو سُنانا یا بتانا چاہے، تو جائز ہے، مگر ضروری یا واجب نہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا، فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ، فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا (بخاری، رقم الحديث ۷۰۴۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جس کو وہ پسند کرتا ہے، تو وہ اللہ کی جانب سے ہے، اس پر اللہ کی حمد بیان کرے، اور اس کو (کسی محبت کرنے والے سے) بیان کردے (بخاری)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِنْ رَأٰى رُؤْيَا حَسَنَةً، فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرُ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۱)

ترجمہ: اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس سے خوشخبری حاصل کرے، اور اپنے سے محبت رکھنے والے کو ہی اس کی خبر کرے (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا وَلْيُفَسِّرْهَا. وَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تَسُوْؤُهُ فَلَا يَذْكُرْهَا وَلَا يُفَسِّرْهَا (التمهيدلابن

عبد البر ، ج ۱ ،ص ۲۸۷، جزء یحیی بن معین، رقم الحدیث ۱۶۹) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جواُسے پسند آئے، تو چاہئے کہ اُسے ذکر کردے، اوراس کو بیان کردے، اور جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جواُسے بُرا لگے، تو نہ اُس کا ذکر کرے، اور نہ اُس کو (کسی کے سامنے) بیان کرے (ابن عبدالبر، جزء یحییٰ بن معین)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مومن بندہ کے لئے اچھا، پسندیدہ اور خوش کرنے والا خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، جس پر اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے خیر کی توقع وامید رکھنی چاہئے، اور اگر چاہے تو اسے کسی محبت وخیرخواہی رکھنے والے کے سامنے بیان کردینا چاہئے، مگر ایسا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اپنی چاہت پر موقوف ہے، اور نہ ہی بیان کرنے کا مقصد تعبیر حاصل کرنا ہے، کیونکہ خواب کی تعبیر معلوم کرنا ضروری نہیں، لیکن کسی بغض وعناد رکھنے والے یا ناواقف کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے۔ [2]

اچھا وپسندیدہ خواب کیسے شخص کو بتانا یا سنانا مناسب ہے؟

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھا خواب کسی کے سامنے بیان کرنے کا معاملہ

---

[1] قال الالبانی: قلت :وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال مسلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۳۴۰)

[2] (إذا رأى أحدكم الرؤيا) هي بمعنى الرؤية لكنها خصت بما يرى فى النوم دون اليقظة وفرق بينهما بحرفى التأنيث كقربة وقربى كذا فى الكشاف (الحسنة) وهى ما فيه بشارة أو نذارة أو تنبيه على تقصير أو غفول أو نحو ذلک (فليفسرها) أى فليقصها ندبا (وليخبر بها) وادا أو عارفا كما يأتى فى خبر ولا يستلزم أحد المعطوفين الآخر فقد يراد بالثانى الإخبار على وجه الحكاية عما يسر لا لطلب التفسير (وإذا رأى) أحدكم (الرؤيا القبيحة) ضد الحسنة (فلا يفسرها) أى لا يقصها على أحد ليفسرها له (ولا يخبر بها) أحدا فيكره ذلک بل يستعيذ بالله من شرها وشر الشيطان ويتفل عن يساره ثلاثا ويتحول لجنبه الآخر (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۶۱۸)

(فلا يفسرها) أى لا يبينها لأحد (ولا يخبر بها) أحدا بل يستعيذ بالله من شرها وشر الشيطان ويتفل عن يساره ثلاثا ولتحول لجنبه الآخر (التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوى، ج ۱ ، ص ۹۷، حرف الهمزة)

انتہائی نازک ہے کہ خواب بیان کرنے سے پہلے معلق رہتا ہے، اور بیان کرنے کے بعد وہ واقع ہوجاتا ہے، اور اسی وجہ سے خواب کو ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر بیان کرے تو کسی معتبر عالمِ دین یا ہمدرد وخیر وخواہ شخص کے سامنے ہی بیان کرے، تاکہ وہ بری اور غلط تعبیر دینے اور نکالنے سے پرہیز کرے، اور اچھی تعبیر بیان کرے، اور اسی وجہ سے تعبیر دینے والے کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ خواب کی اچھی تعبیر بیان کرے، اور بری تعبیر سے پرہیز کرے۔

اگر کوئی دوسرے کے سامنے اپنا خواب بیان نہ کرے، تو خود اپنے لئے حکم یہ ہے کہ اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے، اور برے خواب پر اعوذ باللہ پڑھے، اور اس کو جھڑک دے، اور اس خواب کی برائی بلکہ خود اس خواب کے تصور کو ذہن سے نکال دے۔ [1]

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے خواب میں گیارہ ستاروں اور چاند، سورج کو اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، اس خواب کو سُن کر اُن کے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاکَ عَلٰٓی إِخْوَتِکَ فَيَكِيْدُوْا لَکَ كَيْدًا (سورة يوسف، رقم الآية ۵)

---

[1] قد يحتمل أن تكون الرؤيا قبل أن تعبر معلقة فى الهواء غير ساقطة، وغير عاملة شيئا حتى تعبر، فإذا عبرت عملت حينئذ وذكرها، بأنها على رجل طائر أى أنها غير مستقرة، ومثل ذلک قول الرجل :أنا على جناح طير إذا كان فى سفر أى أننى غير مستقر حتى أخرج من سفرى فأستقر فى مقامى .فقال هذا القائل :فقد عبر أبو بكر فى حديث الظلة تلک الرؤيا المذكورة فيها، فقال له النبى عليه السلام " :أصبت بعضا، وأخطأت بعضا "فكان معقولا أن ما كان من ذلک خطأ غير عامل فيما عبر من تلک الرؤيا ما عبره منها عليه .فكان جوابنا له فى ذلک أن العبارة إنما يكون عملها فى الرؤيا إذا عبرت بها إنما تكون تعمل إذا كانت العبارة صوابا، أو كانت الرؤيا تحتمل وجهين اثنين، واحد منهما أولى بها من الآخر فتكون معلقة على العبارة التى تردها إلى أحدهما حتى تعبر عليه، وترد إليه فتسقط بذلک وتكون تلک العبارة هى عبارتها وينتفى عنها الوجه الآخر الذى قد كان محتملا لها، والله نسأله التوفيق (شرح مشكل الآثار للطحاوى،باب بيان مشكل ما روى عنه عليه السلام من قوله " :الرؤيا على رجل طائر ما لم تعبر فإذا عبرت سقطت)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان مت کرنا، ورنہ وہ آپ کے لیے کوئی چال چلیں گے (سورہ یوسف)

جس سے معلوم ہوا کہ اپنا اچھا خواب ایسے شخص یا اشخاص کو نہیں سُنانا چاہئے، جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ حاسد ہوں۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت (کے علم) کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے، اور جب تک وہ کسی سے بیان نہ کرے، تو وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق اور لٹکا ہوا) ہوتا ہے، پھر جب وہ (کسی کے سامنے) اس خواب کو بیان کر دیتا ہے، تو وہ واقع ہوجاتا ہے (ترمذی، حاکم)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلٰى وَادٍّ، أَوْ ذِيْ رَأْيٍ (سنن ابی داوٗد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ دی جائے

---

[1] رقم الحدیث ۲۲۷۹، واللفظ لہٗ، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۱۷۵.

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح وأبو رزین العقیلی اسمہ :لقیط بن عامر "وروی حماد بن سلمۃ، عن یعلی بن عطاء ، فقال :عن وکیع بن حدس، وقال شعبۃ، وأبو عوانۃ، وھشیم :عن یعلی بن عطاء ، عن وکیع بن عدس، وھذا أصح.

وقال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ بالزیادۃ.

وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح.

[2] رقم الحدیث ۵۰۲۰، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۴.

اس وقت تک وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق اور لٹکا) ہوتا ہے، پھر جب اس کی تعبیر لے لی جاتی ہے، تو وہ واقع ہوجاتا ہے،اور (راوی) کہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اس خواب کو صرف محبت رکھنے والے یا صاحبِ علم کے سامنے ہی بیان کرو (ابوداؤد،طبرانی)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيبًا أَوْ حَبِيبًا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میرے گمان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس خواب کو صرف سمجھدار اور مخلص دوست سے ہی بیان کرے (ترمذی،مسنداحمد)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ صرف خیر خواہ یا سمجھدار وصاحبِ علم کے سامنے ہی بیان کرنا چاہئے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِنْ رَأَى رُؤْيَا حَسَنَةً، فَلْيُبْشِرْ وَلَا يُخْبِرْ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ (مسلم، رقم الحديث ٢٢٦١)

ترجمہ: اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اس سے خوشخبری حاصل کرے،اور (اگر چاہے تو) اپنے سے محبت رکھنے والے کو ہی اس کی خبر کرے (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلٰى مَا تُعَبَّرُ، وَمَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتٰى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا فَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٢٧٨،واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ١٦١٩٧.

[2] رقم الحديث ٨١٧٧.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جیسی تعبیر لی جائے، اس کے مطابق واقع ہوجاتا ہے، اور اس خواب کی مثال، اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنا پاؤں اٹھاتا ہے، پھر وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کو کب رکھے گا (یعنی خواب تعبیر لینے تک معلق ہوتا ہے) پس جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، تو اس کو صرف اپنے خیرخواہ (یعنی ہمدرد) یا عالم سے ہی بیان کرے (حاکم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تَقُصُّوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلٰى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ (سنن دارمی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم خواب کو صرف عالم یا خیرخواہ (وہمدرد) کے سامنے ہی بیان کرو (دارمی، طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب تعبیر لینے تک معلق رہتا ہے، اور جیسی تعبیر لی جائے، اس کے مطابق واقع ہوجاتا ہے، لہٰذا اچھے خواب کو ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہمدرد وخیرخواہ یا کسی معتبر صاحبِ علم کے سامنے ہی بیان کرنا چاہیے، کیونکہ دشمن یا جاہل عناد وحسد اور دشمنی یا جہالت کی وجہ سے غلط تعبیر نکالتا ہے، جس سے اچھا خواب ضائع ہوجاتا ہے، اور فائدہ کے بجائے اُلٹا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢١٩٣، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٧٢٧٥، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ٩٠٣، تاريخ اصبهان، ج٢ص ٢١١.

[2] (عن أبی رزين العقيلی) : بالتصغير واسمه لقيط بن عامر بن صبرة، وهو صحابی مشهور (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة ، وهی) أی :رؤيا المؤمن أو الرؤيا مطلقا، وهو الأظهر وقد ورد به بعض الأثر (على رجل طائر) : هذا مثل فی عدم تقرر الشیء ، أی :لا تستقر الرؤيا قرارا كالشیء المعلق على رجل طائر، ذكره ابن الملک، فالمعنى :أنها كالشیء المعلق برجل الطائر لا استقرار لها (ما لم يحدث) أی :ما لم يتكلم المؤمن أو الرائی (بها) ، أی :بتلک الرؤيا أو تعبيرها (فإذا حدث بها وقعت) أی :تلک الرؤيا على الرائی يعنی :يلحقه حكمها، هذا وفی النهاية كل حركة من كلمة أو جار مجراها، فهو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خواب سننے والے کو اچھی تعبیر نکالنے کا حکم

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی مؤمن کا خواب سُنے تو سُننے والے کو چاہئے کہ اس کی اچھی تعبیر نکالے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

طائر مجازا أراد على رجل قدر جار وقضاء ماض من خير أو شر، ومعناه :لا يستقر تأويلها حتى تعبر؛ يريد أنها سريعة السقوط إذا عبرت، كما أن الطير لا يستقر في أكثر أحواله، فكيف ما يكون على رجله .وقال الطيبي :التركيب من باب التشبيه التمثيلي، شبه الرؤيا بالطير السريع طيرانه، وقد علق على رجله شيء يسقط بأدنى حركة فينبغي أن يتوهم للمشبه حالات متعددة مناسبة لهذه الحالات، وهي أن الرؤيا مستقرة على ما يسوقه التقدير إليه من التعبير، فإذا كانت في حكم الواقع قيض، وألهم من يتكلم بتأويلها على ما قدر فيقع سريعا، وإن لم يكن في حكمه لم يقدر لها من يعبرها.

(وأحسبه) : بكسر السين وفتحها أي :أظنه -صلى الله عليه وسلم -(قال :لا تحدث) : بصيغة نهي المخاطب كأنه خطاب للراوي أو لمطلق الرائي، أي :لا تخبر برؤياك (إلا حبيبا) أي :محبا لا يعبر لك إلا بما يسرك (أو لبيبا) أو للتنويع، أي :عاقلا، فإنه إما أن يعبر بالمحبوب أو يسكت عن المكروه، ولذا قيل :عدو عاقل خير من صديق جاهل، أو المراد باللبيب العالم فيوافق الرواية الآتية، أو ذي رأي وسيأتي معناه .(رواه الترمذي) : وفي الجامع الصغير :رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة .رواه أحمد والشيخان عن أنس، وكذا هم، وأبو داود والترمذي عن عبادة بن الصامت، وكذا أحمد والشيخان وابن ماجه عن أبي هريرة، وأما حديث أبي رزين، فقد رواه الترمذي عنه بلفظ :رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة، وهي على رجل طائر ما لم يحدث بها، فإذا تحدث بها سقطت، ولا تحدث بها إلا لبيبا أو حبيبا .

(وفي رواية أبي داود) ، أي :عن أبي رزين، وكذا في رواية لابن ماجه عنه على ما في الجامع الصغير بدون قوله :وأحسبه قال :(قال :الرؤيا على رجل طائر ما لم تعبر) ، على بناء المجهول وبتخفيف الباء في أكثر الروايات أي :ما لم تفسر (فإذا عبرت وقعت وأحسبه) أي :النبي -صلى الله عليه وسلم -(قال :ولا تقصها) : بفتح الصاد المشددة وجوز ضمها، والأول أفصح، والثاني يجوز أن يراد به النهي أو النفي معناه النهي للمبالغة، وأما قول الصرفيين يجب الفتح في نحو :ردها ;لأن الهاء -لخفائها كالعدم، وكأن الألف واقعة بعد الدال، فإنما هو بخصوص الأمر، فإنه صيغة غير مشتركة بخلاف نحو لا تردها ولا ترده فتدبر، وخذ ما صفا ودع ما تكدر، والمعنى :لا تعرض رؤياك (إلا على واد) : بتشديد الدال أي :محب ;لأنه لا يستقبلك في تفسيرها إلا بما تحب.

قال النووي :يشبه أنه يراد به أنه إذا أخبر بها من لا يحبه ربما حمله البغض والحسد على تفسيرها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : رَأَيْتُ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، قَالَ: لِمَ يُحَدِّثُ أَحَدُكُمْ بِلَعِبِ الشَّيْطَانِ؟ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) یہ دیکھا ہے کہ گویا کہ میری گردن ماردی (یعنی کاٹ دی) گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شیطان کے کھیلنے کی کسی کو خبر کیوں دیتا ہے؟ (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈراؤنے خواب کو شیطانی خواب قرار دیا، اور اس کی کوئی تعبیر نہیں دی، اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے مکروہ وناپسندیدہ یا ڈراؤنے اور شیطانی خواب کی کسی کو خبر نہیں کرنی چاہئے، جیسا کہ پہلے کئی احادیث میں اس کی ممانعت گزری، اور اگر مکروہ وناپسندیدہ خواب کی دوسرے کو خبر کردی جائے، تو سننے والے کو اس کی تعبیر نہیں دینی

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

بمكروه فيقع على تلك الصفة، فإن الرؤيا على رجل طائر ومعناه :أنها إذا كانت تحتمل وجهين، ففسرت بأحدهما وقعت على تلك الصفة، وقد يكون ظاهر الرؤيا مكروها، وتفسيرها محبوب وعكسه، وهذا أمر معروف لأهله .قلت :ويمكن أن يقال :المراد بتخصيص الرائى أنه إذا أخبر البغيض له أو الحسود عليه بما يدل على رفعة شأنه، وعظمة جاهه، وكثرة ماله، ومذلة أعدائه، ومعزة أحبائه ربما يجتهد فى دفعه أولا، ويمكر فى خفض دفعه ثانيا بتعبير يجر إلى تغيير أو تعيير، ويؤيد ما ذكرنا قوله تعالى حكاية عن يعقوب وصية ليوسف عليهما السلام "(لا تقصص رؤياك على إخوتك فيكيدوا لك كيدا) (يوسف5 :) " (أو ذى رأى) أى :عاقل أو عالم .قال الزجاج: معناه ذو علم بعبارة الرؤيا، فإنه يخبرك بحقيقة تفسيرها، أو بأقرب ما يعلم منه لا أن تعبيره يزيلها عما جعلها الله عليه .قال التوربشتى :فإن قيل :كيف له التخير فيما يعبر به على ما ورد به الحديث -ولا يقصها إلا على واد، أى :ذى رأى -والأقضية لا ترد بالتوقى عن الأسباب، ولا تختلف أحكامها باختلاف الدواعى، قلنا :هو مثل السعادة والشقاوة والسلامة والآفة المقضى بكل واحد منها لصاحبها، ومع ذلك فقد أمر العبد بالتعرض للمحمود منها، والحذر عن المكروه منها(مرقاة المفاتيح، ج٧ص ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، كتاب الرؤيا،الفصل الثانى)

[1] رقم الحديث ۱۴۲۹۳.

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم.

چاہئے، بلکہ اس کو شیطانی خواب قرار دینا چاہئے، اور دیگر احادیث کے پیشِ نظر ایسے خواب پر اعوذ باللہ وغیرہ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور ایسے خواب سے ضرر ونقصان نہ ہونے پر خواب دیکھنے والے کو مطمئن رہنے کا حکم لگانا چاہئے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

وَمِنْهَا رُؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يُعْجِبُهُ فَلْيَعْرِضْهُ عَلٰى ذِيْ رَأْيٍ نَاصِحٍ، فَلْيَتَأَوَّلْ خَيْرًا وَلْيَقُلْ خَيْرًا، فَإِنَّ رُؤْيَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّةِ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: اور اُن میں سے ایک خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، پس جب تم میں سے کوئی (خواب میں) ایسی چیز دیکھے، جو اس کو اچھی لگے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اُس خواب کو خیر خواہ شخص کے سامنے ذکر کردے، پھر دوسرے کو چاہئے کہ وہ خیر کی تعبیر دے، اور خیر والی بات کہے (شر والی تعبیر نہ دے، اور شر والی بات نہ کہے) کیونکہ نیک صالح بندے کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، کسی خیر خواہ ہمدرد کے سامنے پیش کرنا درست ہے، پھر خواب سننے والے کو اس خواب کی اچھی تاویل کرنی چاہئے، اور اچھی تعبیر دینی چاہئے، اور خیر کی بات کہنی چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا عَبَرْتُمْ لِلْمُسْلِمِ الرُّؤْيَا فَاعْبُرُوْهَا عَلَى الْخَيْرِ، فَإِنَّ الرُّؤْيَا تَكُوْنُ عَلٰى مَا يُعَبَّرُهَا صَاحِبُهَا (سنن دارمی، رقم الحدیث ۲۲۰۹) [2]

---

[1] رقم الحديث ١٠٦٧٩، عمل اليوم والليلة للنسائی، رقم الحديث ٩٠٩.

[2] قال ابن حجر: سنده حسن (فتح البارى، ج١٢ ص ٤٣٢، قوله باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب)

ترجمہ: جب تم کسی مسلمان کے خواب کی تعبیر دو، تو اس کی خیر والی (اور اچھی) تعبیر دو، کیونکہ خواب اس کے مطابق (واقع) ہوتا ہے، جیسی اس خواب دیکھنے والے کو تعبیر دی جائے (دارمی)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کے خواب کی اچھی تعبیر دینی چاہئے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب کی تعبیر اور اس کا نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے وہ معلق رہتا ہے، اور تعبیر حاصل کرنے کے بعد وہ اس کے مطابق واقع ہو جاتا ہے۔

تو اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اصل اعتبار پہلی تعبیر کا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں بھی اس مضمون کا ذکر آیا ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ جب کوئی مسلمان خواب سنائے، تو اگر وہ بُرا و ناپسندیدہ خواب ہو تو اس کی تعبیر نہیں دینی چاہئے، اور اس کو شیطانی ونفسانی خواب بتلا کر اعوذ باللہ اور نماز وغیرہ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور اگر اچھا خواب ہو تو اس کی بہتر تعبیر دینی چاہئے، جس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آج کل جو بہت سے لوگ خواب کو بلا جھجک ہر کس وناکس کے سامنے بیان کر دیتے ہیں، یا مختلف لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں، اور بہت سے لوگ خواب کی بُری تعبیر نکالتے ہیں، یا کتابوں میں بُری تعبیرات درج کر دیتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ [2]

---

[1] عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :اعتبروها بأسمائها، وكنوها بكناها، والرؤيا لأول عابر (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۹۱۵، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۳۱۱۳۵)

قال ابن حجر: وهو حديث ضعيف فيه يزيد الرقاشي ولكن له شاهد (فتح الباری، ج۱۲ ص ۴۳۲، قوله باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب)

[2] (إن الرؤيا تقع على ما تعبر) بالتشديد أى تفسر قال في الصحاح :عبر الرؤيا فسرها وعبرها أيضا تعبيرا (ومثل ذلك مثل رجل رفع رجله فهو ينتظر متى يضعها (فإذا رأى أحدكم رؤيا فلا يحدث بها إلا ناصحا أو عالما) أى بتأويلها وسيجىء توجيهه <تنبيه> قال ابن عربى :لله تعالى ملك موكل بالرؤيا يسمى الروح وهو دون السماء الدنيا وبيده صورة الأجساد التى يدرك النائم فيها نفسه وغيره وصور ما يحدث من تلك الصور من الأكوان فإذا نام الإنسان أو كان صاحب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورقرآن وسنت کی پاکیزہ تعلیمات وہدایات سے اس کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

غيبة وفناء أو قوة إدراك لا تحجبه المحسوسات في يقظته عز إدراك ما بيد هذا الملك من الصور فيدرك ما يدركه النائم لأن اللطيفة الإنسانية تنتقل بقواها من حضرة المحسوس إلى حضرة الخيال المتصل بها الذى محله مقدم الدماغ فيفيض عليها ذلك الروح الموكل بالصور من الخيال المنفصل عن الإذن الإلهي ما يشاء الحق أن يريه لهذا النائم ومن ذكر معه من المعاني متجسدة في الصور التي بيد هذا الملك فمنها ما يتعلن بالله وما يوصف به من الأسماء فيدرك الحق في صورة أو القرآن أو العلم أو الرسول الذى هو على شرعه فيما يحدث للرأى ثلاث مراتب أو إحداها (أحدها) أن يكون الصورة المدركة راجعة للمرئي بالنظر إلى منزلة ما من منازله أو صفاته الراجعة إليه فتلك رؤيا الأمر على ما هو عليه بما يرجع إليه (الثانية) أن تكون الصورة المرئية راجعة لحال الرائي في نفسه (الثالثة) أن تكون راجعة إلى الحق المشروع والناموس الموضوع أى ناموس كان في تلك البقعة التي رأى تلك الصورة فيها في ولاية أمر ذلك الإقليم القائمين بناموسه وما ثم رتبة رابعة فالأولى حسية كاملة لا تتصف بقبح ولا نقص والأخيران قد تظهر الصورة فيها بحسب الأحوال من حسن وقبح ونقص وكمال فإن كان من تلك الصورة خطاب فهو بحسب ما يكون الخطاب وبقدر ما يفهم منه في رؤياه ولا يعول على التعبير في ذلك بعد الرجوع إلى الحس إلا إن كان عالما بالتعبير أو يسأل عالما به وينظر حركة الرائي مع تلك الصورة من أدب واحترام وغير ذلك فإن حاله بحسب ما يصدر عنه من معاملته لتلك الصورة فإنها صورة حق بكل وجه وقد يشاهد الروح الذى بيده الصورة وقد لا وما عدا هذه الصورة فليست إلا من الشيطان إن كان فيه تحزين أو مما يحدث به المرء نفسه في يقظته فلا يعول عليها ومع ذلك إذا عبرت كان لها حكم ولا بد يحدث لها ذلك من قوة التعبير لا من نفسها وذلك أن الذى يعبرها ولا يعبرها حتى يصورها في خياله من المتكلم فقد انتقلت تلك الصورة عن المحل التي كانت فيه حديث نفس أو تحزين شيطان إلى حال العابر لها وما هي له حديث نفس فيتحكم على صورة محققة ارتسمت في ذاته فيظهر لها حكم أحدثه حصول تلك الصورة في نفس العابر كما جاء في نفس قصة يوسف عليه السلام مع الرجلين وكانا كذبا فلما تخيلا ذلك وقصاه على يوسف عليه السلام حصل في خياله صورة من ذلك ولم يكن يوسف حدث بذلك نفسه وصارت حقا في حقه فكأنه هو الرائي لتلك الرؤية لذلك الرجل وقاما له مقام الملك الذى بيده صورة الرؤيا فلما عبرها لهما قالا ما رأينا شيئا فقال "قضى الأمر "فخرج الأمر في الحس كما عبر(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ١٠٠٢)

(فصل نمبر ۵)

جھوٹا خواب بیان کرنے کی مُمانعت وقباحت

صحیح احادیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے کی سخت ممانعت وقباحت آئی ہے، اس لئے احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

جھوٹا خواب بیان کرنا بدترین افتراء پردازی ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُّرِىَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَيَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین افتراء پردازی (اور الزام تراشی) یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو خواب میں وہ چیز دکھائے (یعنی دوسرے کے سامنے بیان کرے) جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو (مسند احمد، بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے ایسا خواب یا خواب کا ایسا پہلو بیان کرنا جو اس نے نہ دیکھا ہو، یہ بدترین افتراء پردازی، الزام تراشی اور جھوٹ ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۷۱۱، واللفظ لهٔ، بخاری، رقم الحديث ۷۰۴۳.

فی حاشية مسنداحمد: إسناده صحيح على شرط البخارى، رجاله ثقات رجال الشيخين .غير عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار، فمن رجال البخارى،

[2] (وعن ابن عمر -رضى الله تعالى عنه -أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال :من أفرى الفرى) : بكسر الفاء جمع فرية وهى الكذبة، وأفرى أفعل منه للتفضيل أى :أكذب الكذبات (أن يرى) : بضم ياء وكسر راء (الرجل عينيه ما لم تريا) أى :شيئا لم تر عيناه فى النهاية أى يقول : رأيت فى النوم كذا، ولم يكن رأى شيئا ;لأنه كذب على الله، فإنه هو الذى يرسل ملك الرؤيا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری، رقم الحديث ۳۵۰۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (بخاری)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أَعْظَمَ الْفِرٰى ثَلَاثَةٌ: أَنْ يَّفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلٰى عَيْنَيْهِ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، وَأَنْ يَّفْتَرِيَ عَلٰى وَالِدَيْهِ، فَيَدَّعِيْ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يَقُوْلَ: سَمِعَنِيْ وَلَمْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ليريه المنام، قال الطيبى :المراد بإراء الرجل عينيه وصفهما بما ليس فيهما ونسبة الكذبات إلى الكذب للمبالغة نحو قولهم :ليل أليل وجد جده قال السيوطى :الفرية الكذبة العظيمة، وجعل كذب المنام أعظم من كذب اليقظة ;لأنه كذب على الله وادعى جزء ا من أجزاء النبوة كذبا . (رواه البخارى) : وفى الجامع :(إن من أعظم الفرى أن يدعى الرجل لغير أبيه، أو يرى عينيه ما لم تريا، أو يقول على رسول الله ما لم يقل ."رواه البخارى عن واثلة، وروى أحمد عن ابن عمر بلفظ: "إن من أفرى الفرى أن يرى الرجل عينيه فى المنام ما لم تريا(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۲۹۳۴، كتاب الرؤيا)

(وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أفرى الفرى) بكسر الفاء وتخفيف الراء مقصوراً جمع فرية (أن يرى الرجل عينيه ما لم تريا) أى :بأن يسند إليهما رؤيا ما لم ترياه(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۸ص۳۷۵، باب فى تحريم الكذب)

يَسْمَعُ مِنِّيْ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٠٠٨) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اورالزام تراشی) تین ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ میں نے (خواب میں یہ) دیکھا ہے، حالانکہ اس نے نہیں دیکھا، دوسرے یہ کہ اپنے والدین پر جھوٹ باندھے، پس اپنے والد کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے، تیسرے یہ کہے کہ اس نے میرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے (بلا واسطہ یا بالواسطہ) یہ بات سنی ہے، حالانکہ اس نے مجھ سے (بلاواسطہ یابالواسطہ) یہ بات نہیں سنی (مسنداحمد)

اس حدیث کا مضمون بھی اس سے پچھلی حدیث کے مطابق ہے، جس سے جھوٹا خواب بیان کرنے کا بدترین افتراء پردازی والا گناہ ہونا معلوم ہوا۔ ؎۲

جھوٹا خواب بیان کرنے والے کوآخرت میں عذاب

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ

؎۱ فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير معاوية بن صالح :وهو الحضرمي، فمن رجال مسلم، وأخرج له البخاري في "القراءة خلف الإمام"، وأصحاب السنن.

؎۲ (إن من أعظم الفرى) بوزن الشرى أى أكذب الكذبات الشنيعة إذ الفرية الكذبة العظيمة وجمعه فرى كمرية ومرى مقصور وممدود (أن يرى) بضم التحتية أوله فكسر من الإراءة (الرجل عينيه) بالتثنية منصوب بالياء مفعول (فى المنام ما لم تريا) أى يدعى أن عينيه رأتا فى النوم شيئا ما رأتاه فيقول رأيت فى منامى كذا وهو يكذب لأن ما يراه النائم إنما يراه بإراءة الملك والكذب عليه كذب على الله وذكر العين وإن كانت رؤياه بنفسه لا بجارحة لأنه إنما يرى فى النوم ما تخيله بالجارحة يقظة ويسمع بجارحة الأذن وغير ذلك من الجوارح لكونها هى الطرق المألوفة فى اليقظة فى إيصال المحسوس إلى النفس وإلا فالعين لا ترى فى النوم بل النفس هى الباصرة السامعة (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٢٤٧٨)

أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَلَنْ يَّفْعَل (بخاری، رقم الحدیث ۷۰۴۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کے سامنے) ایسا خواب بیان کیا کہ جو اس نے نہیں دیکھا، تو اُس کو (قیامت کے دن) جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور وہ ہرگز (ان کے درمیان) گرہ نہیں لگاسکے گا (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَحَلَّمَ حُلُمًا كَاذِبًا، كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَيُعَذَّبُ عَلٰى ذٰلِكَ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٩١٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا، تو اس کو (قیامت کے دن) جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور اس پر اس کو عذاب دیا جائے گا (ابن ماجہ)

جَو کا دانہ گندم کے دانے کی طرح کا ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا ممکن نہیں، لہٰذا جو شخص کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرے، اس کو اس جھوٹ کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور وہ اس کام کو نہیں کرسکے گا، لہٰذا اس کو مسلسل عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ [1]

---

[1] (من تحلم) بالتشديد أى تكلف الحلم بأن زعم أنه حلم حلما أى رأى رؤيا فى حال كونه (كاذبا) فى دعواه أنه رأى ذلك فى منامه (كلف) بضم الكاف وشد اللام المكسورة (يوم القيامة أن يعقد بين شعيرتين) بكسر العين تثنية شعيرة (ولن) يقدر أن (يعقد بينهما) لأن اتصال أحدهما بالأخرى غير ممكن عادة فهو يعذب حتى يفعل ذلك ولا يمكنه فعله فكأنه يقول يكلف ما لا يستطيعه فيعذب عليه فهو كناية عن تعذيبه على الدوام ولا دلالة فيه على جواز التكليف بما لا يطاق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جھوٹا خواب بیان کرنے پر سخت عذاب کی وجہ

جھوٹے خواب کے بیان کرنے پر اتنی سخت وعید اور عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اچھے خواب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور نبوت کے علم کی جانب کی گئی ہے، اور جھوٹے خواب میں عام طور پر انسان کوئی اچھی چیز گھڑ کر بیان کرتا ہے، اس طرح سے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ یا اس کے رسول کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا بدترین افتراء پردازی اور بدترین جھوٹ ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لأنه ليس في دار التكليف ووجه اختصاص الشعير بذلك دون غيره لما في المنام من الشعور وبما دل عليه فحصلت المناسبة بينهما من جهة الاشتقاق وإنما شدد الوعيد على ذلك مع أن الكذب في اليقظة قد يكون أشد مفسدة منه إذ يكون شهادة في قتل أو حد لأن الكذب في النوم كذب على الله تعالى لأن الرؤيا جزء من النبوة وما كان من أجزائها فهو منه تعالى والكذب على الخالق أقبح منه على المخلوق(فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۵۷۷)

(وعن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى -صلى الله عليه وسلم -قال :من تحلم) بفتح التاء والمهملة وتشديد اللام أى :تكلف الحلم أى :كذب بما لم يره في منامه كما علق به قوله :(بحلم لم يره) والحلم بضم المهملة، والمراد به هنا مطلق ما يرى مناماً، خيراً كان أو شراً، وإن كان قد يخص الأخير، كما تقدم في حديث " :الرؤيا من الله والحلم من الشيطان "(كلّف) بصيغة المجهول (أن يعقد بين شعيرتين ولن يفعل) عند أحمد" :من تحلم كاذباً دفع إليه شعيرة حتى يعقد بين طرفيها وليس بعاقد وعنده عذب حتى يعقد بين شعيرتين وليس عاقداً ."قال الحافظ :وذلك ليطول عذابه في النار؛ لأن عقده بين طرفي الشعيرة غير ممكن؛ قال الحافظ في الفتح :الحق أن التكليف ليس هو المصطلح عليه في الدنيا، وإنماهو كناية عن التعذيب اهـ .قال الطبرى :إنما أسند الوعيد فيه، مع أن الكذب في اليقظة، قد يكون أشد مفسدة منه، كشهادة الزور في قتل مسلم، أو أخذ ماله :لأن الكذب في المنام كذب على الله؛ وذلك لحديث "الرؤيا جزء من النبوة "وما كان من أجزاء النبوة فمن الله (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۸ص۳۷۳، ۳۷۴، باب في تحريم الكذب)

۱؎ وفي النهاية :إن قيل :إن كذب الكاذب في منامه لا يزيد على كذبه في يقظته، فلم زادت عقوبته ووعيده؟ قيل :قد صح الخبر أن الرؤيا الصادقة جزء من النبوة، والنبوة لا تكون إلا وحياء والكاذب في رؤيا يدعى أن الله تعالى أراه ما لم يره، وأعطاه جزء ا من النبوة لم يعطه إياه، والكاذب على الله تعالى أعظم فرية ممن كذب على الخلق أو على نفسه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرنا، یا خواب میں ایسی چیز شامل کر کے بیان کرنا کہ جو اس نے نہ دیکھی ہو، یہ بدترین افتراء پردازی، الزام تراشی، جھوٹ اور سخت عذاب کا باعث ہے۔

آج کل بعض لوگ دوسروں کے دلوں میں اپنی عقیدت پیدا کرنے کے لئے، یا دوسروں سے کوئی دوسرا مالی یا جانی مفاد حاصل کرنے کے لئے کوئی جھوٹا خواب بیان کردیتے ہیں، مثلاً کوئی رشتہ دوسرے سے قبول کرانے یا رَد کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے استخارہ کرنے کے بعد خواب میں اس طرح دیکھا ہے، حالانکہ انہوں نے خواب میں اس طرح کی چیز نہیں دیکھی ہوتی، یا مثلاً اس طرح کا جھوٹا خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، یا فلاں صحابی یا فلاں بزرگ کی زیارت کی ہے۔

یہ اور اس طرح کی دوسری شکلوں میں جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ اور آخرت میں شدید عذاب کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ اس گناہ اور اس کے وبال سے محفوظ رکھے۔ آمین

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالیٰ اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطيبى :فيه أن هذه الرؤيا مخصوصة بما يتعلق بالإخبار عن الغيوب، وأمور الدين .قلت :لم يخرج شىء من الرؤيا عن أمور الغيب، فليس فيه ما يتوهم من الغيب .قال المظهر :إن هذا التغليظ فى شأن من يقول :إن الله تعالى جعلنى نبيا وأخبرنى بأن فلانا مغفور أو ملعون، أو بكذا وكذا، أو أمرنى النبى -صلى الله عليه وسلم -بكذا وكذا، ولم يكن قد رأى ذلك، وأما من يقول :أمرنى الله بالطاعة واجتناب المعصية، أو بوعظ الناس والبر إليهم، وإن كان كاذبا فى رؤياه إلا أن عذابه لم يكن مثل عذاب الآخر .قلت :لأن الآخر جمع بين كذبين، مع أن الكذب يتفاوت فى اليقظة أيضا، فالأحسن حمل الحديث على عمومه، كما هو ظاهر اللفظ :والعذاب على وفق الكذب، وتفاوت مراتبه .نعم تخصيص الرؤيا إما لأنه مركب من الكذب، أو لأنه من أشد أنواع الكذب لكونه افتراء على الله، وادعاء للغيب والله أعلم .ويؤيده ما روى أحمد عن ابن عمر مرفوعا " :إن من أعظم الفرى أن يرى الرجل عينه ما لم تره(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۵۳، باب التصاوير)

(فصل نمبر ٦)

خواب میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ذکر ملتا ہے، لیکن بہت سے لوگ اس مسئلہ سے ناواقفیت یا غلط فہمیوں کی وجہ سے مختلف قسم کی بے اعتدالیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے صحیح احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی بھی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی مماثلت پر شیطان قادر نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (نہ کہ کسی اور کو) کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۶ "۱۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کرسکتا (مسلم)

اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَّآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ (سنن ترمذی، رقم الحديث ۲۲۷۶) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کرسکتا (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی انہی الفاظ میں حدیث مروی ہے۔ [۲]

اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ بِمَثَلِي (مسند احمد) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ مماثلت (ومشابہت) اختیار کرے (مسند احمد)

اورحضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] قال الترمذی: وفی الباب عن أبی هريرة، وأبی قتادة، وابن عباس، وأبی سعيد، وجابر، وأنس، وأبی مالک الأشجعی، عن أبيه، وأبی بكرة، وأبی جحيفة :هذا حديث حسن صحيح.

[۲] عن أبی سعيد، عن النبی صلی الله عليه وسلم، قال :من رآنی فی المنام، فقد رآنی، فإن الشيطان لا يتمثلبی (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۰۳)

عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :من رآنی فی المنام، فقد رآنی، فإن الشيطان لا يتمثل بی (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۹۰۵)

[۳] رقم الحديث ۳۵۵۹.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبی الأحوص -وهو عوف بن مالک بن نضلة الأشجعی -فمن رجال مسلم.

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِيْ، إِنَّـهُ لَا يَنْبَغِيْ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَّتَمَثَّلَ فِيْ صُوْرَتِيْ (مسلم،رقم الحديث ۲۲۶۸"۱۲")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تواس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میری صورت کے مثل صورت اختیار کرے (مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّـهُ لَا يَنْبَغِيْ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸"۱۳")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ مشابہت اختیار کرے (مسلم)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

مَـنْ رَّآنِـيْ فَـقَـدْ رَأَى الْـحَـقَّ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ (بخاری،رقم الحديث ۶۹۹۷)

ترجمہ: جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا، تو اس نے حق (وسچ کو) دیکھا (یعنی مجھے ہی دیکھا) کیونکہ شیطان میرے مثل نہیں بن سکتا (بخاری)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَـنْ رَّسُـوْلِ اللّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ، فَكَـأَنَّمَا رَآنِيْ فِي الْيَقَظَةِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ بِيْ (سنن

ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۹۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا (یعنی اس نے مجھے ہی دیکھا، کسی اور کو نہیں دیکھا) کیونکہ شیطان کو اس بات کی طاقت نہیں کہ وہ میری مماثلت (ومشابہت) اختیار کرے (ابن ماجہ)

اور حضرت ابومالک اشجعی اپنے والد حضرت طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۸۸۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (مسند احمد)

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءٰى بِيْ (بخاری، رقم الحديث ۶۹۹۵)

ترجمہ: اور شیطان اپنے آپ کو مجھ جیسا (بن کر) نہیں دکھا سکتا (بخاری)

حضرت یزید فارسی جو کہ تابعی ہیں، ان سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَكَانَ يَزِيْدُ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ، فَمَنْ رَآنِيْ فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَآنِيْ، فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

أَنْ تَنْعَتَ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ رَأَیْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، رَأَیْتُ رَجُلًا بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ، جِسْمُهٗ وَلَحْمُهٗ، أَسْمَرُ إِلَی الْبَیَاضِ، حَسَنُ الْمَضْحَکِ، أَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ، جَمِیْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْیَتُهٗ، مِنْ هٰذِهٖ إِلٰی هٰذِهٖ، حَتّٰی کَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهٗ، قَالَ: عَوْفٌ لَا أَدْرِیْ مَا کَانَ مَعَ هٰذَا مِنَ النَّعْتِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَیْتَهٗ فِی الْیَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهٗ فَوْقَ هٰذَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور یزید (فارسی) اس وقت قرآن مجید کی کتابت کیا کرتے تھے (یزید فارسی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میری مشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، پس جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اُس نے مجھے ہی دیکھا، پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اُس شخصیت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو، جنہیں تم نے خواب میں دیکھا؟ یزید فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ بے شک! میں نے ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان دیکھا، جس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل تھا، ہنس مکھ چہرہ تھا، سرمئی آنکھیں تھی، خوبصورت گول چہرہ تھا، ان کی ڈاڑھی نے دونوں

---

[1] رقم الحدیث ۳۴۱۰، المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمد ﷺ، الشمائل المحمدیة للترمذی، رقم الحدیث ۴۱۲.

قال الهیثمی: رواه احمد ورجاله رجال ثقات (مجمع الزوائد ج۸ص ۲۷۲، تحت رقم الحدیث ۱۴۰۱۹، باب صفته صلی الله علیه وسلم)

وقال الالبانی: أخرجه أحمد ۱/۳۶۱ والترمذی فی "الشمائل ۳۴۷" "مختصر الشمائل" بقلمی، وإسناده جید فی المتابعات (سلسلة الأحادیث الصحیحة وشیء من فقهها وفوائدها)

رخساروں کو اور ٹھوڑی کو بھر رکھا تھا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ڈاڑھی آپ کے سینے کو بھرے ہوئے ہو، حضرت عوف (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اس کے ساتھ اور کون سی صفت بیان کی، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ اس حلیہ کو جاگنے کی حالت میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ مبارک کا نقشہ نہیں بیان کر سکتے تھے (مسند احمد، ابن ابی شیبہ)

اور حضرت عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي قَالَ أَبِي: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَقُلْتُ: قَدْ رَأَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَشَبَّهْتُهُ بِهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: مجھ سے میرے والد (حضرت کلیب) نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کرسکتا، میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، پھر میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا) اُن کے مشابہ ہونا (اور خواب میں ان کی طرح دیکھنا) بیان کیا، تو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علی

---

[1] رقم الحديث ۸۱۸۶، واللفظ لهٗ، مسند اسحاق بن راهويه، رقم الحديث ۲۶۱.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذا السياقة.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (حاکم، مسند اسحاق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں آپ کو دیکھنے کی فضیلت اور شیطان کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار نہ کر سکنے کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ احادیث میں ہے کہ جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ وہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے، تو خواب میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں ہوتی، کیونکہ شیطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت ومماثلت اختیار کر کے خواب میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

لہٰذا جب کسی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئیں، تو اسے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آ کر شیطان نے دھوکہ دیا اور تلبیس کی ہے۔ [2]

نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کا حکم کب ہوگا؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت وشکل اسی حلیہ وصورت وشکل کے مطابق ہو، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معروف حلیہ مبارکہ احادیث وروایات سے معلوم ہوتا

---

[1] (من رآنی فی المنام فقد رآنی)وفی روایة فقد رآی الحق فإن الشیطان لا یتمثل بی، -أورده فیها فی کتاب الأدب أیضاً من حدیث أنس وأبی مسعود وأبی قتادة وأبی هریرة وجابروابن مسعود وابن عباس وأبی جحیفة وأبی مالک الأشجعی وأبی سعید وابن عمرو وأبی بکرة ومالک بن عبد الله الخثعمی وطارق بن أشیع الأشجعی أربعة عشر نفساً.

(قلت) ورد أیضاً من حدیث البراء وعمران بن حصین وابن عمر وحذیفة وصرح المناوی أیضاً بتواتره(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکتانی، تحت رقم الحدیث ۲۷۵،ج ا،ص ۲۱۸)

[2] مطابقته للترجمة من حیث إنه یوضحها أن رؤیة النبی فی المنام صحیحة لا تنکر ولیست بأضغاث أحلام ولا من تشبیهات الشیطان یؤیده قوله فقد رأی الحق أی :الرؤیا الصحیحة (عمدة القاری شرح صحیح البخاری،باب من رأی النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام)

ہے (خواہ وہ حلیہ آپ کی جوانی مبارک کا ہو، یا اس کے بعد کا یا وفات کے وقت کا) یا کسی دوسری شکل میں نظر آنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا؟

تو اس سلسلہ میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے۔

امام ابنِ سیرین اور بعض دیگر اہلِ علم حضرات فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا حکم جس میں شیطان کی تلبیس نہیں ہوسکتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف صورت اور حلیہ مبارکہ کے ساتھ خاص ہے، کسی اور شکل وحلیہ میں (جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل وحلیہ سے مختلف ہو) نظر آنے کی صورت میں شیطان کی تلبیس کا امکان موجود ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا رَآهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۳)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم اس وقت ہے) جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورت میں دیکھے (بخاری)

ان اہلِ علم حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں اس کے حقیقت کے مطابق ہونے کی دلیل بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ شیطان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ومشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں۔

اور یہ نہیں فرمایا کہ اس کو میرے علاوہ کسی اور کی صورت ومشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، نیز حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے سے حلیہ معلوم کر کے اس کی تصدیق فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ وصورت اختیار کرنے کی تو قدرت نہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ وصورت کے علاوہ کسی دوسری صورت وحلیہ کو اختیار کرنے کی قدرت حاصل ہے۔[1]

---

[1] اور بعض حضرات نے دیگر انبیائے کرام اور ملائکہ کی صورت ومشابہت کے بھی شیطان کے اختیار میں نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔

پس ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ کسی کے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور شکل میں آ کر شیطان سونے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دہی میں مبتلا کرے، جیسا کہ جاگنے کی حالت میں جھوٹے نبوت کے دعویدار اپنے آپ کو نبی ظاہر کرتے ہیں۔

اس لئے جب تک خواب میں نظر آنے والی صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل وصورت اور حلیہ مبارکہ کے مطابق نہ ہو، اس وقت تک یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے، بلکہ اس میں شیطان کی تلبیس اور خیالات کی ملاوٹ ممکن ہے۔ [1]

---

[1] ذهب محمد بن سيرين والامام البخاری والقاضی عياض وجماعة من العلماء ان هذا الحديث محله اذا رأى احد النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام بصورته وحليته المعروفة ، ومعنى الحديث ان من رأى النبى صلى الله عليه وسلم بصفته المعروفة فان رؤياه صحيحة لا اثر للشيطان فيها(تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۱، كتاب الرؤيا،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

معنى الحديث" :من رآنى على صورتى التى خلقت عليها، فقد رآنى، إذ لا يتمثل الشيطان بى"، إذ لم يقل :من رأى أنه رآنى، فقد رآنى، وإنما قال :من رآنى فقد رآنى .وأنى لهذا الرائى الذى رأى أنه رآه على صورته أنه رآه عليها وإن ظن أنه رآه؟ ما لم يعلم أن تلك الصورة صورته بعينها، هذا ما لا طريق لأحد إلى معرفته.

فهذا ما نقل ابن رشد، وحاصله يرجع إلى أن المرئى قد يكون غير النبى صلى الله عليه وسلم، وإن اعتقد الرائى أنه هو.

والتأويل الثانى :يقوله علماء التعبير :إن الشيطان قد يأتى النائم فى صورة ما من معارف الرائى وغيرهم، فيشير له إلى رجل ويقول :هذا فلان النبى، أو هذا الملك الفلانى، أو من أشبه هؤلاء ممن لا يتمثل الشيطان به، فيوقع اللبس على الرائى بذلك، وله علامة عندهم .وإذا كان كذلك أمكن أن يكلمه ذلك المشار إليه بالأمر والنهى غير الموافقين للشرع، فيظن الرائى أنه من قبل النبى صلى الله عليه وسلم، ولا يكون كذلك، فلا يوثق بما يقول له أو يأمر أو ينهى.

وما أحرى هذا الضرب أن يكون الأمر أو النهى فيه مخالفا، كما أن الأول حقيق بأن يكون فيه موافقا، وعند ذلك لا يبقى فى المسألة إشكال .نعم لا يحكم بمجرد الرؤيا حتى يعرضها على العلم؛ لإمكان اختلاط أحد القسمين بالآخر .وعلى الجملة فلا يستدل بالرؤيا فى الأحكام إلا ضعيف المنة،نعم يأتى العلماء بالمرائى تأنيسا وبشارة ونذارة خاصة، بحيث لا يقطعون بمقتضاها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حكما، ولا يبنون عليها أصلا، وهو الاعتدال فى أخذها، حسبما فهم من الشرع فيها، والله أعلم(الاعتِصَام،للشاطبى،الباب الرابع فى مأخذ أهل البدع فى الاستدلال،فصل وأضعف هؤلاء احتجاجا :قوم استندوا فى أخذ الأعمال إلى المنامات)

ثم اختلفوا فقال جماعة ان محمل هذه الاحاديث ان يراه فى صورته الخاصة وحليته المخصوصة التى كانت له صلى الله عليه وسلم ثم ان بعضا من هذه الجماعة وسعوا الامر وقالوا يراه بصورة وشكل كان صلى الله عليه وسلم عليه فى وقت مامن مدة عمره سواء كان فى الشباب او الكهولة وفى آخر عمره.

وبعضهم ضيقوا رحمة الله الواسعة وقالوا اريد ان يراه على صورة كان فى آخر عمره عليها التى قبض عليها حتى اعتبروا عدد الشعرات البيض التى كانت فى لحيته ورأسه صلى الله عليه وسلم التى لم تبلغ عشرين شعرة وعن حماد بن زيد قال كان محمد يعنى ابن سيرين اذا قص عليه رجل انه رأى النبى صلى الله عليه وسلم قال صف لى الذى رائية فان وصف له صفة لايعرفها قال لم تره وسنده صحيح ، وقد اخرج الحاكم من طريق عاصم بن كليب حدثنى ابى قال قلت لابن عباس رايت النبى صلى الله عليه وسلم فى امنام قال صفه لى ، قال فذكرت الحسن بن على رضى الله عنهما فشبهته به قال قد رايته وسنده جيد.

ولكن يعارضه مااخرجه ابن ابى عاصم من وجه آخر عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رانى فى المنام فقد رانى فانى ارى فى كل صوره ، فى سنده ابن التوامة وهو ضعيف لاختلاطه ،وهو من روايته من سمع منه بعد الاختلاط (التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ج۵ص ۷۴،۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعة:المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

قوله "فأن الشيطان لا يتمثل فى صورتى "أى لا يتصور بصورتى واختلف فى معنى الصورة فقيل أى فى صفتى وهو صفة الهداية وقيل هى على حقيقته وهى التخطيط المعلوم المشاهد له صلى الله عليه وسلم وهذا ظاهر وعن هذا وضعوه لرؤيته صلى الله عليه وسلم ميزانا وقالوا رؤيته صلى الله عليه وسلم هى أن يراه الرائى بصورة شبيهة لصورته الثابتة حليتها بالنقل الصحيح حتى لو رآه فى صورة مخالفة لصورته التى كان عليها فى الحس لم يكن رآه صلى الله عليه وسلم مثل أن يراه طويلا أو قصيرا جدا أو يراه أشعر أو شيخا أو شديد السمرة ونحو ذلك .

ويقال خص الله تعالى النبى صلى الله عليه وسلم بأن رؤية الناس إياه صحيحة وكلها صدق ومنع الشيطان أن يتصور فى خلقته لئلا يكذب على لسانه فى النوم كما خرق الله تعالى العادة للأنبياء عليهم الصلاة والسلام بالمعجزة وكما استحال أن يتصور الشيطان فى صورته فى اليقظة.

وقال محى السنة رؤيا النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام حق ولا يتمثل الشيطان به،وكذلك جميع الأنبياء والملائكة عليهم الصلاة والسلام ولا يتمثل بهم (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج۲ص۱۵۵،۱۵۶، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم)

میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت وشکل اسی حلیہ وصورت وشکل کے مطابق ہو، جو حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، بلکہ اگر کسی اور حلیہ میں بھی نظر آئیں، اور خواب والے کا دل اس بات کی گواہی دے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو تب بھی یہ خواب میں نظر آنے والی ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شمار ہوگی، اور شیطانی تصرفات سے پاک ہوگی۔

البتہ اتنا فرق ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معروف ومشہور حلیہ میں نظر آئیں، تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں کامل وحقیقی رؤیت کہلائے گی، اور کسی تعبیر وتاویل کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر اپنے معروف حلیہ کے علاوہ کسی اور حلیہ میں نظر آئیں تو اس کا درجہ پہلی قسم کے خواب سے کم تر ہوگا، جس کی تعبیر وتاویل کی ضرورت ہوگی، اور خواب کی تعبیر وتاویل سے اس کے نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف حلیہ کے خلاف نظر آنے کی وجہ خواب دیکھنے والے کے اپنے ایمان اور عمل کے کمزور ہونے کی علامت ہوگی۔

لیکن بہرحال دونوں قسم کے خواب شیطانی تصرفات سے پاک ہوں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ [1]

---

[1] وذهب جماعة من العلماء الى انه لايشترط لكون الرؤيا صحيحة ان يراه الرائى فى صورته المعروفه، بل المراد ان من وقع فى قلبه عند الرؤيا ان المرئى هو النبى صلى الله عليه وسلم ، سواء كانت صورته المرئية مخالفة لصورته وهيئته المعروفة، فان رؤياه صحيحة خالية عن تصرف الشيطان (تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۱، كتاب الرؤيا،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

وذهب جماعة الى ان رؤيته صلى الله عليه وسلم بحليته المخصوصة وصفاته المعلومة رؤية لذاته الكريمة وادراک لحقيقه الشريفة وعلى غير تلک الصفات ادراک مثال وكلاهما رؤيا حق ليس من اضغاث احلام ولامجال للشيطان فى تمثله بصورته لكن الاول حق وحقيقة وتحقيق والثانية حق وتمثل وتاويل ولايحتاج الاول الى التعبير لعدم تصوير المتخيلة وتلبيسه والثانية يحتاج اليه كما حققنا فى تحقيق الرؤيا فمعنى قوله صلى الله عليه وسلم فقد رانى او فق راى الحق انه على كل صورة رأى فهو الحق ومن الحق وليس بباطل ومن الشيطان .

وقال الشيخ محى الدين النووى ان هذا القول ايضا ضعيف والصحيح انه راه حقيقة سواء كانت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی ﷺ کا خواب میں کوئی حکم دینا یا ممانعت فرمانا

یہ بات یادرکھنی چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خواب میں نظر آ کر کسی چیز کا حکم فرمائیں یا کسی چیز سے منع فرمائیں، تو اس کو حجت نہیں سمجھا جائے گا، بطور خاص جو بات شریعت کے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

على صفة المعروفة او غيره ، والاختلاف فى الصفات لايوجب الاختلاف فى الذات كاختلاف الزمان والمكان ،فالمرئى فى كل صورة هو الذات والصفة لباس الذات سواء كان فى اليقظه او فى المنام .

واقول هذا هو الحق نعم رويته بالصفة المعروفة اتم واكمل لدلالته على صقالة مرآة الرائى وسلامة دينه وكمال ايمانه وبغيرها لخلل فى ذات الرائى ونقصان فى مرآته كما سنحققه فى توضيح ماحققه الغزالى (التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ج۵ص۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعة:المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

فان قيل: فما الحكم فيما اذا رآه صلى الله عليه وسلم جمع كثير فى وقت واحد على صفات مختلفة كان يراه بعضهم ويراه آجزشابا ويرواه آخر ضاحكا وآخر باكيا وآخر قصيرا وغير ذلک؟

فالجواب: ان هذه الاختلافات كلها راجعة الى الرائين لا الى المرئى صلى الله عليه وسلم ومثاله المرايا الكثيرة المختلفة الاشكال والمقادير اذا قابلت وجه انسان يرى وجهه فى المرآة الكبيرة كبيرا وفى الصغيرة صغيرا، وفى المعوجة معوجا، وفى الطويلة طويلا، وفى المقعرة مقعرا، الى غير ذلک ،فالاختلافات فى ذلک راجعة الى اختلاف اشكال المرائى لا اله وجه المرائى ، وكذلک الرؤن للنبى صلى الله عليه وسلم احوالهم بالنسبة اليه مختلفة بحسب استقامتهم على شريعته واعوجاجهم ، فعلم ان جميع ما يرى من النقص فى صورة النبى صلى الله عليه وسلم فهو راجع الى الرائى (ايضا ص ۱۸۷)

قال القاضى: يحتمل معنى قوله :(فقد رآنى دا و(فقد رأى الحق ، فإن الشيطان لايتمثل بى) إذا رؤى على الصفة التى كان عليها فى حياته لا على صفة مضادة لحاله ، فإن رؤى على غيرها كانت رؤيا تأويل لا رؤيا حقيقة ، فإن نحن الرؤيا مايخرج على وجهه ، ومنها مايحتاج إلى تأويل وعبارة .

قال بعضهم :خص الله نبيه بعموم صدق رؤياه كلها ، ومنع الشيطان أن يتمثل فى صورته ؛ لئلا يتذرع بالكذب على لسانه فى النوم ، ولما خرق الله العادة للأنبياء دليلاً على صحة حالهم فى اليقظة ، واستحالة تصور الشيطان على صورته فى اليقظة ولا على صفة مضائة لحاله ؛ إذ لو كان ذلک لدخل اللبس بين الحق والباطل ، ولم يوثق بما جاء من جهه النبوة مخافة هذا التصور ، فحمى الله حماها لذلک من الشيطان وتصوره ونزغه دإلقائه وكيده على الأنبياء ، وكذلک حمى رؤياهم أنفسهم ورؤيا غير النبى للنبى عن تمثيل الشيطان بذلک لتصح رؤياه فى الوجهين ، ويكون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاف معلوم ہو، اس کو ہرگز قابلِ عمل نہیں سمجھا جائے گا، اور خواب کے مقابلہ میں شریعت کے حکم کو ہی حجت اور قابلِ عمل قرار دیا جائے گا، اور اس خواب کی تعبیر وتاویل کی جائے گی، جو کہ ظاہر کے خلاف بھی ہوسکتی ہے، یا اس کو خواب دیکھنے والے کی بھول یا غلط فہمی وغیرہ پر محمول کیا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

طريقاً إلى علم صحيح لا ريب فيه (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الرويا باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

وأما قوله فكأنما رآنى فهو تشبيه ومعناه أنه لو رآه فى اليقظة لطابق ما رآه فى المنام فيكون الأول حقا وحقيقة والثانى حقا وتمثيلا قال وهذا كله إذا رآه على صورته المعروفة فإن رآه على خلاف صفته فهى أمثال فإن رآه مقبلا عليه مثلا فهو خير للرائى وفيه وعلى العكس فبالعكس وقال النووى قال عياض يحتمل أن يكون المراد بقوله فقد رآنى أو فقد رأى الحق أن من رآه على صورته فى حياته كانت رؤياه حقا ومن رآه على غير صورته كانت رؤيا تأويل وتعقبه فقال هذا ضعيف بل الصحيح أنه يراه حقيقة سواء كانت على صفته المعروفة أو غيرها انتهى ولم يظهر لى من كلام القاضى ما ينافى ذلك بل ظاهر قوله أنه يراه حقيقة فى الحالين لكن فى الأولى تكون الرؤيا مما لا يحتاج إلى تعبير والثانية مما يحتاج إلى التعبير قال القرطبى اختلف فى معنى الحديث فقال قوم هو على ظاهره فمن رآه فى النوم رأى حقيقته كمن رآه فى اليقظة سواء قال وهذا قول يدرك فساده بأوائل العقول ويلزم عليه أن لا يراه أحد إلا على صورته التى مات عليها وأن لا يراه رائيان فى آن واحد فى مكانين وأن يحيا الآن ويخرج من قبره ويمشى فى الأسواق ويخاطب الناس ويخاطبوه ويلزم من ذلك أن يخلو قبره من جسده فلا يبقى من قبره فيه شىء فيزار مجرد القبر ويسلم على غائب لأنه جائز أن يرى فى الليل والنهار مع اتصال الأوقات على حقيقته فى غير قبره وهذه جهالات لا يلتزم بها من له أدنى مسكة من عقل.

وقالت طائفة معناه أن من رآه رآه على صورته التى كان عليها ويلزم منه أن من رآه على غير صفته أن تكون رؤياه من الأضغاث ومن المعلوم أنه يرى فى النوم على حالة تخالف حالته فى الدنيا من الأحوال اللائقة به وتقع تلك الرؤيا حقا كما لو رؤى ملأ دارا بجسمه مثلا فإنه يدل على امتلاء تلك الدار بالخير ولو تمكن الشيطان من التمثيل بشىء مما كان عليه أو ينسب إليه لعارض عموم قوله فإن الشيطان لا يتمثل بى فالأولى أن تنزه رؤياه وكذا رؤيا شىء منه أو مما ينسب إليه عن ذلك فهو أبلغ فى الحرمة وأليق بالعصمة كما عصم من الشيطان فى يقظته قال والصحيح فى تأويل هذا الحديث أن مقصوده أن رؤيته فى كل حالة ليست باطلة ولا أضغاثا بل هى حق فى نفسها ولو رؤى على غير صورته فتصور تلك الصورة ليس من الشيطان بل هو من قبل الله وقال وهذا قول القاضى أبى بكر بن الطيب وغيره ويؤيده قوله فقد رأى الحق أى رأى الحق الذى قصد إعلام الرائى به فإن كانت على ظاهرها وإلا سعى فى تأويلها ولا يهمل أمرها لأنها إما بشرى بخير أو إنذار من شر إما ليخيف الرائى وإما لينزجر عنه وإما لينبه على حكم يقع له فى دينه أو دنياه (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۲ ص ۳۸۴ قوله باب من رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام)

جائے گا۔

البتہ اگر کوئی بات خلافِ شریعت نہ ہو، اور اس سے بڑھ کر موافقِ شریعت ہو، تو اس کو شرعی حدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے مستحسن اور اچھا قرار دیا جائے گا۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت اور

---

[1] تُعرضُ على الشريعة عند جميعهم، فإن وافقت قُبلتِ وإلا لا .وما ذكره النووى رحمه الله تعالى مضرٌّ جداً، لأن ما أخبر النبى صلى الله عليه وسلّم به هو فى رؤيته، ولم يخبرنا بأنه يقول له ويكلمه أيضاً، فما ثبتَ عنه يقظةً لا يُترك بما رئى مناماً

وأيضاً النائم ليس على يقينٍ من كلامه ولا من كلام تلك الصورة المُرتبة، وليست تلك صورةٌ بصرية، بل رؤيا حُلمية، وأكثر الناس لا يعرفون حقيقتها، فلذا لا يجبُ الأخذ بها .ولكن إذا لم تخالف حكماً ظاهراً من الشرع حَسُن العملُ بها أدباً مع صورته صلى الله عليه وسلّم أو مِثالها .ولا ندَّعى أنه قاله صلى الله عليه وسلّم فى الواقع، ولا أنه خاطبه، ولا أنه انتقل من مكانه، ولا أنه أحاط علمه الشريف بذلك البتة، وإنما الله أراه إياهُ لحكمةٍ علمها .وراجع له شرح منهاج السنة للسبكى.

وفيه حكاية ذكرها الشيخ عبد الحق رحمه الله تعالى :أن رجلاً رأى النبى صلى الله عليه وسلّم فى المنام يقول :اشرب الخمر، وكان الشيخ على المتقى حياً إذ ذاكَ وهو حنفى، شيخ لمحمد طاهر صاحب مجمع البحار، وهو أيضاً حنفى كما صرح به هو بنفسه فى رسالة خطية، وسها مولانا عبد الحى رحمه الله تعالى حيث عده من الشافعية ومن مصنفات شيخه كنز العمال رتب فيه كتاب السيوطى رحمه الله تعالى جمع الجوامع -فأجابه :أن النبى صلى الله عليه وسلّم إنما قال :لا تشرب الخمر، ولكن الشيطان لَبَّس عليكَ، والنوم وقت اختلال الحواس .فإذا أمكن فى اليقظة أن يسمعَ رجلٌ بخلاف ما قاله القائل لعلة فى الخارج أو من جهته، ففى النوم أولى .والدليل عليه أنك تشرب الخمر، فأقر به، وقال :نعم إنى أشرب الخمر.

وعندى أنه قال له :اشرب الخمر تعريضاً على حاله القبيح، ويفهم هذا المعنى من لهجة المتكلم وكيفية تكلمه، فاللفظ الواحد قد يكون لمعناه، وقد يكون للتعريض .ثم التعريض قد يكون قولياً وقد يكون فعلياً، يُعرف ذلك بالقرائن .وقالت هذه الطائفة :إن الحلية تُنبيء عن حال الرائى، فإن كان حاله حسناً يراه فى حالة حسنة، وإلا ففى غير ذلك .وفيه أيضاً حكاية أن رجلاً رآه صلى الله عليه وسلّم وعلى رأسه القَلنسوة الإنكليزية، فاستوحش منه، وكتب إلى مولانا الكنكوهى رحمه الله تعالى، فكتب إليه أنه إشارة إلى غلبة النصرانية على دينه(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم)

فان قلت:فهل يجب على الرائى العمل بما يسمعه من هذه الصورة ؟ فالجواب لايجب على احد العمل بمثل ذلك لعدم العصمة ولخوف تطرق الخلل الى الشرع الظاهر لاسيما ان خالف نصا صريحا ، كذا فى اليواقيت والجواهر (التعليق الصبيح ،ج۵ص ۷۹، كتاب الرؤيا)

خواب میں کسی چیز کا حکم فرمانے کا حوالہ دے کر بعض چیزوں کی تشہیر وتبلیغ کرتے ہیں، ان کو حجت نہیں سمجھنا چاہئے، بطورِ خاص جو بات شریعت کے خلاف بھی ہو، اس کو ہرگز حجت اور قابلِ عمل قرار نہیں دینا چاہئے، اور ضرورت ہو تو اس میں کوئی تاویل کرنی چاہئے، اور ایسے حالات میں شریعت کے بیان کردہ حکم کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہئے۔ ۱

۱ المبحث الثاني: اذا رأى احد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام، رأه يخبر او يامر بشيئ او ينهى عن شيئ، هل يكون ذلك حجة شرعية؟ واجمع العلماء على انه ليس بحجة فى الدين، نعم! ان كان ذلک القول لايصادم حكما من الاحكام الشرعية، يستحسن العمل به ادبا مع صورته صلى الله عليه وسلم او مثالها، وقد يستشكل هذا بان المرئى ان كان هو النبى صلى الله عليه وسلم، ينبغى ان يكون فيما يقوله فى المنام حجة، والجواب ان عدم حجية الرؤيا ظاهر على قوم من يقصر حكم حديث الباب على من رآه عليه السلام بصفته المعروفة، لانه لايكمن لاحد اليوم ان يجزم بانه رآه صلى الله عليه وسلم بحليته الحقيقة، ومتى كانت هناک شبهة فى رؤية النبى صلى الله عليه وسلم حقيقة، فلاسبيل الى القول بحجية الرؤيا، لان العلم لايحصل بالشبهة، واما على قول من لايقصر حكم حديث الباب على رؤيته صلى الله عليه وسلم بصفاته الحقيقية، فعدم حجية الرؤيا مبنى على ان النبى صلى الله عليه وسلم انما اخبر فى حديث الباب بان مايراه النائم من صورة النبى صلى الله عليه وسلم، فانه رؤيا صحيحة لاتصرف فيها للشيطان، ولم يخبرنا فى هذا الحديث بان ما تتكلم به تلک الصورة المرئية هو كلام صحيح تجوز نسبته الى رسول الله صلى الله عليه سلم، ولايلزم ذلک بمجرد كون الرؤيا صحيحة، لانه ليس معنى صحة الرؤيا ان يكون عين المرئى او المسموع واقعافى نفس الامر، بل معناه ان لها تعبيرا، والرؤيا صادقة بالنسبة الى ذلک التعبير، لابالنسبة الى ظاهر المرئى او المسموع، ثم من المعروف ان تعبير الرؤيا ليس له قواعد منضبطة، وانما هو مبنى على ذوق المعبر، ولذلک تختلف فى تاويلها اقوال المعبرين، ومن هذه الجهة وقع الشک فى تعبيرها الصحيح.

ثم ان رؤية النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام وان لم يكن فيها مدخل للشيطان، ولكن ربما تؤثر فيها متخيلة الرائى، وهذا هو السر فى رؤيته صلى الله عليه وسلم على غير هيئته المعروفة، فمن الممكن جدا ان يقع فى خيال الرائى كلام لم يتكلم به رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومن المحتمل ايضا ان يكون الرائى قد نسى مارآه فى المنام، وحيل اليه بعد الاستيقاظ مالم يقع فى المنام اصلا، ومع وجود هذه الشبهات المتنوعة لايترک بالرؤيا تلک الاحكام الشرعية التى توارثناها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حالة اليقظة، ولاشک ان متى تعارضت الرؤيا واليقظة، فالترجيح لماثبت فى عالم اليقظة، لا لمارؤى فى المنام............

وعلى كل ،فالرؤية فى المنام تتطرق اليها احتمالات كثيرة، وفيها مجال لالتباس الامر من جهات شتى، فقد يلتبس الامر على الرائى بتخيله، وقد ينس حقيقة مارآه، وقد يكون تعبير الرؤيا غير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کنندہ کا درجہ ومقام

آخر میں عرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنے سے کوئی شخص صحابیت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، اوراسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ہونا ہرحال میں مقبول ہونے کا باعث نہیں، کیونکہ بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کافر وفاسق کو بھی کسی حکمت کی وجہ سے ہوسکتی ہے،جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ دنیویہ میں آپ کی زیارت کافروں اورمنافقوں نے بھی کی،مگرکفرکی حالت میں زیارت کرنے کی وجہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مارآه فی الظاهر ، ومع وجود هذه الشبهات لایمکن ان یکون فیها حجة خلاف ماثبت من الشریعة فی عالم الیقظة،والله اعلم(تکملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۲، ۴۵۳، کتاب الرؤیا،باب قول النبی صلی الله علیه وسلم من رآنی فی المنام فقد رانی)

>فائدة <سئل شیخ الاسلام زکریا عن رجل زعم أنه رأى النبی صلی الله علیه وسلم یقول له مر أمتی بصیام ثلاثة أیام وأن یعیدوا بعدها ویخطبوا فهل یجب الصوم أو یندب أو یجوز أو یحرم؟ وهل یکره أن یقول أحد للناس أمرکم النبی علیه الصلاة والسلام بصیام أیام لأنه کذب علیه ومستنده الرؤیا التی سمعها من غیر رائیها أو منه؟ وهل یمتنع أن یتسمى إبلیس باسم النبی صلی الله علیه وعلى آله وسلم ویقول للنائم إنه النبی علیه الصلاة والسلام ویأمره بطاعة لیتوصل بذلک إلى معصیة کما یمتنع علیه التشکل فی صورته الشریفة أم لا وبه تتمیز الرؤیة له صلی الله علیه وآله وسلم الصادقة من الکاذبة؟ وهل یثبت شیء من أحکام الشرع بالرؤیة فی النوم؟ وهل المرئی ذاته صلی الله علیه وسلم أو روحه أو مثل ذلک؟ أجاب لا یجب على أحد الصوم ولا غیره من الأحکام بما ذکر ولا مندوب بل قد یکره أو یحرم لکن إن غلب على الظن صدق الرؤیة فله العمل بما دلت علیه ما لم یکن فیه تغییر حکم شرعی ولا یثبت بها شیء من الأحکام لعدم ضبط الرؤیة لا للشک فی الرؤیة ویحرم على الشحص أن یقول أمرکم النبی صلی الله علیه وسلم بکذا فیما ذکر بل یأتی بما یدل على مستنده من الرؤیة إذ لا یمتنع عقلا أن یتسمى إبلیس باسم النبی صلی الله علیه وسلم لیقول للنائم إنه النبی ویأمره بالطاعة والرؤیة الصادقة هی الخالصة من الأضغاث والأضغاث أنواع : الأول تلاعب الشیطان لیحزن الرائی کأنه یرى أنه قطع رأسه الثانی أن یرى أن بعض الأنبیاء یأمره بمحرم أو محال .الثالث ما تتحدث به النفس فی الیقظة تمنیا فیراه کما هو فی المنام ورؤیة المصطفى صلی الله علیه وسلم بصفته المعلومة إدراک لذاته ورؤیته بغیر صفته إدراک لمثاله فالأولى لا تحتاج إلى تعبیر والثانیة تحتاج إلیه ویحمل على هذا قول النووی :الصحیح أنه یراه حقیقة سواء کانت صفته المعروفة أو غیرها وللعلماء فی ذلک کلام کثیر لیس هذا محل ذکره وفیما ذکرته کفایة اه بنصه(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۶۹۰)

سے وہ مقبول نہیں کہلائے اور صحابیت کے شرف سے مستفید نہیں ہوئے۔
اور خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا درجہ حقیقی رؤیت (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی حیات میں آپ کو جاگتے ہوئے دیکھنے) سے کم ہے، نہ کہ زیادہ، اسی وجہ سے کوئی شخص خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وجہ سے صحابیت کا شرف حاصل نہیں کر پاتا، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ [1]
کیونکہ ان باتوں کے نہ سمجھنے یا غلط سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ کئی قسم کی غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، اور خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی گمراہی کا باعث بنتے ہیں، اور خواب کی بنیاد پر شریعت کے کئی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

---

[1] ولایلزم من ذلک ان یکون ھؤلاء من الصحابة لان شرط الصحبة ان یراہ وھو فی عالم الدنیا وذلک قبل وفاته، واما رؤیته بعد وفاته وھو فی عالم البرزخ فلا تثبت بھا الصحبة (التعلیق الصبیح ،ج۵ص۷۷، کتاب الرؤیا)

المبحث الثالث: من رأی النبی صلی اللہ علیه وسلم فی المنام، ھل تثبت له صحبة؟ وقد اجاب عنه العینی فی عمدة القاری ۲:۱۵۶ ،بانه لاتثبت به صحبة لان الصحابی من رأی النبی صلی اللہ علیه وسلم فی حالة الاسلام رؤیة معھودة جاریة علی العادة، او رآہ فی حیاته فی الدنیا، ولاعبرة بمن رآہ صلی اللہ علیه وسلم بعد وفاته، لان النبی صلی اللہ علیه وسلم محبر عن اللہ فی الدنیا، لافی القبر (تکملة فتح الملھم، ج۴ص ۴۵۳، کتاب الرؤیا،،باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم من رآنی فی المنام فقد رانی)

(فصل نمبر ۷)

استخارہ کے بعدخواب نظرآنے کی حیثیت

خواب کے بارے میں ایک اہم مسئلہ استخارہ کے بعد خواب نظرآنے کا ہے،جس میں آج کل بہت سے عوام اور بعض اہلِ علم حضرات غلط فہمی کا شکار ہیں،لہٰذا اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔

پہلے استخارہ سے متعلق مشہور مستند احادیث ذکر کی جاتی ہیں،جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

استخارہ سے متعلق احادیث

استخارہ کے بارے میں کئی صحابۂ کرام سے احادیث مروی ہیں،جن میں سے سند کے اعتبار سے زیادہ قوی اور مشہور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

يَقُوْلُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَااَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ

خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ، اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَ الْاَمْرَ شَرٌّلِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ، اَوْقَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ، وَآجِلِهٖ، فَاَصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاَصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاَقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ.

قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ (اس طرح اہتمام وتاکید کے ساتھ) سکھایا کرتے تھے، جس طرح (اہتمام وتاکید کے ساتھ) ہم کو قرآن (مجید) کی سورت سکھلایا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ:

جب تم میں سے کوئی کسی کام کو کرنا چاہے تو دو رکعت فرضوں کے علاوہ (یعنی نفل نماز) پڑھے، پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَااَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ، اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَ الْاَمْرَ شَرٌّلِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ، اَوْقَالَ فِيْ

---

[1] كتاب التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، واللفظ لهٗ؛ و رقم الحديث ۶۳۸۲، سنن كبرىٰ نسائي، رقم الحديث ۱۰۵۵۱؛ ترمذی، رقم الحديث ۴۸۰؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۵۳۸؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۳۸۳.

قال الترمذی: وفي الباب عن عبد الله بن مسعود، وأبي أيوب :حديث جابر حديث حسن صحيح غريب لا نعرفه إلا من حديث عبد الرحمن بن أبي الموال وهو شيخ مديني ثقة، روى عنه سفيان حديثا، وقد روى عن عبد الرحمن غير واحد من الأئمة.

عَاجِلِ اَمْرِیْ، وَآجِلِهٖ، فَاَصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاَصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاَقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ.

''یااللہ! میں آپ کے علم کے واسطہ اورذریعہ سے آپ سے خیر چاہتا ہوں، اور میں آپ کی قدرت کے واسطہ اورذریعہ سے آپ سے قدرت وطاقت چاہتا ہوں،اور میں آپ سے آپ کے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں قادر نہیں (بلکہ محتاج ہوں) اورآپ علم رکھتے ہیں اور میں علم نہیں رکھتا اور آپ علاَّمُ الغیوب (یعنی غیب کا کُلّی اور پوری طرح علم رکھنے والے) ہیں (کہ کس چیز میں خیر ہےاورکس چیز میں شر ہے)

یااللہ! اگرآپ کے علم میں یہ کام (جس کواس وقت میں کرنے ،نہ کرنے کے متعلق درخواست ودعا کررہاہوں) میرے حق میں خیراور بھلائی والا ہے،میرے دین کے لیے بھی خیراور بھلائی والا ہے،میری معاش اوردنیا کے لئے بھی خیراور بھلائی والا ہےاورمیرے انجام کار کے لئے بھی خیراور بھلائی والا ہے،''یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ'' میرے لئے فی الحال بھی خیراور بھلائی والا ہے، اور بالمآل (آئندہ دنیاوآخرت) کے لئے بھی خیراور بھلائی والا ہے،تواس کومیرے لئے مقدَّراور تجویز فرمادیجئے، اوراس کو میرے لیے آسان بھی فرمادیجئے، اور پھراس میں میرے لیے(ہرطرح کی) برکت بھی پیدافرمادیجئے۔

اوراگرآپ کے علم میں یہ کام (جس کواس وقت میں کرنے ،نہ کرنے کے متعلق درخواست ودعا کررہاہوں) میرے حق میں شراور برائی والا ہے،میرے دین کے لئے بھی شراور برائی والا ہے، میری معاش اوردنیا کے لئے بھی شراور برائی والا ہے،اورمیرے انجام کار کے لئے بھی شراور برائی والا ہے''یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ فرمایا کہ''میرے لئے فی الحال بھی شراور برائی والا ہے اور بالمآل (آئندہ دنیا و آخرت) کے لئے بھی شراور برائی والا ہے، تو ہٹا دیجئے (اور دور کردیجئے) اس کو مجھ سے، اور ہٹا دیجئے (اور دور کردیجئے) مجھے اس سے، اور (اس کے بدلے میں) مقدّر (اور نصیب وتجویز) کردیجئے میرے لئے خیراور بھلائی، جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے (اس پر راضی اور مطمئن) بھی کردیجئے۔

راوی کہتے ہیں کہ (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کو متعین کرلینا چاہئے (بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، وغیرہ)

استخارہ کی احادیث وروایات کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسعید خدری، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [1]

---

[1] قال عبد الله :إذا أراد أحدكم الحاجة فليقل :اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك وأسألك من فضلك فإنك تقدر ، ولا أقدر وتعلم ، ولا أعلم وأنت علام الغيوب اللهم إن كان هذا الأمر الذى أردته خيرا لى فى دينى ومعيشتى وخير عاقبتى فيسره لى وبارك لى فيه ، وإن كان غير ذلك خيرا فقدر لى الخير حيثما كان ، ثم رضنى بما قضيت (مصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۳۰۰۱۵، الرّجل يرِيد الحاجة ما يدعو بِهِ ؟)

عن عبد الله قال كنا نعلم الاستخارة كما نعلم السورة من القرآن فإذا أراد أحدكم أمرا فليقل " :اللهم إنى أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك الواسع، إنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان هذا الأمر الذى أريد وتسميه خيرا فى دينى، وخيرا لى فى أمر دنياى، وخيرا لى فى عاقبة أمرى، فيسره لى - أحسبه قال :فبارك لى فيه، وإن كان شرا لى فى أمر دينى، وشرا لى فى أمر دنياى، وشرا لى فى عاقبة - أحسبه، قال :أمرى، فاصرفه عنى ويسر لى الخير، واقض لى به، وارضنى به (مسند البزار، رقم الحديث ۱۸۳۵، مسند عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، بقية حديث زر)

عن عبد الله قال :علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الاستخارة فقال " :إذا أراد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر ان احادیث وروایات میں سے کسی حدیث وروایت میں استخارہ کے بعد سونے اور خواب نظر آنے کا ذکر نہیں، جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحدكم أمرا فليقل :اللهم إنى أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك؛ فإنك تعلم ولا أعلم، وتقدر ولا أقدر، وأنت علام الغيوب، فإن كان هذا الذى أريد خيرا فى دينى وعاقبة أمرى، فيسره لى، وإن كان غير ذلك خيرا لى فاقدر لى الخير حيث كان، يقول ذلك ثم يعزم (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٠٠١٢، باب من روى عن ابن مسعود أنه لم يكن مع النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجن)

قال الهيثمى: رواه البزار بأسانيد، والطبرانى فى الثلاثة، وأكثر أسانيد البزار حسنة(مجمع الزوائد، باب دعاء الاستخارة)

عن أبى سعيد الخدرى، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول :إذا أراد أحدكم أمرا فليقل :اللهم إنى أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان كذا وكذا للأمر الذى يريد خيرا لى فى دينى ومعيشتى وعاقبة أمرى، فاقدره لى ويسره لى وأعنى عليه، وإن كان كذا وكذا للأمر الذى يريد شرا لى فى دينى ومعيشتى وعاقبة أمرى، فاصرفه عنى، ثم اقدر لى الخير أينما كان، لا حول ولا قوة إلا بالله (ابن حبان، رقم الحديث ٨٨٥، ذكر الأمر بالاستخارة إذا أراد المرء أمرا قبل الدخول عليه)

فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن، عيسى بن عبد الله بن مالك، وثقه المؤلف، وروى عنه جمع وباقى رجاله ثقات، وأخرجه البزار(٣١٨٥)٥٦/٤من طريق عبيد الله بن سعد بن إبراهيم، عن يعقوب بن إبراهيم بهذا الإسناد. وأورده السيوطى فى "الجامع الكبير ١/ ٣٨ "، وزاد نسبته الى أبى يعلى، والبيهقى فى الشعب، والضياء فى المختارة . وذكره الهيثمى فى "مجمع الزوائد٢/ ٢٨١ "وقال " :رواه أبو يعلى، ورجاله موثقون، ورواه الطبرانى فى الأوسط بنحوه " وما عزاه الهيثمى للبزار. ويشهد له حديث أبى هريرة وحديث جابر الآتيان.

عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إذا أراد أحدكم أمرا فليقل : اللهم إنى أستخيرك بعلمك، وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم، وأنت علام الغيوب، اللهم إن كان كذا وكذا خيرا لى فى دينى، وخيرا لى فى معيشتى، وخيرا لى فى عاقبة أمرى، فاقدره لى وبارك لى فيه، وإن كان غير ذلك خيرا لى، فاقدر لى الخير حيث ما كان، ورضنى بقدرك (صحيح ابن حبان رقم الحديث ٨٨٦، ذكر خبر ثان يصرح بصحة ما ذكرناه، الدعاء للطبرانى رقم الحديث ١٣٠٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

استخارہ کے بعد خواب نظر آنا ضروری نہیں

جبکہ آج کل بہت سے عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب میں اس سے متعلق کچھ نظر آنا اور خواب میں استخارہ سے متعلق کچھ اشارہ ملنا ضروری ہے؛ اسی لیے اگر استخارہ کے بعد کوئی خواب نظر نہ آئے تو اپنے استخارہ کو بے کار سمجھتے ہیں۔

اور اگر کوئی نفسیاتی وخیالاتی بلکہ شیطانی خواب نظر آ جائے تو پریشان ہوتے ہیں اور اس خواب کے تناظر میں اپنے استخارہ کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

حالانکہ شرعاً استخارہ میں نہ تو کسی خواب کا نظر آنا ضروری ہے اور نہ ہی اس خواب کا استخارہ سے متعلق ہونا ضروری ہے، لہٰذا جو لوگ استخارہ کے لئے خواب وغیرہ میں کچھ نظر آنے یا خواب میں کسی طرح کا اشارہ ملنے کو ضروری سمجھتے ہیں یا وہ ہر قسم کے نفسیاتی، خیالاتی اور شیطانی خواب کی بنیاد پر استخارہ کا نتیجہ اور ثمرہ نکالتے ہیں؛ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

استخارہ کے بعد تو سونا بھی ضروری نہیں، جاگتے ہوئے بھی بلاشبہ استخارہ کیا جا سکتا ہے، جن احادیث سے استخارہ ثابت ہے ان میں بھی استخارہ کے بعد سونے کا ذکر نہیں، اور جب استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں تو خواب نظر آنا کیسے ضروری ہو سکتا ہے؟ کیونکہ خواب تو سونے کی حالت میں ہی نظر آیا کرتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أيوب بن خالد بن أبي أيوب الأنصاري، حدثه عن أبيه، عن جده أبي أيوب الأنصاري، صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له " :اكتم الخطبة ، ثم توضأ فأحسن وضوءك، وصل ما كتب الله لك، ثم احمد ربك ومجده، ثم قل :اللهم إنك تقدر ولا أقدر، وتعلم ولا أعلم أنت علام الغيوب، فإن رأيت لي في فلانة، تسميها باسمها، خيرا في ديني ودنياي وآخرتي، وإن كان غيرها خيرا لي منها في ديني ودنياي وآخرتي، فاقض لي بها "أو قال " :فاقدرها (مسند احمد رقم الحديث ۲۳۵۹۶، حديث أبي أيوب الأنصاري)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

البتہ مسنون استخارہ کرنے کے بعد اگر موقع ہو تو بعض حضرات کے نزدیک سو جانا، استخارہ کے آداب میں سے ہے، پھر بعض اوقات استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب وغیرہ میں بھی کسی کام کے خیر یا شر ہونے کی نشاندہی کا ہونا ممکن ہے، مگر ضروری نہیں اور ممکن کو ضروری سمجھنا بھاری غلطی ہے، اور خواب نظر آنے کے بعد بھی اس خواب کی حیثیت کو طے کرنا کہ یہ خواب نفسیاتی، وخیالاتی یا شیطانی ہے، یا رحمانی ہے؛ یہ بھی کسی مخلص اور معتبر عالمِ دین شخص کا کام ہے؛ وہی اس بات کا جائزہ لے کر بتلا سکتا ہے کہ یہ خواب نفسیاتی ہے، یا شیطانی، یا رحمانی، یا خیالاتی اور اس خواب کا استخارہ سے تعلق بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر تعلق ہے تو اس کی تعبیر کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ اوّل تو استخارہ کے بعد سرے سے سونا اور سونے کے بعد خواب نظر آنا ضروری نہیں اور اس کے بغیر بھی استخارہ کارآمد اور مفید عمل ہے، دوسرے استخارہ کے بعد جو خواب نظر آئے ضروری نہیں کہ وہ استخارہ سے ہی متعلق ہو، بلکہ عین ممکن ہے کہ روزمرہ اور عام اوقات کی طرح کا ایک خیالاتی یا نفسیاتی بلکہ شیطانی خواب ہو، اس قسم کے خواب تو استخارہ کے بغیر بھی نظر آتے رہتے ہیں اور جب کسی چیز سے متعلق استخارہ کیا جاتا ہے تو اس کی طرف بطورِ خاص ذہن اور خیال متوجہ ہو جاتا ہے اور ایسے وقت اس واقعہ سے متعلق نفسیاتی اور خیالاتی خواب نظر آنے کے امکانات زیادہ بڑھ جاتے ہیں؛ نیز بعض اوقات شیطان بھی اپنا کوئی مقصد حاصل کرنے کے لیے خواب میں تلبیس کر دیتا ہے، اور استخارہ کر کے سو کر اٹھنے کے بعد کیونکہ خواب کو اہتمام اور توجہ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے اوقات میں سو کر اٹھنے کے بعد اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا اس لئے عموماً استخارہ کے بعد خواب کی طرف توجہ زیادہ کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا خرابیوں کے پیشِ نظر بہت سے اہلِ علم حضرات نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے، جن میں سے بعض حضرات کے حوالے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

علامہ شیخ محمد بدرِعالَم صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْنَبَّهَ الْعُلَمَاءُ قَدِيْماًوَحَدِيْثاًعَلىٰ اَنَّهٗ لَايُشْتَرَطُ فِي الْاِسْتِخَارَةِ اَنْ يَّرَى الْمُسْتَخِيْرُرُؤْيَااَوْيُكَلِّمَهٗ مُكَلِّمٌ اَوْيُلْقىٰ فِيْ رَوْعِهٖ شَيْئٌ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يُحْدِثُ فِيْ قَلْبِهٖ جُنُوْحًاوَمَيْلًااِلىٰ جَانِبٍ يَنْشَرِحُ بَعْدَهٗ صَدْرُهٗ وَيَسْتَقِرُّعَلَيْهِ رَأْيُهٗ فَيَخْتَارُالْجَانِبَ الَّذِيْ اِلَيْهِ عَطْفُهٗ وَمَيْلُهٗ (البدرالساری جلد۲ صفحہ۴۲۸)

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ قدیم اور جدید دور کے علماء نے اس بات پر تنبیہ فرمائی ہے کہ استخارے میں یہ بات شرط نہیں کہ استخارہ کرنے والا کوئی خواب دیکھے یا اس سے کوئی کلام کرے یا غیب سے اس کو کوئی آواز پہنچے؛ البتہ اللہ تعالیٰ (عموماً) استخارہ کرنے والے کے دل میں کسی ایک طرف میلان اور رُجحان پیدا فرمادیتے ہیں جس کے بعد اُسے شرحِ صدر ہوجاتا ہے اور اُس کی رائے میں ٹھہراؤ پیدا ہوجاتا ہے تو وہ اُس جانب کو اختیار کرلیتا ہے جس پر اس کو اطمینان اور میلان ہو (بدرالساری)

محدث علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لَااَنَّهٗ يَرىٰ رُؤْيَااَوْيُكَلِّمُهٗ مُكَلِّمٌ وَاِنْ اَمْكَنَ ذَالِكَ اَيْضًا (فیض الباری جلد۲ صفحہ۴۲۸)

ترجمہ: یہ بات ضروری نہیں کہ استخارہ کرنے والے کو کوئی خواب نظر آئے یا اُس سے (خواب میں) کوئی کلام کرے، اگرچہ اس کا امکان ہے (فیض الباری)

حضرت مولانا شیخ محمد یوسف بنوری صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلَايَلْزَمُ بَعْدَ الْاِسْتِخَارَةِ الْبَشَارَةُ بِالرُّؤْيَا حَيْثُ لَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْوَعْدُ فِي الْاَحَادِيْثِ (معارف السنن ج۴ص۲۷۸)

ترجمہ: اور استخارہ کے بعد خواب میں کوئی بشارت ہونا لازم نہیں، کیونکہ اس کا احادیث میں کوئی وعدہ نہیں کیا گیا (معارف السنن)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ استخارہ کے لیے رات کا وقت ہونا ضروری ہے؟

فرمایا: نہیں، یہ صرف ایک رسم ڈال لی ہے؛ صلاۃُ الاستخارہ (یعنی استخارہ کی نماز) کے بعد نہ سونا ضروری ہے اور نہ رات کی قید ہے؛ کسی وقت مثلاً ظہر کے وقت دو رکعت نفل پڑھ کر دعائے مسنونہ پڑھے اور تھوڑی دیر قلب (دل) کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے؛ ایک دن میں چاہے کتنی ہی بار استخارہ کرے (حسن العزیز جلد سوم، حصہ اول صفحہ ۲۳۴)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

استخارہ میں ضروری (اور اہم) چیز دو رکعت نماز اور دعائے استخارہ ہے، باقی سونا اور خواب کا دیکھنا ہرگز شرط نہیں، یہ سب کچھ عوام نے تصنیف (واختیار) کر رکھا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات استخارہ کا اثر خواب کی شکل میں بھی ظاہر ہو جاوے، لیکن اس میں اشتراط (یعنی استخارہ کے لئے یہ چیز ضروری اور شرط) بالکل نہیں (ملفوظات اسعد الابرار ص ۱۷۶، ملفوظ نمبر ۷۷)

معلوم ہوا کہ استخارہ کے بعد سونا اور خواب میں کچھ نظر آنا ضروری نہیں، البتہ ممکن ہے، لہٰذا استخارہ کے بعد کوئی چیز خواب میں استخارہ کے متعلق نظر نہ آئے تو پریشان نہ ہو اور استخارہ کو فضول اور بے کار نہ سمجھے۔ [1]

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] اس سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا جو بہشتی زیور میں استخارہ کا بیان پڑھنے سے بعض لوگوں کو پیدا ہو جاتا ہے کہ استخارہ کے بعد خواب میں کچھ نظر آنا ضروری ہے۔ بہشتی زیور کے مضمون کا مطلب خود حضرت رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا فتاویٰ اور ارشادات کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہئے۔ محمد رضوان

جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

استخارہ کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ''استخارہ'' کرنے کا کوئی خاص طریقہ اور خاص عمل ہوتا ہے، اس کے بعد کوئی خواب نظر آتا ہے، اور اس خواب کے اندر ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کرو یا نہ کرو، خوب سمجھ لیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ''استخارہ'' کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے، اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں۔

''استخارہ'' کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نیت یہ کرے کہ میرے سامنے دو راستے ہیں، ان میں سے جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیں، پھر دو رکعت پڑھے اور نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعاء پڑھے، جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، یہ بڑی عجیب دعا ہے، پیغمبر ہی یہ دعا مانگ سکتا ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگا لیتا تو ایسی دعا کبھی نہ کرسکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی (اصلاحی خطبات ج۱۰ص۱۵۸، و۱۵۹، خطبہ ''استخارہ کا مسنون طریقہ'')

دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لی تو بس استخارہ ہو گیا، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت میں کرنا چاہئے یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہئے، ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت یہ استخارہ کرلے، نہ رات کی کوئی قید ہے، اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آئے گا اور خواب کے ذریعہ ہمیں بتایا جائے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو۔

یاد رکھئے! خواب آنا کوئی ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بات ضرور بتائی جائے یا خواب میں کوئی اشارہ ضرور دیا جائے، بعض مرتبہ خواب میں آجاتا ہے، اور بعض مرتبہ خواب میں نہیں آتا (اصلاحی خطبات جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۰)

بہرحال مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ استخارہ میں خواب اور اس سے متعلقہ دوسری چیزوں کو ضروری سمجھنا اور ان کے بغیر استخارہ کو بے کار سمجھنا غلط بلکہ گناہ ہے، اور اسی قسم کی خرابیوں کی وجہ سے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اب دیکھیے یہ (استخارہ) کس قدر آسان کام ہے، مگر اس میں بھی شیطان نے کئی پیوند لگادیئے ہیں۔ پہلا پیوند یہ کہ دو رکعت (اور دعا) پڑھ کر کسی سے بات کیے بغیر سو جاؤ، سونا ضروری ہے ورنہ استخارہ بے سود رہے گا۔ دوسرا پیوند یہ لگایا کہ لیٹو بھی دائیں کروٹ پر۔ تیسرا یہ کہ قبلہ رُو لیٹو۔ چوتھا پیوند یہ لگایا کہ لیٹنے کے بعد خواب کا انتظار کرو؛ استخارہ کے دوران خواب نظر آئے گا۔ پانچواں پیوند یہ لگایا کہ اس خواب میں فلاں رنگ نظر آئے تو وہ کام بہتر ہوتا ہے، فلاں نظر آئے تو وہ بہتر نہیں۔ چھٹا پیوند یہ لگایا کہ اس خواب میں کوئی بزرگ آئے گا؛ بزرگ کا انتظار کیجیے کہ وہ خواب میں آکر سب کچھ بتادے گا، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ بزرگ کون ہوگا؟ کیسا ہوگا؟ اگر شیطان ہی بزرگ بن کر خواب میں آجائے تو اس (استخارہ کرنے والے) کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ شیطان ہے یا کوئی بزرگ؟ یاد رکھیے ان میں سے کوئی ایک چیز بھی حدیث سے ثابت نہیں (استشاہ واستخارہ صفحہ ۳۵، ارشادُ الرشید)

(ماخوذ از: مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

(فصل نمبر۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے پاکیزہ خواب

پہلے گزر چکا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خوابوں کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیند میں صرف آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کے دل نیند میں بھی بیدار ہوتے ہیں، اور اسی وجہ سے ان کو خواب یاد رکھنے میں کوئی غلطی یا بھول واقع نہیں ہوتی، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور بالخصوص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے خوابوں میں یقیناً اُمت کے لئے مختلف احکامات، قیمتی ہدایات وتعلیمات موجود ہیں۔

اس لئے اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے پاکیزہ خوابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ مِنْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کِدْنَا نَتَرَاءٰی عَیْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِیْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاۃِ، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِیْ صَلَاتِہٖ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا : عَلٰی مَصَافِّکُمْ کَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَیْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّیْ سَأُحَدِّثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ الْغَدَاۃَ : أَنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّیْتُ مَا قُدِّرَ لِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلَاتِیْ فَاسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ : لَبَّیْکَ رَبِّ، قَالَ: فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ : لَا أَدْرِیْ رَبِّ، قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: فَرَأَیْتُہٗ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی

وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكْرُوْهَاتِ، قَالَ: ثُمَّ فِيْمَ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِيْنُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِيْ وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِيْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلٰى حُبِّكَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۲۳۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو فجر کی نماز میں نہیں آئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیں (یعنی سورج طلوع ہونے کے قریب ہوگیا تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے تشریف لائے، پھر نماز کی اقامت کہی گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اختصار فرمایا، پھر جب آپ نے سلام پھیرلیا، تو آپ نے بلند آواز سے لوگوں کو پکارا، پھر ہم سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی صفوں میں موجود رہو،

---

[1] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح سألت محمد بن إسماعيل، عن هذا الحديث، فقال: هذا حديث حسن صحيح .هذا أصح من حديث الوليد بن مسلم، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر قال :حدثنا خالد بن اللجلاج قال :حدثنی عبد الرحمن بن عائش الحضرمی، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث " .وهذا غير محفوظ .هكذا ذكر الوليد، فی حديثه عن عبد الرحمن بن عائش، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم .وروى بشر بن بكر، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، هذا الحديث بهذا الإسناد عن عبد الرحمن بن عائش، عن النبی صلى الله عليه وسلم وهذا أصح، وعبد الرحمن بن عائش لم يسمع من النبی صلى الله عليه وسلم.

پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، جس کی بناء پر مجھے تمہارے پاس فجر کی نماز کے لئے آنے میں تاخیر ہوئی، میں رات کو کھڑا ہوا، پھر میں نے وضو کیا، پھر میں نے نماز پڑھی، جتنی مقدر میں تھی، پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ (یعنی نیند) آ گئی، پھر مجھے بھاری پن ہوگیا، تو میں نے اپنے آپ کو اپنے رب تعالیٰ کے حضور پایا، انتہائی خوبصورت شکل میں، پھر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! لبیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی جماعت (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میرے رب! مجھے معلوم نہیں، یہ بات رب تعالیٰ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے اپنی (شایانِ شان) ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں محسوس کیا، تو میرے لئے (وہاں کی بحکمِ الٰہی) ہر چیز روشن ہوگئی، جس کی مجھے معرفت (وپہچان) حاصل ہوگئی، پھر فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! لبیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی جماعت (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) کے بارے میں، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جماعتوں (یعنی نماز باجماعت ادا کرنے) کی طرف قدموں کا چلنا، اور نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا، اور ناپسندیدہ حالتوں (مثلاً سردی وغیرہ) میں وضو خوب اچھی طرح کرنا، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر کن چیزوں میں (گناہ معاف ہوتے ہیں)؟ میں نے عرض کیا کہ (دوسروں اور ضرورت مندوں کو) کھانا کھلانے میں اور نرم کلام کرنے میں اور رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے میں، جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ دعاء کیجئے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں آپ سے اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کا اور مساکین (یعنی عاجزی اختیار کرنے والوں اورغریبوں) کی محبت اور اپنی مغفرت اور اپنے اوپر رحم کئے جانے کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ کسی قوم میں فتنہ (وعذاب) کا ارادہ کریں تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے دیجئے، اور میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اوران لوگوں کی محبت کا جو آپ سے محبت کرتے ہیں (یعنی نیک صالح لوگوں کی) اور ایسے عمل کی محبت کا جو مجھے آپ کی محبت کے قریب کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (کلمات) حق ہیں، پس تم ان کو پڑھو، پھران (کے معانی) کا علم حاصل کرو (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا محمد بن سعيد بن سويد، ثنا أبي، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن معاذ بن جبل، رضي الله عنه قال :أبطأ عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الفجر حتى كادت أن تدركنا الشمس، ثم خرج فصلى بنا فخفف في صلاته، ثم انصرف فأقبل علينا بوجهه فقال " :على مكانكم أخبركم ما أبطأني عنكم في هذه الصلاة، إني صليت في ليلتي هذه ما شاء الله عز وجل، ثم ملكتني عيني فنمت فرأيت ربي عز وجل في أحسن صورة وأجملها، فقال :يا محمد، قلت :لبيك يا رب، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدرى، ثم قال :يا محمد، قلت :لبيك يا رب، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدرى يا رب، فوضع كفه بين كتفي فوجدت برد أنامله بين ثديي فعلمت من كل شيء وبصرته، ثم قال :يا محمد، قلت :لبيك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الكفارات، قال :وما هن؟ قلت :المشي على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في السبرات، قال :وما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، ولين الكلام، والصلاة بالليل والناس نيام، قال :سل، قلت :اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردت فتنة بين خلقك فنجني إليك غير مفتون، اللهم إني أسألك حبك وحب من أحبك، وحب عمل يقربني إلى حبك (الدعاء للطبراني ،رقم الحديث ۱۴۱۵ ،المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۹۰)

أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد الفقيه ببخاري، ثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ، ثنا محمد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس طرح کا مضمون حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث میں بھی آیا ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

بن سعيد بن سويد القرشي، بالكوفة، حدثني أبي، ثنا عبد الرحمن بن إسحاق، عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن أبيه، عن معاذ بن جبل، رضي الله عنه، قال :أبطأ عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاة الفجر حتى كادت أن تدركنا الشمس، ثم خرج فصلى بنا فخفف في صلاته، ثم انصرف، فأقبل علينا بوجهه ، فقال " :على مكانكم أخبركم ما أبطأني عنكم اليوم في هذه الصلاة، إني صليت في ليلتي هذه ما شاء الله، ثم ملكتني عيني، فنمت فرأيت ربي تبارك وتعالى فألهمني أن قلت :اللهم إني أسألك الطيبات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تتوب علي، وتغفر لي، وترحمني، وإذا أردت في خلقك فتنة فنجني إليك منها غير مفتون، اللهم وأسألك حبك، وحب من يحبك، وحب عمل يقربني إلى حبك "، ثم أقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :تعلموهن وادرسوهن فإنهن حق (مستدرک حاکم ،رقم الحديث ۱۹۱۳)

ل حدثنا الحسن بن علي المعمري، ثنا سليمان بن محمد المباركي، ثنا حماد بن دليل، عن سفيان بن سعيد الثوري، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط قال حماد بن دليل :وحدثني الحسن بن صالح بن حي، عن عمرو بن مرة، عن عبد الرحمن بن سابط، عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : "رأيت ربي عز وجل في أحسن صورة فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت :لا أدري، فوضع يده بين كتفي حتى وجدت برد أنامله، ثم قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الكفارات والدرجات، قال :وما الكفارات؟ قلت :إسباغ الوضوء في السبرات، ونقل الأقدام إلى الجماعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال :فما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة بالليل والناس نيام، قال :قل، قال :قلت :ما أقول؟ قال :قل :اللهم إني أسألك عملا بالحسنات، وتركا للمنكرات، وإذا أردت في قوم فتنة وأنا فيهم فاقبضني إليك غير مفتون (الدعاء للطبراني،رقم الحديث ۱۴۱۶)

أنبأناه عبد الملك بن محمد بن عبد الله الواعظ .أنبأنا عبد الباقي بن قانع الحافظ، حدثنا محمد بن علي بن المديني، حدثنا أبو داود المباركي، حدثنا حماد بن دليل، حدثنا سفيان بن سعيد عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب .وحدثنا الحسن بن عمارة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : رأيت ربي تعالى في أحسن صورة فقال فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدري .وذكر الحديث(تاريخ بغداد، ج ۸ص۱۴۷)

قال الالباني:أخرجه الطبراني في "الدعاء :حدثنا الحسن بن علي المعمَري :ثنا سليمان بن محمد المُباركي :ثنا حماد بن دُليلٍ عن سفيان بن سعيد الثوري عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب، أو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۱؎
اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی بعض روایات میں کچھ فرق بھی پایا جاتا ہے، جن کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عبد الرحمن بن سابط .قال حماد بن دُلیلٍ :وحدثنی الحسن بن صالح بن حَیٍّ عن عمرو بن مُرَّة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخُشَنِی عن أبی عُبَیدة بن الجراح -رضی الله عنه -عن النبی -صلی الله علیه وسلم -قال ... :فذکره.

وأخرجه الخطیب فی "التاریخ من طریق الطبرانی، ولکنه زاد فی أوله":لما کان لیلة أسری بی رأیت ربی " ...الحدیث.

وهذه الزیادة شاذة؛ لمخالفتها لکتاب الطبرانی أولاً، ولأن الخطیب عقب علیها من طریق أخری عن محمد بن علی بن المدینی :حدثنا أبو داود المبارکی به.

وابن المدینی هذا لم أعرفه، لکن تابعه الحسن بن علی المعمری کما تقدم، وهو من شیوخ الطبرانی الثقات، ومن فوقه ثقات من رجال مسلم، غیر حماد بن دُلیل، وهو صدوق کما فی "التقریب "، وقال الذهبی فی "الکاشف ":"ثقة، جاور"، فالسند صحیح(سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۳۱۶۹)

۱؎ حدثنا سلمة بن شبیب، وعبد بن حمید، قالا :حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن أیوب، عن أبی قلابة، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :أتانی اللیلة ربی تبارک وتعالی فی أحسن صورة، -قال أحسبه فی المنام -فقال :یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الأعلی؟ "قال " :قلت :لا "، قال :فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدیی أو قال " :فی نحری، فعلمت ما فی السماوات وما فی الأرض، قال :یا محمد، هل تدری فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :نعم، فی الکفارات، والکفارات المکث فی المساجد بعد الصلاة، والمشی علی الأقدام إلی الجماعات، وإسباغ الوضوء فی المکاره، ومن فعل ذلک عاش بخیر ومات بخیر، وکان من خطیئته کیوم ولدته أمه، وقال :یا محمد، إذا صلیت فقل :اللهم إنی أسألک فعل الخیرات، وترک المنکرات، وحب المساکین، وإذا أردت بعبادک فتنة فاقبضنی إلیک غیر مفتون، قال :والدرجات إفشاء السلام، وإطعام الطعام، والصلاة باللیل والناس نیام ":" وقد ذکروا بین أبی قلابة، وبین ابن عباس فی هذا الحدیث رجلا وقد رواه قتادة، عن أبی قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس (سنن الترمذی،رقم الحدیث ۳۲۳۳)

۲؎ حدثنا محمد بن بشار قال :حدثنا معاذ بن هشام قال :حدثنی أبی، عن قتادة، عن أبی قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال ": أتانی ربی فی أحسن صورة، فقال :یا محمد، قلت :لبیک ربی وسعدیک، قال :فیم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کی احادیث، حضرت عبدالرحمٰن بن عائش، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابنِ عباس اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں، جن میں باہم کچھ الفاظ کا فرق بھی پایا جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :رب لا أدرى، فوضع يده بين كتفى فوجدت بردها بين ثديى فعلمت ما بين المشرق والمغرب، فقال :يا محمد، فقلت :لبيك وسعديك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :فى الدرجات والكفارات، وفى نقل الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء فى المكروهات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، ومن يحافظ عليهن عاش بخير ومات بخير، وكان من ذنوبه كيوم ولدته أمه (سنن الترمذی،رقم الحديث ۳۲۳۴)

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه .وفى الباب عن معاذ بن جبل، وعبد الرحمن بن عائش عن النبى صلى الله عليه وسلم وقد روى هذا الحديث عن معاذ بن جبل، عن النبى صلى الله عليه وسلم بطوله وقال " :إنى نعست فاستثقلت نوما فرأيت ربى فى أحسن صورة؟ فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى.

وقال الالبانی:قلت :ورجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير خالد بن اللجلاج وقد وثقه ابن حبان وروى عنه جمع من الثقات ولا مانع أن يكون له إسنادان هذا أحدهما والآخر الذى قبله .والله أعلم(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابی عاصم،تحت رقم الحديث ۳۸۸)

[1] ثنا أبو بكر بن أبى شيبة، ثنا يحيى بن أبى بكير، ثنا إبراهيم بن طهمان، ثنا سماك بن حرب، عن جابر بن سمرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن الله تعالى تجلى لى فى أحسن صورة، فسألنى فيما يختصم الملأ الأعلى؟ قال :قلت :ربى لا أعلم به، قال :فوضع يده بين كتفى، حتى وجدت بردها بين ثديى -أو وضعها بين ثديى حتى وجدت بردها بين كتفى -فما سألنى عن شىء إلا علمته (كتاب السنةلابن أبى عاصم،رقم الحديث ۴۶۵ ،"باب "حديث" :إن الله تَجَلَّى لِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ)

قال الالبانی :إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشيخين غير سماك بن حرب فهو من رجال مسلم وحده وفيه كلام كما تقدم بيانه قبل حديث .والحديث له شاهد من حديث معاذ وغيره وقد مضى تخريجه تحت رقم ۳۸۸ (ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

ثنا يوسف بن موسى، ثنا جرير، عن ليث، عن ابن سابط، عن أبى أمامة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :تراء ى لى ربى فى أحسن الصورة ، ثم ذكر الحديث (كتاب السنةلابن أبى عاصم،رقم الحديث ۴۶۶ ،"باب "حديث" :إن الله تجلى لى فى أحسن صورة)

قال الالبانی :حديث صحيح بما قبله وما بعده ورجاله ثقات غير ليث وهو ابن أبى سليم وكان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحضرت امِ طفیل رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اختلط وقد مضى برقم ۳۸۹ بعض تمام هذا الْحَدِيث(ظلال الجنة فی تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

حدثنا محمد بن إسحاق بن راهويه، ثنا أبي، ثنا جرير، عن ليث، عن ابن سابط، عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :أتاني ربي في أحسن صورة، فقال :يا محمد، فقلت :لبيك وسعديك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدري، فوضع يده على ثديي، فعلمت في مقامي ذلك ما سألني عنه من أمر الدنيا والآخرة، فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الدرجات والكفارات، فأما الدرجات: فإبلاغ الوضوء في السبرات، وانتظار الصلاة بعد الصلوات، قال :صدقت، من فعل ذلك عاش بخير ومات بخير، وكان من خطيئته كما ولدته أمه، وأما الكفارات : فإطعام الطعام، وإفشاء السلام وطيب الكلام، والصلاة والناس نيام، ثم قال :اللهم إني أسألك عمل الحسنات، وترك السيئات، وحب المساكين، ومغفرة، وأن تتوب علي، وإذا أردت في قوم فتنة، فنجني غير مفتون (المعجم الكبير للطبرانی،رقم الحديث ۸۱۱۷)

حدثنا هشام بن عمار، ثنا الوليد بن مسلم، وصدقة، قالا :ثنا ابن جابر، قال :مر بنا خالد بن اللجلاج، فدعاه مكحول، فقال له :يا أبا إبراهيم حدثنا حديث عبد الرحمن بن عائش، قال :سمعت عبد الرحمن بن عائش، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في أحسن الصورة (كتاب السنةلابن أبی عاصم،رقم الحديث۴۶۷، "باب "حديث" :إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالباني :حديث صحيح وهو الطرف الأول للحديث المتقدم بهذا الإسناد ۳۸۸ إلا أنه لم يذكر فيه هناك الوليد بن مسلم .وتقدم تخريجه هناك مع بيان ان عبد الرحمن بن عائش لم تثبت له حجته(ظلال الجنة فی تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

ثنا يحيى بن عثمان بن كثير، ثنا زيد بن يحيى، ثنا ابن ثوبان، ثنا أبي، عن مكحول، وابن أبي زكريا، عن ابن عائش الحضرمي، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أتاني ربي الليلة في أحسن صورة (كتاب السنةلابن أبی عاصم،رقم الحديث ۴۶۸، "باب" حديث" :إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالباني :حديث صحيح بما قبله وما بعده ورجاله ثقات لكن ابن عائش لم تثبت له صحبة كما سبق .وابن أبي زكريا اسمه عبد الله أبو يحيى الشامي.وابن ثوبان هو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان العنسي الدمشقي(ظلال الجنة فی تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

ثنا أبو موسى، ثنا معاذ بن هشام، ثنا أبي، عن قتادة، عن أبي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :رأيت ربي عز وجل في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

میں زیارت کرنے کی حدیث مروی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحسن صورة (كتاب السنةلابن أبي عاصم،رقم الحديث ۴۶۹،"باب "حديث" :إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالباني :إسناده صحيح على ما رجحنا فيما تقدم ۳۸۸ من توثيق خالد بن اللجلاج وسائر رجاله ثقات رجال الشيخين كما تقدم هناك .والحديث أخرجه الترمذى ۲/ ۲۱۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن هشام به وقال:حديث حسن غريب من هذا الوجه(ظلال الجنة في تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

ثنا عبيد الله بن فضالة، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا معاوية بن صالح، عن أبي يحيى، عن أبي يزيد، عن أبي سلام الأسود، عن ثوبان، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن ربي أتاني الليلة في أحسن صورة .وفي هذه الأخبار :ووضع يده بين كتفي (كتاب السنةلابن أبي عاصم،رقم الحديث ۴۷۰ ،"باب "حديث" :إن الله تجلى لي في أحسن صورة)

قال الالباني :حديث صحيح بما تقدم له من الشواهد ورجاله ثقات على ضعف في عبد الله بن صالح غير أبي يحيى فإني لم أعرفه وأبي يزيد واسمه غيلان بن أنس الكلبي روى عنه جمع من الثقات ولم يذكروا توثيقه عن أحد .وأبو سلام الأسود اسمه ممطور(ظلال الجنة في تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

حدثنا بكر بن سهل، ثنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية بن صالح، عن أبي يحيى سليم يعني ابن عامر عن أبي يزيد، عن أبي سلام الأسود، عن ثوبان، رضي الله عنه قال :خرج إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلاة الصبح فقال :إن ربي تعالى أتاني الليلة في أحسن صورة فقال لي :يا محمد، هل تدري فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أعلم يا رب، فوضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد أنامله في صدري، فتجلى لي ما بين السماء والأرض، قال :قلت :نعم يا رب يختصمون في الكفارات والدرجات قال :فأما الدرجات فإطعام الطعام، وبذل السلام، وقيام بالليل والناس نيام، وأما الكفارات فمشي على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في الكراهيات، وجلوس في المساجد خلف الصلوات ، قال :ثم قال لي :يا محمد، قل نسمع وسل تعطه ، قال :قل :اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردت في قوم فتنة فتوفني إليك وأنا غير مفتون، اللهم إني أسألك حبك، وحب من يحبك، وحب عمل يبلغني حبك (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۱۴۱۷)

۱؎ ثنا إسماعيل بن عبد الله، ثنا نعيم بن حماد، ويحيى بن سليمان، قالا :حدثنا عبد الله بن وهب، عن عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبي هلال حدثه، أن مروان بن عثمان حدثه، عن عمارة بن عامر، عن أم الطفيل امرأة أبي بن كعب، قالت :سمعت رسول الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابورافع، حضرت ابو ہریرہ، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی اس طرح کی احادیث مروی ہیں، جن سب سے مجموعی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رب تعالیٰ کی خواب میں زیارت کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلى الله عليه وسلم يقول :رأيت ربى فى المنام فى أحسن صورة ، وذكر كلام (كتاب السنة لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ۴۷۱،باب حديث " :رأيت ربى فى المنام فى أحسن صورة)

قال الالبانى:حديث صحيح بما قبله وإسناده ضعيف مظلم عمارة بن عامر أورده ابن أبى حاتم من هذه الرواية ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .ومروان بن عثمان هو ابن أبى سعيد بن المعلى الأنصارى الزرقى ضعيف كما فى "التقريب ."وذكر المزى فى "التهذيب "أنه روى عَنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ امْرَأَةِ أُبَيِّ بن كعب فتعقبه الحافظ فى "تهذيبه "بقوله:وفيه نظر فإن روايته إنما هى عن عمارة بن عمرو بن حزم عَنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ امْرَأَةِ أُبَيِّ فى الرؤية وهو متن منكر .كذا قال :ابن عمرو بن حزم .وإنما هو ابن عامر كما تراه فى الكتاب وكذلك هو عند ابن أبى حاتم كما سبقت الإشارة إليه(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابن ابى عاصم)

[1] حدثنا جعفر بن محمد بن مالك الفزارى الكوفى، ثنا عباد بن يعقوب الأسدى، ثنا عبد الله بن إبراهيم بن الحسين بن على بن الحسن، عن أبيه، عن جده، عن عبيد الله بن أبى رافع، عن أبى رافع، قال :خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مشرق اللون، فعرف السرور فى وجهه، فقال " :رأيت ربى فى أحسن صورة، فقال لى :يا محمد، أتدرى فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت :يا رب، فى الكفارات، قال :وما الكفارات؟ قلت :إبلاغ الوضوء أماكنه على الكراهيات، والمشى على الأقدام إلى الصلوات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة (المعجم الكبير للطبرانى،رقم الحديث ۹۳۸)

أخبرنا محمد بن الحسين الفارسى ، قال :ثنا عبد الله بن الحسين بن جمعة ، بدمشق قال :ثنا أبو أمية محمد بن إبراهيم قال :ثنا مؤمل ، يعنى ابن إسماعيل ، عن عبد الله ، يعنى ابن أبى حميد ، عن أبى المليح ، عن أبى هريرة ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : رأيت ربى فى منامى فى أحسن صورة (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة،المؤلف :أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبرى الرازى اللالكائى،رقم الحديث ۹۱۹)

أخبرنا خيثمة ، ثنا محمد بن إبراهيم بن كثير ، ثنا مؤمل ، ثنا عبيد الله بن أبى المليح ، عن أبى مليح ، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى عز وجل فى منامى فى أحسن صورة ، فقال لى :يا محمد .قلت : لبيك وسعديك . قال :هل تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قلت : لا ،يا رب. فوضع يده بين كتفى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ان میں سے بعض احادیث کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن بعض احادیث سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہیں، اور یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جس کی وجہ سے کئی ضعیف احادیث کا ضعف دور ہو جاتا ہے، اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حتى وجدت بردها بين ثديي (الرد على الجهمية لابن منده، رقم الحديث ٨٠)

حدثني أبو محمد الحسن بن رشيق ، بمصر ، حدثنا أبو العباس أحمد بن يحيى بن زكير البزار ، حدثنا عبد الرحمن بن خالد بن نجيح ، حدثنا أبي ، حدثنا الليث بن سعد ، عن إسحاق بن عبد الله بن أبي فروة ، عن مكحول ، عن أنس بن مالك ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : رأيت ربي عز وجل في منامي في أحسن صورة كالشاب الموفر على كرسي الكرامة ، حوله فراش من ذهب ، فوضع يده بين كتفي ، فوجدت بردها على كبدي ، فقال لي :يا محمد ، هل تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قال : قلت :أنت يا رب أعلم ، قالها ثلاث مرات ، وكل ذلك أقول :أنت أعلم ، فقال لي : اختصموا في الكفارات، وفي الدرجات ، فأما الكفارات :فإسباغ الوضوء في السبرات ، والمشي على الأقدام إلى الجمعات ، والجلوس في المساجد لانتظار الصلوات ، وأما الدرجات :فإفشاء السلام ، وإطعام الطعام ، والصلاة بالليل والناس نيام (الرؤية للدارقطني،رقم الحديث ٢٣٠)

[1] وذكر أَبُو بكر الأثرم فِي كتاب العلل :سألت أَحْمَد عن حديث عبد الرحمن بن عايش الذى روى عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :رأيت ربي فِي أحسن صورة "فقال :يضطرب فِي إسناده لأن معمرا روى عن أيوب، عن أَبِي قلابة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وروى معاذ بن هشام، عن أبيه، عن قتادة، عن أَبِي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه حَمَّاد بن سلمة، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يُوسُف بن عطية، عن قتادة، عن أنس ، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه عبد الرحمن بن زيد، عن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عايش، سمعت النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يزيد بن يزيد بن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عايش، عن رجل من أصحاب النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يحيى بن أَبِي كثير، فقال :عن ابن عباس، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأصل الحديث واحد، وقد اضطربوا فيه وظاهر هَذَا الكلام من أَحْمَد التوقف فِي طريقه لأجل الاختلاف فيه، ولكن ليس هَذَا الكلام مما يوجب تضعيف الحديث عَلَى طريقة الفقهاء (إبطال التأويلات لأخبار الصفات، للقاضى ابى يعلىٰ محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء ،رقم الحديث ١٣٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مختلف احادیث میں نیند یا خواب کی وضاحت پائے جانے کی وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی زیارت خواب میں فرمائی ہے۔

اور بعض روایات میں جواس زیارت کے معراج کی رات میں بحالتِ بیداری کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے، وہ محدثین کے قواعد کے مطابق سند کے اعتبار سے مضبوط ومستند نہیں ہیں۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(حديث) " رأيت ربي في المنام في أحسن صورة شابا موفرا رجلا في خضرة عليه نعلان من ذهب على وجهه فراش من ذهب "(خط) من حديث أم الطفيل امرأة أبي وفيه نعيم بن حماد، وقال ابن عدى :يضع الحديث، ومروان بن عثمان وعمارة بن عامر مجهولان (تعقب) بأن عمارة ذكره البخاري في الضعفاء ، وقال ابن حبان لم يسمع من أم الطفيل، وسماه الطبراني، فقال :عمارة بن عامر بن حزم الأنصاري، ومروان روى له النسائي وضعفه أبو حاتم، وما وسم بكذب، فانتفت الجهالة عنهما، وأما نعيم فأحد الأئمة الأعلام روى له البخاري وأبو داود والترمذي وابن ماجه، ولم ينفرد بهذا بل تابعه جماعة، أخرج أحاديثهم الطبراني في السنة، وله شاهد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس من طرق راوها الطبراني أيضا (قلت) ورواه الترمذي وقال حسن غريب والله أعلم. وروى عن أبي زرعة الرازي أنه صححه، ورواه الطبراني أيضا من حديث معاذ بن عفراء ومن حديث عائشة معلقا، والدارقطني في الأفراد من حديث أنس (قلت) وجاء من حديث جابر بن سمرة وأبي أمامة وعبد الرحمن بن عائش وعائذ الحضرمي وثوبان، أخرجها ابن أبي عاصم في السنة، وقال البيهقي :روى من أوجه كلها ضعيفة ويكفي في التعقيب على ابن الجوزي أنه هو نفسه ذكره في الواهيات، وما كان من هذه الروايات غير مقيد بالمنام فينبغي أن يحمل عليه لتتفق الروايات ويزول الإشكال والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج ١، ص ١٤٥، تحت رقم الحديث ٣١)

؎ قال أبو عمر قوله في هذا الحديث رأيت ربي معناه عند أهل العلم في منامه والله أعلم(التمهيد لما في الموطأ، لابن عبد البر، ج ٢٤، ص ٣٢١)

ومما يشبه المثال العلمي رؤية الرب تعالى في المنام، فإنه يرى في صور مختلفة، يراه كل عبد على حسب إيمانه، ولما كان النبي -صلى الله عليه وسلم -أعظم إيمانا من غيره رآه في أحسن صورة، وهي رؤية منام بالمدينة، كما نطقت بذلك الأحاديث المأثورة عنه ، وأما ليلة المعراج فليس في شيء من الأحاديث المعروفة أنه رآه ليلة المعراج، لكن روى في ذلك حديث موضوع باتفاق أهل العلم بالحديث، رواه الخلال من طريق أبي عبيد، وذكره القاضي أبو يعلى في "إبطال التأويل "، والذي نص عليه الإمام أحمد في الرؤية هو ما جاء عن النبي -صلى الله عليه وسلم -، وما قاله أصحابه، فتارة يقول :رآه بفؤاده متبعا لأبي ذر ;فإنه روى بإسناده عن أبي ذر -رضي الله عنه :-أن النبي -صلى الله عليه وسلم -رأى ربه بفؤاده .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہیں، پھر خواب میں اللہ تعالیٰ کی کیسے زیارت ہوئی؟

کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں جو شکل والی نہیں ہوتیں، وہ خواب میں شکل کی صورت میں دکھائی دیا کرتی ہیں، اور خواب میں بہت سی ایسی چیزیں بھی متشکل ہو کر نظر آ جایا کرتی ہیں، جن کو بیداری اور جاگنے کی حالت میں دیکھنا عادتاً ممکن نہیں ہوتا۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقد ثبت فی صحیح مسلم :أن أبا ذر سأل النبی -صلی اللہ علیہ وسلم :-ہل رأیت ربک؟ فقال: "نور أنی أراہ .ولم ینقل ہذا السؤال عن غیر أبی ذر .وأما ما یذکرہ بعض العامة من أن أبا بکر - رضی اللہ عنہ -سأل النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -فقال " :نعم رأیتہ "، وأن عائشة سألتہ، فقال: "لم أرہ "فہو کذب، لم یروہ أحد من أہل العلم، ولا یجیب النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -عن مسألة واحدة بالنفی والإثبات مطلقا، فہو منزہ عن ذلک فلما کان أبو ذر أعلم من غیرہ اتبعہ أحمد، مع ما ثبت فی الصحیح عن ابن عباس أنہ قال :رآہ بفؤادہ مرتین .وتارة یقول أحمد :رآہ. فیطلق اللفظ ولا یقیدہ بعین ولا قلب *)اتباعا للحدیث، وتارة یستحسن قول من یقول :رآہ .ولا یقول بعین ولا قلب *) ، ولم ینقل أحد من أصحاب أحمد الذین باشروہ عنہ أنہ قال :رآہ بعینہ، وقد ذکر ما نقلوہ عن أحمد الخلال فی کتاب "السنة "وغیرہ .

وکذلک لم ینقل أحد بإسناد صحیح عن ابن عباس أنہ قال " :رآہ بعینہ "، بل الثابت عنہ إما الإطلاق، وإما التقیید بالفؤاد.

وقد ذکر طائفة من أصحاب أحمد، کالقاضی أبی یعلی ومن اتبعہ عن أحمد ثلاث روایات فی رؤیتہ تعالی :إحداہا :أنہ رآہ بعینہ، واختاروا ذلک .وکذلک اختارہ الأشعری وطائفة .ولم ینقل ہؤلاء عن أحمد لفظا صریحا بذلک، ولا عن ابن عباس، ولکن المنقول الثابت عن أحمد من جنس النقول الثابتة عن ابن عباس :إما تقیید الرؤیة بالقلب، وإما إطلاقہا، وأما تقییدہا بالعین فلم یثبت لا عن أحمد ولا عن ابن عباس.

وأما من سوی النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -فقد ذکر الإمام أحمد اتفاق السلف علی أنہ لم یرہ أحد بعینہ، وقد ثبت فی صحیح مسلم عن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم -أنہ قال " :واعلموا أن أحدا منکم لن یری ربہ حتی یموت "، وہذا لبسطہ موضع آخر.

وإنما المقصود ہنا أن کثیرا من السالکین یرد علیہ من الأحوال ما یصطلمہ ، حتی یظن أنہ ہو الحق، وأن الحق فیہ، أو أن الحق یتکلم علی لسانہ، أو أنہ یری الحق، أو نحو ذلک، وإنما یکون الذی یشاہدونہ ویخاطبونہ ہو الشیطان، وفیہم من یری عرشا علیہ نور، ویری الملائکة حول العرش، ویکون ذلک الشیطان، وتلک الشیاطین حولہ، وقد جری ہذا لغیر واحد (منہاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة القدریة. لابن تیمیة ، ج۵،ص ۳۸۴، الیٰ ۳۸۸، الکلام علی رؤیة اللہ تعالی)

اوراحادیث میں جواللہ تعالیٰ کی ہتھیلی وغیرہ کا ذکر ہے، تو اس کی کھود کرید میں پڑنے کے بجائے، اس کی حقیقت کواللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے، اور یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، جواللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے، جیسی اس کی ذات ہے، ویسا ہی اس کا ہاتھ ہے، پھر آخرت میں اہلِ جنت کے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت بھی پوری طرح منکشف ہوجائے گی۔ [1]

---

[1] عن معاذ(قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(رأيت ربى عز وجل فى أحسن صورة) : الظاهر أن هذا الحديث مستند إلى رؤيا رآها رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، فإنه روى الطبرانى بإسناده، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، قال :احتبس علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم -صلاة الغدوة، حتى كادت الشمس تطلع، فلما صلى الغدوة قال :(إنى صليت الليلة ما قضى ربى ووضعت جنبى فى المسجد فأتانى ربى فى أحسن صورة) ، وعلى هذا لم يكن فيه إشكال إذ الرائى قد يرى غير المتشكل متشكلا، والمتشكل بغير شكله، ثم لم يعد ذلك بخلل فى الرؤيا ولا فى خلد الرائى، بل له أسباب أخر تذكر فى علم المنام، أى :التعبير، ولولا تلك الأسباب لما افتقرت رؤيا الأنبياء عليهم السلام إلى تعبير، وإن كان فى اليقظة وعليه ظاهر ما روى أحمد بن حنبل، فإنه فيه :(فنعست فى صلاتى حتى استيقظت فإذا أنا بربى عز وجل فى أحسن صورة) ، الحديث، فذهب السلف فى أمثال هذا الحديث إذا صح أن يؤمن بظاهره، ولا يفسر بما يفسر به صفات الخلق، بل ينفى عنه الكيفية ويوكل علم باطنه إلى الله تعالى، فإنه يرى رسوله ما يشاء من وراء أستار الغيب مما لا سبيل لعقولنا إلى إدراكه، لكن ترك التأويل فى هذا الزمان مظنة الفتنة فى عقائد الناس لفشو اعتقادات الضلال، وإن تأول بما يوافق الشرع على وجه الاحتمال لا القطع حتى لا يحمل على ما لا يجوز شرعا فله وجه، فقوله :فى أحسن صورة يحتمل أن يكون معناه :رأيت ربى حال كونى فى أحسن صورة وصفة من غاية إنعامه ولطفه على، أو حال كون الرب فى أحسن صورة، وصورة الشىء ما يتميز به عن غيره، سواء كان عين ذاته أو جزئه المميز له عن غيره أو صفته المميزة، وكما يطلق ذلك فى الجثة يطلق فى المعانى يقال :صورة المسألة كذا، وصورة الحال كذا، فصورته تعالى -والله أعلم -ذاته المخصوصة المنزهة عن مماثلة ما عداه من الأشياء البالغة إلى أقصى مراتب الكمال، أو صفته المخصوصة به، أى :كان ربى أحسن إكراما ولطفا من وقت آخر كذا نقله الطيبى والتوربشتى، وقال ابن حجر :والظاهر أن رواية :حتى استيقظت تصحيف فإن المحفوظ من رواية أحمد والترمذى كما سيذكره المصنف حتى استثقلت اهـ.

ويؤيده أن تلك الرواية أصح من هذه قال بعضهم :ويحتمل أن يكون معنى رأيت :علمته وعرفته فى أحسن صورة، وسمعت شيخنا الشيخ عطية السلمى ناقلا عن شيخه أبى الحسن البكرى أن لله تعالى تجليات صورية مع تنزه ذاته الأحدية عن المثلية، وكذا يندفع كثير من المتشابهات القرآنية والحديثية، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج٢، ص٢٠٨، باب المساجد ومواضع الصلاة)

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے، اور اس خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ فضیلت والے کئی اعمال دیکھے ہیں، اور عالیشان دعاء بھی کی ہے، لہٰذا ان فضیلت والے اعمال کو اختیار کرنا چاہئے، اور اس مقبول ومبارک مسنون دعاء کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نبی ﷺ کا خواب میں اپنی مثال دیکھنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: إِنِّیْ رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيْلَ عِنْدَ رَأْسِیْ وَمِيْكَائِيْلَ عِنْدَ رِجْلَیَّ، يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: اِضْرِبْ لَهٗ مَثَلًا . فَقَالَ لَهٗ : اِسْمَعْ سَمِعَهٗ أُذُنُکَ، وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُکَ، إِنَّمَا مَثَلُکَ وَمَثَلُ أُمَّتِکَ، كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنٰى فِيْهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلًا يَدْعُوْ النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُوْلَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَکَ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِکُ، وَالدَّارُ اَلْإِسْلَامُ، وَالْبَيْتُ اَلْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ، اَلرَّسُوْلُ مَنْ أَجَابَکَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مِنْهَا (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ جبریل میرے سَر کے پاس ہیں، اور میکائیل میرے پیروں کے پاس ہیں، اُن میں سے ایک (فرشتہ)

---

[1] رقم الحديث ۳۲۹۹.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح.

دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ ان کی مثال بیان کرو، پھراُس فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ آپ (توجہ سے) سُنیے، آپ کے کان سُنتے ہیں،اور آپ سمجھئے، آپ کا دل سمجھتا ہے (یعنی سوئے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ کے کان سُننے اور دل سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں) بس آپ کی مثال اور آپ کی امت کی مثال اُس بادشاہ کی طرح ہے، جس نے ایک ملک تیار کیا، جس میں ایک گھر (محل یا قلعہ) بنایا، پھر اُس میں دسترخوان لگایا، پھر ایک قاصد (وداعی) کو بھیجا، جو لوگوں کو کھانے کی طرف بُلا تا ہے، پس بعض لوگوں نے تو قاصد (وداعی) کی دعوت کو قبول کیا اور بعضوں نے قبول نہیں کیا، پس اللہ تو بادشاہ ہے، اور ملک اسلام ہے، اور گھر جنت ہے، اور آپ اے محمد، رسول وقاصد (وداعی) ہیں، جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، وہ اسلام میں داخل ہوا، اور جو اسلام میں داخل ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو جنت میں داخل ہوگا، تو وہ جنت کے دسترخوان سے کھائے گا (حاکم)

اور بخاری کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَالدَّارُ اَلْجَنَّةُ، وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ (بخاری، رقم الحدیث ۷۲۸۱)

ترجمہ: پس گھر تو جنت ہے، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، تو اُس نے اللہ کی اطاعت کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے) اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، تو اُس نے اللہ کی نافرمانی کی (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

دعوت کا انکار کرنا اللہ ہی کا انکار کرنا ہے) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فرق (کرنے والے) ہیں (کہ کون اللہ کی دعوت کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ورضا کو حاصل کرتا ہے، اور کون انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناراضگی میں مبتلا ہوتا ہے) (بخاری)

اور حضرت ربیعہ جرشی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَيِّدٌ بَنیٰ دَارًا وَصَنَعَ مَأْدُبَةً فَأَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ، وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ، وَمَنْ لَمْ يَجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ، وَلَمْ يَنَلِ الْمَأْدُبَةَ، وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ، فَالسَّيِّدُ اَللّٰهُ، وَالدَّاعِيُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَأْدُبَةُ اَلْجَنَّةُ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: ایک بادشاہ نے گھر (یعنی محل یا قلعہ) بنایا اور دسترخوان لگایا، پھر ایک دعوت دینے والے کو بھیجا، پس جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول کیا، تو وہ گھر (یعنی محل یا قلعہ) میں داخل ہوگا، اور دسترخوان سے کھائے گا، اور اس سے بادشاہ راضی ہوگا، اور جس نے دعوت دینے والے کی بات کو قبول نہیں کیا، تو وہ نہ گھر (یعنی محل یا قلعہ) میں داخل ہوگا، اور نہ دسترخوان سے کھائے گا اور اُس پر بادشاہ ناراض ہوگا، پس بادشاہ تو اللہ ہے، اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور دسترخوان جنت ہے (طبرانی، دارمی)

---

[1] رقم الحديث ۴۵۹۷، واللفظ لهٗ؛ سنن الدارمي، رقم الحديث ۱۱؛ ترمذی، رقم الحديث ۲۸۶۰، ابواب الامثال، باب ما جاء في مثل الله لعباده.

قال الترمذی: وقد روى هذا الحديث من غير هذا الوجه عن النبي صلى الله عليه وسلم بإسناد أصح من هذا: هذا حديث مرسل، سعيد بن أبي هلال لم يدرك جابر بن عبد الله وفي الباب عن ابن مسعود.

وقال الهيثمي: رواه الطبراني بإسناد حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۹۵۸، باب في مثله ومثل من أطاعه صلى الله عليه وسلم)

اسی قسم کا مضمون حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب اور اس میں پیش کی گئی مثال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت وتاکید اور فضیلت اور آپ کی نافرمانی کی مذمت وبُرائی معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا، اللہ کی اطاعت کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی، اللہ کی نافرمانی میں داخل ہے۔

نبی ﷺ کا چند لوگوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ

---

[1] مثل سيد بنى قصرا ثم جعل مأدبة فدعا الناس إلى طعامه وشرابه، فمن أجابه أكل من طعامه وشرب من شرابه ومن لم يجبه عاقبه -أو قال: عذبه (ترمذى، رقم الحديث ٢٨٦١، ابواب الامثال، باب ما جاء فى مثل الله لعباده)

قال ابن حجر: قال الترمذى بعد تخريجه هذا حديث مرسل سعيد بن أبى هلال لم يدرك جابر بن عبد الله قلت وفائدة إيراد البخارى له رفع التوهم عمن يظن أن طريق سعيد بن ميناء موقوفة لأنه لم يصرح برفع ذلك إلى النبى صلى الله عليه وسلم فأتى بهذه الطريق لتصريحها ثم قال الترمذى وجاء من غير وجه عن النبى صلى الله عليه وسلم بإسناد أصح من هذا قال وفى الباب عن بن مسعود ثم ساقه بسنده إلى بن مسعود وصححه وقد بينت ما فيه أيضا بحمد الله تعالى ووصف الترمذى له بأنه مرسل يريد أنه منقطع بين سعيد وجابر وقد اعتضد هذا المنقطع بحديث ربيعة الجرشى عند الطبرانى فإنه ينحو سياقه وسنده جيد وسعيد بن أبى هلال غير سعيد بن ميناء الذى فى السند الأول وكل منهما مدنى لكن بن ميناء تابعى بخلاف بن أبى هلال والجمع بينهما إما بتعدد المرئى وهو واضح أو بأنه منام واحد حفظ فيه بعض الرواة ما لم يحفظ غيره وتقدم طريق الجمع بين اقتصاره على جبريل وميكائيل فى حديث وذكره الملائكة بصيغة الجمع فى الجانبين الدال على الكثرة فى آخر وظاهر رواية سعيد بن أبى هلال أن الرؤيا كانت فى بيت النبى صلى الله عليه وسلم لقوله خرج علينا فقال إنى رأيت فى المنام وفى حديث بن مسعود أن ذلك كان بعد أن خرج إلى الجن فقرأ عليهم ثم أغفى عند الصبح فجاؤوا إليه حينئذ ويجمع بأن الرؤيا كانت على ما وصف بن مسعود فلما رجع إلى منزله خرج على أصحابه فقصها وما عدا ذلك فليس بينهما منافاة إذ وصف الملائكة برجال حسان يشير إلى أنهم تشكلوا بصورة الرجال (فتح البارى لابن حجر، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم)

عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ : هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ: فَسَأَلَنَا يَوْمًا، فَقَالَ " :هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ: فَقُلْنَا : لَا، قَالَ: لٰكِنْ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَأَخَذَا بِيَدَيَّ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى أَرْضٍ فَضَاءٍ، أَوْ أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ، فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ، فَيَشُقُّهٗ، حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهٗ فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهِ الْآخَرِ، وَيَلْتَئِمُ هٰذَا الشِّدْقُ، فَهُوَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ، قُلْتُ: مَا هٰذَا ؟ قَالَا : انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا رَجُلٌ مُسْتَلْقٍ عَلٰى قَفَاهُ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ فِهْرٌ، أَوْ صَخْرَةٌ، فَيَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهٗ، فَيَتَدَهْدَى الْحَجَرُ، فَإِذَا ذَهَبَ لِيَأْخُذَهٗ عَادَ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ، فَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا ؟ قَالَا: اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَإِذَا بَيْتٌ مَبْنِيٌّ عَلٰى بِنَاءِ التَّنُّوْرِ، أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ، وَأَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ، يُوْقَدُ تَحْتَهٗ نَارٌ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، فَإِذَا أُوْقِدَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى يَكَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا، فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا ؟ قَالَا لِيْ: اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا نَهَرٌ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ، وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ، فَإِذَا دَنَا لِيَخْرُجَ، رَمٰى فِيْ فِيْهِ حَجَرًا، فَرَجَعَ إِلٰى مَكَانِهٖ، فَهُوَ يَفْعَلُ بِهٖ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَا : اِنْطَلِقْ فَإِذَا رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ، فَإِذَا فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ، وَإِذَا شَيْخٌ فِيْ أَصْلِهَا حَوْلَهٗ صِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ، فَهُوَ يَحُشُّهَا وَيُوْقِدُهَا، فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ أَرَ دَارًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا،

فَإِذَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، وَفِيهَا نِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، فَأَخْرَجَانِيْ مِنْهَا، فَصَعِدَا بِيْ فِي الشَّجَرَةِ، فَأَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ أَحْسَنُ، وَأَفْضَلُ فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ، فَقُلْتُ لَهُمَا: إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ، فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَأَيْتُ، فَقَالَا: نَعَمْ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فَإِنَّهُ رَجُلٌ كَذَّابٌ، يَكْذِبُ الْكَذِبَةَ فَتُحْمَلُ عَنْهُ فِي الْآفَاقِ، فَهُوَ يُصْنَعُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَا شَاءَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ مُسْتَلْقِيًا، فَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ، وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ بِالنَّهَارِ، فَهُوَ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَ فِي التَّنُّوْرِ فَهُمُ الزُّنَاةُ، وَأَمَّا الَّذِيْ رَأَيْتَ فِي النَّهَرِ، فَذَاكَ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الشَّيْخُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فِيْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ، فَذَاكَ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الصِّبْيَانُ الَّذِيْ رَأَيْتَ، فَأَوْلَادُ النَّاسِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ يُوْقِدُ النَّارَ وَيَحُشُّهَا فَذَاكَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ، وَتِلْكَ النَّارُ، وَأَمَّا الدَّارُ الَّتِيْ دَخَلْتَ أَوَّلًا فَدَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَمَّا الدَّارُ الْأُخْرٰى فَدَارُ الشُّهَدَاءِ، وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ، ثُمَّ قَالَا لِيْ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ، فَإِذَا كَهَيْئَةِ السَّحَابِ، فَقَالَا لِيْ: وَتِلْكَ دَارُكَ، فَقُلْتُ لَهُمَا: دَعَانِيْ أَدْخُلُ دَارِيْ، فَقَالَا: إِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَكَ عَمَلٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ دَخَلْتَ دَارَكَ

(مسنداحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات

---

[1] رقم الحديث ٢٠١٦٥، واللفظ لهٗ؛ بخارى، رقم الحديث ١٣٨٦.
فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مشیت (وچاہت) کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے، چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے، جس کے سَر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زنبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جبڑا (اور کلاّ) چیر کر گدّی تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زنبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جبڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جبڑا صحیح ہو جاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ تعذیب وتکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو، تو میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ ایک شخص چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے قریب بڑا پتھر لیے کھڑا ہے، پھر وہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر کو اُس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر دے مارتا ہے، پھر وہ پتھر لڑھک کر دُور چلا جاتا ہے، پھر وہ آدمی پتھر لینے چلا جاتا ہے، اتنے میں اس (زخمی) آدمی کا سر درست ہو جاتا ہے اور مارنے والا آدمی پھر اسی طرح واپس آ کر اس کو مارتا ہے (اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے) میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ ان دونوں شخصوں نے کہا کہ آگے چلو؛ میں اُن کے ساتھ آگے چل دیا، ایک جگہ دیکھا کہ تندور کی طرح ایک گڑھا

ہے جس کا منہ (یعنی اوپر والا حصہ) تنگ ہےاوراندر سے کشادہ (اور وسیع) ہے، اس میں آگ بھڑک رہی ہے اوراس میں برہنہ (یعنی ننگے) مردوعورتیں موجود ہیں، جب آگ بھڑکتی ہےتو وہ لوگ (اُس آگ کے ساتھ) اوپراُٹھ آتے ہیں، اور باہر نکلنے کےقریب ہوجاتے ہیں اور جب آگ نیچے ہوجاتی ہےتو وہ لوگ بھی اُس میں واپس لوٹ جاتے ہیں، میں نے معلوم کیا کہ یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلو، میں آگے چل دیا؛ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خون کی نہر ہے، جس میں ایک آدمی ہے،اورنہر کے کنارے پربھی ایک آدمی موجود ہے،جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے ہیں، پھر نہر کا آدمی جب نہر سے باہر نکلنے کے قریب ہوتا ہے،تو باہر والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے،جس کی وجہ سے وہ (نہر سے نکلنے کا ارادہ کرنے والا آدمی پتھر کے زور سے) اپنی جگہ لوٹ جاتا ہے،اوروہ اس کے ساتھ اسی طرح (مسلسل) کررہا ہے، میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن دونوں نے کہا کہ آپ آگے چلیے، تو آگے چل کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز حجرہ ہے، اوراس میں ایک اونچا درخت ہے،اور وہاں درخت کے نیچے ایک بزرگ (ومعمّر) آدمی ہے،جس کے اردگرد کچھ لڑکے ہیں،اوراُس کے قریب میں ایک اورآدمی ہے جس کے سامنے آگ ہے،اوروہ اُس آگ کوجلا اور بھڑکا رہا ہے،وہ دونوں مجھے اس درخت کے اوپر لے کر چڑھ گئے،اوراُن دونوں نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا، اُس مکان سے اچھا مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا، اُس (مکان) میں کیا دیکھتا ہوں کہ اندر بہت سے بوڑھے اور جوان لوگ جمع ہیں،اور اس میں عورتیں اور بچے بھی ہیں، پھراُن دونوں نے مجھے اس (مکان) سے نکال لیا، پھر وہ دونوں مجھے لے کر درخت کے اوراوپر چڑھے اور مجھے (اس پہلے مکان سے) زیادہ حسین اورافضل مکان میں لے گئے، اُس مکان میں بوڑھے اور جوان

بہت سے جمع ہیں، پھر میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا پھرایا؛ اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں کہتا تھا، اور لوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ (عالَمِ برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا؛ اور جس شخص کو آپ نے لیٹے ہوئے (اور سر کچلتے ہوئے) دیکھا تو وہ ایسا شخص ہے، جس کو اللہ نے قرآن عطا فرمایا تھا، لیکن وہ قرآن سے غافل ہو کر رات کو سوجاتا تھا اور دن میں اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا تھا؛ تو اس آدمی کے ساتھ (برزخ میں) قیامت تک وہی کچھ ہوتا رہے گا جو آپ نے دیکھا ہے، اور جن لوگوں کو آپ نے تنور میں دیکھا تو وہ لوگ زنا کار تھے اور جس شخص کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا تھا تو وہ شخص سود خور تھا (اور اس کے ساتھ بھی یہ تعذیب وتکلیف کا سلسلہ جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے) اور درخت کی جڑ کے پاس جس بزرگ (اور معمّر) شخص کو آپ نے دیکھا تو وہ حضرت ابراہیم تھے اور وہ بچے لوگوں کی اولادیں تھیں (جو بالغ ہونے سے پہلے فوت ہوگئیں) اور جو شخص بیٹھا ہوا آگ جلا اور بھڑکا رہا تھا تو وہ آگ کا مالک (یعنی جہنم) کا داروغہ تھا، اور وہ سامنے آگ (یعنی جہنّم) تھی، اور جس گھر میں آپ پہلے داخل ہوئے تو وہ عام مؤمنوں کا گھر تھا، اور دوسرا گھر شہیدوں کا تھا، اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہیں، اب آپ اپنا سر اٹھائیں، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے اوپر بادل سایہ کیے ہوئے تھا، انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے مکان میں جانے دو، انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی زندگی کا عمل (یعنی عمر) باقی ہے، جس کو آپ نے

پورا نہیں کیا، جب آپ اُس کو پورا کرچکیں گے تو آپ اپنے مکان میں داخل ہوجائیں گے(مسنداحمد، بخاری)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ:

أَمَّا الَّذِیْ یُثْلَغُ رَأْسُهٗ بِالْحَجَرِ ، فَإِنَّهٗ یَأْخُذُ الْقُرْآنَ، فَیَرْفِضُهٗ، وَیَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۴۳)

ترجمہ:جس کا سَر پتھر سے کچلا جارہا تھا، وہ ایسا شخص تھا جو قرآن کو حاصل کرکے پھراُس کو چھوڑ دیتا تھا،اور فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا(بخاری)

فائدہ:انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب وحی ہوتا ہے، یہ خواب بھی وحی تھا،اور مذکورہ حدیث میں یہ وضاحت بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب کی تعبیر اللہ کے حکم ومشیت کے مطابق دیا کرتے تھے،جس سے جھوٹ بولنے اور جھوٹ کو نشر کرنے ،قرآن مجید پڑھ کر اس سے غفلت اختیار کرنے اور عمل نہ کرنے اور نماز چھوڑ کرسوتے رہنے اور زناء کرنے اور سود کھانے پر سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنّم پیدا ہوچکی ہے، اوراس کی آگ کو بھڑکایا جارہا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام عالَمِ بالا میں عظیم نعمتوں سے مستفید ہوتے ہیں، اور نابالغی کی حالت میں فوت ہونے والے بچے جنتی ہوتے ہیں، اور جنت میں متقی مؤمنوں اور بطورِ خاص شہیدوں کو خاص مقام حاصل ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت ہی بلند اور عظیم ہوگا۔

آج کل مختلف شکلوں میں جھوٹ بولنا اوراس کو نشر کرنا عام ہے، ذرائع ابلاغ پر جوخبریں نشر کی جاتی ہیں، اُن میں بڑی تعداد جھوٹی خبروں کی ہوتی ہے، جو لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچتی ہے، اوراسی طرح دوسرے گناہ بھی عام ہیں، جن سے ہر مسلمان کو بچنا اور توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطائے۔آمین۔

نبی ﷺ کا خواب میں دودھ نوش کرنا اور کرانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ كَأَنِّيْ أُعْطِيْتُ عُسًّا مَمْلُوْءًا لَبَنًا، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى تَمَلَّأْتُ، فَرَأَيْتُهَا تَجْرِيْ فِيْ عُرُوْقِيْ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَفَضَلَتْ مِنْهَا فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ " قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ حَتّٰى إِذَا تَمَلَّأْتَ مِنْهُ، فَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتَهَا أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَصَبْتُمْ

(صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا، میں نے اُس سے پیا، یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا، میں نے دیکھا کہ دودھ میری رگوں میں کھال اور گوشت کے درمیان چل رہا ہے، اُس میں سے کچھ بچ گیا، تو میں نے وہ ابوبکر کو دے دیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ علم ہے جو آپ کو اللہ عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ جب آپ اُس سے شکم سیر ہو جائیں گے، اُس میں سے جو کچھ بچے گا وہ آپ حضرت ابوبکر کو دیں گے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بالکل درست کہا (ابنِ حبان)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ

---

[1] رقم الحديث ۶۸۵۴، ذكر أبي بكر بن أبي قحافة الصديق رضوان الله عليه ورحمته وقد فعل.
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنهُ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ،
قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلعِلْمُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، اچانک (خواب میں) میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، جس کو میں نے پی لیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم (ترمذی؛ حاکم؛ طبرانی)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خواب سے جہاں ایک طرف حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں دودھ کا نوش کرنا علم کے حاصل ہونے کی نشانی ہے، اور اگر کوئی دوسرا دودھ نوش کرائے، تو یہ دوسرے سے علم حاصل کرنے کی علامت ہے۔

اور بعض احادیث میں خواب میں دودھ کے دیکھنے کو فطرت قرار دیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٢٨٤، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاكم، رقم الحديث ٤٤٩٦؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٣١٥٥ .

قال الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة، وأبي بكرة، وابن عباس، وعبد الله بن سلام، وخزيمة، والطفيل بن سخبرة، وسمرة، وأبي أمامة، وجابر .حديث ابن عمر حديث صحيح.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

وقال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٤٣٧)

[2] عن أبي هريرة رضي الله عنه ,عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :اللبن في المنام فطرة (مسند بزار، رقم الحديث ١٠٠٥٩)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه محمد بن مروان، وهو ثقة، وفيه لين، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٧٦٩، باب تعبير الرؤيا)

وقال الالباني: وبالجملة، فالحديث حسن بمجموع طريقيه الموقوفين، إن لم يصح رفع الآخر منهما (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ٢٢٠٧)

عن أبي هريرة ، قال :أحب القيد في المنام ، وأكره الغل ، القيد ثبات في الدين ، وقال أبو هريرة :اللبن في المنام الفطرة (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ٣٠١٥٢)

جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو فطری طور پر اُس کی غذا دودھ ہوتی ہے، اس لئے دودھ کا دیکھنا عالمِ دنیا کے اعتبار سے فطرت کے مطابق ہے، اور خواب میں دودھ کے دیکھنے سے توحید کا علم مراد ہے، کیونکہ توحید کا علم بھی فطرت کے مطابق ہے۔ [1]

پس جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ دودھ نوش کررہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی مضبوطی اور علمِ توحید عطا فرمائیں گے۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ وقمیص پہنے ہوئے لوگوں کو دیکھنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِیَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اِجْتَرَّهُ، قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اَلدِّيْنُ (بخاری) [3]

---

[1] (اللبن فی المنام فطرة) لأن العالم القدسی يصاغ فيه الصور من العالم الحسی لتدرک منه المعانی فلما كان اللبن فی العالم الحسی من أول ما يحصل به التربية ويرسخ به المولود صيغ منه مثالا للفطرة التی بها تتم القوة الروحانية وتنشأ عنها الخاصة الإنسانية ذكره بعض الأعاظم وقال العارف ابن عربی :أراد بالفطرة هنا علم التوحيد لاغير فهو الفطرة التی فطر الحق عليها عباده حتى أشهدهم حين قبضهم من ظهورهم (ألست بربكم قالوا بلى) فشهدوا الربوبية قبل كل شیء ولولا حقيقة مناسبة جامعة بين العلم واللبن لما ظهر بصورته فی عالم الخيال عرف ذلک من عرفه وجهله من جهله فالعارف من يأخذ عن الله لا عن نفسه وشتان بين مؤلف يقول حدثنی فلان رحمه الله عن فلان رحمه الله تعالی وبين من يقول حدثنی قلبی عن ربی وإن كان هذا رفيع القدر فشتان بينه وبين من يقول حدثنی ربی عن ربی أی حدثنی ربی عن نفسه وهذا هو العلم الحاصل للقلب عن المشاهدة الذاتية التی منها يفيض عن السر والروح والنفس فمن كان هذا مشربه كيف يعرف مذهبه (فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۷۷۴۶)

[2] (اللبن فی المنام فطرة) أَی اذا رأی الانسان فِی نَومه أَنه يشرب لَبَنًا دلّ على تمكن الايمان وَحُصُول علم التَّوْحِيد فانه الْفطْرَة الَّتِی فطر الله الْخلق عَلَيْهَا (الْبَزَّار عَن أبی هُرَيْرَة) واسناده حسن (التيسير بشرح الجامع الصغير، ج۲، ص۳۳۵، حرف اللام)

[3] رقم الحديث ۳۶۹۱، مسلم، رقم الحديث ۲۳۹۰؛ ترمذی، رقم الحديث ۲۲۸۵.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) کچھ لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے اس حال میں پیش کئے گئے کہ اُن کے اوپر قمیص (کُرتے) ہیں، بعض کی قمیص چھاتی تک ہے، اور بعض کی اس سے نیچے تک ہے، اور میرے سامنے عمر (رضی اللہ عنہ) کو پیش کیا گیا، جن پر لمبی قمیص تھی جس کو وہ (زمین سے اُٹھانے کے لئے) کھینچ (اور سنبھال) رہے تھے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین (بخاری، مسلم، ترمذی)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے معلوم ہوا کہ خواب میں کسی کو قمیص وکُرتہ پہنے ہوئے دیکھنا دین کی نشانی ہے، اور جتنی لمبی قمیص ہوگی، اُس کا دین بھی اتنا ہی وسیع ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے ان کی خلافت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دین کے دائرہ کو وسیع فرمادیا تھا، اور آپ کے ذریعے سے دینِ اسلام کو عظیم فتوحات عطا فرمائی تھیں، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ خواب اور اس کی تعبیر کے عین مطابق تھا۔ [1]

---

[1] (وعن أبی سعید الخدری -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :- (بينا أنا نائم رأيت الناس يعرضون على، وعليهم قمص) ، بضمتين جمع قميص والجملة حالية (منها) أى :من القمص (ما يبلغ الثدى) ، بضم المثلثة وكسر الدال وتشديد التحتية جمع الثدى، وفى نسخة بالفتح والسكون والتخفيف، فهو مفرد أريد به الجنس (ومنها ما دون ذلک) ، أى قمص أقصر منه أو أطول منه، أو أعم منهما بناء على أن دون ذلک بمعنى :غير ذلک لقوله تعالى: (وأنا منا الصالحون ومنا دون ذلک) (الجن: ١١) وفى (فتح البارى) : يحتمل أن يريد دونه من جهة السفل وهو ظاهر، فيكون أطول .ويحتمل أن يريد دونه من جهة العلو فيكون أقصر، ويؤيد الأول ما فى رواية الحكيم الترمذى من طريق آخر، عن ابن المبارک عن يونس عن الزهرى فى هذا الحديث، فمنهم من كان قميصه إلى سرته، ومنهم من كان قميصه إلى ركبته، ومنهم من كان قميصه إلى أنصاف ساقيه .قلت :وفى رواية الرياض :ومنها ما هو أسفل من ذلک (وعرض على عمر بن الخطاب) أى :فيما بينهم (وعليه قميص) أى :عظيم (يجره) . أى يسحبه فى الأرض لطوله (قالوا) أى :بعض الصحابة من الحاضرين (فما أولت ذلک يا رسول الله) ؟ أى فما عبرت جر القميص

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی ﷺ کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دیکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا، صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ (خواب میں) میرے پاس زمین کے خزانے پیش کیے گئے، پھر میری ہتھیلی میں دو سونے کے کنگن رکھے گئے، جو مجھ کو ناگوار گزرے، پھر اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ آپ ان کو پھونک ماریں، میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ غائب ہو گئے، پھر میں نے ان کی تعبیر دو کذّاب (یعنی دو جھوٹی نبوت کے دعویداروں) سے نکالی کہ میں ان دونوں کے درمیان ہوں، ایک صنعاء (مقام) والا (یعنی اسود عنسی) اور دوسرے یمامہ (مقام) والا (یعنی مسیلمہ کذاب) (بخاری، مسلم)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کو سونے کے کنگن کی شکل میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لعمر (قال :الدين) . بالنصب أى أولته الدين، وفى نسخة بالرفع أى المؤول به هو الدين، والمعنى يقام الدين فى أيام خلافته مع طول زمان إمارته، وبقاء أثر فتوحاته حال حياته ومماته، أو لأن الدين يشيد الإنسان ويحفظه ويقيه المخالفات كوقاية الثوب وشموله .قال النووى :القميص الدين، وجره يدل على بقاء آثاره الجميلة وسنته الحسنة فى المسلمين بعد وفاته ليقتدى به، وأما تفسير اللبن بالعلم فلكثرة الانتفاع بهما، وفى أنهما سببا الصلاح، فاللبن غذاء الإنسان وسبب صلاحهم وقوة أبدانهم، والعلم سبب الصلاح وغذاء للأرواح فى الدنيا والآخرة (مرقاة، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضى اللّٰه عنه)

[1] رقم الحديث ۴۳۷۴، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۲۷۴ "۲۲".

دیکھا، اور پھونک مارنے کے بعد ان کو غائب وختم ہوتے ہوئے بھی دیکھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اوران کا نام ونشان ختم ہوجائے گا، چنانچہ یہی ہوا کہ وہ دونوں قتل کردیئے گئے، اور آج اکثر انسان ان دونوں کا نام بھی نہیں جانتے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی پوری کائنات میں عزت واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

کئی دوسری احادیث میں ان دونوں جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ، وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهٖ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ، حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ، وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (نبوت کے جھوٹے دعویدار) مسیلمہ کذاب نے آکر کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بعد مجھے خلافت عطا کردیں تو میں ان کی اتباع کرلیتا ہوں، اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگوں کو اپنے ساتھ لایا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف آئے، اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے، اور (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا، رسول اللہ صلی

---

[1] رقم الحديث ٣٦٢٠، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ٢٢٧٣ "٢١"، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٦٦٥٤.

اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس اس کے ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس لکڑی کے ٹکڑے کو بھی مانگے گا، تو میں یہ تجھ کو نہیں دوں گا (کیونکہ نبوت کسی انسان کے اختیار میں اور انسان کی تقسیم نہیں) اور اللہ کا جو فیصلہ تیرے بارے میں ہو چکا ہے، تُو اس سے ہٹ نہیں سکتا، اور اگر تُو کچھ دن زندہ رہا تو اللہ تجھ کو ہلاک (وقتل) کر دے گا، اور یقیناً میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے (بخاری، مسلم، ابنِ حبان)

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ، الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۷۹)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں بارے میں سوال کیا، جو آپ نے (جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے بارے میں) ذکر فرمایا تھا، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے، میں ان کو دیکھ کر گھبرا گیا اور میں نے ان کو ناپسند کیا، تو میں نے ان پر پھونک ماری، تو وہ دونوں اُڑ گئے، میں نے اس خواب کی تعبیر دو کذابوں (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویداروں) سے نکالی، جو برآمد ہوں گے، حضرت عبیداللہ (راوی) کہتے ہیں کہ

ان میں سے ایک عنسی تھا جسے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی) حضرت فیروز نے یمن میں قتل کیا، اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا (بخاری)

ان دو نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں سے ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی قتل ہوکر واصلِ جہنم ہوگیا تھا، جس کا نام اسود عنسی تھا، اور اس کو حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ [1]

چنانچہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ الْكَذَّابِ

(السنن الكبرىٰ للنسائى) [2]

---

[1] العنسى، بفتح العين المهملة وسكون النون وبالسين المهملة، وهو نسبة الأسود الصنعانى الذى ادعى النبوة، وقيل :اسمه عبلة، بفتح العين المهملة وسكون الباء الموحدة ابن كعب، وكان يقال له :ذو الخمار، لأنه زعم أن الذى يأتيه ذو الخمار، قتله فيروز الصحابى الديلى بصنعاء، دخل عليه فحطم عنقه، وهذا كان فى حياة رسول الله، صلى الله عليه وسلم فى مرضه الذى توفى فيه على الأصح والمشهور، وبشر رسول الله، صلى الله عليه وسلم الصحابة بذلك، ثم بعده حمل رأسه إليه، وقيل :كان ذلك فى زمن الصديق، رضى الله تعالى عنه، والعنسى نسبة إلى عنس، قال الرشاطى :اسمه زيد بن مالك بن أدد، ومالك هو جماع مذحج، قال ابن دريد :العنس الناقة الصلبة(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج١٦، ص١٥٢، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام)

فأما العنسى فقتله فيروز الصحابى بصنعاء فى حياته -صلى الله عليه وسلم -فى مرض موته على الصحيح، وأما مسيلمة فقتله وحشى قاتل حمزة فى خلافة الصديق -رضى الله عنه(إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى، للقسطلانى، ج٦، ص٦٦، كتاب المناقب، باب علامات النبوة فى الإسلام)

فوافى بذلك عند وفاة النبى صلى الله عليه وسلم قال أبو الأسود عن عروة أصيب الأسود قبل وفاة النبى صلى الله عليه وسلم بيوم وليلة فأتاه الوحى فأخبر به أصحابه ثم جاء الخبر إلى أبى بكر رضى الله عنه وقيل وصل الخبر بذلك صبيحة دفن النبى صلى الله عليه وسلم(فتح البارى شرح صحيح البخارى، للعسقلانى، ج٨، ص٩٣، قوله باب وفد بنى حنيفة وحديث ثمامة بن آثال)

[2] رقم الحديث ٨٦١٩، مسند الشاميين للطبرانى، رقم الحديث ٨٧٥، شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ٢٩٦٠.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، باب رأس القتيل يحمل، تحت رقم الحديث ٩٢٩٣)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسود عنسی کذّاب کا سَر لے کر حاضر ہوا

(نسائی، طبرانی، مشکل الآثار)

اور نبوت کا دوسرا جھوٹا دعویدار یعنی مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قتل ہوا۔

چنانچہ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ:

فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ، قُلْتُ: لَأَخْرُجَنَّ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ، لَعَلِّيْ أَقْتُلُهُ فَأُكَافِءَ بِهٖ حَمْزَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا كَانَ، قَالَ: فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ ثَلْمَةِ جِدَارٍ، كَأَنَّهٗ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ، قَالَ: فَرَمَيْتُهٗ بِحَرْبَتِيْ، فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهٗ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهٖ

(بخاری، رقم الحدیث ۴۰۷۲)

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں) جب مسیلمہ کذّاب نے خروج کیا تو میں نے سوچا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کو مارنے جاؤں گا، شاید اس کو مار کر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو سکے (جن کو میں نے اپنے کفر کے زمانے میں قتل کیا تھا) میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ پر نکلا، مسیلمہ کے لوگوں نے جو کچھ کیا وہ میں دیکھ رہا تھا، اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے، اس کے سر پر نشان اور اس کا اونٹ کا سا رنگ ہے، میں نے وہی حربہ (و نیزہ) جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کیا تھا، نکالا اور اس کے مار دیا، جو (مسیلمہ کی) دونوں چھاتیوں کے

درمیان سے ہوتا ہوا دونوں مونڈھوں کے درمیان سے پار نکل گیا، اتنے میں ایک انصاری (مسلمان شخص) کُود کر اس کی طرف گیا، پھر اس نے مسیلمہ کی کھوپڑی پر ایک تلوار ماری (اور اس طرح مسیلمہ کا کام تمام ہوگیا) (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو پہلے ہی خواب میں دیکھ لیا تھا کہ وہ نبوت کے جھوٹے دعویدار ہیں، پھر اسود عنسی، حضرت فیروز رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے آخری دور میں اور مسیلمہ کذاب، حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں قتل کر دیا گیا، اور اس طرح یہ دونوں واصلِ جہنم ہوئے۔ [1]

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: حِيْنَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، قَالَ لِلرَّسُوْلَيْنِ: فَمَا تَقُوْلَانِ أَنْتُمَا؟ قَالَا: نَقُوْلُ: كَمَا قَالَ.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا

---

[1] قوله حتى يبعث بضم أوله أى يخرج وليس المراد بالبعث معنى الإرسال المقارن للنبوة بل هو كقوله تعالى انا أرسلنا الشياطين على الكافرين قوله دجالون كذابون الدجل التغطية والتمويه ويطلق على الكذب أيضا فعلى هذا كذابون تأكيد وقوله قريبا من ثلاثين كذا وقع بالنصب وهو على الحال من النكرة الموصوفة ووقع فى رواية أحمد قريب بالرفع على الصفة وقد أخرج مسلم من حديث جابر بن سمرة الجزم بالعدد المذكور بلفظ إن بين يدى الساعة ثلاثين كذابا دجالا كلهم يزعم أنه نبى وروى أبو يعلى بإسناد حسن عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا منهم مسيلمة والعنسى والمختار قلت وقد ظهر مصداق ذلك فى آخر زمن النبى صلى الله عليه وسلم فخرج مسيلمة باليمامة والأسود العنسى باليمن ثم خرج فى خلافة أبى بكر طليحة بن خويلد فى بنى أسد بن خزيمة وسجاح التميمية فى بنى تميم وفيها يقول شبيب بن ربعى وكان مؤدبها أضحت نبيتنا أنثى نطيف بها وأصبحت أنبياء الناس ذكرانا وقتل الأسود قبل أن يموت النبى صلى الله عليه وسلم وقتل مسيلمة فى خلافة أبى بكر وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح فى خلافة عمر ونقل أن سجاح أيضا تابت وأخبار هؤلاء مشهورة عند الإخباريين (فتح البارى، قوله باب خاتم النبوة،الحديث التاسع والعشرون)

تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا (مسنداحمد) ؎1

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھا تو اس خط کو لانے والے دونوں قاصدوں (اور سفیروں) سے پوچھا کہ تم دونوں کس چیز کے قائل ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں، جو مسیلمہ کہتا ہے (یعنی ہم آپ کے مقابلہ میں اس کو نبی ورسول مانتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصدوں (اورسفیروں) کو قتل نہ کیا جایا کرتا (یعنی اُن کو قتل کرنے کی اجازت ہوتی) تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا (مسنداحمد)

اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ ابْنُ النَّوَّاحَةِ وَابْنُ أُثَالٍ رَسُولًا مُسَيْلِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا: أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ، لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُولًا لَقَتَلْتُكُمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ فَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ (مسنداحمد، رقم الحديث ٣٧٦١) ؎2

ترجمہ: ابنِ نواحہ اور ابنِ اثال (نامی دو شخص) مسیلمہ کذاب کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد (وسفیر) بن کر آئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو مسیلمہ کے اللہ کا رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قاصدوں (وسفیروں) کو قتل کرتا ہوتا

؎1 رقم الحديث ١٥٨٩، سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٧٦١.
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح بطرقه وشاهده.
؎2 في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا، تو یہ سنت (وروایت) چلی آ رہی ہے کہ قاصد وسفیر کو قتل نہیں کیا جاتا (مسنداحمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، اور ایسی نبوت پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے، جس کی اسلام میں قانونی سزا قتل ہے، لیکن کیونکہ غیروں کے قاصد اور سفیر کو قتل کرنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سفیروں کو قتل نہیں کیا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قرآن مجید میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول اور نبی کے نہ ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹی نبوت کے دعویدار پیدا ہونے کا کئی احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورة الاحزاب، رقم الآية ۴۰)

---

[1] (وعن نعيم) بالتصغير (ابن مسعود) أى الأشجعى هاجر إلى النبى -صلى الله عليه وسلم - وأسلم بالخندق وهو الذى سعى بين بنى قريظة وأبى سفيان بن حرب، وأبو سفيان يومئذ رأس الأحزاب، وخذلهم عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وحكايته معروفة، سكن المدينة روى عنه ابنه سلمة مات فى خلافة عثمان وقيل بل قتل فى وقعة الجمل قبل قدوم على بن أبى طالب كرم الله وجهه (أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال لرجلين) أحدهما عبد الله بن النواحة والثانى ابن أثال كما سيأتى (جاء ا) بصيغة التثنية ;أى كلاهما (من عند مسيلمة) بضم الميم الأولى وفتح السين وكسر اللام وهو الكذاب المشهور بدعوى النبوة (أما) بتخفيف الميم للتنبيه (والله لولا أن الرسل لا تقتل) قال التوربشتى وذلك ;لأنهم كما حملوا تبليغ الرسالة حملوا تبليغ الجواب فلزمهم القيام بكلا الأمرين فيصيرونى برفض مآربهم موسومين بسمة الغدر، وكان نبى الله -صلى الله عليه وسلم -أبعد الناس عن ذلك، ثم إن فى تردد الرسل المصلحة الكلية ومهما جوز حبسهم، أو التعرض لهم بمكروه صار ذلك سببا ;لانقطاع السبل من الفئتين المختلفتين وفى ذلك من الفتنة والفساد ما لا يخفى على ذى اللب موقعه، وقوله (لضربت أعناقكم) إنما قال ذلك لهما ;لأنهما قالا بحضرته نشهد أن مسيلمة رسول الله اهـ، وقيل عدم جواز قتل الرسل مستفاد من قوله تعالى (وإن أحد من المشركين استجارك فأجره) والوافد فى حكم المستجير، قلت: وهو ما ينافى كلام الشيخ من الحكمة الجلية (مرقاة المفاتيح، كتاب الجهاد،باب الأمان)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (سورہ احزاب)

اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہوگیا ہے، اور آپ پر نبوت کے خاتمہ کی مہر لگادی گئی ہے، اس لئے آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اور کسی کے لئے نبوت کی بعثت کو کھولا نہیں جائے گا۔ [1]

کئی احادیث میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دینے کے بعد یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے، وہ احادیث اس آیت میں مذکور خاتم النبیین کے الفاظ کی مکمل وضاحت اور کسی بھی غلط تاویل کی تردید کے لئے کافی ہیں۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ، مِنْهُمْ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ صَنْعَاءَ الْعَنْسِيُّ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ حِمْيَرَ، وَمِنْهُمُ الدَّجَّالُ، وَهُوَ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، قَالَ: وَقَالَ أَصْحَابِيْ: قَالَ: هُمْ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كَذَّابًا (صحيح ابن حبان) [2]

---

[1] وقوله تعالى: ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما كقوله عز وجل :الله أعلم حيث يجعل رسالته فهذه الآية نص فى أنه لا نبى بعده، وإذا كان لا نبى بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأحرى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإن كل رسول نبى ولا ينعكس، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضى الله عنهم (تفسير ابن كثير تحت آيت ۴۰ من سورة الأحزاب)

ولكنه رسول الله وخاتم النبيين، الذى ختم النبوة فطبع عليها، فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام الساعة (تفسير الطبرى، تحت آيت ۴۰ من سورة الأحزاب)

[2] رقم الحديث ۶۶۵۰، ذكر الإخبار عن وصف ما كان يتوقع صلى الله عليه وسلم من وقوع الفتن من ناحية البحرين.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى (حاشية ابن حبان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،آپ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے،اُن میں صاحبِ یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب)اوراُن میں صاحبِ صنعاء (اسود) عنسی ،اوراُن میں صاحبِ حمیر، اوراُن میں دجال ہے،اوروہ (دجّال) ان سب میں عظیم فتنے والا ہے،حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے فرمایا کہ کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار تعداد میں)تیس کے قریب ہیں (ابنِ حبان)

بعض احادیث میں مسیلمہ کذاب اوراسود عنسی کے ساتھ ایک اور کذاب کا ذکر ہے،جس کا نام مختار ہے،اوروہ ثقفی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے،اوراس قبیلے میں مزید کذابوں کے ہونے کا بھی احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الالبانی:إسنادُه حسنٌ، وفی الحسنِ بن الصباحِ كلام يسير من قِبَلِ حِفْظِه، مع كونه مِن شيوخ البخاری.وله شاهدٌ عَنِ الحسن البصری .....مُرسلاً :أخرجه ابن أبی شيبة.

وإسناده حسنٌ؛ لولا عنعنة مبارك -وهو ابن فضالة -.والحديث له طريق أخرى من رواية ابن لهيعة، عن أبی الزبير، عن جابر :أخرجه أحمد(التعليقات الحسان علی صحيح ابنِ حبان، تحت رقم الحديث ٦٦١٦)

عن الحسن، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن بين يدی الساعة كذابين منهم صاحب اليمامة ومنهم الأسود العنسی ومنهم صاحب حمير ومنهم الدجال وهو أعظمهم فتنة (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ٣٨٦٨٨)

۱؎ عن عبد الله بن الزبير قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا :منهم مسيلمة، والعنسی، والمختار (مسند ابی يعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٦٨٢٠)

عن ابن عمر قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :إن فی ثقيف كذابا ومبيرا (مسند احمد، رقم الحديث ٥٦٠٧)

صحيح لغيره(حاشية مسند احمد)

وروى أبو يعلى بإسناد حسن عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا منهم مسيلمة والعنسی والمختار قلت وقد ظهر مصداق ذلك فی آخر زمن النبی صلى الله عليه وسلم فخرج مسيلمة باليمامة والأسود العنسی باليمن ثم خرج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی خلافة أبی بكر طليحة بن خويلد فی بنی أسد بن خزيمة وسجاح التميمية فی بنی تميم وفيها يقول شبيب بن ربعی وكان مؤدبها أضحت نبيتنا أنثى نطيف بها وأصبحت أنبياء الناس ذكرانا وقتل الأسود قبل أن يموت النبی صلى الله عليه وسلم وقتل مسيلمة فی خلافة أبی بكر وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح فی خلافة عمر ونقل أن سجاح أيضا تابت وأخبار هؤلاء مشهورة عند الإخباريين ثم كان أول من خرج منهم المختار بن أبی عبيد الثقفی غلب على الكوفة فی أول خلافة بن الزبير فأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين فتبعهم فقتل كثيرا ممن باشر ذلك أو أعان عليه فأحبه الناس ثم إنه زين له الشيطان أن ادعى النبوة وزعم أن جبريل يأتيه فروى أبو داود الطيالسی بإسناد صحيح عن رفاعة بن شداد قال كنت أبطن شیء بالمختار فدخلت عليه يوما فقال دخلت وقد قام جبريل قبل من هذا الكرسی وروى يعقوب بن سفيان بإسناد حسن عن الشعبی أن الأحنف بن قيس أراه كتاب المختار إليه يذكر أنه نبی وروى أبو داود فی السنن من طريق إبراهيم النخعی قال قلت لعبيدة بن عمرو أترى المختار منهم قال أما إنه من الرؤوس وقتل المختار سنة بضع وستين ومنهم الحارث الكذاب خرج فی خلافة عبد الملك بن مروان فقتل وخرج فی خلافة بنی العباس جماعة وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقا فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون أو سوداء وإنما المراد من قامت له شوكة وبدت له شبهة كمن وصفنا وقد أهلك الله تعالى من وقع له ذلك منهم وبقی منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر وسيأتی بسط كثير من ذلك فی كتاب الفتن إن شاء الله تعالى (فتح البارى لابن حجر، ج۶ص۶۱۷، قوله باب علامات النبوة فی الإسلام، الحديث التاسع والعشرون حديث حذيفة كان الناس يسألون عن الخير)

(إن فی ثقيف) القبيلة المعروفة المشهورة (كذابا) هو المختار بن أبی عبيد بن مسعود الثقفی قام بعد وقعة الحسين ودعا الناس إلى الطلب بثأره وغرضه من ذلك أن يصرف إلى نفسه وجوه الناس ويتوصل به إلى تحصيل الإمارة وكان طالبا للدنيا ذكره شارحون (ومبيرا) أی مهلكا لجمع عظيم من سلف هذه الأمة من أبار غيره أهلكه أو المراد به الحجاج .قال المصنف :اتفقوا على أن المراد بالكذاب هنا المختار بن عبيد المدعی النبوة أن جبريل عليه السلام يأتيه قتله ابن الزبير وبالمبير الحجاج .وقال ابن العربی :الحجاج ظالم معتدى ملعون على لسان المصطفى صلى الله عليه وسلم من طرق خارج عن الإسلام عندی باستخفافه بالصحابة كابن عمر وأنس كذا ذكره فی المعارضة (م عن أسماء بنت أبی بكر) الصديق أم ابن الزبير لما صلب الحجاج ابنها أرسل إليها فلم تأته فأتاها فقال كيف رأيت الله صنع بعدوه قالت رأيتك أفسدت عليه دنياه وأفسد عليك آخرتك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فذكرته(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۳۳۵)

قَبَـائِلُ مِـنْ أُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ، وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّـهُ سَيَكُوْنُ فِـيْ أُمَّتِـيْ ثَـلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّـهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۱۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں (یعنی مشرکین کے ساتھ نہ ہولیں) اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت (وپوجا) نہ کرنے لگ جائیں، اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ گمان (اور دعویٰ) کریں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (ترمذی)

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَا تَـقُـوْمُ السَّـاعَةُ حَتّٰـى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ، وَحَتّٰى تَـعْبُـدَ قَبَـائِـلُ مِـنْ أُمَّتِـيْ الْأَوْثَـانَ، وَإِنَّـــهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَـلَاثُـوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّـهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ (سنن ابی داؤد) [2]

ترجمہ: اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ میری امت کے بعض قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی عبادت (وپوجا) نہ کرنے لگ جائیں، اور بے شک عنقریب میری امت میں تیس کذّاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ

---

[1] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2] رقم الحدیث ۴۲۵۲، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۳۹۵.
فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

گمان (ودعویٰ) کریں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے،اور(قیامت تک) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی (جواس طرح کے جھوٹی نبوت دعویداروں کا ساتھ نہیں دے گی، بلکہ ان کی تردید کرے گی) (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالِيْنَ كَذَّابِيْنَ، كُلُّهُمْ يَقُوْلُ: أَنَا نَبِيٌّ، أَنَا نَبِيٌّ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۴۸) [1]

ترجمہ: قیامت کے قریب تیس کے قریب جھوٹے دجال (دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے،وہ سب کے سب یہ کہیں گے کہ میں نبی ہوں، میں نبی ہوں (مسنداحمد)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم، رقم الحديث ۱۵۷ "۸۴")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ تیس کے قریب کذّاب، دجّال (بہت زیادہ دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) پیدا نہ ہوجائیں، ان میں سے ہرایک یہ گمان (ودعویٰ) کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ، یَأْتُوْنَکُمْ مِنَ الْأَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُکُمْ، فَإِیَّاکُمْ وَإِیَّاھُمْ، لَا یُضِلُّوْنَکُمْ، وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ (مسلم، رقم الحدیث ۷"۷"باب فی الضعفاء والکذابین الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں دجال، کذاب (یعنی بہت زیادہ دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، جو تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے، جو نہ تم نے سنیں، اور نہ تمہارے آباء واجداد نے سنیں، تو تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ، اور ان کو اپنے سے دور رکھو، تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں، اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں (مسلم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کی باتیں سننا، ان کے مضامین پڑھنا، ان کی صحبت اختیار کرنا، غرضیکہ ان کے ساتھ قربت اختیار کرنا گمراہی وفتنہ کا باعث ہے، کیونکہ یہ لوگ دجل وفریب سے کام لیتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:فِیْ أُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ:مِنْھُمْ أَرْبَعُ نِسْوَۃٍ، وَإِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۳۵۸) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس کذّاب اور دجّال (دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، جن میں سے چار عورتیں ہوں گی، اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسند احمد)

''کذاب'' بہت زیادہ جھوٹے کو کہا جاتا ہے، اور ''دجال'' بہت زیادہ دجل وفریب کرنے

[1] فی حاشیۃ مسند احمد:إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح

والے کو کہا جاتا ہے۔

اولاً تو نبوت کا دعویٰ کرنا ہی بہت بڑا جھوٹ اور دجل وفریب ہے، اور پھر اوپر سے جھوٹی نبوت کا دعویدار جھوٹ اور دجل وفریب سے کام لے کر لوگوں کو اپنے جھانسے میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے احادیث میں ایسے لوگوں کو کذاب اور دجال قرار دیا گیا ہے۔ [1]

جن احادیث میں ستائیس کذابوں کا ذکر ہے، ان میں کسر کی رعایت کی گئی ہے، اور جن میں تیس کا ذکر ہے، ان میں کسر کے بغیر تعداد کو ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا دونوں قسم کی احادیث ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں، اور جن احادیث میں تیس کے قریب دجالوں کا ذکر ہے، وہ بھی ان دونوں قسم کی احادیث کو شامل ہونے کی وجہ سے ان کے موافق ہیں۔ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدْ

---

[1] (فی أمتی) أی سیظهر فی أمتی (كذابون) صيغة مبالغة من الكذب وهو الخبر الغير المطابق للواقع ولا يعارضه الإخبار بإفشاء الكذب من القرن الرابع لأن المراد الزيادة على الكذب كما دلت عليه صيغة المبالغة وفی رواية كلهم يكذب على الله ورسوله (ودجالون) أی مكارون منسوبون من الدجل وهو التلبيس مبالغون فی الكذب وأفردهم عن الأولين باعتبار ما قام بهم من المبالغة فی الزيادة فيه تنبيها على أنهم النهاية التی لا شیء بعدها فی هذا المبلغ وظاهر هذا أن الدجال إذا جمع أريد به علم الجنس وإذا أفرد فهو علم شخص (سبعة وعشرون منهم أربع نسوة وإنی خاتم النبيين لا نبی بعدی) وعيسى إذا نزل إنما يحكم بشرعه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج۴ص ۴۵۴، تحت رقم الحديث ۵۹۴۶)

("دجالون ") أی :مبالغون فی فساد العباد والبلاد ")كذابون ") أی :على الله ورسوله.

فی شرح السنة :كل كذاب دجال، يقال :دجل فلان الحق بباطله غطاه، ومنه أخذ الدجال، ودجله سحره وكذبه، وقيل :عن الدجال دجالا لتمويهه على الناس وتلبيسه، يقال :دجل إذا موه ولبس، ")قريبا من ثلاثين ") ، وهذا لا ينافی جزمه فيما سبق بقوله ثلاثون، فإنه إما متأخر، وإما المراد منه التقريب، وكذا لا ينافی ما رواه الطبرانی عن ابن عمر :ولا تقوم الساعة حتى يخرج سبعون كذابا ، فإن المراد منه التكثير، أو الثلاثون مقيدون بدعوى النبوة، والباقون بغيرها على احتمال أن السبعين غير الثلاثين، فتكمل المائة، والله تعالى أعلم(مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن ،باب الملاحم)

[2] وهذا يدل على أن رواية الثلاثين بالجزم على طريق جبر الكسر ويؤيده قوله فی حديث الباب قريب من ثلاثين (فتح الباری، كتاب الفتن،قوله باب كذا)

انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع وختم ہوگیا، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول نہیں، اور کوئی نبی نہیں (ترمذی؛ مسنداحمد؛ حاکم)

حضرت امِ کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۸۹۶)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ نبوت ختم ہوگئی، اور خوشخبری سنانے والے (خواب) باقی رہ گئے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ، قَالَ: قِيْلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ أَوْ قَالَ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۷۹۵) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے، سوائے مبشرات کے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے

---

[1] رقم الحديث ۲۲۷۲، واللفظ لهٔ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۲۴، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۱۷۸.

قال الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة، وحذيفة بن أسيد، وابن عباس، وأم كرز هذا حديث صحيح غريب من هذا الوجه من حديث المختار بن فلفل.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد على شرط مسلم ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير المختار بن فلفل، فمن رجال مسلم.

[2] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

فرمایا کہ اچھے خواب یا نیک خواب (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نیک صالح مومن کے اچھے، نیک اور پاکیزہ خواب نبوت کے علم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا سلسلہ باقی ہے، مگر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اگر کوئی خواب میں اپنی نبوت و رسالت کو دیکھنے کا دعویٰ کرے، تو وہ خواب اچھا اور نیک نہیں ہے، کیونکہ علمِ نبوت سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ، وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ، وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ (بخاری، رقم الحديث ۳۵۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور میرے سے پہلے سب نبیوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے ایک گھر بنایا، اور اس کو خوب حسین اور جمیل بنایا، سوائے ایک طرف سے ایک اینٹ کے (کہ وہ باقی رہ گئی) پھر لوگ وہاں آنے جانے لگے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہونے لگے، اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی (تاکہ یہ گھر مکمل ہو جاتا) پس میں وہ اینٹ ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۲۷۴)

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (طبرانی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سادہ اور آسان مثال کے ساتھ ختمِ

نبوت کے مسئلہ کو واضح فرمادیا، اس کے باوجود بھی کوئی اس مسئلہ کو نہ سمجھے یا نہ مانے تو اس کو سوائے بدبختی یا کوڑمغزی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری، رقم الحدیث ۳۴۵۵)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں انبیاء (عوام کی) نگرانی وانتظامات کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کا وصال ہوجاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہوجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور خلفاء (نیک حکمران) ہوں گے، جو کہ کثرت سے ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک (خلیفہ ونیک حکمران) کی بیعت پوری کرنا اور انہیں ان کا (وہ حق جو تم پر ہے) دیتے رہنا (یعنی ان کی شرعی اور جائز معاملات میں اطاعت وپیروی کرنا) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جن (رعایا) پر حکمران بنایا ہے، وہی ان کے (معاملات کے) بارے میں ان سے باز پرس کرے گا (اگر انہوں نے رعایا پر ظلم کیا ہوگا، تو اللہ ان سے مؤاخذہ فرمائے گا، تم سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا) (بخاری)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (دلائل النبوۃ) [1]

---

[1] لابی نعیم الاصبھانی، رقم الحدیث ۱۰، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۶۳.
فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا، جبکہ آدم اپنی مٹی کے درمیان گوندھے جارہے تھے (اور ان کے مٹی کے پتلے میں روح بھی نہیں ڈالی گئی تھی) (دلائل النبوۃ، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت سے طے شدہ ہے، جب تک حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی روح بھی ان کے جسم میں نہیں ڈالی گئی تھی۔

غرض یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مسئلہ انتہائی مستحکم ومضبوط اور ازل سے طے شدہ ہے، جس میں کسی ابہام ولچک کی گنجائش نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ: أَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی، إِلَّا أَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۴۰۴ "۳۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ میرے نزدیک ایسے ہو، جیسے موسیٰ کے نزدیک ھارون تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسلم)

اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما اور حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي :أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي (سنن الترمذي، رقم الحديث ۳۷۳۰، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۰۳۵)

قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وفي الباب عن سعد، وزيد بن أرقم، وأبي هريرة، وأم سلمة.

قال الالباني:قلت :وهذا إسناد جيد في الشواهد(إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۲۴۷۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا، لیکن اس کے باوجود ان کا درجہ نبوت کے بعد ہے، اور یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ بعض روافض واہلِ تشیع نے سمجھا، بلکہ اس سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے ساتھ تعلق ورشتہ اور محبت وفضیلت کو بیان کرنا ہے، جبکہ دیگر بہت سی احادیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عظیم فضائل ودرجات کا ذکر پایا جاتا ہے، اپنے مطلب کی کسی حدیث اور اس میں بھی اپنی مرضی ومنشاء کے مطلب کو لے کر باقی احادیث کا انکار کردینا انصاف واعتدال پسندی پر مبنی نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبي سعيد الخدري، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي " :أنت مني بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه لا نبي بعدي (مسند احمد،رقم الحديث ١١٢٧٢)

في حاشية مسند احمد:حديث صحيح لغيره.

عن موسى الجهني، قال :دخلت على فاطمة بنت علي فقال لها رفيقي أبو مهل : كم لك؟ قالت :ستة وثمانون سنة، قال :ما سمعت من أبيك شيئا؟ قالت :حدثتني أسماء بنت عميس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي " :أنت مني بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه ليس بعدي نبي (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٠٨١)

في حاشية مسند احمد:إسناده صحيح.

[1] (عن سعد بن أبي وقاص) ، أحد العشرة المبشرة (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -لعلي " :أنت مني بمنزلة هارون من موسى ") ، يعني في الآخرة، وقرب المرتبة، والمظاهرة به في أمر الدين كذا قاله شارح من علمائنا .وقال التوربشتي :كان هذا القول من النبي -صلى الله عليه وسلم -مخرجه إلى غزوة تبوك، وقد خلف عليا -رضي الله عنه -على أهله وأمره بالإقامة فيهم فأرجف به المنافقون وقالوا :ما خلفه إلا استثقالا له وتخففا منه، فلما سمع به علي أخذ سلاحه ثم خرج حتى أتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وهو نازل بالجرف، فقال :يا رسول الله زعم المنافقون كذا فقال " :كذبوا إنما خلفتك لما تركت ورائي فارجع فاخلفني في أهلي وأهلك، أما ترضى يا علي أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى "تأول قول الله سبحانه وتعالى :(وقال موسى لأخيه هارون اخلفني في قومي) والمستدل بهذا الحديث على أن الخلافة كانت له بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم زائغ عن منهج الصواب، فإن الخلافة في الأهل في حياته لا تقتضي الخلافة في الأمة بعد مماته، والمقايسة التي تمسكوا بها تنتقض عليهم بموت هارون قبل موسى -عليهما السلام -وإنما يستدل بهذا الحديث على قرب منزلته واختصاصه بالمؤاخاة من قبل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسَكُمْ، وَأَطِيْعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، پس تم اپنے رب کی عبادت کرو، اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرو، اور اپنے معاملات کے امیروں (وسربراہوں) کی اطاعت کرو (اِن اعمال کی برکت سے) تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے (طبرانی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الرسول -صلى الله عليه وسلم -

وفى شرح مسلم قال القاضى عياض :هذا مما تعلقت به الروافض وسائر فرق الشيعة فى أن الخلافة كانت حقا لعلى -رضى الله عنه -وأنه لم يقم فى طلب حقه، وهؤلاء أسخف عقلا وأفسد مذهبا من أن يذكر قولهم، ولا شك فى تكفير هؤلاء لأن من كفر الأمة كلها والصدر الأول خصوصا، فقد أبطل الشريعة وهدم الإسلام، ولا حجة فى الحديث لأحد منهم، بل فيه إثبات فضيلة لعلى، ولا تعرض فيه لكونه أفضل من غيره، وليس فيه دلالة على استخلافه بعده ;لأن النبى -صلى الله عليه وسلم -إنما قال هذا حين استخلفه على المدينة فى غزوة تبوك، ويؤيد هذا أن هارون المشبه به لم يكن خليفة بعد موسى ;لأنه توفى قبل وفاة موسى بنحو أربعين سنة، وإنما استخلفه حين ذهب لميقات ربه للمناجاة (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب و الفضائل، باب مناقب على بن ابى طالب)

[1] رقم الحديث ۷۵۳۵.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى، ورجال أحد الطريقين ثقات وفى بعضهم ضعف(مجمع الزوائد ج۸ص۲۶۳،باب لا نبى بعده صلى الله عليه وسلم)

اسی قسم کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اس قسم کی کئی احادیث کثرت سے مروی ہیں، جن میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی اور رسول کے نہ ہونے کا ذکر ہے، اور ان احادیث کو کئی محدثین نے معنیٰ کے اعتبار سے متواتر قرار دیا ہے۔

اور یہ احادیث مختلف الفاظ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہر طرح کے نبی ورسول کی بعثت وپیدائش کی نفی کرتی ہیں، جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ [2]

اور قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان سے زندہ نازل ہونا ختمِ نبوت کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اولاً تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو ہی نافذ وعمل کرنے کے لئے نازل ہوں گے، نہ کہ مستقل نبی کی حیثیت سے، دوسرے ان کا نبی ہونا مقدم ہے نہ کہ مؤخر۔

اور قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اپنی قوم کو یہ بشارت سنانے کا ذکر ہے کہ ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگی۔

اور احادیث میں یہ بتلایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وبعثت کے بعد کوئی نبی پیدا

---

[1] عن أبی قتيلة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قام فی الناس فی حجة الوداع، فقال :لا نبی بعدی ولا أمة بعدكم فاعبدوا ربكم وأقيموا خمسكم وصوموا شهركم وأطيعوا ولاة أمركم تدخلوا جنة ربكم (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۹۷، واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابی نعيم رقم الحديث ۶۱۹۳)

قال الالبانی:قلت :وهذا إسناد رجاله ثقات، لكن بقية مدلس وقد عنعن .لكن له شاهد قوی من حديث أبی أمامة(السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۲۳۳)

[2] وإذا كان لا نبی بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأحرى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإن كل رسول نبی ولا ينعكس، وبذلک وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من حديث جماعة من الصحابة رضی الله عنهم (تفسير ابن كثير سورة الأحزاب)

(حديث:لا نبی بعدی)صحيح متواتر .ورد من حديث جمع من الصحابة منهم(إرواء الغليل فی تخريج أحاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۲۴۷۳)

ومبعوث نہ ہوگا۔ [1]

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کی طرف سے اپنے متعلق کسی قسم کی نبوت ورسالت کا

---

[1] يٰبَنِىٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ (سورة الصف، رقم الآية ٦)

قال العلماء وفى هذا الحديث دليل على أن عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم إذا نزل فى آخر الزمان نزل حكما من حكام هذه الأمة يحكم بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ولا ينزل نبينا وقد سبقت الأحاديث المصرحة بما ذكرناه فى كتاب الإيمان(شرح النووى، كتاب الفضائل، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى الله عنه)

قوله صلى الله عليه وسلم (فيبعث الله عيسى بن مريم) أى ينزله من السماء حاكما بشر عنا وقد سبق بيان هذا فى كتاب الإيمان قال القاضى رحمه الله تعالى نزول عيسى عليه السلام وقتله الدجال حق وصحيح عند أهل السنة للأحاديث الصحيحة فى ذلك وليس فى العقل ولافى الشرع ما يبطله فوجب إثباته وأنكر ذلك بعض المعتزلة والجهيمة ومن وافقهم وزعموا أن هذه الأحاديث مردودة بقوله تعالى وخاتم النبيين وبقوله صلى الله عليه وسلم لا نبى بعدى وباجماع المسلمين أنه لانبى بعد نبينا صلى الله عليه وسلم وأن شريعته مؤبدة إلى يوم القيامة لاتنسخ وهذا استدلال فاسد لأنه ليس المراد بنزول عيسى عليه السلام أنه ينزل نبيا بشرع ينسخ شرعنا ولا فى هذه الأحاديث ولافى غيرها شىء من هذا بل صحت هذه الأحاديث هنا وما سبق فى كتاب الإيمان وغيرها أنه ينزل حكما مقسطا بحكم شرعنا ويحيى من أمور شرعنا ما هجره الناس(شرح النووى، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال)

لا نبى بعدى "دليل على أن عيسى ابن مريم إذا نزل حكما من حكام هذه الأمة يدعو بشريعة نبينا محمد -صلى الله عليه وسلم -ولا ينزل نبيا أقول :ولا منافاة بين أن يكون نبيا ويكون متابعا لنبينا -صلى الله عليه وسلم -فى بيان أحكام شريعته، وإتقان طريقته، ولو بالوحى إليه كما يشير إليه قوله -صلى الله عليه وسلم " :-لو كان موسى حيا لما وسعه إلا اتباعى "أى مع وصف النبوة والرسالة، وإلا فمع سلبهما لا يفيد زيادة المزية، فالمعنى أنه لا يحدث بعده نبى لأنه خاتم النبيين السابقين، وفيه إيماء إلى أنه لو كان بعده نبى لكان عليا، وهو لا ينافى ما ورد فى حق عمر صريحا ;لأن الحكم فرضى وتقديرى، فكأنه قال :لو تصور بعدى نبى لكان جماعة من أصحابى أنبياء ، ولكن لا نبى بعدى، وهذا معنى قوله -صلى الله عليه وسلم " :-لو عاش إبراهيم لكان نبيا "وأما حديث ": علماء أمتى كأنبياء بنى إسرائيل "فقد صرح الحفاظ كالزركشى والعسقلانى والدميرى والسيوطى أنه لا أصل له، ثم رأيت بعضهم ذكروا زيادة ولو كان لكنته، لكن قال الخطيب :هذه الزيادة لا نعلم من رواها إلا ابن الأزهر، وكان يضع .وقال ابن النجار :المتن صحيح والزيادة غير محفوظة والله أعلم بواضعها(مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب على بن أبى طالب رضى الله عنه)

دعویٰ کرنا صریح جھوٹ اور بہتان ہے،اوراس کی بات ماننایااس کی پیروی کرنا سراسر ضلالت وگمراہی ہے،اورایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اوراسی وجہ سے مرزاغلام احمد قادیانی بھی''کذاب ودجال''میں داخل ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ نبوت ورسالت کا دعویٰ کر بیٹھے،تو وہ مرتد کہلاتا ہے،اور شرعی اصولوں کے مطابق ثبوت ہونے پر اور تائب نہ ہونے کی صورت میں اسلامی قانون کی رُو سے اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ [1]

نبی ﷺ کا حضرت عائشہ کو نکاح سے پہلے خواب میں دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَ نِيْ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ، فَيَقُوْلُ:هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ، فَأَقُوْلُ:إِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، يُمْضِهٖ (مسلم، رقم الحديث ۲۴۳۸"۷۹")

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ(اے عائشہ نکاح سے پہلے)مجھے تم تین رات تک خواب میں دکھائی گئیں،ایک فرشتہ سفید ریشم کے ٹکڑے میں آپ کو میرے پاس لایااور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ یہ آپ کی بیوی ہے،میں نے اس کا چہرہ کھولاتو وہ آپ ہی نکلیں،تو میں نے کہا کہ اگر اللہ کی طرف سے یہ خواب ہے تو اسی طرح ہوگا(مسلم)

---

[1] أقول :أخذت من هذا أن مدعى النبوة كافر إجماعاً وواجب القتل، وشأن الملعون القاديانى بعينه شأن مسلمة الكذاب بأنه ادعى النبوة، ولم ينكر رسالة النبى -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ونبوته(العرف الشذى شرح سنن الترمذى، ج۴،ص ۱۱،كتاب الرؤيا،باب ما جاء فى رؤيا النبى -صلّى الله عليه وسلّم)

فائدہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب ویسے بھی سچے اور وحی ہوتے ہیں، اور فرشتہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوبصورت کپڑے میں ملبوس پیش کرنا، مزید تقویت کا باعث بنا، جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی، کہ آپ کو اُمُّ المؤمنین کا شرف عطاء کرنے کا فیصلہ اللہ ربُ العزت نے فرمایا تھا۔

جو لوگ نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُرا بھلا کہتے اور اُن پر الزام تراشی سے کام لیتے ہیں، وہ قیامت کے دن اللہ اور اس کے رسول کو کیا جواب دیں گے؟

نبی ﷺ کا حضرت ابوبکر وعمر کو ڈول کھینچتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ، وَعَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ، فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرِ بْنِ الخَطَّابِ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ (بخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سورہا تھا تو میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول پڑا ہوا تھا، میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا، پانی کے ڈول نکالے، پھر ابنِ ابی قحافہ (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ڈول لے لیا، انہوں نے ایک دو ڈول پانی کے نکالے، جن کے ڈول نکالنے میں کچھ ضُعف تھا، اور اللہ ان کی مغفرت فرمادے گا، اس

[۱] رقم الحدیث ۷۰۲۱، باب نزع الذنوب والذنوبین من البئر بضعف، مسلم، باب من فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

کے بعد وہ بڑے ڈول کی شکل اختیار کر گیا اور اُس کو عمر بن خطاب نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی کو عمر بن خطاب کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور قوی پانی کھینچنے والا نہیں پایا (انہوں نے اتنا زیادہ پانی ڈول کے ذریعہ سے کنویں سے نکالا) یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے (بخاری؛مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [1]

اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی سند سے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی سند سے مرسلاً بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

نیز رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس سے ملتے جلتے خواب دیکھنے کا روایات میں ذکر پایا جاتا ہے۔ [3]

---

[1] عن ابن عمر، عن رؤيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أبى بكر وعمر قال ": رأيت الناس قد اجتمعوا، فقام أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين، وفى نزعه ضعف، والله يغفر له، ثم نزع عمر، فاستحالت غربا، فما رأيت عبقريا من الناس يفرى فريه حتى ضرب الناس بعطن (مسند احمد، رقم الحديث ۴۸۱۴)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] عن أبى الطفيل، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :رأيت فيما يرى النائم كأنى أنزع أرضا، وردت على وغنم سود، وغنم عفر، فجاء أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين وفيهما ضعف، والله يغفر له، ثم جاء عمر فنزع فاستحالت غربا فملأ الحوض وأروى الواردة، فلم أر عبقريا أحسن نزعا من عمر، فأولت أن السود العرب وأن العفر العجم (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۸۰۱)

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامى، حدثنا حماد، عن على بن زيد، عن أبى الطفيل، عن النبى صلى الله عليه وسلم، وعن حبيب، وحميد، عن الحسن، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :بينما أنا أنزع الليلة إذ وردت على غنم سود وغنم عفر، فجاء أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين فيهما ضعف، والله يغفر له، ثم جاء عمر فاستحالت غربا فملأ الحياض وأروى الواردة، فلم أر عبقريا من الناس أحسن نزعا منه، فأولت أن الغنم السود العرب، والعفر العجم (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۹۰۴)

[3] وقد ورد هذا الحديث من وجه آخر بزيادة فيه فأخرج أحمد وأبو داود واختاره الضياء من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب میں اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور کے مقابلہ میں زیادہ لمبا، قوی اور مضبوط ہوگا۔

جس کی بعد میں صداقت اور سچائی اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے طویل اور لمبا ہوا، اور آپ کے زمانہ میں بے شمار فتوحات ہوئیں، اور دُور دراز علاقوں تک اسلام پھیل گیا، اور بے شمار لوگ ایمان کی دولت سے سیراب ہوئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

طريق أشعث بن عبد الرحمن الجرمي عن أبيه عن سمرة بن جندب أن رجلا قال يا رسول الله رأيت كأن دلوا دلي من السماء فجاء أبو بكر فأخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فأخذ بعرافيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء على فأخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء وهذا يبين أن المراد بالنزع الضعيف والنزع القوى الفتوح والغنائم وقوله دلى بضم المهملة وتشديد اللام أى أرسل إلى أسفل وقوله بعراقيها بكسر المهملة وفتح القاف والعراقان خشبتان تجعلان على فم الدلو متخالفتان لربط الدلو وقوله تضلع بالضاد المعجمة أى ملأ أضلاعه كناية عن الشبع وقوله انتشطت بضم المثناة وكسر المعجمة بعدها طاء مهملة أى نزعت منه فاضطربت وسقط بعض ما فيها أو كله قال بن العربى حديث سمرة يعارض حديث بن عمر وهما خبران قلت الثانى هو المعتمد فحديث بن عمر مصرح بأن النبى صلى الله عليه وسلم هو الرائى وحديث سمرة فيه أن رجلا أخبر النبى صلى الله عليه وسلم أنه رأى وقد أخرج أحمد من حديث أبى الطفيل شاهدا لحديث بن عمر وزاد فيه فوردت على غنم سود وغنم عفر وقال فيه فأولت السود العرب والعفر العجم وفى قصة عمر فملأ الحوض وأروى الواردة ومن المغايرة بينهما أيضا أن فى حديث بن عمر نزع الماء من البئر وحديث سمرة فيه نزول الماء من السماء فهما قصتان تشد إحداهما الأخرى وكأن قصة حديث سمرة سابقة فنزل الماء من السماء وهى خزانته فأسكن فى الأرض كما يقتضيه حديث سمرة ثم أخرج منها بالدلو كما دل عليه حديث بن عمر وفى حديث سمرة إشارة إلى نزول النصر من السماء على الخلفاء وفى حديث بن عمر إشارة إلى استيلائهم على كنوز الأرض بأيديهم وكلاهما ظاهر من الفتوح التى فتحوها وفى حديث سمرة زيادة إشارة إلى ما وقع لعلى من الفتن والاختلاف عليه فإن الناس أجمعوا على خلافته ثم لم يلبث أهل الجمل أن خرجوا عليه وامتنع معاوية فى أهل الشام ثم حاربه بصفين ثم غلب بعد قليل على مصر وخرجت الحرورية على على فلم يحصل له فى أيام خلافته راحة فضرب المنام المذكور مثلا لأحوالهم رضوان الله عليهم أجمعين (فتح البارى، قوله باب نزع الماء من البئر حتى يروى الناس)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں پانی کا حاصل کرنا، دین کو حاصل کرنے اور دوسروں کو پانی پیش کرنا یادوسروں کو پانی پلانا، دوسروں کو دینی فائدہ اور نفع پہنچانے کی علامت ہے۔ ل

ل (وعن أبی هريرة قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول :(بينا أنا نائم رأيتنی على قليب)أی:بئر لم تطو وضدها المطوية بالحجارة والآجر (عليها) أی :فوقها (دلو) أی :ودلو معلقة عليها (فنزعت) أی :جذبت مما فيها (منها ما شاء الله) ، أی ما قدره الله وقضاه (ثم أخذها) أی :الدلو (ابن أبی قحافة) : بضم القاف (فنزع منها ذنوبا) : بفتح الذال المعجمة وهو الدلو وفيها ماء، أو الملأى أو دون الملأى كذا فی القاموس .(أو ذنوبين) : شك من الراوی، والصحيح رواية ذنوبين ذكره ابن الملك، والأظهر أن (أو) بمعنى (بل) فلا يحتاج إلى تخطئة الراوی ولا إلى شكه وتردده، ويمكن أن يكون المراد بذكرهما إشارة إلى قلته مع عدم النظر عن تحقق عدده . (وفی نزعه ضعف، والله يغفر له ضعفه) ، جملة حالية دعائية وقعت اعتراضية مبينة أن الضعف الذی وجد فی نزعه لما يقتضيه تغير الزمان وقلة الأعوان غير راجع إليه بنقيضه (ثم استحالت) أی: انقلبت الدلو التی كانت ذنوبا (غربا) : بفتح فسكون أی دلوا عظيمة على ما فی القاموس، وزاد ابن الملك :التی تتخذ من جلد ثور، (فأخذها ابن الخطاب، فلم أر عبقريا) : بتشديد التحتية أی رجلا قويا (من الناس ينزع) : بكسر الزای (نزع عمر) أی :جبذه وهو مفعول مطلق (حتى ضرب الناس بعطن) ، بفتحتين أی حتى أرووا إبلهم فأبركوها وضربوا لها عطنا وهو مبرك الإبل حول الماء .قال القاضی :لعل القليب إشارة إلى الدين الذی هو منبع ما به تحيا النفوس ويتم أمر المعاش، ونزع الماء فی ذلك إشارة إلى أن هذا الأمر ينتهی من الرسول -عليه السلام -إلى أبی بكر، ومنه إلى عمر، ونزع أبی بكر ذنوبا أو ذنوبين إشارة إلى قصر مدة خلافته، وأن الأمر إنما يكون بيده سنة أو سنتين، ثم ينتقل إلى عمر، وكان مدة خلافته سنتين وثلاثة أشهر، وضعفه فيه إشارة إلى ما كان فی أيامه من الإضراب والارتداد واختلاف الكلمة، أو إلى ما كان له من لين الجانب وقلة السياسة والمداراة مع الناس، ويدل على هذا قوله :وغفر الله له ضعفه، وهو اعتراض ذكره -صلى الله عليه وسلم -ليعلم أن ذلك موضوع ومغفور عنه غير قادح فی منصبه، ومصير الدلو فی نوبة عمر غربا، وهو الدلو الكبير الذی يستقى به البعير إشارة إلى ما كان فی أيامه من تعظيم الدين، وإعلاء كلمة الله، وتوسع خططه وقوته، وجده فی النزع إشارة إلى ما اجتهد فی إعلاء أمر الدين، وإفشائه فی مشارق الأرض ومغاربها اجتهادا بما لم يتفق لأحد قبله ولا بعده، والعبقری: القوی، وقيل :العبقر اسم واد يزعم العرب أن الجن تسكنه فنسبوا إليه كل من تعجبوا منه أمرا كقوة وغيرها، فكأنهم وجدوا ما وجدوا منه خارجا عن وسع الإنسان، فحسبوا أنه جیء من العبقر، ثم قالوه لكل شیء نفيس.

وقال النووی :قوله :فی نزعه ضعف ليس به حط لمنزلته، ولا إثبات فضيلة لعمر عليه، وإنما هو إخبار عن مدة ولايتهما، وكثرة انتفاع الناس فی ولاية عمر لطولها ولاتساع الإسلام وفتح البلاد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت عثمان کو دیکھنا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَـأَنَّـهُ ثَلَاثَةٌ مِّـنْ أَصْحَابِيْ وُزِنُوْا، فَوُزِنَ أَبُوْ بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَنَقَصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا، پس ابوبکر کا وزن کیا گیا، تو وہ وزن دار ثابت ہوئے، پھر عمر کا وزن کیا گیا، تو وہ بھی وزن دار ثابت ہوئے، پھر عثمان کا وزن کیا گیا، تو ہمارے یہ صحابی (اُن دونوں پہلے صحابۂ کرام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وحصول الأموال والغنائم، وأما قوله :والله يغفر له ضعفه، فليس فيه نقص ولا إشارة إلى ذنب، وإنما هى كلمة كان المسلمون يزينون بها كلامهم .وقد جاء فى (صحيح مسلم) أنها كلمة كان المسلمون يقولونها افعل كذا والله يغفر لك .وفى قوله :فنزعت منها ما شاء الله، ثم أخذها ابن أبى قحافة إشارة إلى نيابة أبى بكر وخلافته بعده، وراحته -صلى الله عليه وسلم -بوفاته من نصب الدنيا ومشاقها .وفى قوله :ثم أخذها ابن الخطاب من يد أبى بكر إلى قوله :وضربوا بعطن إشارة إلى أن أبا بكر قمع أهل الردة وجمع شمل المسلمين وابتدأ الفتوح ومهد الأمور، وتمت ثمرات ذلك وتكاملت فى زمن عمر -رضى الله عنه(مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب عمر رضى الله عنه)

[1] رقم الحديث ١٦٦٠٤.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين، وجهالة الصحابى لا تضر.وسيكرر سنداً ومتناً.

قال السندى :قوله" :كأن ثلاثة من أصحابى وزنوا"، على بناء المفعول، ولعل تخصيص الثلاثة لأن عليا رضى الله تعالى عنه ما تقرر له الأمر كما تقرر للثلاثة .

قوله" :فوزن أبو بكر، على بناء المفعول .

قوله" :فوزن على بناء الفاعل، أى :رجح فى الوزن.

قوله" :فنقص"، بفتحات، أى :فى الوزن، لكن لا نقصاناً يخل فى الصلاح، وإليه أشار بقوله" :وهو صالح.

سے وزن میں) ہلکے ثابت ہوئے، اور وہ (یعنی حضرت عثمان) بھی نیک صالح ہیں (مسنداحمد)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوئی، اور ساتھ ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، اس فرق کے ساتھ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ پہلے دونوں خلفائے راشدین کے بعد ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صالح قرار دیا، اور وزن کرنے میں ان کو بھی شریک کیا گیا۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام ودرجے کا معاملہ ہے تو اس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ اُن کے مقام ومرتبہ کا عظیم الشان ہونا دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور اس وقت ہمارا موضوع، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب ہیں۔

نبی ﷺ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِضْطَجَعَ ذَاتَ لَيْلَةٍ لِلنَّوْمِ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَرَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، دُوْنَ مَا رَأَيْتُ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَاسْتَيْقَظَ وَفِيْ يَدِهٖ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقَبِّلُهَا، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ هٰذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ، لِلْحُسَيْنِ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ: أَرِنِيْ تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا فَهٰذِهٖ تُرْبَتُهَا

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۲۰۲) [1]

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: مر هذا على شرط البخاري ومسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سونے کے لئے لیٹے، پھر آپ گھبرا کر بیدار ہوئے، پھر لیٹے اور آپ کی آنکھ لگ گئی، پھر گھبرا کر بیدار ہوئے، اس سے مختلف حالت میں (بیدار ہوئے) جو میں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھی، پھر آپ لیٹ گئے، پھر بیدار ہوئے، اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی، جس کو آپ چُوم رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ مٹی کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے خبر دی کہ یہ حسین عراق کی زمین میں قتل کئے جائیں گے، میں نے جبریل سے کہا کہ مجھے اس جگہ کی مٹی دکھلایئے، جس جگہ ان کو قتل کیا جائے گا، تو یہ اسی جگہ کی مٹی ہے (حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کا خواب دیکھنا مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فِی الْمَنَامِ بِنِصْفِ النَّھَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَعَہُ قَارُورَۃٌ فِیھَا دَمٌ یَلْتَقِطُہُ أَوْ یَتَتَبَّعُ فِیھَا شَیْئًا قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا ؟ قَالَ: دَمُ الْحُسَیْنِ وَأَصْحَابِہٖ لَمْ أَزَلْ أَتَتَبَّعُہُ مُنْذُ الْیَوْمَ، قَالَ عَمَّارٌ: فَحَفِظْنَا ذٰلِکَ الْیَوْمَ فَوَجَدْنَاہُ قُتِلَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ

(مسند أحمد،رقم الحدیث ۲۱۶۵) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ٹھیک دوپہر کے وقت گرد وغبار سے آلودہ حالت میں دیکھا، آپ کے پاس ایک شیشی تھی، جس میں خون تھا، جس کو آپ لے رہے تھے، یا اس میں کسی چیز کو تلاش کر رہے تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین اور آپ کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج پورے دن اس کو تلاش کرتا رہا ہوں،

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده قوی علی شرط مسلم.

حضرت عمار (راوی) کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن کو یاد رکھا، پھر ہم نے حضرت حسین کو (کربلا کے سانحہ کے موقع پر) اسی دن شہید ہوتے ہوئے پایا (مسند احمد)

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی فرشتے کی طرف سے پیشگی خبر دینے کی احادیث بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الْحُسَيْنُ جَالِسًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ: وَكَيْفَ لَا أُحِبُّهُ وَهُوَ ثَمَرَةُ فُؤَادِيْ؟ فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، أَلَا أُرِيْكَ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِهٖ؟ فَقَبَضَ قَبْضَةً، فَإِذَا تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٢٦٤٠) [1]

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے، تو جبریل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان سے کیسے محبت نہیں کروں گا، جبکہ وہ میرے دل کا ثمرہ (اور پھل) ہیں، تو جبریل نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کردے گی، کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھلا دوں؟ پس جبریل نے ایک مٹی بھری، تو وہ سرخ مٹی تھی (بزار)

اور حضرت عائشہ یا حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِإِحْدَاهُمَا: لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِيْ: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا، قَالَ:

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقات، وفي بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١٢٩، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَآءَ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٦٥٢٤) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (یعنی حضرت عائشہ یا حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک سے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا، جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کا یہ بیٹا حسین قتل کیا جائے گا، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا سکتا ہوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فرشتہ نے سرخ مٹی نکالی (اور مجھے دکھائی) (مسند احمد)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ رَبَّهُ أَنْ يَّزُوْرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنَ لَهُ، فَكَانَ فِيْ يَوْمِ أُمِّ سَلَمَةَ.

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِحْفَظِيْ عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ، فَبَيْنَا هِيَ عَلَى الْبَابِ إِذْ جَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَظَفِرَ، فَاقْتَحَمَ، فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ، فَجَعَلَ يَتَوَثَّبُ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ يَتَلَثَّمُهُ وَيُقَبِّلُهُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، إِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِيْ يُقْتَلُ فِيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِّنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ يُقْتَلُ فِيْهِ، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ هُ بِسَهْلَةٍ أَوْ تُرَابٍ أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَتْهُ فِيْ ثَوْبِهَا.

---

[1] قال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١١٣، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

وفي حاشية مسند احمد: حديث حسن بطرقه وشاهده.

وقال الالباني: قلت: وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين (السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ٨٢٢)

قَالَ ثَابِتٌ: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهَا كَرْبَلَاءُ (ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: بارش کے فرشتے نے اپنے رب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی، تو رب تعالیٰ نے ان کو اس کی اجازت دے دی، پس حضرت اُمّ سلمہ کی باری کے دن وہ تشریف لے آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِ سلمہ سے فرمایا کہ آپ دروازے پر ہماری نگرانی کریں، کوئی ہمارے پاس نہ آئے، تو جب وہ دروازے پر تھیں، اتنے میں حضرت حسین بن علی تشریف لائے، اور وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے، انہوں نے دروازہ کھولا اور اندر تشریف لے گئے، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کودنے لگے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پیار کرنے لگے، تو آپ سے فرشتے نے کہا کہ کیا آپ ان (یعنی حضرت حسین) سے محبت کرتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، اس فرشتے نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کردے گی، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھلادوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، تو اس فرشتے نے اس جگہ سے جس میں حضرت حسین کو قتل کیا جانا تھا ایک مٹھی بھر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی، تو وہ سرخ اور نرم مٹی تھی، جس کو حضرت اُمّ سلمہ نے لے لیا، اور اپنے کپڑے میں رکھ لیا، حضرت ثابت راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ کربلاء کی جگہ تھی (ابن حبان)

حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض روایات کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یہ کرب اور بلاء کی

---

[1] رقم الحديث ٦٧٤٢، ذكر الاخبار عن قتل هذه الامة ابن ابنة المصطفى صلى الله عليه وسلم، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٢٨١٣، مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ٣٤٠٢، مسند البزار، رقم الحديث ٦٩٠٠)

فى حاشية ابن حبان: حديث حسن.

وقال الهيثمى: رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، والطبرانى بأسانيد، وفيها عمارة بن زاذان وثقه جماعة، وفيه ضعف، وبقية رجال أبى يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١١١، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

زمین ہے۔ ۱؎

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں گھراؤ کیا گیا، تو انہوں نے معلوم کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب میں کہا کہ کربلا! تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، کرب اور بلاء (یعنی بے چینی اور آزمائش) کی زمین ہے۔ ۲؎

۱؎ عن أم سلمة رضى الله عنها قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا نام لم يترك أحدا يدخل عليه ؛ إلا حسنا وحسينا رضى الله عنهما قالت :فنام يوما فى بيتى ، وجلست على الباب أمنع من يدخل ، فجاء حسين يسعى فخليت عنه ، فذهب حتى سقط على بطنه ، ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكى فالتزمه ، فقلت :يا رسول الله ، ما لك تبكى وقد نمت وأنت مسرور ؟ فقال : إن جبريل عليه السلام أتانى بهذه التربة قالت :وبسط رسول الله صلى الله عليه وسلم كفه ، فإذا فيها تربة حمراء فأخبرنى أن ابنى هذا يقتل فى هذه التربة قالت :فقلت :وما هذه الأرض ؟ قال هذه كربلاء فقلت: أرض كرب وبلاء (الشريعة للآجرى، رقم الحديث ١٦٦٢)

۲؎ عن أم سلمة، قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ذات يوم فى بيتى، فقال :لا يدخل على أحد .فانتظرت فدخل الحسين رضى الله عنه، فسمعت نشيج رسول الله صلى الله عليه وسلم يبكى، فاطلعت فإذا حسين فى حجره، والنبى صلى الله عليه وسلم يمسح جبينه وهو يبكى، فقلت :والله ما علمت حين دخل، فقال : "إن جبريل عليه السلام كان معنا فى البيت، فقال :تحبه؟ قلت :أما من الدنيا فنعم . قال :إن أمتك ستقتل هذا بأرض يقال لها كربلاء ."فتناول جبريل عليه السلام من تربتها، فأراها النبى صلى الله عليه وسلم، فلما أحيط بحسين حين قتل، قال :ما اسم هذه الأرض؟ قالوا :كربلاء .قال :صدق الله ورسوله، أرض كرب وبلاء (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٢٨١٩،ورقم الحديث ٦٣٧)

قال الهيثمى:رواه الطبرانى بأسانيد، ورجال أحدها ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١١٧،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

عن المطلب بن عبد الله بن حنطب، قال :لما أحيط بالحسين بن على، قال :ما اسم هذه الأرض؟ قيل :كربلاء .فقال :صدق النبى صلى الله عليه وسلم :إنها أرض كرب وبلاء (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٢٨١٢،واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابى نعيم، رقم الحديث ١٨٠٥،الشريعة للآجرى، رقم الحديث ١٦٦٦،الآحاد والمثانى لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ٤٢٤)

اس قسم کی حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

اورحضرت اُمِ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [2]

---

[1] عن أبي أمامة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لنسائه :لا تبكوا هذا الصبي -يعني حسينا -قال :وكان يوم أم سلمة، فنزل جبريل عليه السلام، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم الداخل، وقال لأم سلمة :لا تدعي أحدا يدخل علي فجاء الحسين رضي الله عنه، فلما نظر إلى النبي صلى الله عليه وسلم في البيت أراد أن يدخل، فأخذته أم سلمة، فاحتضنته وجعلت تناغيه وتسكنه، فلما اشتد في البكاء خلت عنه، فدخل حتى جلس في حجر النبي صلى الله عليه وسلم، فقال جبريل صلى الله عليه وسلم :إن أمتك ستقتل ابنك هذا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :يقتلونه وهم مؤمنون بي؟ قال :نعم، يقتلونه، فتناول جبريل تربة، فقال بمكان كذا وكذا، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قد احتضن حسينا كاسف البال، مهموما، فظنت أم سلمة أنه غضب من دخول الصبي عليه فقالت :يا نبي الله، جعلت لك الفداء، إنك قلت لنا لا تبكوا هذا الصبي، وأمرتني أن لا أدع يدخل عليك، فجاء فخليت عنه، فلم يرد عليها، فخرج إلى أصحابه وهم جلوس، فقال لهم :إن أمتي يقتلون هذا .وفي القوم أبو بكر وعمر رضي الله عنهما، وكانا أجرأ القوم عليه، فقالا :يا نبي الله يقتلونه وهم مؤمنون؟ قال :نعم، وهذه تربته وأراهم إياها (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٨٠٩٦)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله موثقون، وفي بعضهم ضعف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١١٢، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

[2] عن أبي عمار شداد بن عبد الله، عن أم الفضل بنت الحارث، أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت :يا رسول الله، إني رأيت حلما منكرا الليلة، قال :ما هو؟ قالت :إنه شديد، قال :ما هو؟ قالت :رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت ووضعت في حجري، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :رأيت خيرا، تلد فاطمة إن شاء الله غلاما، فيكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فدخلت يوما إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره، ثم حانت مني التفاتة، فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان من الدموع، قالت :فقلت :يا نبي الله، بأبي أنت وأمي ما لك؟ قال :أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام، فأخبرني أن أمتي ستقتل ابني هذا فقلت :هذا؟ فقال :نعم، وأتاني بتربة من تربته حمراء (مستدرك حاكم، رقم الحديث ٤٨١٨،واللفظ لهٗ، دلائل النبوة للبيهقي، ج٦ص ٤٦٩)

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص:بل منقطع ضعيف.

نیز حضرت زینب بنتِ جحش اور یعلیٰ عامری کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [1]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيْضَانِ؟ قَالَ: بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيْلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ

---

[1] عن زينب بنت جحش، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان نائما عندها وحسين يحبو في البيت، فغفلت عنه فحبا حتى بلغ النبي صلى الله عليه وسلم، فصعد على بطنه، ثم وضع ذكره في سرته، قالت :واستيقظ النبي صلى الله عليه وسلم فقمت إليه فحططته عن بطنه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :دعي ابني فلما قضى بوله أخذ كوزا من ماء فصبه عليه، ثم قال :إنه يصب من الغلام ويغسل من الجارية قالت :توضأ ثم قام يصلي، واحتضنه، فكان إذا ركع وسجد وضعه، وإذا قام حمله، فلما جلس جعل يدعو ويرفع يديه ويقول :فلما قضى الصلاة قلت :يا رسول الله لقد رأيتك تصنع اليوم شيئا ما رأيتك تصنعه، قال :إن جبريل أتاني وأخبرني أن ابني يقتل قلت :فأرني إذا فأتاني تربة حمراء (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۴۱)

أخبرنا الحسن بن سفيان حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عفان أنبأنا وهب بن خالد عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن أبي راشد عن يعلى العامري أنه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى طعام دعوا إليه فإذا حسين مع الصبيان يلعب فاستقل أمام القوم ثم بسط يده فطفق الصبي يفر هاهنا مرة وهاهنا مرة وجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم إحدى يديه تحت ذقنه والأخرى تحت قفاه ثم قنع رأسه فوضع فاه على فيه فقبله وقال حسين مني وأنا من حسين أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الأسباط أخبرنا الحسن بن سفيان حدثنا شيبان بن فروخ حدثنا عمارة بن زاذان حدثنا ثابت عن أنس بن مالك قال استأذن ملك القطر ربه أن يزور النبي صلى الله عليه وسلم فأذن له فكان في يوم أم سلمة فقال النبي صلى الله عليه وسلم احفظي علينا الباب لا يدخل علينا أحد فبينا هي على الباب إذ دخل الحسين بن علي فطفر فاقتحم ففتح الباب فدخل فجعل يتوثب على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم وجعل النبي صلى الله عليه وسلم يتلثمه ويقبله فقال له الملك تحبه قال نعم قال أما إن أمتك ستقتله إن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال نعم فقبض قبضة من المكان الذي يقتل فيه فأراه إياه فجاء سهلة أو تراب أحمر فأخذته أم سلمة فجعلته في ثوبها قال ثابت كنا نقول إنها كربلاء (موارد الظمأن، ج ۱ ص ۵۵۴)

الْفُرَاتِ،قَالَ:فَقَالَ:هَلْ لَّكَ أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ،قَالَ:قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ:فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا (مسند ابی یعلی، رقم الحدیث ۳۶۳) [1]

ترجمہ: ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی کیا آپ کو کسی نے غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے بتلایا کہ حضرت حسین کو فرات (نہر) کے کنارے قتل کیا جائے گا، جبریل نے کہا کہ کیا آپ کو اس جگہ کی مٹی کی خوشبو سنگھاؤں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! پھر جبریل نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور ایک مٹھی بھر مٹی لی، اور مجھے دی، تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑے (ابویعلی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَيُقْتَلَنَّ الْحُسَيْنُ ظُلْمًا، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ فِيهَا، قَرِيبًا مِّنَ النَّهْرَيْنِ(مسند ابی شیبه ، رقم الحدیث ۳۱۳۳۳) [2]

ترجمہ: حسین کو ظلماً قتل کیا جائے گا، اور میں اس زمین کی مٹی کو پہچانتا ہوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، دونہروں کے قریب (مسند ابی شیبہ)

---

[1] قال حسين سليم أسد:إسناده حسن(حاشية مسند ابی یعلیٰ)

وقال الهيثمي: رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، والطبراني، ورجاله ثقات، ولم ينفرد نجى بهذا(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۲،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

وقال الالبانی:قلت: يعنى أن له شواهد تقويه وهو كذلك(سلسلة الاحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث ۱۱۷۱)

[2] قال الهيثمي:رواه الطبراني، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۲۴،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

فائدہ: مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کوخواب میں دیکھ لیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوحضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیشگی شہادت کی اطلاع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دے دی گئی تھی، جس پر آپ نے نہ تو خود نوحہ وماتم کیا، اور نہ دوسروں کو اس کا حکم فرمایا، البتہ غیراختیاری طور پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوجانے کو نہ تو نوحہ کہا جاتا ہے اور نہ ماتم۔

اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی خواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دیکھ لیا تھا، مگر کسی نے مرؤجہ نوحہ یا ماتم نہیں کیا، اور نہ ہی اس کا حکم فرمایا، اور اسی طرح حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بھی مروجہ ماتم یا نوحہ کرنے کا ثبوت نہیں۔

نبی ﷺ کا ابوجہل کو اپنی بیعت کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ أَبَا جَهْلٍ أَتَانِيْ فَبَايَعَنِيْ، فَلَمَّا أَسْلَمَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رُؤْيَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا كَانَ إِسْلَامُ خَالِدٍ، فَقَالَ: لَيَكُوْنَنَّ غَيْرُهٗ حَتّٰى أَسْلَمَ عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ تَصْدِيْقَ رُؤْيَاهُ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۰۶۰) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ابوجہل میرے پاس آیا، پھر اس نے مجھ سے بیعت کی، پھر (اس خواب کو دیکھنے کے بعد) جب حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) اسلام لے آئے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کے

---

[1] قال الحاكم: صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

خواب کوسچا کر دکھایا، یہ (خواب میں ابوجہل کا بیعت کرنا) خالد بن ولید کا اسلام (قبول کرنا) تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور اس کے علاوہ کوئی اور ہوگا، یہاں تک کہ (اس کے بعد) ابوجہل کے بیٹے عکرمہ اسلام لے آئے، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا سچا ہونا تھا (یعنی ابوجہل کا خواب میں بیعت کرتے ہوئے دیکھنا درحقیقت اس کے بیٹے عکرمہ کا بیعت کرنا تھا) (حاکم)

اس طرح کا واقعہ ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

فائدہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے بیٹے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ابوجہل کو بیعت ہوتے ہوئے دیکھنا درحقیقت اس کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا تھا۔

نبی ﷺ کا خواب میں عمدہ کھجوروں کو دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، فَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا، وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ

(مسلم، رقم الحديث ٢٢٧٠ ''١٨'')

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات وہ دیکھا جو

---

[1] عن الزهری، عن أبی بكر بن عبد الرحمن بن الحارث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : رأيت فی المنام كأن أبا جهل أتانی فبايعنی، فلما أسلم خالد بن الوليد، قيل صدق الله رؤياک يا رسول الله، هذا كان لإسلام خالد . قال: ليكونن غيره حتى أسلم عكرمة بن أبی جهل، فكان ذلک تصديق رؤياه (الجهاد لابن المبارک، رقم الحديث ٥٤)

سونے والا دیکھتا ہے(یعنی خواب دیکھا کہ) گویا کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے پاس ابنِ طاب کی (یعنی عمدہ اور عالیشان) تازہ کھجوریں لائی گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ دنیا میں ہماری عظمت ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے(مسلم)

فائدہ:ابنِ طاب عمدہ قسم کی کھجوروں کا نام ہے۔

اس خواب کی تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع کرنے والے مؤمنوں کو دنیا میں رفعت اور بلندی حاصل ہوگی اور آخرت میں اچھا انجام ہوگا،جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔

اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دینوں میں عمدہ ہونا بالکل واضح ہے۔ [1]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں عمدہ کھجوروں کا پیش ہونا دنیا میں عظمت، آخرت میں رفعت اور دین کے عمدہ ہونے کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مؤمنوں کو یہ مقام ودرجہ عطاء فرمائے۔

آمین

---

[1] (وعن أنس -رضی الله عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-رأيت ذات ليلة فيما يرى النائم) : أى فى جملة ما يراه النائم الصالح الرؤيا (كأنا) بتشديد النون يعنى :أنا وأصحابى (فى دار عقبة بن رافع، فأتينا) : أى جئنا (برطب من رطب ابن طاب) ، بالتنوين بناء على أن الطاب بمعنى الطيب على ما فى القاموس، وفى نسخة بفتح الباء على عدم صرفه، ولعله رعاية لأصله، فإنه ماض مبنى على الفتح .قيل :هو رجل من أهل البادية ينسب إليه نوع من التمر .وقال النووى :هو رجل من أهل المدينة، وفى القاموس :وطيبة المدينة النبوية كطابة، وعذق بن طاب نخل بها، أو ابن طاب ضرب من الرطب .(فأولت أن الرفعة) : أى التى هى أصل رافع (لنا فى الدنيا) ، لقوله تعالى :(يرفع الله الذين آمنوا منكم) (والعاقبة) : أى المأخوذة من عقبة (فى الآخرة) :أى لنا ;لقوله تعالى :(والعاقبة للتقوى) أى :العاقبة الحسنة لاشتهارها فيها .(وأن ديننا) : أى مذوقنا المعنوى الذى يقال له حلاوة الإيمان المشبه بالرطب (قد طاب) أى :كمل إحكامه وحسن زمانه وأيامه .قال المظهر :تأويله هكذا قانون فى قياس التعبير على ما يرى فى المنام بالأسماء الحسنة، كما أخذ العاقبة من لفظ عقبة، والرفعة من رافع، وطيب الدين من طاب اهـ(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۹۲۲، كتاب الرؤيا)

کالی، بکھرے بال والی عورت کو مدینہ سے نکلتے ہوئے دیکھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ، فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ (بخاری) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) ایک کالی بکھرے ہوئے بال والی عورت کو دیکھا، جو مدینہ (منورہ) سے نکل کر مهيَعَه (یعنی جحفہ) مقام پر ٹھہر گئی، پس میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ مدینہ کی وباء مهيَعَه یعنی جحفہ کی طرف منتقل ہوگئی ہے (بخاری)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر احادیث میں مدینہ کی وباء کے مقامِ جحفہ کی طرف منتقل ہونے کی دعاء بھی مروی ہے۔ ؎۲

اور بعض روایات میں مدینہ سے مقامِ خُمّ کی طرف وباء کے منتقل ہونے کی دعاء کا ذکر ہے۔ ؎۳

؎۱ رقم الحديث ۷۰۴۰، كتاب التعبير، باب المرأة الثائرة الرأس.

؎۲ عن عائشة رضى الله عنها، قالت: قال النبى صلى الله عليه وسلم: اللهم حبب إلينا المدينة كما حببت إلينا مكة أو أشد، وانقل حماها إلى الجحفة، اللهم بارك لنا فى مدنا وصاعنا (بخارى، رقم الحديث ۶۳۷۲، كتاب الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء والوجع)

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم حبب إلينا المدينة كما حببت إلينا مكة أو أشد اللهم بارك لنا فى صاعها ومدها وانقل وباء ها إلى مهيعة (السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۴۲۵۷، مكيال اهل المدينة)

؎۳ عن أبى قتادة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ، ثم صلى بأرض سعد بأصل الحرة عند بيوت السقيا، ثم قال " :اللهم إن إبراهيم خليلك وعبدك ونبيك دعاك لأهل مكة، وأنا محمد عبدك ونبيك ورسولك أدعوك لأهل المدينة مثل ما دعاك به إبراهيم لأهل مكة، ندعوك أن تبارك لهم فى صاعهم ومدهم وثمارهم .اللهم حبب إلينا المدينة كما حببت إلينا مكة، واجعل ما بها من وباء بخم .اللهم إنى قد حرمت ما بين لابتيها كما حرمت على لسان إبراهيم الحرم (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۶۳۰)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

جُحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان شام کی طرف ذوالحلیفہ کے بالمقابل میں ایک مقام ہے، جس کو ''مہیعہ'' اور ''رابغ'' بھی کہا جاتا ہے، جو بیتُ اللہ سے شمال مغرب کی طرف ملکِ شام وغیرہ سے حرم میں آتے ہوئے واقع ہے، اور اس کا بیتُ اللہ سے فاصلہ آج کل کے اعتبار سے تقریباً ایک سو اسّی کلومیٹر کے لگ بھگ بتلایا جاتا ہے۔

اور خُمّ بھی جحفہ کے قریب ایک مقام ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب اور یہ دعاء بھی سچی اور مقبول ہوئی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خطرناک وباؤں سے مدینہ منورہ کی حفاظت فرمائی، اور وہاں کی وباؤں کو جحفہ اور خُمّ مقام کی طرف منتقل فرما دیا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں کسی جگہ سے کالی اور بکھرے بال والی عورت کو نکلتے ہوئے دیکھنا، وہاں سے وباء کے نکل کر جانے اور منتقل ہونے کی علامت ہے۔ [2]

---

[1] قوله من الجحفة بضم الجيم وسكون الحاء المهملة وهو موضع بين مكة والمدينة من الجانب الشامي يحاذي ذا الحليفة وكان اسمها مهيعة بفتح الميم وسكون الهاء وفتح الياء آخر الحروف فأجحف السيل بأهلها أى أذهب فسميت جحفة وهى على ست أو سبع مراحل من مكة قال النووى على ثلاث مراحل منها وهى قريبة من البحر وكانت قرية كبيرة وقال أبو عبيد هى قرية جامعة بها منبر بينها وبين البحر ستة أميال وغدير خم على ثلاثة أميال منها وهى ميقات المتوجهين من الشام ومصر والمغرب وهى على ثلاثة مراحل من مكة أو أكثر وعلى ثمانية مراحل من المدينة (عمدة القارى، ج۲، ص۲۱۸، كتاب العلم، باب ذكر العلم والفتيا فى المسجد)

[2] (رأيت) زاد الطبرانى فى المنام (كأن امرأة سوداء ثائرة) شعر (الرأس) منتفشة من ثأر الشىء إذا انتشر وفى رواية أحمد ثائرة الشعر والمراد شعر الرأس (خرجت) فى رواية أخرجت بالبناء للمجهول ولعل فاعل الإخراج النبى لتسببه فيه بدعائه (من المدينة) النبوية (حتى نزلت مهيعة) أى أرض مهيعة كعظيمة وهى الجحفة (فتأولتها) أى أولتها يعنى فسرتها من أول الشىء تأويلا إذا فسره بما يؤول إليه قال القاضى :والتأويل اصطلاحا تفسير اللفظ بما يحتمله احتمالا غير بين (أن وباء المدينة) أى مرضها والوباء مرض عام يمد ويقصر (نقل إليها) وجه التأويل أنه شق من اسم السوداء السوء والداء فتأول خروجها بما جمع اسمها والصور فى عالم الملكوت تابعة للصفة فلا جرم لا يرى المعنى القبيح إلا بصورة قبيحة كما يرى الشيطان فى صورة كلب وخنزير ونحو ذلك .قال بعضهم :إنه يتقى شرب الماء من عين جحفة التى يقال لها عين خم فقل من شرب منها إلا حم وكان المولود يولد بالجحفة فلا يبلغ الحلم حتى تصرعه الحمى .قال السمهودى :والموجود من الحمى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خواب میں تلوار کا ٹوٹنا پھر درست ہونا، گائے اور خیر کو دیکھنا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهْلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهٖ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالمدينة ليس حمى الوباء بل رحمة ربنا ودعوة نبينا التكفير (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۳۸۸)

(وعن عبد الله بن عمر فى رؤيا النبى -صلى الله عليه وسلم -فى المدينة رأيت امرأة سوداء) قال الطيبى -رحمه الله :أى قال فى حديث رؤيا النبى -صلى الله عليه وسلم -فى شأن المدينة رأيت، فيكون رأيت حكاية ابن عمر عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -(ثائرة الرأس) أى منتشرة شعر الرأس (خرجت من المدينة حتى نزلت مهيعة) بسكون الهاء وفتح البقية الأرض المبسوطة الواسعة (فتأولتها) أى أولتها والتأويل تفسير الشىء بما يئول إليه (أن وباء بالمدينة) وهو بالمد ويقصر؛ مرض عام، أو موت ذريع وقد يطلق على الأرض الوخمة التى تكثر فيها الأمراض لا سيما للغرباء ، أى حماها وأمراضها (نقل إلى مهيعة) يقال :أرض مهيعة، أى مبسوطة وبها كانت تعرف فلما ذهب السيل بأهلها سميت جحفة فقوله (وهى الجحفة) تفسير من بعض الرواة (رواه البخارى) قال الأصمعى :لم يلد بغدير خم أحد فعاش إلى أن يحتلم إلا أن يتحول منها، وغدير خم موضع بالجحفة، واستشكل كيف قدموا المدينة مع كونها وبية، وفى الحديث الصحيح نهى عن القدوم إلى الوباء ، فأجاب النووى بما قال القاضى عياض وهو :أن هذا القدوم كان قبل النهى، أو أن المنهى عنه إنما هو فى القدوم على الوباء الذريع والطاعون، وما كان بالمدينة ليس كذلک، وإنما كان مجرد حمى تشتد وتطول مدتها بالنسبة إلى الغرباء ، ولا يغلب الموت بسببها(مرقاة المفاتيح، كتاب المناسک، باب حرم المدينة)

بَعْدُ، وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰہُ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۷۲"۲۰")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (ہجرت سے پہلے مکہ میں) خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، جہاں کھجوریں ہیں، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے، مگر وہ شہر یثرب (یعنی مدینہ منورہ) تھا، اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر وہ ہوئی جو مومنین کو غزوۂ احد کے دن تکلیف پہنچی (کہ عارضی طور پر ہزیمت ہوئی) پھر میں نے تلوار کو دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی حالت میں لوٹ آئی، اس کی تعبیر، اللہ کی طرف سے فتح (مکہ) کی صورت میں اور مسلمانوں کے اجتماع سے ہوئی (کہ مکہ فتح ہونے کے بعد سب مسلمان جمع ہوگئے) اور اسی خواب میں میں نے گائے کو بھی (ذبح ہوتے ہوئے) دیکھا اور اللہ (کے حکم میں) خیر ہے، اس گائے کی تعبیر مسلمانوں کا غزوۂ اُحد میں شہید ہونا تھی، اور خیر سے مراد وہ بھلائی اور سچائی کا ثواب ہے، جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا، غزوۂ بدر کے بعد (مسلم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں ٹوٹی ہوئی تلوار یا اسلحہ کا جڑنا فتح وکامیابی کی علامت ہے۔

نبی ﷺ کا خواب میں جنت کے اندر قرأت کی آواز سننا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نِمْتُ، فَرَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِیءٍ یَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ ھٰذَا؟ قَالُوْا: ھٰذَا حَارِثَةُ بْنُ

النُّعْمَانِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَاكَ الْبِرُّ، كَذَاكَ الْبِرُّ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٥١٨٢) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا، پھر میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، پھر میں نے ایک قاری کی آواز کو سنا، جو قرائت کر رہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، نیک سلوک (وصلہ رحمی) اسی طرح (سے ہوتی) ہے، اور حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے ساتھ دوسرے لوگوں سے زیادہ نیک سلوک (وصلہ رحمی) کرنے والے تھے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں کسی کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اس کے صلہ رحمی کرنے پر اجر وثواب حاصل ہونے کی علامت ہے۔

سمندری بیڑے پر لوگوں کو جہاد کا سفر کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ، غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ،

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ،يَشُكُّ أَيَّهُمَا، قَالَ:قَالَتْ:فَقُلْتُ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ:فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ:نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،كَمَا قَالَ فِي الْأُولٰى، قَالَتْ:فَقُلْتُ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ:أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ، فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ (مسلم، رقم الحديث ۱۹۱۲"۱۶۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی خالہ) حضرت امِّ حرام بنتِ ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کرتی تھیں اور حضرت اُمِّ حرام، حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، تو انہوں نے کھانا پیش کیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں مالش (وغیرہ) کرنے لگیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مجھ پر کچھ لوگ اس حال میں پیش کئے گئے کہ وہ سمندر کے اوپر بادشاہوں کے تختوں پر یا ان تختوں کی طرح (یعنی بحری بیڑے پر شاہانہ انداز میں) سوار ہو کر اللہ کے راستہ میں (روم کے خلاف) جہاد کررہے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ، اللہ سے دعاء کردیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء کردی، پھر رسول اللہ نے اپنا سر مبارک

رکھا اور سو گئے، پھر (کچھ دیر بعد) ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، حضرت اُمِّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کو کس بات نے ہنسایا؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے اللہ کے راستہ میں (قیصر کے خلاف خشکی کے راستہ پر) جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے، جیسا کہ پہلی دفعہ فرمایا تھا، حضرت اُمِّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو ان کے پہلے گروہ سے ہوگی، پس (اس کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہوگیا، اور کچھ عرصہ گزر گیا تو) امِّ حرام بنتِ ملحان، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (کی ولایت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت) کے زمانہ میں (اپنے شوہر سمیت بحری بیڑے پر) سمندر میں سوار ہوگئیں، جب وہ سمندر سے نکلیں (اور جہاد سے واپس تشریف لائیں) تو اپنے جانور سے گر کر انتقال کر گئیں (مسلم)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سمندر پر چلنے والی اتنی بڑی سواریوں کا وجود نہیں تھا، جس کو بحری بیڑا کہا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بحری بیڑا تیار کیا گیا، اور اس پر سمندری راستوں پر سفر کر کے جہاد کیا گیا، اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب اور اس کی تعبیر سچی ثابت ہوئی۔ [1]

---

[1] (وعن أنس رضى الله عنه قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يدخل على أم حرام بنت ملحان) ، بكسر الميم وهو ابن خالد، وهى خالة أنس نسبا، وهى وأمه أم سليم من خالات النبى -صلى الله عليه وسلم -رضاعا أو نسبا .قال النووى :اتفق العلماء على أنها كانت محرما له -صلى الله عليه وسلم -واختلفوا فى كيفية ذلک، فقال ابن عبد البر، وغيره : كانت إحدى خالاته من الرضاعة .وقال آخرون :بل كانت خالة لأبيه أو لجده عبد المطلب، وكانت أمه من بنى النجار، وقد سبق ذكر وجه الدخول عليها فى حديث أختها أم سليم مع زيادة تحقيق فتذكر .(وكانت تحت عبادة بن الصامت) ، أى :زوجته .قال المؤلف :أسلمت وبايعت وماتت غازية مع زوجها بأرض الروم، وقبرها بقبرص، روى عنها ابن أختها أنس بن مالک، وزوجها عبادة .قال ابن عبد البر :لا أقف لها على اسم صحيح غير كنيتها،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی ﷺ کا جنت میں حضرت عمر کے محل کی زیارت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ

وكان موتها في خلافة عثمان، (فدخل) أى :النبى -صلى الله عليه وسلم -(عليها يوما فأطعمته ثم جلست تفلي) . بكسر اللام مخففة أى :تفتش (رأسه) أى :شعر رأسه (فنام رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ثم استيقظ) أى :انتبه بعد نوم كثير (وهو يضحك قالت :فقلت :ما يضحكك) : بضم الياء وكسر الحاء أى :أى شيء يبعثك على الضحك (يا رسول الله) ؟ فإن مثلك لا يضحك بلا سبب من أمر عجب .(قال (ناس) أى :جمع (من أمتي عرضوا على غزاة) أى :حال كونهم مجاهدين (في سبيل الله) أى :مع الكفار (يركبون ثبج هذا البحر) : بفتح مثلثة وموحدة فجيم أى وسطه ومعظمه (ملوكا على الأسرة، أو مثل الملوك على الأسرة) : الظاهر أن أو شك من الراوى، وهو إما حال أو صفة مصدر محذوف، أى :يركبون ملوكا على الأسرة، أو ركوبا مثل ركوب الملوك على الأسرة .قال الطيبى :شبه ثبج البحر بظهر الأرض، والسفينة بالسرير، وجعل الجلوس عليها مشابها لجلوس الملوك على أسرتهم إيذانا بأنهم بذالون لأنفسهم، ويرتكبون هذا الأمر العظيم، من وفور نشاطهم وتمكنهم من مناهم كالملوك على أسرتهم، وفي شرح مسلم قيل: هو صفة لهم في الآخرة إذا دخلوا الجنة، والأصح أنه صفة لهم في الدنيا أى :يركبون مراكب الملوك لسعة حالهم، واستقامة أمرهم وكثرة عددهم .اهـ .وفيه إشعار بأن الحال مقدرة على المعنيين بخلاف ما قرره الطيبى فإنها حينئذ محققة .(فقلت :يا رسول الله ادع الله أن يجعلني منهم، فدعا لها) : فيه التفات أو تجريد أو نقل بالمعنى، أو من كلام أنس (ثم وضع رأسه فنام، ثم استيقظ وهو يضحك، فقلت :يا رسول الله ما يضحكك) ؟ أى :الآن (قال :(ناس من أمتي عرضوا على غزاة في سبيل الله) . كما قال) أى :النبى -صلى الله عليه وسلم -(في الأولى) . أى :في المقالة الأولى، وهو من كلام الراوى اختصارا (فقلت) أى :ثانيا (يا رسول الله !ادع الله أن يجعلني منهم .قال :(أنت من الأولين) . فيه إيماء إلى أن مرتبة الأولين فوق مرتبة الآخرين (فركبت أم حرام البحر في زمن معاوية) ، أى :في أيام ولاية معاوية، فلا ينافي ما تقدم من أن موتها في خلافة عثمان (فصرعت عن دابتها) : بصيغة المجهول أى :فسقطت عن ظهر مركبها (حين خرجت من البحر فهلكت) أى : ماتت، ونظيره قوله تعالى :(حتى إذا هلك) أى : مات يوسف (مرقاة، ج ۹ ص ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، باب علامات النبوة)

قال :أنت من الأولين) زاد أبو عوانة من طريق الدراوردى عن أبى طوالة ولست من الآخرين وفي رواية عمير بن الأسود في باب ما قيل في قتال الروم أنه قال :في الأولى يغزون هذا البحر وفي الثانية يغزون قيصر فيدل على أن الثانية إنما غزت في البر .(فركبت البحر) أم حرام (زمان) ولأبى ذر في زمان إمرة (معاوية) بن أبى سفيان على الشام في خلافة عثمان (فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلكت) أى ماتت وفي رواية الليث في الجهاد، فلما انصرفوا من غزوهم قافلين إلى الشام قربت لها دابة لتركبها فصرعت عنها فماتت (ارشاد السارى للقسطلانى، ج ۹ ص ۱۶۴، كتاب الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندهم)

رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوْا : لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے ہوئے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، اور وہاں محل کے ایک طرف ایک عورت وضو کررہی تھی، تو میں نے کہا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو اُن فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کا ہے، پھر مجھے عمر بن خطاب کی غیرت کا خیال آ گیا، تو میں واپس لوٹ آیا (یہ سُن کر) حضرت عمر رونے لگے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں (بخاری)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجّال کو دیکھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرٰى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعَرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

---

[1] رقم الحديث ۳۲۴۲، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة.

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۱۸۴)

ترجمہ: ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال (یعنی حضرت عیسیٰ کے زمانہ کے دجال) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بے شک اللہ کانا نہیں ہے، خبردار ہوجاؤ! مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا پُھولا ہوا دانہ ہوگی، اور آج رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں خانہ کعبہ کے پاس دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گندمی رنگ کا آدمی ہے، اس آدمی کے مشابہ جو مَردوں میں سب سے زیادہ خوبصورت گندمی رنگ والا ہوسکتا ہے، ان کے بال دونوں کندھے کے درمیان تک لٹکے ہوئے ہیں، ہلکے گھونگھریالے بال ہیں اور ان کے سَر سے پانی ٹپک رہا ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں، اور وہ بیتُ اللہ کا طواف کررہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابنِ مریم (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام) ہیں، پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جو اُن کے پیچھے پیچھے تھا، انتہائی گھونگھریالے بال، دائیں آنکھ سے کانا، میرے مشاہدے کے مطابق اس کے سب سے زیادہ مشابہ ابنِ قطن (نام کا شخص) ہے، اس شخص نے اپنے ہاتھ ایک آدمی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے، اور بیتُ اللہ کے چکر لگا رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح دجال ہے (بخاری)

فائدہ: ابنِ قطن بنومصطلق سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا، جو زمانۂ جاہلیت میں فوت ہوا تھا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اس شخص کے حلیہ کے قریب دیکھا۔ [1]

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :بينا أنا نائم رأيتنى أطوف بالكعبة، فإذا رجل آدم، سبط الشعر، بين رجلين، ينطف رأسه ماء ، فقلت :من هذا؟ قالوا :ابن مريم، فذهبت ألتفت فإذا رجل أحمر جسيم، جعد الرأس، أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبة طافية، قلت :من هذا؟ قالوا :هذا الدجال، أقرب الناس به شبها ابن قطن "وابن قطن رجل من بنى المصطلق من خزاعة (بخارى، رقم الحديث ٧٠٢٦، باب الطواف بالكعبة فى المنام)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا اچھی شکل میں بیتُ اللہ کا طواف کرنا اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد، اور اس میں پیدا شدہ بگاڑ کی اصلاح کو ظاہر کرتا ہے، اور دجال کا کانی آنکھ اور مکروہ وناپسندیدہ صورت میں بیتُ اللہ کے چکر لگانا، اُس کا اللہ تعالیٰ کے دین میں کجی، اور فساد تلاش کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ ۲

دجّال اس امت کا بہت بڑا فتنہ ہوگا، جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا، اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے گا، اس کے پاس اس طرح کی شعبدہ بازیوں اور مکّاریوں کا جال ہوگا کہ اس کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو جائیں گے، اور اس کے ہاتھوں اپنے ایمان کی سودے بازی کر بیٹھیں گے، مگر پختہ ایمان والے لوگ اس کی شعبدہ بازیوں سے متأثر نہیں ہوں گے۔

آج اکثر لوگوں کے ایمان کی حالت بڑی کمزور ہے، اور وہ ذرا ذرا سی حیرت انگیز باتوں پر خلافِ شریعت عقائد اور افعال کا ارتکاب کرنے والے جھوٹے اور مکّار پیروں، فقیروں کے معتقد ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو دجّال کی گمراہی سے بچنا بہت مشکل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عبد الله بن عمر، قال :والله ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لعيسى عليه السلام أحمر قط ولكنه قال " :بينا أنا نائم رأيتنى أطوف بالكعبة فإذا رجل آدم سبط الشعر ، يهادى بين رجلين، ينطف رأسه أو يهراق، فقلت :من هذا؟ قالوا :هذا ابن مريم، قال :فذهبت ألتفت فإذا رجل أحمر جسيم، جعد الرأس، أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبة طافية، قلت :من هذا؟ قالوا :هذا الدجال، أقرب من رأيت به شبها ابن قطن "قال ابن شهاب : رجل من خزاعة، من بالمصطلق، مات فى الجاهلية (مسند احمد، رقم الحديث ۶۳۱۲)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

۲ وقال التوربشتى رحمه الله طواف الدجال عند الكعبة مع أنه كافر مؤول بأن رؤيا النبى من مكاشفاته كوشف بأن عيسى عليه الصلاة والسلام فى صورته الحسنة التى ينزل عليها يطوف حول الدين لإقامة أوده واصلاح فساده وأن الدجال فى صورته الكريهة التى ستظهر يدول حول الدين يبقى العوج والفساد(مرقاة، كتاب الفتن، باب العلامات بين يدى الساعة وذكر الدجال)

(فصل نمبر۹)

دوسروں کے خوابوں پر نبی ﷺ کی تعبیرات وجوابات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا درجہ ہے، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کی، اور اُن کی تعلیم وتربیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اس لئے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں مختلف صحابۂ کرام نے دیکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تعبیر بیان فرمائی، یا تعبیر کی تصدیق یا کوئی اور ہدایت بیان فرمائی۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ دوسروں کے خوابوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تعبیر دیتے تھے، وہ اللہ کے حکم کے مطابق، وحی کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔

چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ : هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَأٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر

---

[1] رقم الحديث ٢٠١٦٥، واللفظ لهٗ؛ بخاری، رقم الحديث ١٣٨٦.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی مشیت کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے تھے

(مسند احمد، بخاری)

اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خوابوں کی تعبیرات وحی کا درجہ رکھتی ہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ نبی کے علاوہ کسی اور کی دی ہوئی خواب کی تعبیر کو یہ مقام حاصل نہیں۔

خواب میں اذان دیتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ فِي الْجَمْعِ لِلصَّلَاةِ طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ ؟ قَالَ: مَا تَصْنَعُ بِهٖ ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَدْعُوْ بِهٖ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: بَلٰى، قَالَ: تَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ قَالَ: تَقُوْلُ: إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ، فَقَالَ: إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقُمْ مَعَ

بِلالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ، فَإِنَّهٗ أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ قَالَ: فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ، قَالَ: فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ أُرِيَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٤٧٨) [1]

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے طریقۂ کار میں ناقوس (مخصوص گھنٹہ) بجانے کا حکم فرمایا، تو رات کو خواب میں میرے پاس ایک آدمی آیا، جس نے ہاتھ میں ایک ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! کیا آپ یہ ناقوس فروخت کرو گے؟ اس نے معلوم کیا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا کہ ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف بلایا کریں گے، اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں، اس نے کہا تم یوں کہا کرو کہ:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

پھر کچھ ہی دیر بعد اس نے کہا کہ جب نماز کھڑی ہونے لگے، تو تم یوں کہا کرو:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے، آپ بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر انہیں وہ کلمات بتاتے جاؤ، جو آپ نے خواب میں دیکھے ہیں، اور وہ اذان دیتے جائیں، کیونکہ ان کی آواز آپ سے زیادہ اونچی ہے، چنانچہ میں حضرت بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا، میں انہیں یہ کلمات بتاتا جاتا اور وہ اذان دیتے جاتے تھے، حضرت عمر بن خطاب نے اپنے گھر میں اذان کی آواز سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے، اور کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں (مسند احمد)

مذکورہ روایت میں اذان کے مقابلہ میں اقامت کے لئے اکہرے کلمات کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں اذان کی طرح اقامت کے بھی دوہرے کلمات کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي مُسْتَيْقِظٌ أَرٰى رَجُلًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ، نَزَلَ عَلَى جِذْمِ حَائِطٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ، فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ أَقَامَ، فَقَالَ: مَثْنٰى مَثْنٰى. قَالَ: نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، عَلِّمْهَا بِلَالًا، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ سَبَقَنِيْ

(مسند احمد) [1]

---

[1] رقم الحديث ٢٢٠٢٧.

في حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشيخين غير أبي بكر بن عياش، فقد روى له البخاري ومسلم في مقدمة صحيحه، وهو صدوق حسن الحديث، وابن أبي ليلى لم يسمع من معاذ، فهو منقطع.

ترجمہ: ایک انصاری آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے، جو مجھے بیداری کے واقعے کی طرح یاد ہے، میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو آسمان سے اترا، اس نے دو سبز چادریں پہن رکھی تھیں، وہ مدینہ کے کسی باغ کے ایک درخت پر اُترا اور اس نے اذان کے کلمات دو دو مرتبہ دہرائے پھر وہ بیٹھ گیا، پھر اس نے اقامت کہی اور اس میں بھی یہی کلمات دو دو مرتبہ دہرائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا، یہ کلمات بلال کو سکھا دو، حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، لیکن وہ (شخص اپنا خواب پہلے آپ کو سُنا کر) مجھ پر سبقت لے گیا (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اذان کی تعلیم، خواب میں دی گئی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کو اللہ کی طرف سے اور سچا قرار دیا، اور اذان کا حکم فرمایا۔

سَر کٹنے کے بعد لڑھکتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِيْ ضُرِبَ فَتَدَحْرَجَ فَاشْتَدَدْتُ عَلٰى أَثَرِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ: لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِيْ مَنَامِكَ.

وَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ، يَخْطُبُ فَقَالَ: لَا يُحَدِّثَنَّ أَحَدُكُمْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهٖ فِيْ مَنَامِهٖ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۸ "۱۵")

ترجمہ: ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اوراس نے کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ گویا کہ میرا سَر الگ کردیا گیا ہے، پھر وہ لڑھکتا ہوا جارہا ہےاور میں اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہوں، تو رسول اللہ نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا کرو، اورحضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو (کسی دوسرے سے) بیان نہ کرے (مسلم)

بعض روایات میں اس طرح کا خواب دیکھنے کے بعد اعوذ باللہ پڑھ لینے کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَأْسِي قُطِعَ، فَهُوَ يَتَجَحْدَلُ ، وَأَنَا أَتْبَعُهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلَا يَقُصَّهَا عَلٰى أَحَدٍ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۱۱۰) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اوراس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ میرا سَر کاٹ دیا گیا ہے، پھر وہ لڑھکتا ہوا جارہا ہے، اور میں اس کے پیچھے جارہا ہوں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (خواب) شیطان کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جس کو وہ مکروہ وناپسند کرے، تو وہ اس خواب کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے، اور اللہ کے ذریعے سے شیطان سے پناہ طلب کرے

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم

(یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے)(مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ [1]

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے ہولناک اور خوفناک یعنی ڈراؤنے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، اور اس طرح کے خوابوں کا دوسرے کے سامنے ذکر کرنا مناسب نہیں ہے، اور اگر کوئی دوسرے کے سامنے بیان کرے، تو سننے والے کو اس کی نامناسب تعبیر دینے کے بجائے، اس طرح کے خواب پر تعوّذ پڑھنے کا حکم دینا چاہئے، اور اس کو شیطانی خواب قرار دینا چاہیے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، یہی طریقہ سنت ہے، اور اسی میں ہر طرح کی عافیت ہے۔

مَا شَاءَ اللّٰہُ، وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ کہنے پر ناپسندیدگی کی نبوی تعبیر

حضرت طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَأٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ الْيَهُوْدُ، قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللّٰهِ، فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ

---

[1] عن أبي هريرة، قال : جاء رجل النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال :إني رأيت في المنام كأن رأسي ضربت ، فرأيته بيدي هذه !قال :فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :يعمد الشيطان إلى أحدكم فيتهول له ، ثم يغدو فيخبر الناس (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۱۱۱۴)

عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي رأيت في المنام كأن رأسي ضرب فرأيته بيدي هذه فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشيطان يستهزء بأحدكم ثم يغدو يتحدث به (مسند البزار، رقم الحديث ۹۳۰۴)

عن أبي هريرة، قال :جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال :رأيت رأسي في المنام ضرب فرأيته يتدهده؟ فضحك وقال :يعمد الشيطان إلى أحدكم فيتهوله، ثم يغدو يخبر به الناس (السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۱۰۶۸۳، عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۹۱۳)

اللّٰهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِّنَ النَّصَارٰى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ النَّصَارٰى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، وَمَاشَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟ قَالَ عَفَّانُ: قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا صَلَّوْا، خَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ طُفَيْلًا رَأٰى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ، أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَا تَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ، وَمَاشَاءَ مُحَمَّدٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۶۹۴) [1]

ترجمہ: حضرت طفیل بن سخبرہ نے خواب میں دیکھا، گویا کہ وہ کچھ یہودی لوگوں کے پاس سے گزرے، تو طفیل بن سخبرہ نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو ان لوگوں نے جواب میں کہا کہ ہم یہودی ہیں، تو طفیل بن سخبرہ نے کہا کہ بے شک تم ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ عزیر، اللہ کے بیٹے ہیں؛ تو یہودیوں نے کہا کہ تم ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہا کرو کہ ماشاءاللہ وماشاء محمد (یعنی جواللہ چاہے، اور جو محمد چاہے) پھر طفیل بن سخبرہ کچھ نصاریٰ (یعنی عیسائی) لوگوں کے پاس سے گزرے، تو طفیل بن سخبرہ نے کہا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ (یعنی عیسائی) ہیں؛ طفیل بن سخبرہ نے کہا کہ تم ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہو کہ مسیح، اللہ کے بیٹے ہیں، انہوں نے جواب میں کہا کہ تم بھی ایک قوم ہو، کاش کہ تم یہ نہ کہا کرو کہ ماشاءاللہ وماشاء محمد (یعنی جواللہ چاہے، اور جو محمد چاہے) پھر طفیل بن سخبرہ نے صبح ہونے پر بعض لوگوں کو اس خواب کی خبر دی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الصحيح غير صحابيه، فلم يرو له غير ابن ماجه.

پاس آ کر، اس کی خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس خواب کی کسی کو خبر دی؟ حضرت عفان نے کہا کہ بے شک، پھر جب لوگ نماز پڑھ چکے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، جس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے، جس کا تم میں سے بعض لوگوں سے ذکر بھی کیا ہے، اور بے شک تم ایک کلمہ ایسا کہتے ہو، کہ تمہاری طرف سے مجھے حیاء اس چیز سے مانع ہے کہ میں تم کو اس سے منع کروں، پھر فرمایا کہ تم ماشاء اللہ و ماشاء محمد (یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمد چاہے) نہ کہا کرو (مسند احمد)

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَقُوْلُوْا: مَـا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، قُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۴۶۵۵) [1]

ترجمہ: تم ماشاء اللہ وشاء محمد نہ کہو، بلکہ صرف یہ کہو کہ ماشاء اللہ (مسند ابو یعلیٰ)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَـهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَجَعَلْتَنِيْ وَاللّٰهَ عَدْلًا بَلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۳۹) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو اللہ چاہیں اور آپ چاہیں، تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے مجھے اور اللہ کو برابر کر دیا، بلکہ آپ یہ کہو کہ ماشاء اللہ وحدہٗ (یعنی جو صرف اللہ چاہے) (مسند احمد)

فائدہ: ماشاء اللہ و ماشاء محمد کو اگرچہ شرکیہ عقیدہ کے ساتھ نہ کہا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کی بے

---

[1] قال الهيثمي: رواه أبو يعلى، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۹۰۱، باب لا يقال ما شاء الله وشاء غيره)

[2] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

ادبی میں داخل ہے، کیونکہ ظاہری لفظوں میں اللہ اور بندے کی مشیت و چاہت میں برابری اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے، اس لیے خواب میں اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے الفاظ کو ناپسند فرمایا۔

شہید سے پہلے جنت میں داخلہ یا بلند مقام کی نبوی تعبیر

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيْعًا، فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اِجْتِهَادًا مِّنَ الْآخَرِ، فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ، ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهٗ سَنَةً، ثُمَّ تُوُفِّيَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِهِمَا، فَخَرَجَ خَارِجٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، فَأَذِنَ لِلَّذِیْ تُوُفِّيَ الْآخِرَ مِنْهُمَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَأَذِنَ لِلَّذِیْ اُسْتُشْهِدَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ، فَقَالَ: اِرْجِعْ، فَإِنَّكَ لَمْ يَأْنِ لَكَ بَعْدُ، فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ، فَعَجِبُوْا لِذٰلِكَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَدَّثُوْهُ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: مِنْ أَيِّ ذٰلِكَ تَعْجَبُوْنَ؟ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اِجْتِهَادًا، ثُمَّ اُسْتُشْهِدَ، وَدَخَلَ هٰذَا الْآخِرُ الْجَنَّةَ قَبْلَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هٰذَا بَعْدَهٗ سَنَةً؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَ، وَصَلّٰى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۲۵)

ترجمہ: دو آدمی دُور دراز علاقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک ساتھ اسلام قبول کیا، ان میں سے ایک شخص دوسرے سے بڑھ کر جدوجہد (اور عبادت) کرتا تھا، یہ زیادہ عبادت کرنے والا شخص جہاد میں شریک ہوا، اور شہید ہوگیا، پھر اس کا دوسرا ساتھی سال بھر تک زندہ رہا، پھر یہ انتقال کر گیا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہوں، اور میں ان دونوں کے قریب ہی ہوں، جنت کے اندر سے ایک شخص نکلا، اور ان میں سے بعد میں فوت ہونے والے کو (جنت میں داخلہ) کی اجازت دی، پھر کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ نکلا، اور شہید ہونے والے کو اجازت دی، پھر لوٹ کر آیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ واپس لوٹ جائیں، ابھی آپ کا وقت نہیں آیا، صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب لوگوں کو سنایا، لوگوں کو اس سے بہت تعجب ہوا (کہ شہید کو جنت میں بعد میں کیوں داخل کیا گیا) رسولُ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی، اور لوگوں نے آپ کو تمام قصہ سنایا، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کس بات کی وجہ سے تعجب ہو رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان دونوں میں پہلا شخص زیادہ محنت وریاضت کرتا تھا، پھر شہید بھی ہوا، اور (اس کے باوجود) دوسرا شخص جنت میں اس سے پہلے داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا دوسرا شخص، پہلے شخص کے بعد ایک سال زندہ نہیں رہا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ بے شک زندہ رہا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے رمضان کا مہینہ ملا، اور اس نے روزے رکھے، اور سال بھر اتنے اتنے سجدے کئے (اور نمازیں ادا کیں) صحابہ نے عرض کیا کہ بے شک، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان دونوں کے درجوں میں آسمان وزمین کا فاصلہ ہے (ابنِ ماجہ)

اس طرح کے واقعات اور سندوں سے بھی مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ نیک عمل کر کے بعد میں فوت ہونے والا، جنت میں پہلے داخل ہوتا ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِيْ عُذْرَةَ ثَلَاثَةً، أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمُوْا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يَّكْفِيْنِيْهِمْ؟ قَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ: فَكَانُوْا عِنْدَ طَلْحَةَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ أَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ : ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ : ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ، قَالَ طَلْحَةُ : فَرَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِيْنَ كَانُوْا عِنْدِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَرَأَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ أَمَامَهُمْ، وَرَأَيْتُ الَّذِيْ اُسْتُشْهِدَ أَخِيْرًا يَلِيْهِ، وَرَأَيْتُ

---

[1] عن أبى سلمة، قال :نزل رجلان من أهل اليمن على طلحة بن عبيد الله، فقتل أحدهما مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم مكث الآخر بعده سنة، ثم مات على فراشه .فأرى طلحة بن عبيد الله :أن الذى مات على فراشه دخل الجنة قبل الآخر بحين، فذكر ذلك طلحة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :كم مكث بعده ؟ قال : حولا . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ": صلى ألفا وثمان مائة صلاة، وصام رمضان (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۹)

فى حاشية مسند احمد:حسن لغيره.

عن عامر بن سعد بن أبى وقاص، قال :سمعت سعدا، وناسا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون :كان رجلان أخوان فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان أحدهما أفضل من الآخر، فتوفى الذى هو أفضلهما، ثم عمر الآخر بعده أربعين ليلة، ثم توفى، فذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فضل الأول على الآخر، فقال " :ألم يكن يصلى ؟ "فقالوا :بلى يا رسول الله فكان لا بأس به .فقال " :ما يدريكم ماذا بلغت به صلاته ؟ "ثم قال عند ذلك " :إنما مثل الصلاة كمثل نهر جار بباب رجل، غمر عذب يقتحم فيه كل يوم خمس مرات، فماذا ترون يبقى ذلك من درنه (مسند احمد،رقم الحديث ۱۵۳۴)

فى حاشية مسند احمد:إسناده قوى على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير مخرمة بن بكير، فمن رجال مسلم.

الَّذِیُ اُسُتُشُهِدَ أَوَّلَهُمُ آخِرَهُمُ، قَالَ : فَدَخَلَنِیُ مِنُ ذٰلِکَ، قَالَ : فَأَتَیُتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُتُ ذٰلِکَ لَهُ، قَالَ : فَقَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ : وَمَا أَنُکَرُتَ مِنُ ذٰلِکَ لَیُسَ أَحَدٌ أَفُضَلَ عِنُدَ اللّٰهِ مِنُ مُؤُمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْإِسُلَامِ لِتَسُبِیُحِهٖ وَتَکُبِیُرِهٖ وَتَهُلِیُلِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۰۱) [1]

ترجمہ: بنی عذرہ قبیلہ کے تین افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جنہوں نے اسلام قبول کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی کون کفایت (وضیافت) کرے گا؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ میں کروں گا، تو وہ تینوں حضرت طلحہ کے پاس تھے، اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، ان تین افراد میں سے ایک شخص اس لشکر میں گیا، جو کہ شہید ہوگیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور لشکر بھیجا، جس میں دوسرا شخص بھی گیا، وہ بھی شہید ہوگیا، پھر (ان تین افراد میں سے) تیسرا شخص اپنے بستر پر فوت ہوگیا، حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے ان تینوں کو (خواب میں) دیکھا کہ وہ میرے پاس جنت میں ہیں، اور میں نے اپنے بستر پر فوت ہونے والے کو آگے دیکھا، اور جو بعد میں شہید ہونے والا تھا، اس کو اس کے ساتھ (پیچھے) دیکھا، اور جو پہلے فوت ہونے والا تھا، اس کو ان دونوں کے آخر میں دیکھا، جس سے مجھے خلجان ہوا (کہ دونوں شہید پیچھے کیوں ہیں، اور بعد میں اپنے بستر پر فوت ہونے والا آگے کیوں ہے؟) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کے سامنے اس خواب کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو اس پر تعجب کیوں ہوا؟ اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں، جو اسلام کی حالت میں ایک لمبی عمر پائے،

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیرہ.

اس کی (زیادہ) تسبیح اور تکبیر اور تہلیل (اور ذکرواذکار اور عبادت) کی وجہ سے (اس کی زیادہ فضیلت ہے)(مسند احمد)

فائدہ: مذکورہ احادیث کا یہ مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے، جن میں اچھے عمل کے ساتھ لمبی عمر والے شخص کو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں افضل وبہتر قرار دیا گیا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر تک زندہ رہ کر عبادت کرنے والے کا ثواب کم عمر میں شہادت کا درجہ پانے والے سے بھی زیادہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ زیادہ عمر والا اپنے بستر پر ہی فوت کیوں نہ ہو، اس لئے زندگی کی قدر کرنی چاہئے۔

شہد اور گھی کو چاٹتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ لَكَأَنَّ فِيْ إِحْدٰى إِصْبَعَيَّ سَمْنًا، وَفِي الْأُخْرٰى عَسَلًا، فَأَنَا أَلْعَقُهُمَا ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ: تَقْرَأُ الْكِتَابَيْنِ: اَلتَّوْرَاةَ وَالْفُرْقَانَ، فَكَانَ يَقْرَؤُهُمَا (مسند احمد، رقم الحديث ٧٠٦٧) [2]

ترجمہ: میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا کہ میری ایک اُنگلی میں گھی ہے، اور دوسری میں شہد ہے، اور میں ان دونوں کو چاٹ رہا ہوں، پھر جب میں نے صبح

---

[1] عن عبد الرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه، أن رجلا قال: يا رسول الله أي الناس خير، قال: من طال عمره، وحسن عمله، قال: فأي الناس شر؟ قال: من طال عمره وساء عمله: هذا حديث حسن صحيح(سنن الترمذي، رقم الحديث ٢٣٣٠)
عن عبد الله بن بسر، أن أعرابيا قال: يا رسول الله من خير الناس؟ قال: من طال عمره، وحسن عمله وفي الباب عن أبي هريرة، وجابر: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (سنن الترمذي، رقم الحديث ٢٣٢٩)

[2] في حاشية مسند احمد: إسناده حسن، أحاديث قتيبة عن ابن لهيعة حسان، وباقي رجاله ثقات.

کی، تو اس خواب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ دو کتابیں، توراۃ اور فرقان (یعنی قرآن مجید) کی قرائت کریں گے، تو حضرت عبداللہ بن عمرو، ان دونوں (یعنی تورات اور قرآن مجید) کی قرائت کیا کرتے تھے (مسند احمد)

فائدہ: تورات کو پڑھنا اس کے لئے جائز ہے، جس کے پاس اتنا علم ہو کہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکے، اس سے معلوم ہوا کہ خواب میں گھی اور شہد کو چاٹتے ہوئے دیکھنا قرآن مجید اور آسمانی علوم کے حصول کی علامت ہے۔

سایہ، شہد اور گھی دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّیْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ، ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ، ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بِأَبِیْ أَنْتَ، وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّیْ فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا الَّذِیْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ، حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِیْ أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ

فَيَعْلُوْ بِهٖ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُوْ بِهٖ، فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بِأَبِيْ أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ: فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ أَخْطَأْتُ، قَالَ: لَا تُقْسِمْ (بخاری، رقم الحدیث ٧٠٤٦)

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اوراس نے عرض کیا کہ میں نے رات کوخواب میں ایک سایہ دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس کو اکٹھا کررہے ہیں، کچھ لوگ زیادہ مقدار میں، اور کچھ لوگ کم مقدار میں، اور ایک رسی زمین سے آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑا، اور آپ اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے، پھر اس رسی کو ایک اور آدمی نے پکڑا، اور وہ بھی اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا، پھر اس رسی کو ایک (تیسرے) آدمی نے پکڑا، اور وہ بھی اس کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گیا، پھر اس رسی کو ایک اور (چوتھے) آدمی نے پکڑا، تو وہ رسی ٹوٹ گئی، اور پھر جڑ گئی (یعنی درست ہوگئی) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم آپ مجھے اس کی تعبیر بیان کرنے کی اجازت دے دیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس کی تعبیر بیان کیجئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ سایہ تو اسلام ہے، اوراس سے جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، وہ قرآن ہے، جس کی حلاوت اور مٹھاس ٹپک رہی ہے، اور کچھ قرآن مجید کو زیادہ لینے والے ہیں، اور کچھ کم لینے والے ہیں، اور آسمان سے زمین تک کی رسی وہ حق ہے، جس پر آپ ہیں، جس کو آپ نے پکڑ رکھا ہے، اور اللہ آپ کو بلند فرمارہا ہے، پھر آپ کے بعد اس کو دوسرا

پکڑے گا اور چڑھے گا، پھر اس کے بعد تیسرا پکڑے گا اور چڑھے گا، پھر اس کو ایک شخص پکڑے گا اور وہ رسی ٹوٹ جائے گی، پھر اس کو جوڑا جائے گا اور وہ اس کے ذریعے چڑھے گا (پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ) اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں نے درست کہا یا مجھ سے خطا ہوئی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے کچھ درست کہا اور کچھ میں خطا کی، حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم آپ مجھے بتلادیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (بلاوجہ کی) قسم نہ اٹھایئے (بخاری)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکمت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی درست اور خطاء والی بات کی تعیین نہیں فرمائی۔

اس لئے اس کے بارے میں اہلِ علم حضرات کا بھی بعد میں اختلاف ہوا، بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گھی اور شہد دونوں چیزوں کی قرآن مجید سے تعبیر دی، حالانکہ ان دونوں کی تعبیر قرآن وسنت سے دینی چاہئے تھی۔

اور اس میں اہلِ علم حضرات کے اور بھی اقوال ہیں، لیکن کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے اس کی نشاندہی نہیں فرمائی، اس لئے امکان کے درجہ میں اور اقوال کا بھی احتمال ہے، مگر عوام کو اس کی کھود کرید میں پڑنا مناسب نہیں، لیکن یہ بات سب کو سمجھ لینی چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ قسم کھانے کو پسند نہیں فرمایا۔ [1]

---

[1] (أصبت بعضا وأخطأت بعضا) قيل خطؤه فى التعبير لكونه عبّر بحضوره -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إذا كان -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أحق بتعبيرها، وقيل أخطأ لمبادرته تعبيرها قبل أن يأمره به، وتعقب بأنه عليه الصلاة والسلام أذن له فى ذلک وقال اعبرها.

وأجيب :بأنه لم يأذن له ابتداء بل بادر هو بالسؤال أن يأذن له فى تعبيرها فأذن له، وقال :أخطأت فى مبادرتک للسؤال أن تتولى تعبيرها، لكن فى إطلاق الخطأ على ذلک نظر فالظاهر أنه أراد الخطأ فى التعبير لا لكونه التمس التعبير.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

باغ، ستون اور مضبوط حلقہ دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كُنتُ جَالِسًا فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ أَثَرُ الْخُشُوْعِ، فَقَالُوْا : هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ، وَتَبِعْتُهٗ، فَقُلْتُ : إِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ : وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ : رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ- ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ، أَسْفَلُهٗ فِيْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن هبيرة :إنما أخطأ لكونه أقسم ليعبرنها بحضرته -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -ولو كان أخطأ فى التعبير لم يقرّه عليه وقيل :أخطأ لكونه عبّر السمن والعسل بالقرآن فقط وهما شيئان كان من حقه أن يعبرهما بالقرآن والسنّة لأنها بيان للكتاب المنزّل عليه وبهما تتم الأحكام كتمام اللذة بهما، وقيل وجه الخطأ أن الصواب فى التعبير أن الرسول -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -هو الظلة، والسمن والعسل القرآن والسُّنّة، وقيل :يحتمل أن يكون السمن والعسل العلم والعمل وقيل الفهم والحفظ. وتعقب ذلك فى المصابيح فقال :لا يكاد ينقضى العجب من هؤلاء الذين تعرضوا إلى تبيين الخطأ فى هذه الواقعة مع سكوت النبى -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عن ذلك وامتناعه منه بعد سؤال أبى بكر له فى ذلك حيث (قال :فوالله يا رسول الله لتحدثنى بالذى أخطأت) فى وثبت قوله يا رسول الله لأبى ذر وابن عساكر (قال)- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-(لا تقسم) فكيف لا يسع هؤلاء من السكوت ما وسع النبى -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وماذا يترتب على ذلك من الفائدة فالسكوت عن ذلك هو المتعين اهـ.

وحكى ابن العربى أن بعضهم سئل عن بيان الوجه الذى أخطأ فيه أبو بكر فقال :من الذى يعرفه؟ ولئن كان تقدم أبى بكر بين يدى النبى -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -للتعبير خطأ فالتقدم بين يدى أبى بكر لتعيين خطئه أعظم وأعظم فالذى يقتضيه الدين الكف عن ذلك .وأجاب فى الكواكب :بأنهم إنما قدموا على تبيين ذلك مع أنه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لم يبينه لأن هذه الاحتمالات لا جزم فيها أو لأنه كان يلزم فى بيانه مفاسد للناس واليوم زال ذلك (ارشاد السارى، ج١٠، ص ١٢١و ١٢٢، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب)

الْأَرْضِ، وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِيْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيْلَ لِيْ: اِرْقَ، قُلْتُ: لاَ أَسْتَطِيْعُ، فَأَتَانِيْ مِنْصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ، فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيْلَ لَهٗ: اِسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ، وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ (بخاری، رقم الحدیث ۳۸۱۳)

ترجمہ: میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا، جس کے چہرے پر خشوع (تقوے) کا اثر تھا، لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی جنّتیوں میں سے ہے، پھر اس آدمی نے مختصر طریقہ سے دو رکعتیں پڑھیں پھر وہ (مسجد سے) نکل گیا، اور میں اس کے پیچھے چلا، میں نے عرض کیا کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے، تو لوگوں نے کہا تھا کہ یہ آدمی جنتیوں میں سے ہے، اس آدمی نے کہا، اللہ کی قسم کسی کو ایسی بات کہنا جسے وہ جانتا نہ ہو مناسب نہیں ہے اور میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا، میں نے دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں جس کی وسعت اور سرسبزی وشادابی کو انہوں نے بیان کیا، اس باغ کے درمیان لوہے کا ایک ستون ہے، جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے، اس کے اوپر والے حصہ میں ایک کنڈا ہے جس میں کنڈی لٹک رہی ہے ان سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ، میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا، تو میرے پاس ایک لڑکا آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا دیئے تو میں چڑھ گیا حتیٰ کہ میں اس کے اوپر تھا تو میں نے دوسرا کنڈا پکڑ لیا تو ان سے کہا گیا کہ مضبوط پکڑ

لو، میں بیدار ہوا تو وہ (کنڈا) میرے ہاتھ میں تھا، میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا مضبوط حلقہ ہے، پس تم آخر دم تک اسلام پر قائم رہو گے اور وہ آدمی عبداللہ بن سلام تھے (بخاری)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سرسبز باغ کا دیکھنا اسلام کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور حلقہ کو مضبوط پکڑے رکھنا اسلام پر آخر دم تک مضبوطی سے قائم رہنے کی علامت ہے۔ [1]

چند شہداء کو جنت میں دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، فَرُبَّمَا قَالَ: هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا ؟فَإِذَا رَأٰى الرَّجُلُ رُؤْيَا سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ ، كَانَ أَعْجَبَ لِرُؤْيَاهُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَجَاءَ تْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، رَأَيْتُ كَأَنِّيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ بِهَا وَجْبَةً، ارْتَجَّتْ لَهَا الْجَنَّةُ، فَنَظَرْتُ، فَإِذَا قَدْ جِيْءَ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، وَفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، حَتّٰى عَدَّتْ اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا وَقَدْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قَبْلَ ذٰلِكَ، قَالَتْ: فَجِيْءَ بِهِمْ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ طُلْسٌ، تَشْخُبُ أَوْدَاجُهُمْ قَالَتْ: فَقِيْلَ: اِذْهَبُوْا بِهِمْ إِلَى نَهْرِ الْبَيْذَخِ، أَوْ قَالَ: إِلٰى نَهْرِ الْبَيْدَحِ، قَالَ: فَغُمِسُوْا فِيْهِ، فَخَرَجُوْا مِنْهُ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، قَالَتْ: ثُمَّ أَتَوْا بِكَرَاسِيَّ مِنْ ذَهَبٍ

---

[1] (فأنت على الإسلام حتى تموت) اهـ. كلامه -صلى الله عليه وسلم- (فقال قيس: وذلك الرجل عبد الله بن سلام) . ولا يبعد أن يكون من قول عبد الله بن سلام بأن يخبر عن نفسه (مرقاة، كتاب المناقب والفضائل، باب جامع المناقب)

فَقَعَدُوْا عَلَيْهَا، وَأُتِيَ بِصَحْفَةٍ،أَوْ كَلِمَةٍ نَحْوِهَا،فِيْهَا بُسْرَةٌ ، فَأَكَلُوْا مِنْهَا، فَمَا يُقَلِّبُوْنَهَا لِشِقٍّ ، إِلَّا أَكَلُوْا مِنْ فَاكِهَةٍ مَا أَرَادُوْا، وَأَكَلْتُ مَعَهُمْ،قَالَ:فَجَاءَ الْبَشِيْرُ مِنْ تِلْكَ السَّرِيَّةِ ،فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَانَ مِنْ أَمْرِنَا كَذَا وَكَذَا، وَأُصِيْبَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، حَتّٰى عَدَّ الِاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِيْنَ عَدَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيَّ بِالْمَرْأَةِ،فَجَاءَتْ، قَالَ:قُصِّيْ عَلٰى هٰذَا رُؤْيَاكِ ،فَقَصَّتْ، قَالَ: هُوَ كَمَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٢٣٨٥) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے خوابوں سے خوش ہوتے تھے، اور بعض اوقات معلوم کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تعبیر دریافت کر لیتا، اگر اس میں کوئی پریشانی کی بات نہ ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی خوش ہوتے، اسی تناظر میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں جنت میں داخل ہوئی ہوں، میں نے وہاں ایک آواز سنی جس سے جنت بھی ہلنے لگی، اچانک میں نے دیکھا کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو لایا جا رہا ہے، یہ کہتے ہوئے اس نے بارہ آدمیوں کے نام گنوائے، جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے ایک سریہ (یعنی جہادی لشکر) میں روانہ فرمایا تھا، اس خاتون نے بیان کیا کہ جب انہیں وہاں لایا گیا تو ان کے جسم پر جو کپڑے تھے وہ کالے ہو چکے تھے اور ان کی رگیں پھولی ہوئی تھیں، کسی نے ان سے کہا کہ ان لوگوں کو نہرِ بیذخ یا نہرِ بیدخ میں لے جاؤ، چنانچہ ان کو اس نہر میں غوطہ لگایا گیا اور جب وہ نہر سے باہر نکلے تو ان کے چہرے چودھویں رات

[1] فی حاشیۃ مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم.

کے چاند کی طرح چمک رہے تھے، پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں، وہ ان پر بیٹھ گئے، پھر ایک تھالی لائی گئی جس میں کچی کھجوریں تھیں، وہ ان کھجوروں کو کھانے لگے، اس دوران وہ جس کھجور کو پلٹتے تھے تو حسبِ منشاء میوہ کی شکل میں کھانے کو ملتا تھا، اور میں بھی ان کے ساتھ کھاتی رہی، کچھ عرصے کے بعد اس لشکر سے ایک آدمی فتح کی خوشخبری لے کر آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا اور فلاں فلاں آدمی شہید ہو گئے، یہ کہتے ہوئے اس نے انہی بارہ آدمیوں کے نام گنوا دیئے، جو (خواب میں دیکھ کر اس) عورت نے بتائے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو میرے پاس دوبارہ بلا کر لاؤ، وہ آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اپنا خواب اس آدمی کے سامنے بیان کرو، اس نے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح بیان کیا ہے حقیقت بھی اسی طرح ہے (مسند احمد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کا آخرت میں بڑا مقام اور عظیم فضیلت اور ان کے لئے عمدہ رزق کا انتظام ہے۔

فرشتوں کے جہنم کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا رَأٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرٰى رُؤْيَا، فَأَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِيْ، فَذَهَبَا بِيْ إِلَى النَّارِ،

فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ: لَمْ تُرَعْ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا (بخاری، رقم الحدیث ۱۱۲۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جب کوئی آدمی خواب دیکھتا، تو اس کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا، مجھے تمنا تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتا اور میں ایک جوان لڑکا تھا اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں مسجد میں سوتا تھا (اسی دوران) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے جہنم کی طرف لے گئے اور جہنم خم دار کنویں کی طرح خم دار تھی، جس کے دوستون تھے اور اس میں کچھ لوگ تھے جن کو میں نے پہچان لیا تھا، میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا، پھر مجھ سے ایک دوسرا فرشتہ ملا اور مجھ سے کہا کہ آپ ڈریئے نہیں (کیونکہ آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا) پھر اس خواب کو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات کی نماز پڑھا کرتے (یعنی تہجد پڑھا کرتے، اور نفلی عبادت کیا کرتے) چنانچہ اس کے بعد حضرت ابنِ عمر رات کو بہت ہی کم سویا کرتے تھے (اور اکثر رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے) (بخاری)

فائدہ: بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک بندہ کو اس قسم کے متنبہ کرنے والے خواب

دِکھائے جاتے ہیں، جن کا مقصود بندہ کو اپنے اعمال کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے، اور یہ خواب رحمانی اور مبشرات یعنی نبوت کے چھیالیسویں حصہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ''کیا اچھا آدمی ہے'' فرمانے سے ان کے صالح اور نیک ہونے اور رات کی نماز پڑھنے کی تمنا ظاہر کرنے سے، ان کو مزید نیکی میں ترقی کرنے کی طرف اشارہ تھا، مزید براں یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی بُری تعبیر دینے کے بجائے اچھی تعبیر دی، جس سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو نفع ہوا، اور اس سے اس خواب کا مبشرات میں سے ہونا معلوم ہوا۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز وعبادت (یعنی تہجد وغیرہ) جہنم کے عذاب سے حفاظت اور درجات کی ترقی کا باعث ہے۔ [1]

جنت میں اُڑتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ، لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا

---

[1] (لم يبق من النبوة) أى :من أجزائها (إلا المبشرات) : بكسر الشين المشددة .قال السيوطى :أى :الوحى منقطع بموتى، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، والتعبير بالمبشرات خرج مخرج الأغلب، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهى صادقة يريها الله للمؤمن رفقا به، ليستعد لما يقع قبل وقوعها .(قالوا) أى :بعض الصحابة (وما المبشرات؟ قال :الرؤيا الصالحة) ، أى :الحسنة أو الصادقة، وهى ما فيه بشارة أو تنبيه عن غفلة وأمثال ذلك .قال الطيبى :ومعنى الصالحة الحسنة، ويحتمل أن تجرى على ظاهرها، وأن تجرى على الصادقة، والمراد بها صحتها، وتفسير رسول الله -صلى الله عليه وسلم -المبشرات على الأول ظاهر ; لأن البشارة كل خبر صدق يتغير به بشرة الوجه واستعمالها فى الخير أكثر، وعلى الثانى مؤول إما على التغليب، أو يحمل على أصل اللغة(مرقاة، ج۷ص ۲۹۱۳، كتاب الرؤيا)

قوله لو كان لو للتمنى لا للشرط ولذلك لم يذكر الجواب وفى هذا الحديث أن قيام الليل يدفع العذاب وفيه تمنى الخير والعلم (فتح البارى لابنِ حجر، ج۳ص۷،قوله باب فضل قيام الليل)

حَفْصَةُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ، أَوْ قَالَ:إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا (قیمتی) ایک ٹکڑا ہے، میں جنت کے جس مکان میں بھی جانا چاہتا ہوں وہ مجھ کو اُس کی طرف اڑا کر لے جاتا ہے، پھر میں نے اس خواب کو حضرت حفصہ سے بیان کیا، پھر حضرت حفصہ نے اس خواب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا بھائی صالح (نیک) آدمی ہے یا یہ فرمایا کہ عبداللہ صالح (نیک) آدمی ہے (بخاری)

فائدہ: اس خواب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا، قَالَ:هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رُؤْيَا الْيَوْمَ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا:رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِيْ بَيْتِكِ ثَلَاثَةٌ هُمْ أَفْضَلُ أَوْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا، قَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَدُفِنَا فِيْ بَيْتِهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۰۱)

---

[1] رقم الحديث ۷۰۱۵، و رقم الحديث ۷۰۱۶، باب الإستبرق ودخول الجنة فى المنام.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب سننا پسند تھا (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ گویا کہ تین چاند میرے حجرے میں گر پڑے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہوا، تو آپ کے گھر میں ایسی تین شخصیات دفن کی جائیں گی جو زمین والوں میں سب سے افضل یا سب سے بہتر ہیں۔

پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا، تو حضرت عائشہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آپ کے (خواب میں نظر آنے والے تین) چاندوں میں سے ایک ہے، جو کہ سب سے بہتر ہے، پھر اس کے بعد (بالترتیب) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی، پھر ان کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا (حاکم)

فائدہ: اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند گرنے کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی، اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر بیان فرمائی، اس وقت ان تین شخصیات کے وہاں دفن ہونے کا تصور بھی نہیں تھا۔

بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرنے کا ذکر ہے۔ [1]

---

[1] عن سعيد بن المسيب ، قال :قالت عائشة رضى الله عنها : رأيت كأن ثلاثة أقمار سقطت فى حجرتى ، فسألت أبا بكر رضى الله عنه ، فقال :يا عائشة ، إن تصدق رؤياک يدفن فى بيتک خير أهل الأرض ثلاثة ، فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفن ، قال لى أبو بكر :يا عائشة ، هذا خير أقمارک ، وهو أحدها هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه .وقد كتبناه من حديث أنس بن مالک مسندا (مستدرک حاکم،رقم الحديث ۴۴۰۰)

قال الذهبى:على شرط البخارى ومسلم.

اس خواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواب میں چاند کا دیکھنا عظیم وپاکیزہ شخصیت کو دیکھنے کی علامت ہے۔

اسی کے ساتھ اس خواب سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی قُرب اوران دونوں حضرات کی عظیم فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

زمین کوآسمان کی طرف اُٹھتے ہوئے دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيْ الْمَنَامِ كَأَنَّ الْأَرْضَ تُنْزَعُ إِلَى السَّمَاءِ بِأَشْطَانٍ شِدَادٍ، فَقَصَصْتُ ذٰلِكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ذَاكَ وَفَاةُ ابْنِ أَخِيْكَ (مسند البزار) [1]

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ باندھ کرآسمان کی طرف کھینچی جارہی ہے، تو میں نے اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکرکیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی کے بیٹے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہے (بزار، دارمی)

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃٌ للعالمین ہیں، اورآپ کا درجہ بہت بلند اور ''بعداز خداتو ہی قصہ مختصر'' والا معاملہ ہے، اس لئے زمین کا اوپرآسمان کی طرف کھینچا جانا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کی علامت قراردیا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٣١٧، واللفظ لهٗ، مسند الدرامی، رقم الحديث ٢٢٠٣.
قال البزار: وهذا الكلام لا نعلمه يروى إلا عن العباس، عن النبی صلى الله عليه وسلم ولا نعلم له طريقا إلا هذا الطريق.
وقال الهيثمی: رواه البزار والطبرانی، ورجالهما ثقات(مجمع الزوائد،باب فی رؤيا العباس)

[2] الشطن بفتح الشين المعجمة والطاء المهملة) وبالنون (الحبل) بالمهملة والموحدة قال فی المصباح .وجمعه أشطان كسبب وأسباب(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج٦ص ٢٨٢، باب فضل قراء ة تلاوة القرآن)

سورہ ''ص'' کے سجدہ پر چیزوں کو سجدہ میں دیکھنے کی نبوی تعبیر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیْتُ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ کَأَنِّیْ افْتَتَحْتُ سُوْرَۃَ صٓ حَتّٰی انْتَهَیْتُ إِلَی السَّجْدَۃِ فَسَجَدَتِ الدَّوَاۃُ وَالْقَلَمُ وَمَا حَوْلَهٗ، فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ فِیْهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۶۱۶) [1]

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں نے سورہ ''صٓ'' شروع کی یہاں تک کہ میں سجدہ کی آیت تک پہنچ گیا، تو دوات اور قلم اور ان کے اردگرد کی چیزوں نے سجدہ کیا، میں نے اس خواب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سورہ ''صٓ'' کی اس آیت پر سجدہ کیا (حاکم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سورہ ''صٓ'' کی آیتِ سجدہ پر سجدہ کرنا چاہیے۔ [2]

معتبر احادیث وروایات کی روشنی میں دوسروں کے دیکھے ہوئے خوابوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعبیرات وجوابات کا بیان بحمداللہ مکمل ہوا۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

---

[1] قال الذهبی: علی شرط مسلم.

[2] سورہ ''صٓ'' کی آیتِ سجدہ یہ ہے:

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِکَ إِلٰی نِعَاجِهٖ وَإِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ إِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَأَنَابَ (سورہ صٓ، رقم الآیۃ ۲۴)

(فصل نمبر۱۰)

صحابۂ کرام کے دیکھے ہوئے مبارک خواب

آخر میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے چند ایسے مبارک خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو یا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں نہیں دیکھے گئے، یا ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر یا جواب وہدایت دینے کا ذکر نہیں۔

نبی ﷺ کو غسلِ تدفین کے طریقہ کی خواب میں ہدایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَاللّٰهِ مَا نَدْرِيْ أَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا، أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا أَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِيْ صَدْرِهٖ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ: أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهُ، يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهُ بِالْقَمِيْصِ دُوْنَ أَيْدِيْهِمْ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۳۱۴۱)

ترجمہ: جب صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (وصال ہونے کے بعد) غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ آیا ہم (غسل دینے کے لئے) آپ کے جسم سے کپڑے اتارلیں، جیسا کہ ہم اپنے دوسرے مُردوں کے اتارا کرتے ہیں یا آپ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دے دیں، جب اس سلسلہ میں

ان میں آپس میں اختلاف ہوا، تو اللہ نے ان پر نیند کا غلبہ فرما دیا، یہاں تک کہ ان میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کی نیند کی وجہ سے ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ آ گئی ہو، اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں سے ایک بات کرنے والی کی بات سنائی دی، جس کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنائے پہنائے غسل دو۔

پس سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور آپ کو کرتہ پہنے پہنے غسل دیا یعنی اس طرح کہ وہ کرتہ کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور آپ کے جسم مبارک کو کرتہ ہی سے مَلتے تھے، اپنے ہاتھوں سے نہ ملتے تھے (ابوداؤد)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ تدفین دینے کے طریقہ کی ہدایت، اللہ کی طرف سے خواب میں دی گئی، اور صحابۂ کرام کا یہ خواب رحمانی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغ کو ٹھونگ مارتے ہوئے دیکھنا

حضرت معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، أَوْ خَطَبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنِّـىْ رَأَيْتُ دِيْكًا أَحْمَرَ نَقَرَنِىْ نَقْرَتَيْنِ، وَلاَ أُرٰى ذٰلِكَ إِلَّا حُضُوْرَ أَجَلِىْ (مُصنف ابن أبی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن فرمایا، یا جمعہ کے دن خطبہ دیا، جس میں اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں نے (خواب میں) سرخ مرغ کو دیکھا ہے، جس نے مجھے دو ٹھونگیں ماری ہیں، اور میرا خیال یہ

---

[1] رقم الحديث ۳۱۱۴۱، ما عبّره عمر رضى الله عنه من الرؤيا.

ہے کہ میری موت ہی کا وقت قریب آ چکا ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت جاریہ بن ادامہ سعدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حَجَجْتُ الْعَامَ الَّذِیْ أُصِیبَ فِیهِ عُمَرُ، قَالَ :فَخَطَبَ ، فَقَالَ : إِنِّیْ رَأَیْتُ کَأَنَّ دِیْکًا نَقَرَنِیْ نَقْرَتَیْنِ ، أَوْ ثَلَاثًا (مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: جس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، اس سال میں نے حج کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) یہ دیکھا ہے کہ مرغ نے مجھے دو یا تین ٹھونگیں ماری ہیں (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن حارث خزاعی سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ: إِنِّیْ رَأَیْتُ الْبَارِحَةَ دِیْکًا نَقَرَنِیْ وَرَأَیْتُهٗ یُجْلِیْهِ النَّاسُ عَنِّیْ، فَلَمْ یَلْبَثْ إِلَّا ثَلَاثًا حَتّٰی قَتَلَهٗ عَبْدُ الْمُغِیْرَةِ: أَبُوْ لُؤْلُؤَةَ (مُصنف ابن أبی شیبة) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ان کے خطبے میں سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میں نے رات (خواب میں) ایک مرغ کو دیکھا ہے، جس نے مجھے ٹھونگ ماری، اور میں نے دیکھا کہ اس کو لوگ مجھ سے دور کررہے ہیں، اس کے تین دن بعد ہی مغیرہ کے غلام ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کردیا (ابن ابی شیبہ)

حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنِّیْ رَأَیْتُ فِیْ مَنَامِیْ دِیْکًا أَحْمَرَ نَقَرَنِیْ عَلٰی مَعْقِدِ إِزَارِیْ ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ، فَاسْتَعْبَرْتُهَا أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ، فَقَالَتْ: إِنْ صَدَقَتْ رُؤْیَاکَ، قَتَلَکَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَجَمِ

---

[1] رقم الحدیث ۳۱۱۴۲، ما عبره عمر رضی الله عنه من الرؤیا.

[2] رقم الحدیث ۳۱۱۴۳، ما عبره عمر رضی الله عنه من الرؤیا.

(مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا کہ میں نے اپنے خواب میں سرخ مرغ کو دیکھا، جس نے مجھے ازار بند والی جگہ تین ٹھونگیں ماریں، تو اسماء بنتِ عمیس نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہوا تو ایک عجمی آدمی آپ کو قتل کرے گا (ابن ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خواب سچا ثابت ہوا، جس کا اشارہ آپ کو مل گیا تھا، اور اس خواب کے بعد مغیرہ کے غلام، بدنصیب، ابولؤلؤ نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ [2]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے ساتھ افطار کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ، أَفْطِرْ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ عُثْمَانُ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم) [3]

ترجمہ: (خلیفۂ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) صبح کی، اور یہ بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات خواب میں دیکھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان! ہمارے پاس (روزہ) افطار کیجئے، تو حضرت عثمان

---

[1] رقم الحديث ۳۱۱۴۶، ما عبره عمر رضى الله عنه من الرؤيا.

[2] (لما طعن عمر) : بصيغة المجهول أى طعنه أبو لؤلؤة غلام المغيرة بن شعبة بالمدينة يوم الأربعاء لأربع بقين من ذى الحجة سنة ثلاث وعشرين (مرقاة المفاتيح، ج۹ ص۳۹۰۸، باب مناقب عمر رضى الله عنه)

[3] رقم الحديث ۴۵۵۴.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی، اوراسی دن آپ کو (روزہ کی حالت میں) شہید کردیا گیا (حاکم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوشہادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہوا، کہ آپ روزہ کی حالت میں شہید ہوئے، اور آپ نے شہادت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عالمِ بالا میں روزہ افطار فرمایا۔

اور شہیدوں کوان کے رب کے پاس رزق دیئے جانے کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ [1]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کودیکھنا

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُتَعَلِّقًا بِالْعَرْشِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ الدَّمَ يَنْصَبُّ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ،فَحَدَّثَ الْحَسَنُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ مِّنَ الشِّيْعَةِ، فَقَالُوْا:وَمَا رَأَيْتَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ الْحَسَنُ:مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلِيٍّ، وَلٰكِنَّهَا رُؤْيَا رَأَيْتُهَا (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے

---

[1] وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ١٦٩)

[2] رقم الحديث ٢٧٥٩؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٧٢٥٥.
قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط والكبير باختصار، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، باب ما جاء فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه)

دیکھا، اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے (ان حضرات کی شہادت کے) خون کو دیکھا جو آسمان سے زمین کی طرف ٹپک رہا ہے، پھر (خواب کی) اس بات کو حضرت حسن نے بیان کیا، اور اُس وقت آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ موجود تھے، تو انہوں نے کہا کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا، تو حضرت حسن نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ پسند کرنے والا نہیں ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کسی اور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑے ہوئے دیکھے، لیکن یہ تو خواب ہے، جو میں نے دیکھا ہے (طبرانی)

فائدہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ مجھے اپنے والد ماجد ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسروں سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن خواب کا معاملہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، اور جھوٹا خواب بیان کرنا جائز نہیں ہوتا، لہٰذا میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا، میں نے وہی بیان کیا۔

جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام اور مرتبہ کا تعلق ہے، تو وہ اپنی جگہ قائم ہے، جس کا صحیح اور صریح احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے، اور اس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا؛ لہٰذا اہلِ تشیُّع کا اس موقع پر اعتراض بے معنیٰ ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَأْكُلُ تَمْرًا، فَكَتَبْتُ

إِلَيْـهِ، إِنِّيْ رَأَيْتُكَ تَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ حَلاوَةُ الْإِيْمَانِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۳۱۱۵۷)

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھجور کھا رہے ہیں، تو میں نے ان کو یہ لکھ کر بھیجا کہ میں نے آپ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اور یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت (ومٹھاس) ہے (ابنِ ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس خواب سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے مضبوط اور میٹھے ایمان کا پتہ چلا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہ خواب میں کھجور کا کھانا، ایمان کی حلاوت ومٹھاس کی علامت ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خون کا پیشاب دیکھنے والے کو تعبیر

حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلاً أَتٰى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ : إِنِّيْ رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّيْ أَبُوْلُ دَمًا ، قَالَ : أَرَاكَ تَـأْتِـيْ امْـرَأَتَكَ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلاَ تَعُدْ (مصنف ابن ابی شيبة) [1]

ترجمہ: ایک آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس تماشہ سے بچو، آئندہ یہ کام مت کرنا (مصنف ابن ابی شیبہ)

فائدہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس تعبیر سے ان کی اعلیٰ فراست معلوم ہوئی۔

---

[1] رقم الحديث ۳۱۱۳۸، ما عبره أبو بكر الصديق رضي الله عنه.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لومڑی نکلتے ہوئے دیکھنے والے کو تعبیر

حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتٰى رَجُلٌ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: إِنِّىْ رَأَيْتُ فِى الْمَنَامِ كَأَنِّىْ أُجْرِىْ ثَعْلَبًا، قَالَ: أَنْتَ رَجُلٌ كَذُوْبٌ، فَاتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَعُدْ (مصنف ابن ابى شيبة) [1]

ترجمہ: ایک آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میں (اپنے اندر سے) لومڑی نکال رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ جھوٹ بولنے کے عادی شخص ہو، آپ اللہ سے ڈرو اور آئندہ جھوٹ مت بولنا (مصنف ابن ابی شیبہ)

فائدہ: لومڑی دغابازی اور دھوکہ دہی میں مشہور ہے، اور جھوٹ بولنے میں بھی یہی خرابیاں لازم آتی ہیں، اس لئے اپنے اندر سے لومڑی نکلتے ہوئے دیکھنے والے کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کے عادی ہونے کی تعبیر دی، اور اسے جھوٹ بولنے سے بچنے کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا فتنہ کے وقت خواب دیکھنا

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ -وَذٰلِكَ حِيْنَ تَشَعَّبَ النَّاسُ فِى الطَّعْنِ عَلٰى عُثْمَانَ فَصَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ نَامَ فَأُتِىَ فِى الْمَنَامِ فَقِيْلَ: سَلْ أَنْ يُّعِيْذَكَ اللّٰهُ . مِنَ الْفِتْنَةِ الَّتِىْ أَعَاذَ مِنْهَا عِبَادَهُ الصَّالِحِيْنَ فَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اشْتَكٰى فَلَمْ يَخْرُجْ قَطُّ إِلَّا لِجِنَازَةٍ

(دلائل النبوة للبيهقى، رقم الحديث ج٦ ص ٤٠٤)

ترجمہ: میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے سنا جو کہ رات کی

---

[1] ٣١١٣٩، ما عَبَرَه أبو بكرٍ الصّدّيق رضى الله عنه.

نماز پڑھ رہے تھے، اور یہ وہ وقت تھا جبکہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی میں اختلاف کیا، تو انہوں نے رات کو نماز پڑھی، پھر سو گئے، تو آپ کو خواب میں کہا گیا کہ آپ یہ دعاء کیجئے کہ اللہ آپ کو اُس فتنہ سے پناہ عطاء فرمائے، جس سے اللہ کے نیک بندوں نے پناہ طلب کی، پھر آپ کھڑے ہوئے، اور آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نے تکلیف اُٹھائی، اور (باہر سفر وغیرہ پر) نہیں نکلے کبھی بھی، مگر جنازہ کے لئے (بیہقی)

یہ روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

فائدہ: اس سے فتنہ کے وقت مذکورہ دعاء پڑھنے اور فتنے کے وقت سخت ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔

کئی احادیث میں فتنہ کے وقت گھر میں رہنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا سليمان بن أحمد، حدثنا أحمد بن حماد بن زغبة، حدثنا سعيد بن أبي مريم، حدثنا يحيى بن أيوب، عن يحيى بن سعيد، قال :سمعت عبد الله بن عامر بن ربيعة يصلي من الليل حين نشب الناس في الفتنة، ثم نام فأرى في المنام، فقيل له :قم فسل الله أن يعيذك من الفتنة التي أعاذ منها صالح عباده، فقام فصلى، ثم اشتكى فما خرج إلا جنازة(حلية الاولياء، ج ا ص ١٧٨، تحت ترجمة عامر بن ربيعة)

حدثنا يحيى بن سعيد القطان، عن يحيى بن سعيد الأنصاري، عن عبد الله بن عامر بن ربيعه، قال :لما نشب الناس في الطعن على عثمان رضي الله تعالى عنه، قام أبي يصلي من الليل وقال :اللهم قني من الفتنة مما وقيت به الصالحين من عبادك، قال :فما خرج إلا جنازة(حلية الاولياء ،ج ا ص ١٧٨، تحت ترجمة عامر بن ربيعة)

[2] عبد الله بن عمرو، قال :بينما نحن حول رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ ذكروا الفتنة -أو ذكرت عنده -، فقال : إذا رأيت الناس قد مرجت عهودهم، وخفت أماناتهم، وكانوا هكذا "، وشبك بين أصابعه، قال :فقمت إليه، فقلت له :كيف أفعل عند ذلك، جعلني الله فداك؟ قال " :الزم بيتك، واملك عليك لسانك، وخذ ما تعرف، ودع ما تنكر، وعليك بأمر خاصة نفسك، ودع عنك أمر العامة (مسند أحمد، رقم الحديث ٦٩٨٧، ابوداؤد، رقم الحديث ٤٣٤٣)

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح غير هلال بن خباب، فقد روى له أصحاب السنن، وهو ثقة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بحمداللہ تعالیٰ خواب کے احکام وآداب کا بیان ختم ہوا، جبکہ سونے، جاگنے اور رات کے احکام کا بیان اس سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ رات ودن اور سونے وجاگنے کے معمولات کو سنتِ نبوی کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور خلافِ سنت کاموں اور طریقوں سے سب کی نجات وحفاظت فرمائے۔

وَاللّٰہُ سُبُحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

فقط

محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

مؤرخہ۲/ذوالقعدہ۱۴۳۴ھ،9/ستمبر2013بروز پیر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبي كبشة، قال :سمعت أبا موسى، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن بين أيديكم فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسى كافرا، القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، قالوا: فما تأمرنا؟ قال :كونوا أحلاس بيوتكم (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۲۶۲، كتاب الفتن والملاحم،باب في النهي عن السعي في الفتنة)

عن أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في الفتنة :كسروا فيها قسيكم، وقطعوا فيها أوتاركم، والزموا فيها أجواف بيوتكم، وكونوا كابن آدم(ترمذی، رقم الحديث ۲۲۰۴)